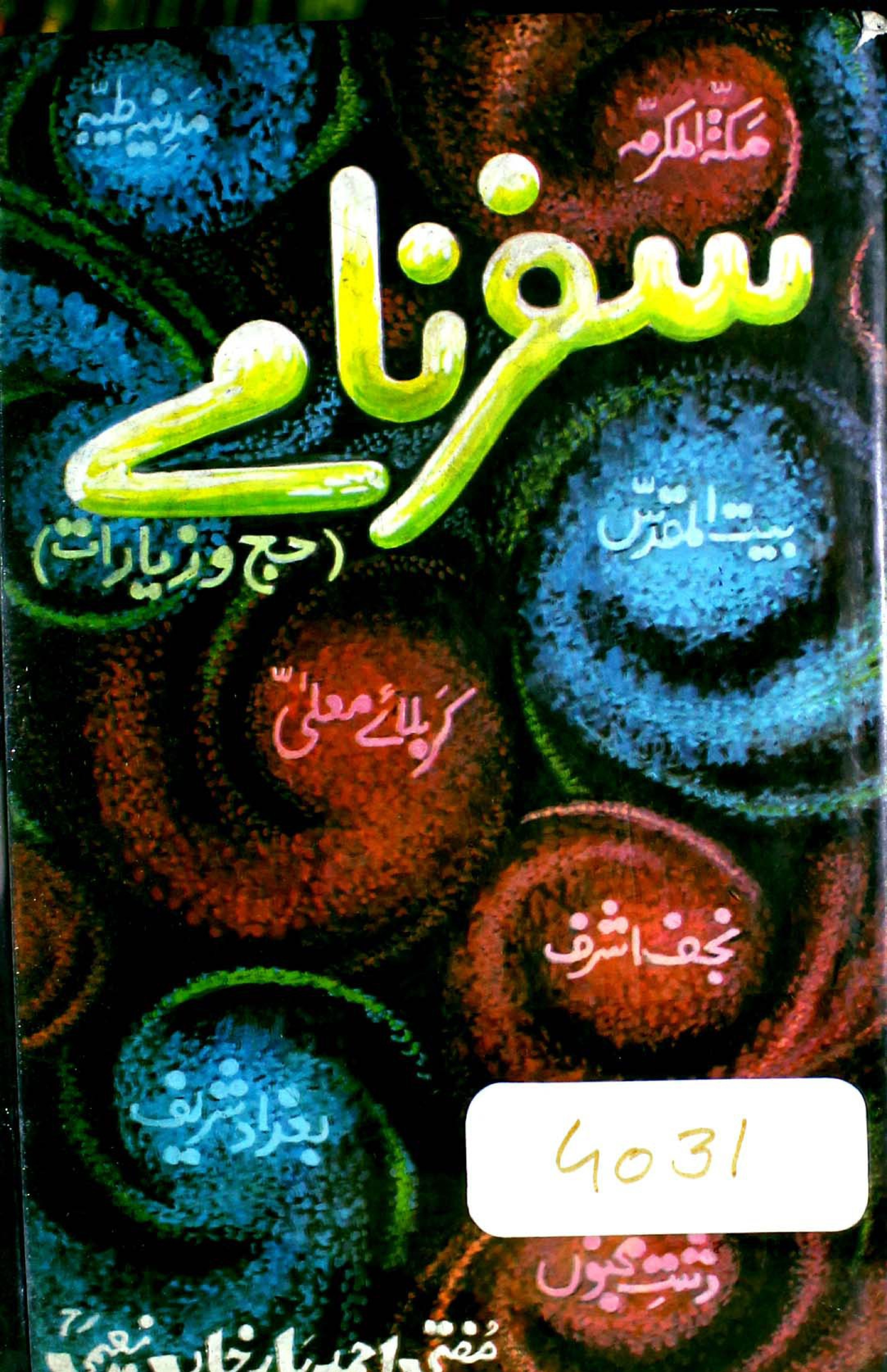
سفرنامے
(حج وزیارات)
مدینہ طیبہ
مکۃ المکرمہ
بیت المقدس
کربلائے معلیٰ
نجف اشرف
بغداد شریف
دشتِ مجنوں
مفتی احمد یار خان نعیمی
4031

Marfat.com

Marfat.com

سفر نامہ

4031

(حج و زیارات)

مصنّف

شیخ التفسیر مفتی احمد یار خاں نعیمیؒ

ناشر

مکتبۂ اسلامیہ

۴۰- اردو بازار، لاہور

Marfat.com

جُملہ حقوق محفوظ

87299

~~69799~~

نام کتاب ——— سفرنامے (حج و زیارات)

مصنّف ——— مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

بار اوّل ——— ۱۹۸۸ء / ۱۴۰۹ھ

تعداد صفحات ——— ۲۹۲

پرنٹرز ——— پیر بھائی پرنٹرز۔ لاہور

ناشر ——— مکتبہ اسلامیہ ۴۰۔ اُردو بازار لاہور

تعداد ——— ۱۱۰۰

قیمت ——— 45/- [redacted]/- روپے

Marfat.com

ادارہ کے کارکنان کو تحسین پیش کرتا ہوں جن کی مساعی جمیلہ سے یہ کتاب "سفر نامے" جدید انداز میں شائع ہو گئی ہے۔

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حج و زیارات کے دو سفر نامے "سفر نامہ حجاز" اور "سفر نامہ قبلتین" شائع ہوئے تھے بعد ازاں یہ عرصہ دراز تک اشاعت پذیر نہ ہو سکے جبکہ معزز قارئین کی پر زور فرمائش رہی۔

الحمد للہ اب یہ دونوں سفر نامے ایک ہی جلد میں یکجا کر کے مارکیٹ میں پیش کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

ایک فرض تھا جو رب کریم کے فضل سے پورا کرتے ہوئے میں اطمینانِ قلب محسوس کر رہا ہوں اللہ رب العزت کارکنان کو مزید ہمت عطا فرمائے۔

آمین

مُفتی محمد مختار احمد نعیمی

مکتبہ اسلامیہ

4031

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ کَانَ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الطَّاھِرِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ط

دیباچہ

اللہ تعالٰے کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے میری بہت روز کی دلی تمنائیں پوری فرمائیں ۱۳۵۰ھ میں میں نے اپنا فریضہ حج ادا کیا۔ یہ حج دھوراجی کاٹھیاواڑ سے ہوا۔ پھر ۱۳۶۵ھ میں گجرات سے دوسرا حج اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ ادا کیا والدہ مرحومہ نے اپنا حج کیا اور میں نے اپنے والد مرحوم مولانا محمد یار خاں صاحب کی طرف سے حج بدل ادا کیا۔ پھر تمنا تھی کہ کاش یہ عاجز گناہ گار اپنے پیارے نبی۔ نبیوں کے سرتاج۔ صاحب معراج سید المرسلین شفیعُ المُذنبین۔ حضور محمد مصطفٰے احمد مجتبٰی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حج بدل کرے۔ بار بار امنگ اٹھتی دل میں جوش آتا مگر بات نہ بنتی تھی۔ موقعہ نہ ہوتا تھا۔ یہ بھی تمنا تھی کہ کبھی بغداد مقدس میں حاضری حضور غوث الثقلین نجیب الطرفین۔ قطب ربانی محبوب سُبحانی شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے آستانہ مقدس پر حاضری نصیب ہو اور یہ غلام بینوا اپنی آنکھوں سے آستانہ شریف کی زیارت کرے۔ کربلا شریف نجف اشرف۔ مشہد شریف۔ جیسے بزرگ ترین آستانوں کی جاروب کشی اپنی پلکوں سے نصیب ہو۔ اور میں سید الشہداء بیکس دشتِ کربلا نورِ دیدہ علی مرتضٰی لختِ جگر جناب

Marfat.com

مصطفےٰ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آستانہ دیکھوں۔ ولیوں کے سرتاج۔ اولیاء کے دولہا طریقت کے سرچشمہ بادشاہ ابرار علی مرتضیٰ حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آستانہ پر ناصیہ فرسائی نصیب ہو۔ لیکن تدبیر بن نہ آتی تھی دل کی تمنا دل میں رہ جاتی تھی۔ قربان اس مسبب الاسباب کی قدرت کے کہ ۱۳۷۴ھ مطابق ۱۹۵۴ء میں حج پاک ٹرانسپورٹ کمپنی کی طرف سے اشتہار شائع ہوئے کہ ہمارا قافلہ ۱۰۰ حجاج کو لے کر بغداد شریف کربلا معلی۔ نجف مقدس۔ ایران۔ عراق۔ نجد کویت ہوتا ہوا حرمین طیبین کو جا رہا ہے۔ میں نے اپنے محترم دوست الحاج صوفی محمد جمیل صاحب سے ملاقات کی اور عرض مدعا کیا ان موصوف نے فرمایا کہ پار سال صرف اس کمپنی کے حصہ داران ہی جا سکے تھے۔ شائد اس سال بھی حکومت پاکستان کی طرف سے یہ ہی قید لگے لہذا مناسب ہے کہ آپ پہلے کمپنی کا شیئر چالیس روپیہ میں خرید لیں۔ تاکہ کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہو۔ فوراً میں نے اور میرے رفقاء صوبہ دار حاجی اللہ دتہ صاحب۔ سیٹھ حاجی محمد دین صاحب۔ ماسٹر الحاج اللہ دتہ صاحب دکاندار نے حصص خرید لیئے۔

چنانچہ ہم لوگوں نے ٹیکے لگوا لیئے اور پاسپورٹ اور ویزے کی درخواستیں کمپنی کی معرفت بھیج دیں اور ہم لوگ خدا کے فضل و کرم سے ۲۷ جون ۱۹۵۴ء اتوار کے دن روانہ ہو گئے۔ الحمد للہ اس مبارک سفر میں رب تعالیٰ نے ہم حجاج کو ان خصوصی نعمتوں سے نوازا جو عام بحری یا ہوائی سفروں میں میسر نہیں ہوتیں۔ جن میں سے چند حسب ذیل ہیں نمبر۱ بزرگان ملت کی صحبت و رفاقت میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی سعادت تھی کہ ہم لوگوں کو تین چار ماہ حاصل رہی۔ ان بزرگوں میں حسب ذیل ہستیاں خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ حضرت سائیں مولا بخش صاحب سجادہ نشین کلیام شریف ضلع راولپنڈی۔ حسن اتفاق سے آپ ہماری ہی بس نمبر۲ میں تھے۔ جناب الحاج اللہ دتا صاحب نقش بندی جماعتی ساکن کنجاہ بڑے رقیق القلب۔ عاشق رسول نہایت متقی پرہیزگار بزرگ تھے وہ اگرچہ ہماری بس میں تو نہ تھے بلکہ بس نمبر۴ میں تھے۔ مگر قریباً ہر منزل پر ہمارا ان کا اجتماع ہو جاتا تھا۔ ناظرین اس سفرنامے میں اکثر جگہ ان کے والہانہ عاشقانہ

Marfat.com

اشعار ملاحظہ کریں گے۔ جو انہوں نے بزرگوں کے آستانوں پر حاضری کے وقت فی البدیہہ کہے۔ حضرت مولانا ابو النور محمد بشیر صاحب مدیر رسالہ ماہِ طیبہ کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ جن کی متبرک تقریروں سے ہم لوگ راستے میں بھی اور مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ میں بھی مستفید ہوتے رہے جن کے مضامین اس دوران میں ہی ماہِ طیبہ میں چھپ کر مسلمانوں تک پہنچتے رہے۔ حضرت سید قاسم شاہ صاحب ساکن معین الدین پور ضلع گجرات۔ آپ بہت منکسر المزاج۔ متواضع بہت خوبیوں کے مالک تھے وغیرہم۔

نمبر۲ پاکستان۔ ایران۔ عراق۔ کویت۔ نجد۔ حجاز کے مشہور مقامات کی دلچسپ سیر

نمبر۳ بزرگانِ دین خصوصاً حضور غوثِ ثقلین سرکار بغداد۔ سید الشہدا امام حسین سید الاولیاء علی مرتضےٰ۔ حضرت خواجہ حسن بصری۔ محمد ابن سیرین۔ حضرت طلحہ۔ عبد اللہ بن زبیر۔ سلطان العارفین بایزید بسطامی خواجہ فرید الدین عطار وغیرہم رضی اللہ عنہم کے آستانوں پر حاضری۔

نمبر۴ ان حجاج کا عاشقانہ رنگ میں کوہ و بیاباں طے کرنا۔ ریگستانوں سے عبور کرنا گویا دیارِ حبیب کے شوق میں خاک چھاننا اور بیر بیننا۔

نمبر۵ ممالک اسلامیہ کے مسلمانوں سے ملاقاتیں۔ اپنی کہنا۔ ان کی سننا۔

نمبر۶ طائف شریف کی حاضری۔ سید عبد اللہ ابن عباس کے روضے شریف کی زیارت۔ جبل غزال کے نظارے۔

نمبر۷ شیریں فرہاد کا شہر۔ دشت مجنوں۔ بستی لیلےٰ کے مناظر۔ یہ وہ چیزیں ہیں جو عام حجاج کو کم نصیب ہوتی ہیں۔

الحمد للہ کہ گجرات سے لے کر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ تک ہم کسی کافر سلطنت کی ایک انچ زمین سے نہیں گزرے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس گئے گذرے زمانے میں بھی اسلامی سلطنتیں اتنی پھیلی ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں دائم و قائم رکھے۔

میں نے ایران عراق، کویت، حجاز والوں کے دلوں میں پاکستان اور یہاں کے مسلمانوں کی بے پناہ محبت محسوس کی۔ بعض حضرات ہمارے پاکستانی سکوں کو لے کر

Marfat.com

چومتے تھے۔ اور پاکستان کے نام پر رو پڑتے تھے اور بطور یادگار اپنے سکوں کا ہمارے سکوں سے تبادلہ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ تمہاری یادگار ہمارے پاس اور ہماری تمہارے پاس

فقیر نے کوشش کی ہے۔ کہ بزرگانِ دین کے آستانوں اور تاریخی یادگاروں کے۔ صحیح پتے اور مشہور مقامات سے سمت اور فاصلے بتا دیئے جائیں۔ تاکہ زائرین کے لئے یہ کتاب رہبر ثابت ہو۔ اور ناظرین کے لئے دلچسپ اور باعثِ برکت ہو اگرچہ راستہ تکلیف دہ بھی ہے اور بعض جگہ خطرناک بھی اور بہت تھکا دینے والا بھی ہے۔ مگر نعمت مشقت سے ہی ملتی ہے آخر میں فقیر نے حج و عمرے کا مختصر طریقہ عرض کر دیا ہے۔ تاکہ حجاج کے لیئے یہ کتاب معلم کا کام دے۔ اور زائرین کے لیئے رہبر کا۔

جو زائر یا حاجی یا ناظر اس کتاب سے فائدہ اٹھائے وہ مجھ سیاہ کار گنہگار کو دعائے خیر سے یاد کرے۔ اللہ تعالیٰ اس پاک سفر کی برکت سے سفر آخرت بھی آسان کرے اور ان سخت کڑی منزلوں کے وسیلے سے منزل قبر کو سہل بنائے۔ وَصَلَّی اللّٰہُ تعالےٰ علی خیرِ خلقہٖ وَآلہٖ وَاَصحابہٖ وَسَلَّمَ

احمد یار خان ناظم مدرسہ غوثیہ نعیمیہ
گجرات مغربی پاکستان

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۲۷ جون ۱۹۵۴ء یکشنبہ ۔ ۲۵ شوال ۱۳۷۳ھ ہجری

۱۰ ۳/۴ بجے دن راولپنڈی سے لاریاں روانہ ہوئیں۔ اہل راولپنڈی نے نہایت حوصلہ سے حجاج کی خاطر تواضع شربت سے کی۔ دروازے لگائے خوشیاں منائیں ۶ میل فاصلہ پر ایک سائیں صاحب نے بہت پرتکلف دعوت کی۔ شیطانیہ کے پل پر پنجاب بس کے ڈرائیوروں نے حجاج کی شربت سے تواضع کی۔ ۱ ۱/۲ بجے دوپہر قافلہ گجرات پہنچا۔ جہاں زمیندارہ سکول میں حجاج کے کھانے کا انتظام ہوا۔ مرغ پلاؤ۔ قورمہ۔ زردہ دہی دیا گیا۔ قریباً آٹھ سو آدمیوں نے کھانا کھایا۔ حسب ذیل حضرات کی طرف سے یہ دعوت تھی۔ صوفی محمد جمیل صاحب۔ میراں بخش صاحب۔ نواب مہدی حسن صاحب۔ حاجی میراں بخش صاحب۔ امیر حسین صاحب صراف۔ مرزا امین بیگ صاحب۔ کلے خاں صاحب۔ سارے انتظام کا سہرا خاں صاحب کلے خاں صاحب کے سر ہے۔

سوا پانچ بجے گجرات میں قافلہ کا گشت ہوا۔ مجھے بس میں جگہ نہ مل سکی۔ کیونکہ غیر حجاج سے لاریاں بھری ہوئی تھیں۔ اس لئے میں صوفی جمیل صاحب کے ہمراہ پی کپ میں روانہ ہوا۔ بابو اللہ دتا اور ماسٹر اللہ دتا ہمراہ ہیں۔ اور گوجرانوالا میں عصر کی نماز پڑھی۔ وہاں سے شیخوپورہ گیا۔ جہاں صوفی صاحب نے گھی جمع کیا ہوا تھا۔ ضلع سرگودھا سے پچیس من گھی جمع کیا گیا۔ وہاں ملک محمد شفیع صاحب نے شربت لسی سے تواضع کی۔ تین بسیں لائل پور حجاج کو لانے کے لیئے روانہ کی گئیں۔ بعد مغرب ہماری پی کپ لاہور کی طرف روانہ ہوئی۔ صوفی جمیل صاحب نے دو گیلن پٹرول خریدا۔ تو دوکاندار سے رسید حاصل کی کمپنی کی طرف سے منٹو پارک میں قافلہ کا قیام تھا۔ نہایت وسیع اور پرفضاء میدان ہے۔ اور کمپنی کی طرف سے بجلی کے پاور کا نہایت اعلی انتظام تھا۔ سارا میدان بجلی کے

Marfat.com

قمقموں سے پر بقعۂ نور بنا ہوا تھا۔ نمازِ عشاء باجماعت ادا کی گئی۔ بعد نماز کھانا کھایا۔ کھانے کا بہت اعلیٰ انتظام تھا۔ بکری کا قورمہ۔ میدہ کی روٹیاں۔ بہترین انتظام سے تقسیم کیا گیا

۲۸ جون ۱۹۵۴ء دوشنبہ ۲۶ شوال ۱۳۷۳ ہجری

صبح سویرے ہی اذانیں شروع ہو گئیں۔ میدان گونج گیا۔ مختلف جگہ نمازِ فجر باجماعت ادا کی گئی۔ خشک بسکٹ اور چائے کا ناشتہ کمپنی کی طرف سے کرایا گیا۔ بعد ازاں حضرت عزیز الدین صاحب پیر مکی کے مزار شریف پر حاضری نصیب ہوئی۔ پھر حضور داتا گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر حاضری دی۔ جہاں حضرت مولانا الحاج مفتی سردار احمد صاحب لائلپوری سے شرفِ ملاقات نصیب ہوا۔ حضرت سیّد محمد معصوم شاہ صاحب نے ناشتہ کرایا پھر حزب الاحناف میں حضرت مولانا الحاج ابو البرکات دام ظلہم سے شرف ملاقات حاصل ہوا۔ دوپہر کی دعوت اہلِ لاہور کی طرف سے تھی۔ جس میں بہت دیر ہوئی قریباً تین بجے کھانا ملا۔ جس سے حجاج نے بہت تکلیف محسوس کی۔ آج بعض احباب گجرات سے ملنے آئے۔ کیونکہ انہیں خبر تھی کہ آج قافلہ کا قیام لاہور میں ہے۔ جن میں خاں صاحب کلّے خاں نیازی۔ نواب زادہ مہدی حسن خاں صاحب۔ برخوردار محمد میاں سلمہ قاضی محمد افضل صاحب کے نام خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

بوقتِ غروب آفتاب حضرت مولانا الحاج ابو البرکات سید احمد صاحب قبلہ کیمپ میں تشریف لائے۔ نمازِ مغرب انہوں نے ہی پڑھائی۔ بعد نمازِ مغرب بعض اہالیان لاہور کی طرف سے بہت پر تکلف دعوت دی گئی۔ جس میں نفیس بریانی اور قورمہ پیش کیا گیا۔ پھر صوفی جمیل صاحب کیطرف سے لاؤڈ اسپیکر پر اعلان ہوا کہ نماز پنجگانہ مفتی احمد یار خاں صاحب پڑھایا کریں اور سب مسلمان ایک جگہ ایک امام کے پیچھے نماز پڑھا کریں۔

۲۹ جون سہ شنبہ ۱۹۵۴ء ۲۷ شوال ۱۳۷۳ ہجری

آج صبح اندھیرے ہی فجر کی نماز کے بعد اعلان ہو گیا۔ کہ تمام حجاج تیار رہیں ۷ بجے

Marfat.com

روانگی ہے۔ اس اعلان سے عام چہل پہل ہو گئی۔ ہر حاجی ذوق میں ڈوبا ہوا ہے سامان رکھے جا رہے ہیں۔ لاہور کے احباب کا تانتا بندھا ہوا ہے۔ کیمپ میں میلا لگ گیا ہے۔ نہ معلوم اتنے پھول دہار کہاں سے آ گئے ہیں کہ ہر ایک حاجی کا گلا بھرا ہوا ہے۔ لاہور کے احباب کے شوق کا یہ عالم ہے کہ حاجیوں سے گلے مل مل کر رو رہے ہیں۔ کوئی بس سے لپٹ کر روتا ہے کوئی زائروں کو چومتا ہے کہ یہ در محبوب کو جا رہے ہیں۔ کوئی آنکھ نہیں جو آنسوؤں سے بھیگی نہ ہو۔ دلوں کی عجب حالت ہے جو تحریر میں نہیں آسکتی۔ پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم محبوبِ حقیقی ہیں۔

عالم ہمہ شیدائے تو　　　در ہر دلے سودائے تو

ہر شخص رو رو کر کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا سلام کہنا۔ اعلان ہو گیا ہے کہ ۷ بجے قافلہ کی روانگی ہے ۱۸ لاریاں اور ایک کار پر قافلہ مشتمل ہے جن میں ۱۳ لاریاں حجاج کی ہیں اور ایک بس ڈاکٹری جس کے انچارج ڈاکٹر انوار الحق اور سید عبدالرشید صاحب ہیں دو ڈسپنسر ایک نرسنگ اردلی ہے۔ اس بس میں چار بیماروں کے سونے کی جگہ ہے۔ اور ہر قسم کی دوائیں جو پروگرام کے مطابق ہیں موجود ہیں دو بسیں راشن کی ہیں اور ایک پانی کا ٹینک جس میں آٹھ سو گیلن پانی ہر وقت موجود رہ سکتا ہے ایک بریک ڈاؤن ہے۔ ہر بس میں ساٹھ گیلن پانی حاجیوں کی وقتی ضرورت کے لیئے موجود ہے نمبر ۲ کی لاری میں لاؤڈ سپیکر فٹ کیا ہوا ہے۔ اسی ہی فرنٹ سیٹ کی نمبر ۵ ہماری سیٹ ہے۔ اس لاؤڈ سپیکر سے حجاج کو ہدایات جاری کی جا رہی ہیں۔ اس وقت برخوردار مفتی محمد میاں سلمہ نے یہ نظم بہت ذوق سے پڑھی۔

زائروں کی بھیڑ ہو روضہ تیرا ہو میں نہ ہوں
وائے ناکامی کہ اک خلقِ خدا ہو۔ میں نہ ہوں
دل کی دل ہی میں مری جاتی ہیں گھٹ کر حسرتیں
قافلہ ملکِ عرب کو جا رہا ہو۔ میں نہ ہوں
صدقہ اس روضہ کے دل سے جسم سے اور جان سے
اک جہاں اک خلق اک عالم فدا ہو۔ میں نہ ہوں

Marfat.com

میں وہ ردِ خلق ٹھہرا ہوں کہ بزم شاہ میں
انس ہوں جن ہوں فرشتے ہوں ہوا ہو میں نہ ہوں
کس طرح روضہ پہ جا کر یا خدا ہوں باریاب
جب میری تقدیر میں یہ ہے لکھا کہ میں نہ ہوں
دفتر ذکرِ نبی حافظ سے ہے تیری یادگار
تا قیامت خلق میں شہرہ میرا ہو۔ میں نہ ہوں

ساڑھے چھ بج گئے۔ ہم نے لاؤڈ اسپیکر پر حجاج کو ہدایت کی کہ آپ لوگ یہ دعا پڑھ کر لاریوں پر قدم رکھیں۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ۔ اہلِ لاہور نے یہ پڑھ کر حجاج کو وداع کیا۔ نستودع اللّٰہ دینکم و اما نتکم و حسن خاتمتکم۔

لاریوں کو ترتیب دے لی گئی اور فلک شگاف نعرۂ تکبیر اللّٰہ اکبر نعرہ رسالت یا رسول اللّٰہ کے ساتھ لاریاں چل پڑیں۔ لاہوری احباب کی دو طرفہ قطاریں تا حدِ نظر کھڑی ہیں بیچ میں لاریاں چل رہی ہیں اور وداع کرنیوالوں کی قطاریں پکار پکار کر کہہ رہی ہیں۔

طیبہ کے جانیوالے میرا اسلام لے جا سلطانِ دو جہاں تک میرا اسلام لے جا

راستہ میں جو بستی پڑتی ہے وہاں کے باشندے دو رویہ قطاروں سے استقبال کرتے ہیں۔ کوٹ رادہا کرشن پر بہت پُرزور مظاہرہ کیا گیا۔ پتوکی پر برف کا شربت تیار کیا گیا بیشمار مجمع حجاج کی خدمت کے لیئے حاضر ہے۔ مگر قافلہ وہاں نہ رک سکا۔ معذرت کر دی گئی کہ آپ کے ہاں قیام کا ہمارا پروگرام نہیں ہے۔

اوکاڑا میں داخلہ ہوا۔ وہاں ستلج کاٹن مل کے بڑے ہال کمرے میں حجاج کو شربت پلایا گیا۔ مولانا غلام علی صاحب سکنہ بیانیہ ضلع گجرات استقبال کے لیئے تشریف فرما ہیں جنہوں نے حجاج کی بہت خدمت کی۔ وہاں پاؤ گھنٹہ قیام کے بعد قافلہ منٹگمری روانہ ہوگیا۔ بارہ بجے دوپہر منٹگمری پہنچا۔ وہاں حجاج نے ٹیوب ویل پر غسل کیا۔ کپڑے دھوئے عبد الحمید صاحب بنگلہ والے کی طرف سے حجاج کی دعوت تھی۔ پونے چھ بجے قافلہ منٹگمری سے روانہ

Marfat.com

ہوا۔ راستہ میں عجیب پرکیف منظر تھا۔ بسوں میں سے صلوٰۃ وسلام کی آوازیں آتی تھیں۔ صَلِّ عَلٰی نبیا صَلِّ عَلٰی محمدؐ کی آوازوں سے میدان گونجتے تھے۔ راستہ میں کچے کھوہ کے نزدیک ایک نالے پر میدان میں نماز مغرب پڑھی۔ خود سالار قافلہ شیخ کرم الٰہی صاحب مینجنگ ڈائرکٹر نے نماز پڑھائی۔ قریباً دس بجے شب کو قافلہ ملتان شریف پہنچا۔ بیرون دولت گیٹ باغ عام خاص میں قافلہ کا قیام ہوا۔ حاجی خدا بخش صاحب کی طرف سے حجاج کی مہمانی کی گئی۔

۳۰ جون ۱۹۵۴ء ۲۸ شوال ۱۳۷۳ھ چہارشنبہ

صبح صادق کا سہانا وقت ہے کہ قافلہ میں اذان ہوئی۔ تمام حجاج جماعت کے لیئے جمع ہو گئے۔ خود میں نے نماز پڑھائی۔ بعد نماز کچھ مسائل حج کے بیان کئے۔ لوگوں نے وعدہ لیا کہ روزانہ مسائل بیان کئے جاویں۔ کیونکہ حجاج کو ان کی سخت ضرورت رہتی ہے اب ملتان کے مزارات پر حاضری دینے جا رہے ہیں۔ حسب ذیل مزارات طاہرات پر حاضری نصیب ہوئی

نمبر۱۔ حضرت جمال اللہ صاحب حافظ گر حضرت کا مزار پُر انوار خاص عام باغ سے شرقی جانب قریب ہی ہے۔ آپ کو حافظ گر اس لیئے کہا جاتا ہے کہ ایک دفعہ آپ نے نماز فجر پڑھائی۔ پہلے سلام میں تمام وہ مقتدی قدرتاً حافظ ہو گئے جو داہنے جانب تھے اور بائیں سلام پر تمام وہ لوگ حافظ ہو گئے جو بائیں طرف تھے اسلیئے آپکا لقب حافظ گر ہوا

نمبر۲۔ حضرت شمس صاحب قدس سرہ۔ حضرت کا مزار پُر انوار حافظ گر صاحب کے مزار سے قریب ہی ہے۔ بڑا با فیض مزار ہے۔ لوگوں کا بڑا ہجوم رہتا ہے۔ لیکن یہ حضرت شمس تبریز نہیں ہیں۔ جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے۔

نمبر۳۔ حضرت غوث بہاء الحق صاحب ملتانی۔ آپ کا مزار شریف مرجع خلائق ہے بہت فیض جاری ہے۔ پائنتی کی طرف ایک قبر کا نشان ہے مگر قبر نہیں۔ معلوم ہوا کہ اس جگہ آپ کے پوتے شاہ رکن عالم کا مزار تھا۔ آپ نے خواب میں فرمایا کہ ہم اپنی قبر میں

Marfat.com

ان کے ادب کی وجہ سے پاؤں سمیٹتے ہیں۔ ہم کو فلاں جگہ دفن کرو چنانچہ یہاں دفن کیا گیا

نمبر۴۔ شاہ رکن عالم آپ کا مزار غوث بہاء الحق کے پائنتی قریباً ایک ہزار گز کے فاصلہ پر ہے۔

نمبر۵۔ سائیں چپ شاہ۔ یہ بزرگ اسم بامسمیٰ ہیں۔ زندگی میں بھی خاموش رہے اب بھی وہاں سناٹا ہے۔

نمبر۶۔ شاہ وڈیرے صاحب۔ ان کا وصال قریباً ۶۰۰ہجری میں ہوا لوگ انہیں شاہ گرڈبڑ کہتے ہیں۔ مگر نام شاہ وڈیرا ہے۔ یہ نہ معلوم ہو سکا کہ اس نام کی وجہ کیا ہے۔ آپ کا مزار سائیں چپ شاہ کے متصل ہے۔

نمبر۷۔ حضرت موسےٰ پاک شہید یہ بزرگ حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد ہیں۔ پاک دروازہ میں مزار پُر انوار ہے۔ حضرت مخدوم شوکت حسین صاحب مدظلہ زیب سجادہ ہیں۔ مخدوم صاحب بہت ہی اخلاق سے پیش آئے۔ وہاں فاتحہ کے بعد اس مصلّے کی زیارت کی جسے شیخ نے طور فرمایا اور وہ املی کا درخت بھی دیکھا جسے حضرت شیخ نے وادی سینا فرمایا ہے۔ عجیب کیفیت طاری ہوئی۔

نمبر۸۔ مدرسہ انوار العلوم میں حاضری دی جو کہ کچہری روڈ پر چھبیک چوکی کے پاس اہل سنت کا بڑا مدرسہ ہے وہاں حضرت مولانا احمد سعید صاحب کاظمی سے شرفِ ملاقات حاصل ہوا۔ حضرت ممدوح بہت اخلاق سے پیش آئے پھر حضرت خود بھی ہمارے کیمپ میں عین دوپہر میں تشریف لائے حضرت کاظمی اہل سنت کے مایۂ ناز بلند پایہ عالم ہیں۔

نمبر۹۔ آج دوپہر کو کمپنی نے حجاج کو کھانا دیا۔ آموں کی دعوت کی۔ صوفی الحاج محمد جمیل صاحب کا انتظام نہایت معقول تھا۔ ساڑھے چار بجے قافلہ ملتان سے سکھر روانہ ہوا۔ اہلِ ملتان نے بہت پرجوش نعروں اور دعاؤں سے حجاج کو الوداع کہا۔ دو رویہ انسانوں کی قطاریں تھیں۔ عجیب منظر تھا راستہ میں مظفر گڑھ پہنچے۔ یہاں ۵ بجکر چالیس منٹ پر سورج گرہن لگا۔ اور تقریباً سارا سورج گھر گیا۔ ایک کنارا باقی رہ گیا تھا۔ چونکہ عصر کے بعد کا وقت تھا۔ اس لئے نماز کسوف نہ پڑھی گئی۔ صرف دعاؤں پر قناعت کی گئی

Marfat.com

رات کے ۹ بجے مقامِ پنج ند پہنچے۔ یہ جگہ ملتان سے قریباً ۴۰ میل ہے یہاں پانچ ہیڈ واقع ہیں۔ عجیب پرکیف منظر ہے۔ تاحدِ نظر پانی ہی پانی ہے۔ شب میں بجلیوں کا پانی میں عکس اور پانی گرنے کا شور عجیب کیف پیدا کر رہا ہے۔ وہاں نماز عشاء پڑھی کھانا کھایا اور کوچ کی تیاری ہو گئی۔!

آج رات کو سفر ہو رہا ہے۔ میں اپنی بس چھوڑ کر ڈاکٹر صاحب کی بس میں سفر کر رہا ہوں اس بس میں چار مریضوں کے آرام کرنے کا انتظام ہے۔ راستہ بہت خراب ہے۔ اچھل اچھل پڑتا ہوں۔ رات کے ڈیڑھ بجے خان بیلہ سے بسیں گذریں۔ وہاں جناب ڈی ایس پی۔ عبدالرشید صاحب نے گیارہ ٹوکرے آم لیموں۔ شکر د شربت کی بوتلیں حجاج کے لئے پیش کیں۔ جو بصد شکریہ قبول کی گئیں۔ یہ بیچارے چار بجے شام سے سڑک پر حاجیوں کے قافلہ کے منتظر رہے۔ پھر شب میں اپنے ملازم کو سڑک پر چھوڑ گئے۔ اور اطلاع پاتے ہی اپنی کوٹھی سے نکل کر سڑک پر آ گئے۔ اور حاجیوں سے بار بار کہتے تھے کہ مدینہ پاک پہنچ کر میری بخشش کی دعائیں کرنا میں بہت گنہگار ہوں۔ حضورؐ کی بارگاہ میں میرا سلام اس طرح پیش کرنا کہ اس کا سلام قبول ہو جو آپ کو سلام کرنے کے لائق نہیں۔

یکم جولائی ۱۹۵۴ء ۲۹ شوال ۱۳۷۳ھ یوم پنجشنبہ

تمام رات سفر کر کے صادق آباد ریاست بہاولپور میں نمازِ فجر ادا کی۔ مولانا محمد بشیر صاحب کوٹلوی نے نماز پڑھائی۔ ۸ بجے سکھر پہنچے۔ یہاں غضب کی گرمی ہے گویا سکھر سقر بنا ہوا ہے مگر کمپنی کا انتظام لب دریاء سندھ ایک آم کے باغ میں ہے حجاج ٹھنڈے سایہ میں آرام کر رہے ہیں شب بیداری کی وجہ سے سب مضمحل ہیں۔ بعض کے سر میں چوٹ لگ گئی ہے۔ بعض کی چھت سے ٹکر ہوئی۔ کیوں کہ راستہ میں ۷ میل سڑک خراب تھی۔ مگر دل پر مدینہ پاک کی ٹھنڈی ہوائیں آ رہی ہیں جس نے تمام مشکلات کو آسان کر دیا ہے۔ مشکلات ترقی درجات کا ذریعہ ہیں۔

مصرع۔ سو بار جب عقیق کٹا تب نگین ہوا

سکھر کے لوگوں نے اس قافلہ سے کوئی دلچسپی نہیں لی۔ یا تو ان کو خبر ہی نہ ہوئی۔ یا

Marfat.com

انہیں ان امور کی طرف رغبت نہیں۔ چار بجے سکھر شہر میں قافلہ داخل ہوا۔ موٹروں نے پٹرول خرید ااور سوا پانچ بجے کوئٹہ کی طرف روانہ ہوگیا

شکارپور سے قافلہ بلا روک ٹوک نکل گیا۔ مگر جیکب آباد اور جھٹ پٹ میں پولیس نے قافلہ روک لیا۔ تفتیش کی لاریوں کے نمبر ڈرائیوروں کے نام نوٹ کئے پھر روانہ کیا۔

جھٹ پٹ سے سبی تک قریباً سو میل تک پانی کا نام نہیں۔ نہ کوئی آبادی ہے نہ جنگل میں سبزہ۔ عرب کا سا علاقہ ہے۔ رات کو ۱۱ بجے ہمارا قافلہ ڈہاڈر ریاست قلات میں داخل ہوا یہاں پانی کا چشمہ ہے قافلہ یہاں ٹھہرا یہاں ہی کھانا کھایا۔ اور رات گذاری یہ جگہ بستی سے دس میل دور ہے یہاں سے کوئٹہ نوے میل ہے اس حساب سے سبی سے کوئٹہ ۱۰۰ میل دور ہے آج ذیقعد کا چاند نہیں ہوا کل ہوگا۔

دو جولائی ۱۹۵۴ء ۳۰ شوال ۱۳۷۳ھ جمعہ

آج صبح سویرے قافلہ میں بہت چہل پہل ہے۔ اور گویا آج سے ہمارا سفر شروع ہو رہا ہے۔ کیونکہ سکھر تک کی جگہ دیکھی بھالی تھی۔ اب نیا سفر شروع ہے۔ ساڑھے چھ بجے قافلہ ڈہاڈر سے روانہ ہوا۔ کوئٹہ کا راستہ زلف محبوب کی طرح خمدار پیچیدہ ہے سانپ کی طرح بل کھاتا ہوا گیا ہے۔ پہاڑ کی چڑھائی ہے۔ ڈہاڈر سے پچاس میل کے فاصلہ پر ایک پہاڑی درے کے بیچ میں ایک جگہ آئی جسے مچھ کہتے ہیں۔ یہاں نہایت شیریں اور ٹھنڈے پانی کا چشمہ ہے۔ حکومت نے چشمہ پر سرنگ کی سی عمارت بنادی ہے جس پر لوہے کا دروازہ ہے۔ جو کھلا ہوا ہے حجاج اس چشمہ میں داخل ہوگئے اور خوب غسل کیا جو لطف یہاں آیا وہ زندگی میں کبھی نہیں آیا۔ یہ چشمہ دیکھ کر بے اختیار زبان سے نکلا کہ مولا جنت کی نہریں کیسی ہونگی ایک گھنٹہ یہ لطف رہا۔ اور وہاں سے قافلہ کوئٹہ کی طرف چل پڑا۔ ساڑھے گیارہ بجے دن کو کوئٹہ پہنچے۔ نماز جمعہ ادا کی حضرت سید سلیم شاہ صاحب میرٹھی امام جامع مسجد چھاونی سے ملاقات کرنے چھاونی گئے بڑے مقدس بزرگ ہیں۔ پھر بازار کا رخ کیا۔ کوئٹہ کا بازار پھلوں سے بھرا ہوا ہے۔ اسٹیشن کے قریب مدرسہ مطلع العلوم کے وسیع میدان میں قافلہ کا قیام ہے۔ ہم ایک گوشہ میں ٹھہرے ہیں

Marfat.com

جہاں انگور کی بیل کا سایہ ہے۔ جس میں کچے انگوروں کے بڑے بڑے خوشے لٹک رہے ہیں۔ پنجوقتہ نمازوں کی جماعت فقیر کے ذمہ ہے۔ بابو اللہ دتا صاحب صوبہ دار اذان پر مامور ہیں۔ آج شام ذیقعد کا چاند ہوگیا ہے۔ جسے دیکھ کر یہ دعا مسنونہ پڑھی۔ اَللّٰھُمَّ اَرِنَا آخِرَہٗ بِالْخَیْرِ کَمَا اَرَیْتَنَا اَوَّلَہٗ بِالْخَیْرِ

۳ جولائی ۱۹۵۴ء یکم ذیقعد ۱۳۷۳ھ شنبہ

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آج ہم تمام حجاج کے تمام ممالک کے ویزے کراچی سے کوئٹہ پہنچ گئے ہیں۔ ایران۔ عراق۔ کویت۔ حجاز کی حکومتوں نے ہم کو اپنے ممالک میں داخل ہونے اور وہاں ٹھہرنے گذرنے کی اجازت دیدی۔ شیخ کرم الٰہی صاحب نے مشورہ دیا کہ آپ لوگ اپنا کچھ پاکستانی سکہ ایرانی سکہ میں تبدیل کرلیں تاکہ وہاں خرچ میں آسانی رہے۔

آج کوئٹے میں پاکستانی روپیہ کا بھاؤ کچھ گرا ہوا ہے۔ یعنی پہلے پاکستانی سو روپیہ کے ایک سو ستر،۱۷۰ تمان ملتے تھے۔ آج ایک سو چالیس تمان مل رہے ہیں۔ ایرانی روپیہ کو تمان کہتے ہیں۔ جو دس ریال ایرانی کا ہوتا ہے۔ آج کوئٹہ کا فروٹ مارکیٹ دیکھا۔ بہت خوبصورت ہے مگر پھل گراں ہیں۔ سبزی بھی نہایت گراں ہے۔

آج بعد نماز مغرب مولوی نور محمد صاحب ایمن آبادی نے جو کوئٹے تک حجاج کے ساتھ آئے ہیں۔ نہایت پُر درد و داعیہ نظم پڑھی جس کا ایک شعر یہ تھا۔

حاجیاں نے حج دلوں کیتیاں تیاریاں
مولا لادے خیرنال منزلاں نے بھاریاں

اور حاجیوں سے کہا کہ بھائیو پانی کا خیال رکھنا۔ میں پار سال اس راستے پر سفر کر چکا ہوں

۴ جولائی ۱۹۵۴ء ۲ ذیقعد ۱۳۷۳ھ یکشنبہ

آج چونکہ اتوار ہے۔ بنک بند ہے حجاج کو زرِ تبادلہ وصول نہ ہو سکا۔ اب کل دو شنبہ کو وصول ہوگا۔ تب ان شاء اللہ قافلہ کی روانگی ہوگی۔ سید عبد الحمید خطیب سفیر مملکت سعودیہ

Marfat.com

برائے پاکستان بسلسلہ علاج کوئٹہ آئے ہوئے ہیں آج ۱۱ بجے دوپہر حجاج کیمپ میں آرہے ہیں ان کے معائنہ کے انتظامات بڑے زور وشور سے ہو رہے ہیں۔ تمام حجاج نے لباس تبدیل کئے اپنے اپنے ٹھکانے صاف کئے۔ کمپنی نے تمام بسوں کی صفائی کرا کر انہیں قطار وار کھڑا کر دیا ہے۔ چھڑکاؤ وغیرہ کر دیا گیا۔ اچانک ان کی کار آئی وہ اترے۔ ساتھ ہی ایک ترجمان ہے جو ہماری اُردو انہیں عربی کر کے سمجھاتا ہے اور ان کی عربی ہمیں اردو کر کے بتاتا ہے۔ سفیر صاحب کے اترتے ہی تمام کیمپ نعرہ تکبیر۔ اللہ اکبر، نعرہ رسالت۔ یا رسول اللہ سید عبدالحمید صاحب زندہ باد کے نعروں سے گونج گیا۔ آپ کے ہمراہ شیخ کرم الٰہی صاحب جنرل ڈائرکٹر اور صوفی جمیل صاحب ڈائرکٹر ہیں۔ جو سفیر صاحب کو ہر چیز کا معائنہ کرا رہے ہیں سفیر صاحب نہایت نفیس اور قیمتی لباس زیب تن کئے ہوئے ہیں کمر پر سنہری زرق پیٹی بندھی ہے۔ جس میں خنجر ہے جس کا کیس خالص سونے کا ہے۔ نیز دستہ بھی سونے کا ہے خوبصورت جوان ہیں۔ مدرسہ مطلع العلوم والوں نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انہیں مدرسہ کا معائنہ کرایا۔ سفیر صاحب موصوف نے مبلغ پانچصد روپیہ سکہ پاکستانی کا گرانقدر عطیہ مدرسہ کو عطا فرمایا۔ اور دو تحریریں معائنہ بک پر ثبت فرمائیں۔ ایک میں حجاج کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ دوسری میں کمپنی حج ٹرانسپورٹ کی بہت توصیف و تعریف فرماتے ہوئے اپنی انتہائی خوشنودی کا اظہار کیا ہے۔ کہ جناب شیخ کرم الٰہی صاحب نے اپنی ہمت و جرأت سے جنگل کو شہر اور ویرانہ کو آبادی میں تبدیل کر دیا ہے۔ بجلی کا انجن، پانی کی ٹنکی۔ راشن گاڑی، ڈاکٹر اور دوائیں غرض زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں چھوڑا۔ جس کی ضروریات پوری نہ کر دی گئی ہوں جناب شیخ کرم الٰہی صاحب نے اس مدرسہ کو ۲۰۰ روپیہ اپنی جیب خاص سے اور پانچسو روپیہ حج ٹرانسپورٹ کی طرف سے عطا فرمائے۔

آج بعد نماز عصر ہم تفریح کے لئے جنگل کی طرف نکل گئے۔ ہمارا پڑاؤ یعنی مدرسہ مطلع العلوم سے غربی و جنوبی طرف قریب ہی ریلوے عیدگاہ ہے۔ جس میں بادام کے درخت بھی ہیں۔ اس کے قریب دو بزرگوں کے مزار شریف ہیں۔ ایک بزرگ کا اسم شریف بابا سائیں دوسرے بزرگ کا نام سمندر شاہ صاحب ہے۔ وہاں حاضری دی۔ مخلوق کا اس طرف رجوع ہے

Marfat.com

ان خانقاہوں سے ملاہوا ایک وسیع باغ ہے جس میں سیب بادام۔ انار۔ انگور کے بہت درخت ہیں۔ بہت پر فضا باغ ہے۔ کچھ کچے بادام کھائے۔ سیب بالکل خام ہیں۔ انگور کا موسم ابھی نہیں ہے۔ غرضیکہ بہت پر لطف جگہ ہے۔ اس سے متصل ایک قدرتی چشمہ ہے جس کا پانی نہایت ٹھنڈا میٹھا ہے اس سے کچھ فاصلہ پر تپ دق کا ہسپتال ہے۔ جہاں تپ دق کے بیمار کثرت سے آتے ہیں۔

۵ جولائی ۱۹۵۴ء ۳ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ دوشنبہ

آج کا دن بہت کشمکش میں گزرا کیونکہ آج زرتبادلہ وصول کرنے کی تاریخ ہے۔ تمام حجاج اسٹیٹ بنک پاکستان کوئٹہ میں جمع ہو گئے اگرچہ بہت انتظام سے روپیہ تقسیم کیا گیا۔ تین قطاریں حجاج کی بنائی گئیں۔ جنہیں تین کلرکوں نے تین کھڑکیوں سے روپیہ دیا۔ مگر پھر بھی قریباً ۴ سو حاجیوں کو روپیہ دینا معمولی کام نہ تھا۔ کافی دیر لگی۔ بعض حجاج کے رزر ویشن کارڈ گم ہو گئے۔ جن کو بہت دشواری پیش آئی۔ انہیں کی وجہ سے تمام قافلہ رکا رہا اور بہت دیر لگی

کوئٹہ میں جہالت بہت ہے اور موجودہ جدید انجمنیں بہت زور سے اپنا کام کر رہی ہیں ہر ایک کی کوشش ہے کہ کوئٹہ ہمارا اڈا بنے۔ اس علاقہ پر مرزا بشیر الدین محمود کی بھی نگاہ تھی۔ وہ یہاں کی بے علمی سے فائدہ اٹھا کر اسے قادیانیت کا اڈہ بنانا چاہتے تھے۔ اس وقت الیاس پارٹی کا یہاں بہت زور ہے۔ جو کلمہ اور قرآنی تعلیم اور تبلیغ کے جال میں عوام کا شکار خوب کر رہے ہیں۔ چنانچہ ہمارے کیمپ میں ان کا نزولِ اجلال خوب رہا۔ لوگوں کو اپنے پاس بلا بلا کر تبلیغ کرتے اور اگر کوئی ان کے پاس نہ جاتا تو خود اس کے پاس جا کر اولاً تبلیغ زبانی کرتے ہیں پھر اسے اپنا لٹریچر قیمتاً دیتے ہیں۔ حافظ نے خوب کہا۔

حافظا مے خور رندی کن وخوش زی

دام تزویر بکن چوں دگراں قرآن را

علماء اہل سنت کو چاہیئے کہ بلوچستان کی طرف توجہ کریں۔ یہاں تبلیغ تعلیم جاری کریں ورنہ وہ دن دور نہیں کہ یہ علاقہ گمراہی وہابیت کے سیلاب میں بہ جائیگا۔

Marfat.com

نماز عصر کے بعد چلنے کی تیاری ہورہی ہے۔ چند حجاج کوئٹہ سے سوار ہوئے۔ جنکے گلے میں خشک پھولوں کا ایک ایک مرجھایا ہوا ہار ہے۔ نہ کوئی ہجوم نہ نعت خوانی۔ نہ کسی کے دل میں ولولہ، نہ جوشِ ایمانی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بیوہ کا نکاح ہو رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بلوچستان کے باشندوں میں جوشِ ایمانی اور ولولہ عرفانی بہت ہی کم ہے۔

اچانک ابھی ابھی آغا غضنفر شاہ رضی سفیر ایران مقیم پاکستان اپنی کار میں تشریف لے آئے۔ تمام حجاج نے پرجوش استقبال کیا۔ سارا میدان نعرہ تکبیر۔ اللہ اکبر، شاہِ ایران زندہ باد سلطنتِ ایرانی۔ پائندہ باد، سفیرِ ایران۔ زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھا۔ بہت خوبصورت ادھیڑ عمر کے قد آور جوان ہیں۔ انگریزی لباس میں ملبوس ہیں۔ شیخ کرم الٰہی صاحب نے فرمایا کہ براہ کرم تحریر دے دیں کہ اہلِ ایران ہمارے قافلہ کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آویں۔ تو سفیر صاحب نے ہنس کر فرمایا ایں راسوائے پیدا نمی شود۔ شما ایشاں را برادران، آیدو ایشاں شما را برادر انند۔ سب سے مصافحہ کیا اور رخصت ہو گئے۔

ساڑھے سات بجے شام قبل مغرب قافلہ کوئٹہ سے نوشکی کی طرف روانہ ہوا۔ چند میل فاصلہ پر جا کر نماز مغرب ادا کی۔ پھر سفر شروع ہوا۔ نوشکی کی سڑک کا حال اور قافلہ کا لطف تحریر میں نہیں آسکتا۔ اس قدر پیچیدہ اور خم دار راستہ ہے کہ کوہ مری کی سڑک بھی اس کے مقابل ہیچ ہے۔ کبھی پہاڑ کی چڑھائی ہے کبھی غار کا اتار۔ بسوں کی سرخ روشنیوں کی قطار وہ نظارہ پیدا کر رہی ہے جو بیان میں نہیں آسکتی۔ بارہ بجے شب کو نوشکی پہنچے ایک میدان میں اترے۔ نماز ادا کی اور سو رہے۔

۶ جولائی ۱۹۵۴ء ۴ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ یوم سہ شنبہ

نوشکی کا میدان ہے۔ صبح صادق کا وقت ہے۔ سویرے کا جھٹ پٹا ہے۔ تمام حجاج نماز فجر کے لیئے اُٹھ چکے ہیں۔ اذانیں ہوئیں۔ جماعت سے نماز ہوئی اور فوراً چائے آ گئی چائے پی اور قافلہ صبح ۶ بجے روانہ ہو گیا۔ نوشکی کوئٹہ سے ۸۷ میل جانب جنوب مغرب واقع ہے چھوٹا سا گاؤں ہے۔ بالکل خشک علاقہ ہے نہ پانی نہ سبزہ۔ ہماری کمپنی نے ٹنکی میں کافی

Marfat.com

پانی بھر لیا ہے۔ ہر بس کے نیچے بھی پانی ہے۔ سب نے اپنی اپنی چھاگلیں ٹنکی سے بھر لیں اور دالبندین کی طرف قافلہ روانہ ہو گیا

دالبندین نوشکی سے ۱۲۲ میل جانب جنوب ہے۔ راستہ عموماً ریتلا ہے۔ زمین بنجر ہے۔ جانب مشرق خشک پہاڑوں کا سلسلہ چلا گیا ہے۔ کہیں کہیں ایک آدھ گھر کچا نظر آتا ہے۔ کہیں کنواں بھی دیکھا جاتا ہے۔ بڑے مزے کا سفر طے ہو رہا ہے۔ پونے دس بجے دوپہر کو دالبندین پہنچ گئے۔ یہ بہت چھوٹی سی بستی ہے۔ جہاں چند مکانات خام ہیں۔ جن کی چھت بانس کی کھیچ اور چٹائی کی ہے۔ ایک وسیع احاطہ میں کچھ کھجور کے درخت کچھ اور درخت ہیں۔ درمیان میں حوض ہے اس میں ہمارا قافلہ ٹھہرا ہوا ہے۔ یہاں کے دنبہ بکرے مشہور ہیں بہت فربہ طیار ہوتے ہیں۔

دالبندین چھوٹی سی بستی ہے قریباً دو سو مکانات ہیں ہندو بڑے مزے سے آباد ہیں دکانیں بہت سی ان کی ہیں۔ یہاں کے تربوز بہت شیریں ہوتے ہیں۔ ہم نے خریدے دو آنہ سیر تھے۔ سوا پانچ بجے قافلہ دالبندین سے روانہ ہوا۔ راستہ میں ایک ریلوے اسٹیشن یک مچھ ملا وہاں نماز عصر پڑھی۔ عجیب قسم کا اسٹیشن ہے۔ رہنے کا مکان ہے جس کے برآمدہ میں اسٹیشن ہے۔ کمروں میں ڈاکخانہ وغیرہ ہے۔ دالان کوٹھے میں ریلوے والوں کا مکان ہے۔ آبادی کوئی نہیں ہے۔ وہاں سے قافلہ روانہ ہوا۔

قافلہ کی ترتیب یہ ہے کہ آگے سالار قافلہ رہنمائے حجاج حاجی شیخ کرم الٰہی صاحب کی کار ہوتی ہے۔ سب سے آخر میں ساقی حجاج مقسم رزق الحاج صوفی محمد جمیل صاحب کی پی کیب بیچ میں ۱۸ بسیں جن میں سے ۱۳ بسیں حجاج کی باقی اسٹاف کی۔ اور سامان رسد، بجلی کی مشین، پانی کی ٹنکی کی بسیں ہیں۔ اول اور آخر بس پر وائرلیس فٹ ہے۔ جس سے قافلہ کے حالات اول و آخر والوں کو معلوم ہوتے رہتے ہیں۔ نیز راولپنڈی کو ہر وقت اطلاع دی جاتی ہے کہ ہم کس جگہ اور کس حال میں ہیں۔ شیخ کرم الٰہی صاحب اور الحاج صوفی جمیل صاحب نہایت بلند اخلاق کے مالک ہیں۔ میرے سامنے ایک حاجی نے دوسرے حاجی سے کہا۔ جلد بیٹھو ورنہ قافلہ روانہ ہو جائیگا شیخ کرم الٰہی صاحب گذر رہے تھے ہنس کر

Marfat.com

فرمانے لگے۔ کہ قافلہ کسی حاجی کا جوتہ چھوڑ کر بھی نہیں روانہ ہو سکتا۔ حاجی کی تو بڑی شان ہے واقعی اب تک اگر کسی کی کوئی چیز رہی تو آخری لاری اٹھا لائی۔

۷ جولائی ۱۹۵۴ء ۵ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ چہار شنبہ

آج شب کو دس بجے ہمارا قافلہ بخیریت تمام نوکنڈی پہنچا۔ یہاں آتے ہی کمپنی کی طرف سے حجاج کی پلاؤ سے دعوت کی گئی۔ نوکنڈی دالبندین سے ۱۰۵ میل مغرب کی طرف ہے عجیب جگہ ہے یہاں ریلوے اسٹیشن۔ ڈاکخانہ۔ پولیس۔ کسٹم ڈیوٹی کا دفتر۔ پاسپورٹ آفس۔ تار ٹیلیفون وغیرہ موجود ہیں۔ کل دو اڑھائی سو مکانات کی آبادی ہے۔ دو کانیں اچھی حیثیت کی ہیں۔ کیونکہ یہ پاکستان کا سرحدی مقام ہے۔ ایران کی سرحد بالکل قریب ہے۔ قلعہ سفید جو میر جاوا سے ملا ہوا ہے۔ پاکستان کی حد آخر ہے اور ایران کی حد اول۔ یہاں پانی بہت قریب ہے دو چار ہاتھ کھودنے پر پانی نکل آتا ہے۔ مگر پانی سخت کھاری بلکہ کڑوا ہے۔ ہفتہ میں ایک بار یعنی بدھ کے دن ۳ بجے زاہدان سے گاڑی آتی ہے۔ جو جمعرات کو چار بجے شام کوئٹہ پہنچتی ہے اور سوموار کے دن کوئٹہ سے آتی ہے جو زاہدان منگل کو پہنچتی ہے۔ ہفتہ میں ایک دفعہ پانی کی گاڑی آتی ہے جو کوئٹہ یا دالبندین سے میٹھا پانی لاتی ہے اسی پانی پر یہاں کے باشندوں کا گذارہ ہے گہرے غاروں میں یہ پانی جمع کر دیا جاتا ہے جو سرکاری ملازموں کو مفت دیا جاتا ہے اور پبلک کو قیمتاً ملتا ہے یعنی ایک روپیہ ماہوار پر ایک پیالہ روزانہ۔ غرضیکہ بہت دشوار جگہ ہے۔ پانی راشن سے ملتا ہے۔

یہاں نوکنڈی میں ہمارے سامان کی تلاشی ہو رہی ہے۔ کسٹم والے نہایت جانفشانی سے حجاج کے تمام سامان کی تلاشی لے رہے ہیں۔ ہم نے گذشتہ حج کے موقعہ پر تلاشیاں دیں۔ لیکن اتنی سخت تلاشی نہ دیکھی نہ سنی۔ کلرک لاریوں کے نیچے لیٹ کر ٹائروں کے نمبر نوٹ کر رہے ہیں کہ کہیں کمپنی غیر ممالک سے نئے ٹائر نہ خرید لائے۔ حجاج کے سامان کھول کر تلاشی لے کر فہرستیں بنائی جا رہی ہیں تاکہ واپسی کے وقت دیکھا جاوے کہ کیا کیا خرید کر لائے ہیں۔

نوکنڈی ایسا مقام ہے جہاں نہ پانی ہے۔ نہ سبزی نہ کسی قسم کی پیداوار۔ کوئی چرند

87299

Marfat.com

پرندہ نظر نہیں آتا۔ کیوں کہ نہ یہاں سبزہ ہے نہ درخت۔ کیا کھائیں؟ کہاں بسیرا کریں۔ لوگ نہایت غریب ہیں۔ تربوز۔ سردہ کے چھلکے جو حاج کھا کر پھینک دیتے ہیں۔ وہ یہاں کے غریب کھا جاتے ہیں۔ بے حد مساکین ہیں۔ کوئی ذریعہ آمدنی نہیں۔

نوکنڈی تین چار ملکوں کی سرحد ہے پاکستان۔ کابل۔ ایران۔ مکران۔ ان وجوہ سے یہاں کے تجار اور ملازم سرکار بہت خوش ہیں۔ ملازمین یہاں سے تبدیلی پسند نہیں کرتے یہاں چائے کی تجارت کا مستقل بازار ہے۔ ساڑھے پانچ بجے نوکنڈی سے روانہ ہوئے ۶۷ میل فاصلہ پر مقام جوزک پر قیام کیا۔ رات گذاری۔ یہاں کوئی آبادی نہیں ہے۔ صرف ایک عمارت ہے۔ جو انگریزوں کے زمانہ میں۔ غالباً سرکاری حفاظتی چوکی تھی۔ یہاں سے میرجاوا صرف چند میل فاصلہ پر ہے۔

۸ جولائی ۱۹۵۴ء ۶ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ پنجشنبہ

آج جوزک میں نماز فجر ادا کی مجھے کچھ زکام و بخار ہے۔ بعد فجر احکام حج بیان کئے۔ صبح ہی ناشتا کیا۔ یہاں سے سرحدِ ایران کل ۱۲ میل مغربی جانب ہے صبح سات بجے قافلہ روانہ ہوگیا۔ یہاں روانگی سے پہلے جناب شیخ حسام الدین صاحب نے لاؤڈ اسپیکر پر مختصر سی اخلاقی تقریر فرمائی۔ جس میں مسلمانوں کو آئندہ ممالک میں اچھے اخلاق کی تعلیم دی۔ کیونکہ اس میں پاکستان کی عزت ہے تاکہ وہ لوگ ہمارے اخلاق سے پاکستان کے حق میں اچھی رائے قائم کریں۔ نو میل طے کر کے ساڑھے سات بجے قافلہ قلعہ سفید پہنچا۔

قلعہ سفید میں کوئی آبادی نہیں۔ صرف ایک کچی دیوار ہے۔ جو گول قلعہ کی شکل میں ہے یہ بہت پرانی یادگار ہے۔ یہاں بسیں کچھ ٹھہریں۔ یہ جگہ آزاد علاقہ ہے۔ ایرانیوں نے خالی کر دیا ہے۔ پاکستان نے بھی قبضہ نہیں کیا۔ پونے آٹھ بجے ہم سرحد ایران میرجاوا میں داخل ہوگئے میرجاوا ایران کا پہلا مقام ہے۔ یہاں سڑک پختہ نہیں۔ کچی اور ناہموار زمین ہے جس میں لاریاں ایسی جھومتی ہوئی چل رہی ہے۔ جیسے چشتی صوفیوں کو قوالی میں حال آرہا ہو لاریاں ریتہ میں پھنس رہی ہیں اور دھکے دے کر نکال رہے ہیں۔

Marfat.com

سب سے پہلے ایرانی پوسٹ آفس اسکول مدرسہ جو نہایت پُرفضا باغ میں واقع ہے ملا۔ پھر پولیس اسٹیشن میں ہم لوگ داخل ہوئے۔ یہاں پولیس اور پبلک نے ہمارا پرجوش استقبال کیا۔ پاکستان ایران کے نعرے لگے۔ پانی ٹھنڈا میٹھا بکثرت موجود ہے۔ پاکستانی ریلوے یہاں آتی ہے۔

یہاں ہمارا قافلہ کسٹم آفیسر کی عالیشان کوٹھی کے میدان میں ٹھہرا ہے۔ یہاں مختصر سا باغ ہے پانی کی فراوانی ہے دلکش جگہ ہے زبان سب کی فارسی ہے۔ یہاں کے لوگ بہت محبت سے پیش آئے۔ ½۲ بجے قافلہ میرجاوا سے زاہدان کی طرف روانہ ہوگیا۔ راستہ میں سنگِ مرمر کے پہاڑ ہیں جن سے مرمر پتھر بکثرت نکلتا ہے۔ سوا پانچ بجے زاہدان میں داخل ہوگیا۔ زاہدان میرجاوا سے تقریباً ۵۲ میل فاصلہ پر مغرب کی جانب ہے۔ ہمارا یہ قافلہ قونصل خانہ پاکستان واقع زاہدان میں مقیم ہوا۔ آج قونصل خانہ کی کوٹھی نہ کھل سکی۔ تمام حجاج اس کوٹھی کے میدان میں رہے۔ میدان ہی میں رات گذاری۔

بعد نماز عصر ہم لوگ شہر کی سیر کرنے گئے۔ شہر خوبصورت بازار بارونق ہیں۔ تجارت خوب چمک رہی ہے۔ جگہ جگہ باغات ہیں۔ قہوہ خانے کثرت سے ہیں۔ لوگ خلیق اور ملنسار ہیں زاہدان کے خصوصی حالات حسب ذیل ہیں۔

نمبر۱۔ پانی نہایت ٹھنڈا اور شیریں ہے۔ جسے پی کر گجرات یاد آگیا۔

نمبر۲۔ ایرانی عورتیں بالکل امریکی لباس میں ملبوس ہیں۔ بالکل لیڈی معلوم ہوتی ہیں قدیم تہذیب کی عورتوں کا لباس بہت باپردہ ہے سر سے پاؤں تک بڑی چادر اوڑھے رہتی ہیں۔ قمیص بہت نیچی مگر اب یہ لباس بھی زیبائش کے لئے رہ گیا ہے۔ پردہ کے لئے نہیں منہ کھلے ہیں۔

نمبر۳۔ زاہدان میں سکھ کافی ہیں۔ تجارتی کاروبار دیگر ممالک سے تجارتی تعلقات سب انہیں کے قبضہ میں ہیں۔ اونچی دوکانیں انہیں کی ہیں۔

نمبر۴۔ یہاں سفید زیرہ اعلیٰ درجہ کا پیدا ہوتا ہے اور بہت ہوتا ہے ہم نے ایک منڈی میں اسکے بہت بڑے ڈھیر دیکھے۔ پچاس روپیہ پاکستانی کا ایک من بکتا ہے۔

Marfat.com

نمبر۵۔ یہاں روٹی گرم بجری پر پکائی جاتی ہے۔ جن کی بھٹیاں پورے کمرہ کے برابر ہوتی ہیں جو بجری سے بھرپور رہتی ہیں۔ روٹی بہت لمبی مچھلی کی طرح ہوتی ہے۔ میں نے ناپی تو ایک ہاتھ ایک بالشت لمبی تھی۔ روٹی کیا تھی گویا پوری جائے نماز تھی

نمبر۶۔ یہاں لوگ یا تو انتہائی امیر ہیں یا انتہائی غریب۔ متوسط حال بہت کم ہیں۔ بھکاری بہت ہیں۔

نمبر۷۔ شیعہ زیادہ ہیں۔ پورے شہر میں غالباً دو مسجدیں ہیں وہ بھی سنیوں کی ہیں۔ شیعوں کے صرف امام باڑے ہیں ان کی مسجدیں دیکھنے میں نہیں آئیں۔

نمبر۸۔ یہاں پاکستانی سکہ کا بھاؤ بدلتا رہتا ہے۔ آج ڈیوڑھے کا بھاؤ ہے۔ یعنی سو ۱۰۰ روپیہ پاکستانی کے ڈیڑھ سو روپیہ ایرانی ملتے ہیں۔

نمبر۹۔ یہاں روپیہ کو تمن اور اکنی کو ریال کہتے ہیں۔ دس ریال کا ایک تمن ہوتا ہے ریال کو قران بھی کہتے ہیں۔ پیسہ کو پول۔ سیر کو کیلا بولتے ہیں۔ یہاں کا سیر جسے کیلا کہتے ہیں غالباً سو تولہ کا ہے۔ پنجاب کے سوا سیر کے برابر۔

نمبر۱۰۔ زاہدان میں شراب بھی بکتی ہے۔ بعض لوگ بے تکلف پیتے ہیں۔ آزادی بہت ہے نماز کا بہت ہی کم رواج ہے۔ اسلامی تہذیب سے یہاں کے لوگ دور ہیں۔ سنی لوگ نماز کے کچھ پابند ہیں۔ شیعہ حضرات نماز سے غافل ہیں۔

نمبر۱۱۔ یہاں کی پولیس کی وردی کالی ہے۔ اور ٹوپی ایسی ہے جیسی پاکستان میں ریلوے گارڈوں کے سر پر ہوتی ہے۔ بازار میں اجتماع کر کے کھڑا ہونا ممنوع ہے۔

نمبر۱۲۔ زاہدان کے مکانات عام طور پر کچے اور چھتیں بھی زیادہ مضبوط نہیں۔ کیونکہ یہاں بارش کم ہوتی ہے۔ چھتیں یا تو گنبد نما ہیں یا قبر نما۔ جیسی کہ پاکستان میں ریلوے کوارٹروں کی چھتیں ہوتی ہیں۔ سڑکیں بہت چوڑی ہیں بازار فراخ۔

۹ جولائی ۱۹۵۴ء ۷ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ یوم جمعہ

آج زاہدان میں ہمارا قافلہ ہے۔ جمعہ کا دن ہے۔ بعض حاجیوں نے شہر کی مسجدوں

Marfat.com

میں جاکر کپڑے دھوئے۔ یہاں کمپنی کی طرف سے اعلان ہوا کہ آج جمعہ کی نماز یہاں ہی ہوگی تقریر شیخ حسام دین صاحب فرمائیں گے اور جمعہ کی نماز مفتی احمد یار خاں صاحب پڑھائیں گے۔ آج حجاج کے لئے قونصل خانہ کی عمارت کھول دی گئی۔ جہاں ایرانی پاکستانی اتحاد کے متعلق بہت تصاویر آویزاں ہیں۔ چنانچہ پونے دو بجے قونصل خانہ میں اذان ہوئی۔ چونکہ اس میں تصاویر و فوٹو بہت تھے۔ اس لئے ان پر پردے ڈالے گئے۔ شیخ حسام الدین صاحب نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ انگریزوں نے مسلمانوں کے دل و دماغ پر قبضہ ایسا کر لیا کہ ان کا نام تو مسلمان رہ گیا۔ مگر صورت شکل لباس اخلاق سب عیسائیوں کا سا ہو گیا ایران بے پردگی میں کسی سے پیچھے نہیں۔ بلکہ صفِ اول میں نظر آیا۔ حاجیو! تمہارے امتحان کا وقت ہے۔ حج کو جا رہے ہو منہ کالا کرکے نبی کی بارگاہ میں نہ جانا۔ آنکھیں نیچی رکھنا۔ دل کو برے خیالات سے بچانا۔ یہ حسن کے جال میں تمہیں شکار نہ کرلیں۔ پھر نماز جمعہ کے بعد کھانا کھایا۔ اور سوا چار بجے قافلہ روانہ ہو کر ½۶ بجے یہ قافلہ برمق پہنچا۔ یہاں پانی کا چشمہ ہے۔ نماز عصر یہاں ادا کی۔

برمق سے بیرجند تک قریباً ڈھائی سو میل کا فاصلہ ہے۔ جہاں پانی آبادی سبزہ کا نام نہیں اسے دَشت لوط کہا جاتا ہے۔ غالباً یہ لفظ دشتِ لو ہے۔ یعنی گرم ہواؤں اور لُو کا جنگل لوط علیہ السلام کو اس جنگل سے کیا تعلق۔ یہ جنگل سخت دشوار گذار ہے۔ اس جنگل میں نماز مغرب اور نماز عشاء تیمّم سے ادا کی گئی۔ اور بارہ بجے بالکل میدان میں قافلہ روک دیا گیا۔ کھانا وغیرہ کھا کر ان ہی پتھروں پر حجاج لیٹ گئے۔ یہ پتھریلا فرش مخملی فرش سے زیادہ پیارا معلوم ہوتا تھا۔ کیونکہ یہ راستہ محبوب کا فرش ہے۔

اوّل وقت فجر اٹھا دیا گیا۔ فوراً چائے تیار ہوئی اور نماز ادا کی گئی۔

۱۰ جولائی ۱۹۵۴ء ۸ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ یوم شنبہ

آج سورج نکلنے سے پہلے اس نامعلوم میدان سے چل پڑے اور قریباً ۱۱ بجے ایک نہایت سرسبز بستی میں پہنچے۔ جس کا نام شوکت آباد ہے یہ بستی نواب اسد اللہ خاں وزیر دولت ایران کے والد شوکت نے آباد کی۔ اس لئے اس کا نام شوکت آباد ہوا۔ یہاں شوکت باغ جو بہت

Marfat.com

خوبصورت ہے۔ انہیں کا لگایا ہوا اب تک موجود ہے جس میں انار انگور وغیرہ کے بہت درخت ہیں یہ جگہ زاہدان سے قریباً تین سو میل فاصلہ پر جانب شمال و مغرب واقع ہے۔ درمیان میں اور بھی چھوٹی چھوٹی بستیاں پڑیں مگران کے نام معلوم نہ ہو سکے۔ سنا ہے کہ دو حاجی نوکنڈی سے اور ایک زاہدان سے قافلہ میں شامل ہوئے۔ مگر کسی کو معلوم بھی نہ ہوا۔ حب نبی کا جذبہ تو پنجاب کا حصہ ہے۔ زندہ باد زندہ دلان پنجاب۔

شوکت آباد میں دو بجے دوپہر کا کھانا کھایا ہے۔ بجکر ۲۰ منٹ پر شوکت آباد سے ۵ میل جانب شمال ایک بڑا شہر ہے۔ حکومت کے دفاتر و محکمے قائم ہیں۔ موٹر سروس بھی ہے لیکن شہر بالکل خشک ہے سبزہ نہیں۔ چوطرفہ کالے پہاڑ اور ریت کے ٹیلے ہیں۔ معلوم ہوا کہ بیرجند علاقہ خراسان میں واقع ہے۔ یہاں قافلہ نے قیام نہیں کیا صرف بسوں کی ترتیب دی اور چل دیئے۔

راستہ پہاڑی ہے اور نہایت پیچیدہ ہے۔ کہیں بیسیوں میل کی چڑھائی ہے اور کہیں بیسیوں میل کی اترائی۔ کوہ مری کا راستہ بھی اس سے کم پیچیدہ ہوگا۔ جگہ جگہ چشمے بہہ رہے ہیں نہایت سرد جنکا پانی پینا مشکل ہے گویا گلا ہوا برف ہے۔ تعجب کہ یہاں گندم اب جولائی کے مہینے میں کٹ رہی ہے۔ جگہ جگہ ڈھیر لگے ہیں۔ گندم اچھی ہے۔

بیرجند میں لوگ ہم کو دیکھ کر کثرت سے جمع ہو گئے۔ اسلامی اخوت کی بنا پر نہیں بلکہ ہم کو عجائب المخلوقات سمجھ کر ہمیں دیکھنے آئے یہاں کے لوگ صورت۔ سیرت۔ اخلاق۔ لباس تہذیب و تمدن میں بالکل انگریز ہیں۔ اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اکثر لوگ کلمہ نہیں جانتے نماز تو جانتے ہی نہیں۔ کسی بستی میں مسجد کوئی نہیں۔ البتہ امام باڑے جگہ جگہ ہیں کسی فقیر بھکاری کے منہ پر بھی خدا کا نام نہیں آتا۔ صرف یہ کہتے ہیں بابا مسکین ایم چیزے بدہ

شام کے قریب ایک بستی میں پہنچے۔ جسے قائین کہتے ہیں۔ یہ چھوٹی سی بستی ہے۔ مگر خوبصورت ہے۔ بازار چوک میں حوض ہے۔ بجلی کا مکمل انتظام ہے۔

رات کو ایک بستی میں سے گذرے۔ جسے گناہ آباد کہتے ہیں۔ وہاں قیام کیا۔

Marfat.com

۱۱ جولائی سنہ ۱۹۵۴ء ۹ ذیقعدہ سنہ ۱۳۷۳ھ یکشنبہ

آج تمام رات سفر جاری رہنے کی وجہ سے حجاج بہت مضمحل ہیں۔ فجر کے وقت گناہ آباد میں اترے اور پھر فجر جماعت سے پڑھ کر چائے پی کر چل دیئے۔ قریباً ۱۱ بجے دوپہر ہمارا قافلہ تربت حیدری پہنچا۔

تربت حیدری بڑا خوبصورت شہر ہے۔ زاہدان سے پانچ سو چالیس میل فاصلہ پر جانب شمال مغرب واقع ہے۔ ہر طرف بادام۔ توت شیریں۔ خرمانی کے درخت کثرت سے ہیں سڑک کے کنارے کنارے نہایت ٹھنڈے میٹھے پانی کا چشمہ بہ رہا ہے بازار نہایت خوبصورت بارونق ہے۔ وسط شہر میں جامع مسجد شیعوں کی ہے۔ جس کے صحن میں لوگ بے تکلف جوتے پہنے پھرتے ہیں۔ اور اندرون مسجد میں قالین کا فرش ہے۔ جہاں لوگ حقہ پیتے رہتے ہیں۔ مسجد میں بہت سی سجدہ گاہیاں رکھی ہیں۔ جن پر شیعہ نمازی بوقت نماز سجدے کرتے ہیں یہاں چھٹانک کو سیر کہتے ہیں۔ اور سیر کو کیلا بولتے ہیں۔ سب انگریزی طرز کی زندگی گذارتے ہیں کوئی کسی کو سلام بھی نہیں کرتا۔ ہم کو تمام مرد و زن عجیب مخلوق سمجھ کر غور سے دیکھنے آتے ہیں۔ شہر کے شمالی کنارے پر ایک بارونق باغ ہے جس میں قطب الدین حیدری کی قبر ہے۔ انہیں کے نام سے یہ شہر تربت حیدری کہلاتا ہے اور اس باغ کو باغ حیدری کہتے ہیں۔

اس تمام علاقہ کے بکرے دُنبے بہت موٹے اور چھوٹے ہوتے ہیں۔ ہمارے قافلہ کے ساتھ ایک انگریز اپنی بیوی بچہ کے ساتھ اپنی کار میں سفر کر رہا ہے جو براستہ ٹرکی ناروے جاوے گا۔ زاہدان سے شریک قافلہ ہوا مشہد تک ہمراہ رہے گا۔ راستہ میں اخبار مہر وطن کے مدیر صاحب امتیاز پرویز احمد قادری سے ملاقات ہوئی۔ ہم نے ان کو انہوں نے ہمکو اپنے حالات سے مطلع کیا۔

راستہ میں دو چیزیں بہت عجیب دیکھیں۔ ایک تو سڑک جو دو پہاڑوں کے درمیان سے نکلی ہے۔ آس پاس پہاڑ سر بفلک ہیں۔ بیچ میں صرف یہ سڑک ہے۔ اور سڑک کے کنارہ پر آب رواں کا چشمہ۔ ایسا عجیب منظر کبھی نہ بھولے گا۔ دوسرے آٹے کی ہوائی مشین۔

Marfat.com

ایک مکان کے اندر آٹے کی چکی لگی ہے۔ چھت پر ایک چرخ۔ جس کے آٹھ حصے ہیں۔ ہر حصہ میں ٹین کے پنکھے لگے ہیں۔ جو ہوا سے گھومتے ہیں اور نیچے چکی چل رہی جس سے آٹا پس رہا ہے

۱۲ جولائی ۱۹۵۴ء ۱۰ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ دوشنبہ

آج شب کو ہمارا قافلہ قریباً آٹھ بجے مشہد مقدس میں داخل ہوا۔ اتفاق سے آج حضرت علی ابن موسےٰ ابن جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا یوم ولادت تھا۔ تمام شہر میں روشنی ہے اور سارا شہر دلہن بنا ہوا ہے۔ ایسا مظاہرہ ہماری آنکھوں نے کبھی نہ دیکھا تھا۔

مشہد مقدس کی خصوصیات

یہ شہر نہایت عظیم الشان لاہور کے مقابلہ کا ہے۔ بلکہ حسن و زیبائش میں لاہور سے زیادہ اور آبادی اور پھیلاؤ لاہور سے کم ہے بہت خوبصورت شہر ہے

نمبر۲۔ مشہد مقدس تربتِ حیدری سے ۱۵۳ کیلومیٹر یعنی ایک سو ڈیڑھ میل ہے ڈیڑھ کیلومیٹر کا ایک میل ہوتا ہے۔

نمبر۳۔ یہ شہر مقدس اور تاریخی ہے یہاں بیچ بازار میں حضرت علی ابن موسےٰ عرف امام رضا رضی اللہ عنہ کا مزار پُرانوار ہے۔ بہت وسیع خوبصورت ہے۔ سونے سے مزین ہے اس سے پہلے کوئی درگاہ ایسی عالیشان نہ دیکھی گئی۔

نمبر۴۔ آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چھٹی پشت میں ہیں۔ آپ کا نسب نامہ یہ ہے۔ علی ابنِ موسیٰ ابنِ جعفر صادق ابنِ امام محمد باقر ابنِ امام زین العابدین ابنِ امام حسین ابنِ علی مرتضیٰ و فاطمۃ الزاہرا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

نمبر۵۔ آج چونکہ یوم ولادت ہے۔ اس لئے ہجوم خلق بہت زیادہ ہے اور تمام دفاتر بند ہیں۔ باہر سے بہت مخلوق آئی ہوئی ہے۔ درگاہ شریف کی بہت بڑی عمارت ہے۔ باہر سونے کا کام ہے۔ گنبد سونے کا ہے اندرونی عمارت میں تمام شیشہ لگا ہوا ہے۔ جس سے ساری عمارت جگمگا رہی ہے۔ خاص قبر شریف پر گلٹ کی جالی ہے۔ تمام زائرین فاتحہ پڑھتے ہیں۔

Marfat.com

اور آس پاس گھومتے ہیں۔ اپنے کپڑے وغیرہ جالی سے ملتے ہیں۔ مرد اور عورتیں روتے ہیں۔ عجیب ہیبت و رعب طاری ہے تمام شیعہ ہیں ہم لوگوں سے بہت اخلاق سے پیش آئے۔ ہم لوگوں کو ایک ایک کتاب عربی زبان کی مفت دی۔ جس میں زیارات کے آداب اور سلام کے طریقے بتائے گئے ہیں۔

نمبر۶۔ درگاہ شریف کے برابر ایک جامع مسجد بہت عالیشان ہے دوسری جانب بہت وسیع عمارت ہے جس کے بیچ میں تعزیہ ہے اور آس پاس حضرت علی اور حضرت امام رضا رضی اللہ عنہ کی مصنوعی تصاویر ہیں۔ جن کے ہاتھوں میں تلوار دی ہوئی ہے۔ غرضیکہ عجیب سماں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیا کرام و اہل بیت اطہار کے فوٹو لگائے ہوئے ہیں جن کی زیارت کرائی جاتی ہے۔

یہ لوگ حضرت امام رضا کے مزار کا باقاعدہ طواف کرتے ہیں۔ آستانہ بوسی کرتے ہیں۔ بلکہ مزار شریف کی طرف نماز اس طرح پڑھتے ہیں کہ کعبہ کو چہرہ ہو اور قبر بھی سامنے رہے مزار کا طواف کرتے وقت یہ پڑھتے جاتے ہیں۔ بر ہارون رشید لعنت و بر محمد و آل محمد صلوات۔

نمبر۷۔ یہاں فردوسی شاعر کے نام پر بہت عمارتیں اور سڑکیں ہیں۔ چنانچہ جس جگہ ہمارے قافلہ کا قیام ہے۔ اس سڑک کا نام فردوسی روڈ ہے۔ اور اس میدان کا نام خیابان فردوسی بھی ہے اور بار برداری ہند و پاکستان بھی ہے۔ یہاں موٹروں کی مرمت کا کام ہوتا ہے اس کے سامنے ایک اسکول ہے جس کا نام مدرسۃ الفردوسی ہے۔ جہاں نویں کلاس تک تعلیم دی جاتی ہے۔

نمبر۸۔ اس جگہ یعنی خیابانِ فردوسی سے نصف میل کے فاصلہ پر ایک نہایت خوبصورت باغ ہے جس کا نام باغ فل ہے۔ اس کے بالمقابل نہایت عالیشان عمارت ہے جسے بانکِ ملی یعنی قومی بنک کہتے ہیں۔ اس کے برابر بڑا پوسٹ آفس ہے۔ اس کے قریب زندان یعنی جیل ہے تحصیل بھی اسی احاطہ میں ہے۔

نمبر۹۔ مشہد مقدس کے ہوٹل نہایت عالی شان۔ خوبصورت اور صفائی والے ہیں۔ بعض ہوٹلوں کے دروازوں پر خوبصورت لڑکیاں مقرر کی ہوئی ہیں۔ جو گذرنے والوں کو ہوٹل

Marfat.com

میں آنے کی دعوت اپنے خاص انداز سے دیتی ہیں۔ چنانچہ جنرل پوسٹ آفس کے پاس سے ہم گذر رہے تھے کہ ایک خوبصورت ہوٹل دیکھا جس کا نام تھا مہمان خانہ باختر۔ وہاں یہ ہی سماں دیکھا۔ وہاں ہمارے تمام ساتھیوں نے آئیس کریم کھائی جسے یہاں بستنی کہتے ہیں۔

نمبر۱۰ مشہد شریف سے قریباً بیس میل فاصلہ پر فردوسی شاعر کی قبر ہے۔ بعض حضرات وہاں جانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

نمبر۱۱۔ یہاں بھی سکھ آباد ہیں اور خوب مزے سے کاروبار کرتے ہیں۔ اکثر موٹر لاریوں کے ڈرائیور ہیں۔

آج شب کو ہم پھر حضرت علی ابن موسےٰ یعنی امام رضا کے مزار پر انوار پر حاضر ہوئے خیال تھا کہ اس وقت ہجوم کم ہوگا کیونکہ رات زیادہ گذر چکی ہے۔ مگر اللہ اکبر زائرین کھچا کھچ بھرے ہوئے تھے تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ روشنی ایسی خوشنما تھی کہ اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی نہ بیان کی جا سکتی ہے مگر ان میں نمازی کوئی نہ تھا۔ سب لوگ مسجد دیکھنے جاتے تھے۔ وہاں جوتا پہنے پھرتے تھے کسی کو نماز کا خیال بھی نہ تھا۔ عام شیعہ کہتے ہیں کہ یہ مسجد ایک عورت نے بنوائی ہے۔ جسکا نام گوہر النساء ہے۔ لیکن اہل علم شیعہ کہتے ہیں کہ اس کا بانی تیمور لنگ بادشاہ ہے۔

۱۳ جولائی ۱۹۵۴ء ۱۱ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ سہ شنبہ

آج بعد نماز صبح ناشتہ کر کے ہم تیس آدمی فردوسی شاعر ایران کے مقبرہ کی سیر کو گئے۔ جو مشہد شریف سے تیس کیلومیٹر یعنی بیس میل جانب شمال واقع ہے۔

مقبرہ فردوسی کی تفصیل

نمبر۱۔ راستہ میں مشہد شریف کا سول ہسپتال ملا۔ جو تمام ایران میں بڑا ہے۔ جس میں اڑھائی ہزار مریض بیک وقت رہ سکتے ہیں۔ دس میل فاصلہ پر سلطان ہارون رشید کا محل ملا۔ جس کے کچھ کھنڈر شکستہ حالت میں پڑے ہیں۔ سلطان جب حضرت علی رضا سے ملاقات کرنے بغداد سے یہاں آتا تھا تو اس محل میں ٹھہرتا تھا۔ تعجب ہے مشہد کے شیعہ سلطان ہارون رشید پر لعنت

Marfat.com

کرتے ہیں اور سلطان حضرت کا ایسا عاشق تھا۔

نمبر۲۔ فردوسی کی قبر کے پاس قریہ طوس ہے۔ فردوسی اسی گاؤں کا رہنے والا ہے اور اسی بستی کا باشندہ محقق نصیر الدین طوسی تھا اب یہ جگہ اُجڑ گئی ہے۔ کچھ کھنڈ ر باقی ہیں اور ایک شکستہ پل ہے۔

نمبر۳۔ فردوسی کا نام حکیم ابو القاسم فردوسی طوسی ہے اس کی پیدائش ۳۲۳ھ اور وفات ۴۱۱ھ میں ہے اس کی قبر پر سلطان رضا شاہ پہلوی نے سنگ مرمر کا قریباً تیس فٹ اونچا مینار بنایا ہے ۱۳۵۳ھ میں بنوایا۔

نمبر۴۔ فردوسی کی اصلی قبر زمین کے نیچے ایک تہہ خانہ میں خوبصورت چمکدار سنگِ مرمر کی ہے وہاں دو آنہ کا ٹکٹ لے کر جانا ہوتا ہے۔ سنگِ سفید کی خوبصورت سیڑھیاں ہیں اور دو طرفہ دیواروں پر رستم، سہراب۔ شیخ سعدی۔ حافظ شیرازی۔ عمر خیام کے مرمریں مجسمے بنے ہوئے ہیں۔ رستم نے سہراب کو مارا ہے۔ سہراب سینہ پر برچھا کھا کر گرا پڑا ہے۔ اور رستم کو جب پتہ لگا کہ یہ میرا بیٹا ہے تو سَر پر ہاتھ رکھ کر رو رہا ہے۔ عجیب رقت آمیز نظارہ دکھایا گیا ہے۔

نمبر۵۔ فردوسی کی قبر کے اِرد گرد نہایت خوبصورت باغ لگایا گیا ہے۔ جس میں آب سرد کا چشمہ جاری ہے اور مقبرہ کے سامنے برف خانہ ہے۔ جہاں سردی کے موسم میں برف دبا کر گرمی میں نکالتے ہیں۔ بہت لمبا تہہ خانہ ہے جس پر شیشے کی چھت ہے۔ ایرانی لوگ مع بال بچوں کے یہاں آتے ہیں اور یہاں ہی کھانا پکاتے کھاتے اور تفریح کرتے ہیں

نمبر۶۔ فردوسی کے مقبرہ کے سامنے ایک خوبصورت کیاری ہے جس پر کنکروں کے حروف سے یہ شعر لکھے ہیں۔

نمیرم ازیں پس کہ من زندہ ام — کہ تخم سخن را پراگندہ ام
ہر آں کس کہ دارد دہش راہ دیں — پس از مرگ بر من کند آفریں

اور خاص قبر کی دیوار پر یہ اشعار کندہ ہیں۔

ہر آنکس کہ از مردگاں دل ببست — نیاشد ہماں دوستی را درست
مدہ کار کرد بیاد — مباد اکہ پندِ من آید بیاد

چونکی کند کس تو یادش کنی   ہماں تا شود رنج نیکاں کنی

تعجب یہ ہوا کہ ہمارے ہمراہ صوفی جمیل صاحب بھی کرایہ کی لاری میں دو تمان دے کر سوار ہوئے۔ اور اپنی کمپنی کی بس پر نہ گئے۔ جس سے معلوم ہوا کہ وہ کمپنی کا پٹرول اپنی ذات پر خرچ نہیں کرنا چاہتے یہ ان کی انتہائی دیانتداری کی دلیل ہے۔

۶ ½ بجے شام کو قافلہ نیشاپور کی طرف روانہ ہوا۔ سفیر پاکستان مقیم مشہد مع اپنے ہمراہیوں کے قافلہ کا معائنہ کرنے تشریف لائے ہماری بسوں نے تمام درگاہ شریف کا پورا چکر لگایا اور مشہد سے روانہ ہو گیا۔ ۶ کیلو میٹر ۴ میل واپس اس سڑک پر آگیا جس پر پرسوں آیا تھا۔ پھر نیشاپور کی سڑک پر ہو گیا۔

۱۴ جولائی ۱۹۵۴ء ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ یوم چہار شنبہ

آج شب کے ایک بجے ہمارا قافلہ نیشاپور میں داخل ہوا۔ یہ جگہ مشہد سے ۱۴۰ کیلو میٹر یعنی قریباً ۹۷ میل جانب شمال و مغرب ہے۔ رات ہم لوگ شہر کی بجائے عمر خیام کے مقبرہ پر رہے۔ جو شہر سے قریباً ۲ ½ میل مشرق کی طرف واقع ہے۔ وہاں نماز عشاء ادا کی کھانا کھایا اور سو گئے۔ صبح کو نماز فجر ادا کر کے اولاً مسائل حج بیان کئے پھر مقبرے میں گئے۔

مقبرہ عمر خیام بہت خوبصورت اور وسیع ہے بہترین باغ اور پانی کے حوض ہیں۔ اس میں دو گنبد والی عمارتیں ہیں ایک میں تو حضرت محمد محروق ابن زید ابن امام زین العابدین کی قبر شریف ہے۔ اس قبہ میں حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ کا قدم ایک پتھر میں ہے جس کی عام زیارت کی جاتی ہے۔ ہم نے اس پر بوسہ دیا۔

دوسرے قبہ میں حضرت ابراہیم ابن موسیٰ یعنی علی رضا رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی کی قبر شریف ہے۔ خوبصورت اور وسیع عمارات ہیں۔ باہر کی جانب عمر خیام شاعر مشرق کی قبر ہے۔ مگر قبر بھی عجیب ہے چھوٹا سا چبوترہ ہے اور بیچ میں چبوترے پر قریباً دس بارہ فٹ کا مینار بنا ہوا ہے۔ کوئی فاتحہ نہیں پڑھتا۔ صرف عمارت دیکھ کر چلے آتے ہیں۔ عمر خیام کی وفات ۵۱۷ھ میں ہوئی اور عمارت کی تعمیر ۱۳۱۳ھ میں ہوئی۔

Marfat.com

عمر خیام کے قریب ایک کلومیٹر پر غربی جانب حضرت خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پر انوار ہے ہم سب لوگ وہاں پیدل حاضر ہوئے۔ عجیب دلکش منظر ہے۔ سادہ سا قبہ ہے کوئی باغ وغیرہ نہیں۔ اندر قبہ میں غالیچہ قیمتی بچھا ہوا ہے۔ تمام حجاج نے قبر شریف کو گھیر لیا اور سب نے فاتحہ پڑھی۔ سب پر عجیب رقت طاری تھی پندنامہ عطار اور منطق الطیر کے اشعار میری زبان پر جاری تھے ہمارے رفیق سفر جناب ڈاکٹر اللہ دتا صاحب کنجاہی نے فی البدیہہ اشعار روتے ہوئے پڑھے

حضرتِ ما خواجہ فرید الدین　　　آمدہ ایم بر در تو زائرین

بہر ما از حق دعائے نیک کن　　　نیک ما باشیم در دنیا و دین

وہاں سے اٹھنے کو دل نہ چاہتا تھا۔ مگر وقت تھوڑا تھا۔ بادل ناخواستہ اٹھے اور مقبرہ عمر خیام پر آگئے۔ آٹھ بجے صبح قافلہ مقبرہ عمر خیام سے روانہ ہوا شہر میں آیا۔ نیشاپور چھوٹا مگر خوبصورت شہر ہے۔ بازار صرف ایک ہے ہر طرف سرسبز شاداب باغات ہیں لب سڑک جامع مسجد وسیع اور خوبصورت ہے۔ تمام آبادی شیعہ ہے

نیشاپور بہت پرانی اور مردم خیز بستی ہے۔ بڑے بڑے علماء صوفیہ یہاں ہی ہوئے۔ حضرت علامہ نیشاپوری جن کی تفسیر نیشاپوری ہے۔ جو مدرسہ نظامیہ بغداد کے صدر مدرس تھے۔ یہاں کے ہی ہیں۔ نیشاپور کی مخلوق نے ہم کو گھیر لیا۔ بڑے اخلاق سے پیش آئے۔ یہاں انگور بکثرت ہوتے ہیں۔ ۴۵ منٹ نیشاپور میں قیام کیا پھر ہم سبزوار کی طرف روانہ ہو گئے۔

سبزوار نیشاپور سے ۱۱۳ کیلومیٹر قریباً اسی میل جانب شمال و مغرب ہے۔ ساڑھے گیارہ بجے سبزوار پہنچ گئے یہ جگہ معمولی شہر ہے مگر بارونق ہے۔ کنارہ شہر پر حضرت یحییٰ ابن موسیٰ یعنی حضرت علی رضاء کے چھوٹے بھائی کا مزار پر انوار ہے وہاں فاتحہ پڑھا۔ یہاں کا خربوزہ بہت میٹھا ہوتا ہے۔ خوب کھائے۔ بازار کی سیر کی۔ یہاں مسجدیں بہت ہیں۔ عورتیں کچھ پردہ دار بھی ہیں۔ جہاں سے ہم گذرتے تھے لوگوں کا ہجوم ہو جاتا تھا اور پوچھتے تھے پاکستانی؟ ہم کہتے تھے بلے پاکستانی تو نعرہ لگاتے پاکستان زندہ باد۔ غرضیکہ ان لوگوں کے دلوں میں پاکستان کی بڑی وقعت ہے ہم سے فارسی میں پوچھتے کہ پاکستان کیسا ملک ہے۔ ہم کہتے تھے کہ تمام اسلامی ممالک سے بڑا ہے

Marfat.com

تو بہت خوش ہو کر بولتے تھے۔ خدا قائم دارد ما ہمہ برادرانیم۔ ہم لوگوں نے جماعت سے نماز پڑھی تو بہت حیرت سے دیکھتے رہے۔ اور کہتے ہیں ایں چہ نماز است یہ کیسی نماز ہے۔ پھر خود ہی کہتے ہیں۔ ایشاں سنی اند لیکن اس کے باوجود ہم سے نفرت نہیں کرتے۔

سبزوار کی آبادی ساٹھ ہزار ہے۔ بجلی۔ پانی کے چشمے۔ باغات بکثرت ہیں۔ بازار میں پھل خوب ہیں۔ ٹماٹر۔ خربوزہ۔ تربوز۔ خرمانی وغیرہ کثرت سے ہیں انگور کی ابتداء ہے۔ ساڑھے چار بجے قافلہ شہرود کی طرف روانہ ہو گیا۔ یہاں راستہ میں لب سڑک دیہات بستیاں بہت واقع ہیں۔ جگہ جگہ قہوہ خانے ہیں۔ بھیڑ بکریوں سے جنگل اور پہاڑ بھرے ہوئے ہیں۔ ایک مقام صدر آباد پر نماز عصر ادا کی اور فوراً قافلہ روانہ ہو گیا۔

۱۵ جولائی ۱۹۵۴ء ۱۳ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ پنجشنبہ

آج رات کو ساڑھے بارہ بجے ہمارا قافلہ شہرود پہنچا۔ شہرود سبزوار سے تقریباً ۱۵۸ میل جانب مغرب واقع ہے۔ ہماری بسیں سیدھی مغرب کی طرف آئیں۔ یہاں پہنچ کر ایک سرائے میں قیام کیا۔ وضو کر کے نماز عشاء پڑھی۔ قریباً اڑھائی بج گئے اور سو رہے۔

ساڑھے چھ بجے ہم اکتیس آدمیوں نے ایک بس کرایہ پر لی اور بسطام روانہ ہو گئے بسطام شہرود سے ۴ میل فاصلہ پر جانب شمال واقع ہے۔ یہ حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا وطن شریف ہے۔ بستی اجڑ چکی ہے۔ کچھ کھنڈر موجود ہیں۔ حضرت بایزید بسطامی کے مزار پر عمارت نہیں۔ دو مجاور وہاں رہتے ہیں۔ حضرت سلطان عارفین بایزید کی قبر شریف آسمان کے نیچے میدان میں بغیر کسی غلاف وغیرہ کے ہے۔ قبر پر حضرت کا نام شریف اور قرآنی آیات و درود شریف لکھا ہوا ہے۔ برابر میں بڑا شاندار قبہ بنا ہوا ہے۔ جو سلطان اعظم خان والی کابل نے آپ کے لئے بنوایا۔ مگر بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے اُسے خواب میں یہ کہہ کر منع فرمایا کہ ہماری قبر کے لئے آسمان کا گنبد کافی ہے۔ یار کے درمیان آڑ کی ضرورت نہیں۔ غرضیکہ وہ قبہ ویسے ہی خالی پڑا ہے۔ اور آپ اسی طرح میدان میں سو رہے ہیں۔ برابر میں سلطان اعظم خان بانی قبہ کی بھی قبر ہے۔ وہاں ہم لوگ قبر شریف کو گھیر کر بیٹھ گئے۔ فاتحہ پڑھا بہت رقت رہی۔ دعا کی اور عرض کیا کہ

Marfat.com

آپ ولی گر ہیں۔ جس گنہگار پر نگاہ ڈالی ولی بنا دیا۔ ہم گنہگار ہیں دروازہ پر حاضر ہیں۔ ہمارے سیاہ دلوں پر کرم کی نگاہ کرو کہ سیاہی دور ہو کر قلوب منور ہوں۔

لج پال پریت کو توڑت ناہیں   جو ہاتھ پکڑیں پھر چھوڑت ناہیں
گھر آئے کو خالی موڑت ناہیں

برابر میں حضرت سلطان العارفین کا عبادت خانہ ہے۔ جہاں آپ اعتکاف فرماتے تھے۔ اس کے مقابل سلطانی مسجد ہے۔ جو غیر آباد ہے مسجد کے برابر حضرت شاہزادہ محمد ابن جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی قبر انور ہے۔ جو حضرت رضا کے چچا ہیں۔ اس جگہ بھی شیعہ حضرات نے حضرت علی امام حسین بلکہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فوٹو رکھے ہوئے ہیں کہ حضورؐ حضرت علی کا دامن پکڑے ہوئے بیر خم پر لوگوں سے فرما رہے ہیں مَنْ کُنْتُ مَولَاہُ فَعَلِیٌّ مَولَاہُ

محمد ابن جعفر رضی اللہ عنہ کی قبر ہمارے سینہ تک اونچی ہے۔ غلاف سے ڈھکی ہوئی ہے۔ یہ مقام بھی باغ میں ہے۔ درختوں سے گھرا ہوا ہے۔ جگہ میں دلکشی ہے۔

بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ کے مزار شریف پر فاتحہ پڑھ کر شہرود واپس آئے شہر خوبصورت ہے بیچ میں ایک گول دائرہ کی شکل میں چمن لگا ہوا ہے۔ درمیان میں محمد رضا شاہ پہلوی موجودہ شاہِ ایران کا لوہے کا مجسمہ نصب ہے۔ قافلہ سوا آٹھ بجے شہر سمنان کی طرف روانہ ہو گیا۔ مگر ہماری بس خراب ہو گئی۔ وہ درست ہو رہی ہے۔ ہم پچیس آدمی درستی کے انتظار میں یا بدوح کا وظیفہ پڑھ رہے ہیں۔ تمام قافلہ سمنان پہنچ چکا ہے مگر ہم یہاں شہرود میں ہیں۔ یہاں بازار سے روٹی اور دہی منگائی۔ روٹی دو ہاتھ لمبی اور سوا بالشت چوڑی مچھلی کی شکل کی اڑھائی آنہ میں ملی۔ دہی دس آنہ کیلو، مگر دہی نہایت ترش تھا۔ خربوزہ ۴ آنہ کیلو ملا۔ ہماری بس اب ایک بجکر ۴ منٹ پر شہرود سے سمنان جا رہی ہے۔

ایران کی سڑکیں نہایت خراب ہیں۔ ہمارے قافلہ والوں نے اس کا نام ہاضمہ روڈ رکھا ہے کیونکہ لاری کے جھٹکوں سے کود کود کر کھانا جلدی ہضم ہو جاتا ہے۔ شہرود سے آٹھ میل نکل کر ہماری بس کو حادثہ یہ ہوا کہ بس سڑک کے ایک غار میں جا پڑی۔ جس سے سخت جھٹکا لگا۔ دو آدمی کچھ زخمی ہوئے۔ باقی کے کچھ ہلکی چوٹیں آئیں۔ شکر ہے کہ بس لوٹنے سے بچ گئی۔ یہ سڑک جرنیلی اور

Marfat.com

مین لائن ہے۔ دارالخلافہ طہران کو جارہی ہے۔ اس کا یہ حال ہے۔
ظہر کے وقت ایک قریہ قدرت آباد میں پہنچے۔ جہاں سرد پانی کا چشمہ تھا۔ وضو کیا ظہر پڑھی کچھ آگے چل کر مقام اتری پہنچے۔ یہاں پانی کا تالاب اور بہت خوبصورت باغ ہے۔ تالاب میں چشمے کا پانی گرتا ہے۔ نہایت خوبصورت جگہ ہے۔ پہاڑ کے دامن میں خوبصورت تالاب۔ تالاب کے آس پاس ہرا بھرا باغ اور باغ میں ٹھنڈے پانی کا چشمہ۔ یہ وہ دلفریب منظر تھا۔ جو بیان میں نہیں آسکتا۔

یہاں عجیب پر لطف واقعہ پیش آیا۔ وہ یہ کہ صوفی محمد جمیل صاحب نے یہاں کھانا پکوایا ایرانی لوگ جمع ہو گئے۔ ایک ایرانی سے صوفی صاحب نے فرمایا کہ تمہاری عورتوں کو کھانا پکانے کا بھی تمیز نہیں پاکستانی عورتیں ہر طرح کا کھانا پکا لیتی ہیں۔ اس نے اپنے گھر جا کر اپنی بیوی سے یہ کہا۔ اس اللہ کی بندی نے فوراً کچھ پراٹھے۔ کچھ حلوہ بنا کر صوفی صاحب کو بھیجا اور کہا کہ اپنی ایرانی بہن کا تمیز آزمالو۔ صوفی صاحب نے اس کے جواب میں کچھ مٹھائی بسکٹ وغیرہ بھیجے وہاں سے پھر جواب میں کچھ ایرانی مٹھائیاں آئیں۔ غرضیکہ بہت دیر تک ہدیوں کا ادل بدل ہوتا رہا۔ اور رکابیاں اِدھر اُدھر آتی جاتی رہیں۔

اتری میں نمازِ عصر ادا کر کے چل دیئے۔ تین میل طے کرنے پر شہر سمنان آیا۔ سمنان شہردد سے ۷۷ میل فاصلہ پر چھوٹا مگر خوبصورت شہر ہے۔ باغوں میں گھرا ہوا ہے کنارہ شہر پہ ایرانی تیل کا بڑا کارخانہ ہے جس کے دروازہ پر لکھا ہے۔ شرکت ملی نفتِ ایران۔ یعنی ایرانی تیل کی قومی کمپنی۔ اس جگہ پولیس کا بڑا سخت پہرا ہے سڑکیں اور بازار بہت بارونق ہیں۔ شہر کا دروازہ بہت اعلیٰ درجہ کا ہے۔ خربوزہ بہت ہوتا ہے اور شیریں ہے۔ ۴۔ ۶ آنہ کا ایک اچھا خربوزہ مل جاتا ہے۔ سمنان میں ٹھہرنا نہیں ہوا۔ وقت کم تھا

سمنان بہت مقدس اور تاریخی شہر ہے۔ ہمارے خاندان اشرفی قادری کے مورثِ اعلیٰ سلطان اوحد الدین سید اشرف سمنانی رضی اللہ عنہ کا یہی وطن ہے۔ جن کا مزار مقدس کچھوچھہ مقدسہ ضلع فیض آباد میں ہے۔ ہماری بس نے سمنان سے پٹرول خریدا۔ میں اس سرزمین پر اس نیت سے اترا کہ یہاں کے کچھ ذرے مجھ گندے کو لگ کر میری مغفرت

Marfat.com

کا ذریعہ بن جاویں۔ سمنان میں سب شیعہ ہیں۔ سنی کوئی نہیں۔
سمنان سے چل کر ہم رات کے ۹ بجے قلعہ شاہ عباس پہنچے۔ یہاں ایک معمولی ویرانہ قلعہ ہے جو شکستہ حالت میں ہے۔ یہاں رات گذار کر صبح اول وقت نماز فجر پڑھ کر قافلہ چل پڑا۔ اب اس وقت شریف آباد میں ٹھہرا ہوا ہے۔ جو طہران کے قریب ہے۔ نہایت دلکش باغ اور آب شیریں کا چشمہ ہے۔ موٹریں دُھل رہی ہیں۔

۱۶ جولائی ۱۹۵۴ء ۱۴ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ جمعہ

ہم دس بجے دن شریف آباد پہنچے۔ یہاں بہت سایہ دار درخت درمیان میں شفاف سرد پانی کا چشمہ تھا۔ جاتے ہی کمپنی کی طرف سے رات کا بچا ہوا پلاؤ کھلایا گیا۔ چائے پلائی گئی اور کہ دیا گیا کہ اس کو دوپہر کا کھانا تصور کرو۔ پھر گیارہ بجے شریف آباد سے چل کر قریباً دو بجے طہران میں داخل ہوئے۔ طہران ایران کا دارالخلافہ ہے۔ یہ جگہ شہرود سے قریباً ۲۴۴ میل جانب جنوب غربی واقع ہے۔ بہت بڑا شہر ہے۔ کراچی کے مقابلہ پر ہے۔ نہایت خوبصورت اور صاف ہے امریکی طرز کی عمارات زیادہ ہیں۔ عام لوگ انگریزی لباس میں ملبوس ہیں۔
اولاً قافلہ کی لاریوں نے شہر کا گشت کیا۔ ایرانی لوگ ہم لوگوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے اور خیر باشد سلامت کے آوازے لگاتے تھے ایک جگہ چوک میں ایک گھوڑے سوار کا پورا مجسمہ لوہے کا سیاہ رنگ والا نصب ہے۔ آس پاس گول دائرے میں چمن ہے۔ جس میں فوارے لگے ہوئے ہیں۔ دوسرے چوک میں فردوسی شاعر ایران کا لوہے کا مجسمہ ہے جس کے پیچھے گاؤ تکیہ لگا ہے فردوسی کتاب ہاتھ میں لئے ٹیک لگا کر بیٹھا ہے۔ ہمارا قافلہ ایک وسیع میدان میں ٹھہرایا گیا۔ جہاں پانی کی نہر ہے۔ نماز جمعہ کا وقت تھا۔ فوراً وضو کر کے نماز جمعہ ادا کی گئی ہم نے نماز پڑھائی۔ ایرانیوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ لگ گئے۔ ہماری نماز کو اور ہمیں حیرت کی نگاہوں سے دیکھتے رہے۔ سب سامنے پھرتے تھے اور آپس میں دل لگی مذاق کرتے رہے یہ لوگ نہ نماز سے واقف ہیں۔ نہ آداب نماز سے خبردار۔
بعد نماز کمپنی کی طرف سے سردے۔ تربوز۔ سیب سے قافلہ کی دعوت کی گئی۔ مگر

Marfat.com

تمام چیزیں پھینکی تھیں بعد نماز جمعہ ہم لوگ اس جگہ سے منتقل ہو کر شہر سے ۳ میل دور سیمنٹ فیکٹری کے پاس اتار دیئے گئے۔ کیونکہ یہاں میدان اچھا ہے۔ جگہ میں گنجائش ہے پانی کا آرام ہے

بعدِ نماز عصر ہم زیارات بزرگان کے لئے گئے۔ جانب مغرب ½ ۱ میل کے فاصلہ پر حضرت عبد العظیم ابنِ امام جعفر صادقؒ کا روضہ ہے وہاں حاضری دی۔ یہاں راستہ میں زائرین کا ہجوم ہے۔ راستہ بھرا ہوا ہے کیونکہ آج جمعہ کا دن ہے۔ اور یہاں جمعہ کو زیارت قبور کا عام رواج ہے خصوصاً بزرگانِ دین کی زیارات آج بڑے اہتمام سے کی جاتی ہے۔ راستہ میں ابن بابویہ کا مقبرہ ہے جو شیعوں کا بڑا عالم گذرا ہے۔ وہاں فاتحہ خوانوں کی کثرت تھی۔ ہم امام زادہ شاہ عبد العظیمؓ کے روضہ پر پہنچے۔ یہاں بھی مشہد شریف کے نمونہ کی عظیم الشان عمارت ہے۔ بڑے دروازے میں بہت بڑا بازار ہے۔ دو رویہ دکانیں ہیں۔ ہجوم کی وجہ سے چلنا مشکل ہے۔ اندر تین گنبد ہیں۔ بڑے گنبد میں حضرت عبد العظیم ابن امام جعفر صادقؓ کا مزار ہے وہاں عام زائرین سجدہ وطواف کرتے ہیں۔ خلقت کا بے پناہ ازدہام ہے بڑی مشکل سے فاتحہ پڑھی۔

برابر میں حضرت حمزہ ابن امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا مزار شریف ہے۔ یہاں بھی خلقت کا ہجوم ہے۔ مگر وہاں سے کچھ کم۔ اس صحن میں بالمقابل ایک اور گنبد ہے۔ جس میں حضرت طاہر ابن امام حسن رضی اللہ عنہ کا مزار ہے۔ یہاں بھی فاتحہ خواں موجود ہیں۔ مگر یہاں ہجوم بہت تھوڑا ہے۔ کیونکہ شیعوں کو امام حسن کی اولاد سے وہ محبت نہیں۔ جو امام حسین کی اولاد سے ہے وہاں بھی فاتحہ پڑھی ایک طرف شاہ ناصر الدین کی قبر ہے۔ جو شیعوں کا پیشوا گذرا ہے۔ قبر کے ارد گرد لکڑی کا کٹھرہ ہے۔ بیچ میں قبر ہے۔ قبر پر سنگِ مرمر کا پورا مجسمہ لاش کی شکل میں لپٹا ہوا ہے۔ شیعہ اسے سلام کرتے ہیں۔ فاتحہ پڑھتے ہیں ہم وہاں سے لاحول پڑھ کر نکل آئے۔

تہران میں ریلوے اسٹیشن ہے۔ چھوٹی لائن کی گاڑی شہر و دتک جاتی ہے — مزدور شہر میں اپنے گھروں سے کارخانوں اور کارخانوں سے گھروں کو ریل گاڑی کے ذریعہ جاتے ہیں۔ اس ٹرین کا چھوٹا سا انجن ہے۔ اور کھلے ہوئے چھوٹے چھوٹے ڈبے جن میں صرف بیٹھنے کے بنچ ہیں۔

Marfat.com

تہران کے خصوصی حالات

نمبرا۔ طہران بہت بارونق۔ خوبصورت اور وسیع شہر ہے ایران کا دارالخلافہ ہے۔

نمبر۲۔ یہاں ہر چوک میں گول دائرہ میں چمن۔ بیچ میں پانی کے فوارے اور بالکل بیچ میں کسی نہ کسی کا مجسمہ ہے ایک چوک میں سابق شاہ ایران رضا شاہ پہلوی کا مجسمہ ہے۔ دوسرے میں فردوسی شاعر کا مجسمہ۔

نمبر۳۔ یہاں حسن بہت ہے۔ شاید دنیا میں یہ خطہ حسن میں دوسرے درجہ پر ہے۔ پہلے درجہ پر بصرہ و عراق ہے۔ مصر کے حسن میں ملاحت نہیں

نمبر۴۔ عورتیں بے پردہ ہیں۔ مرد عورت بے تکلف ساتھ ساتھ پھرتے ہیں عورتیں گھٹنے تک جرابیں اور اوپر نیکر پہنتی ہیں۔ سینہ اور گھٹنا کھلا رہتا ہے۔ لمبا کرتہ اور سر سے پاؤں تک کالے حجاب برقعہ جو پردہ کے لئے نہیں حسن کے لئے ہوتا ہے۔

نمبر۵۔ بے پردگی بہت ہے۔ ہوٹلوں میں ہر طرح کا کھانا پکتا ہے لوگ بے تکلف کھاتے ہیں۔ یہاں ہوٹلوں کے کھانے سے احتیاط کرنی چاہیئے۔ یہاں فروٹ بہت کثرت سے ہے۔ ہم لوگوں نے فروٹ بہت کھائے۔

نمبر۶۔ یہاں کے باشندے روزے نماز کے پابند نہیں۔ رمضان کی کسی کو ہی خبر ہوتی ہوگی عید میں کوئی خال خال آدمی ہی عید مناتے ہیں سنا ہے کہ ایران میں نوروز بہت اہتمام سے منایا جاتا ہے۔ ۲۱ مارچ سے نوروز شروع ہوتا ہے جو ۱۲ دن رہتا ہے۔

نمبر۷۔ عورتیں مردوں سے بے تکلف مذاق کرتی ہیں ہمارے بعض جوان حجاج سے جب وہ زیارت امام عبدالعظیم ہمارے ساتھ جا رہے تھے۔ نہایت بیہودہ ہاتھا پائی کا مذاق کیا۔ ہم نے حجاج کو بہت تاکید کر دی ہے کہ دیکھو حج کو جا رہے ہو۔ منہ کالا کر کے نہ جانا آنکھیں نیچی رکھو۔ اور بلا وجہ شہر نہ جاؤ۔

نمبر۸۔ تصاویر کا عام رواج ہے۔ بزرگوں کے مزارات پر عام مجسمے اور تصاویر ہیں

نمبر۹۔ جمعرات کی شام اور جمعہ کو دن بھر قبرستان میں عام لوگ زیارت قبور کو جاتے

Marfat.com

ہیں۔ اور بزرگوں کے مزارات پر نماز بھی ادا کرتے ہیں

نمبر۱۰۔ تہران کے باشندے بہت خوش اخلاق اور ملنسار ہیں۔ حجاج سے بہت محبت سے پیش آئے۔ رات بھر آٹھ سپاہیوں نے ہمارا پہرہ دیا۔ دو گھوڑ سوار اور چھ پیدل تھے بہت محبت سے راستہ بتاتے ہیں۔ بلکہ بعض دفعہ خود جاکر پہنچا آتے ہیں۔ پولیس کا انتظام بہت معقول ہے اور سپاہی بہت بلند اخلاق ہیں۔ بعض سپاہی حجاج کو ان کے جوتے اٹھا کر دیتے ہیں۔ ایسے خوش خلق لوگ کم دیکھے گئے۔

نمبر۱۱۔ شہر میں سڑکیں بہت کشادہ ہیں۔ ٹرام نہیں ہے بسیں چلتی ہیں۔ جن کا کرایہ بہت معمولی ہے۔ ایک تمن فی سواری میں پوری ٹیکسی کرایہ پر مل جاتی ہے۔ جب تک نہ اترو آناتی نہیں تمام شہر کا چکر لگا دیتی ہے لیکن اگر دس قدم پر بھی جاکر اتر گئے تو پھر دوبارہ تمن لینگے

نمبر۱۲۔ یہاں تیل صاف کرنیکے بہت کارخانے ہیں سیمنٹ کی فیکٹری ہے۔ گنجان آبادی ہے جہاں ہم ٹھہرے ہوئے ہیں۔ اس میدان کا نام خیابان سیما ہے۔ یعنی سیمنٹ کا کارخانہ اس میدان کے مغرب کی جانب ایک پہاڑ ہے۔ پہاڑ کی دوسری جانب ایک چشمہ بہت ٹھنڈے اور صاف شفاف پانی کا ہے۔ جسے چشمہ علی کہتے ہیں۔ جہاں ایرانی لوگ کارخانوں کے غالیچے و قالین صاف کرتے ہیں۔

۱۷ جولائی ۱۹۵۴ء ۵ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ شنبہ

آج صبح کی نماز کے بعد شیخ حسام الدین صاحب نے مختصر سی تقریر فرمائی۔ جس میں فرمایا کہ سفیر عراق کی طرف سے اعلان ہوا ہے کہ خرم شہر کا راستہ سیلاب کی وجہ سے خراب ہو چکا ہے۔ لہذا حاجیوں کو بغداد کے راستہ جانا چاہئے۔ اب یہ ہی پروگرام ہوگا۔ بارہ سو میل کا سفر اور زیادہ ہوگیا۔ اور حج بجائے نو اگست کے سات اگست کو ہے لہذا چلنے میں جلدی کرنا چاہئے۔ فجر کے فوراً بعد روٹی کھالی جایا کرے۔ تمام دن سفر رہے رات کو آرام۔ یہ ہی طے ہوگیا۔

قریباً دس بجے ہم حضرت شہربانو رضی اللہ عنہا کے مزار پاک پر حاضری دینے گئے

Marfat.com

سرائے دارا میں ۷۴ ریال فی حاجی ٹیکسی کی۔ اس نے کوہ شہر بانو تک پہنچایا۔ جو سرائے سے قریباً ایک کوس ہے پھر پہاڑ کی چڑھائی ایک میل ہے راستہ میں سیمنٹ کے پتھر کی کان دیکھی جو اس پہاڑ میں واقع ہے کان میں چھوٹی سی ریل چلتی ہے۔ جو پتھر نکالتی ہے۔ سخت اندھیرا ہے۔ ہر جگہ روشنی کا انتظام ہے بہت ٹھنڈی جگہ ہے۔ ہم کچھ دور سرنگ میں گئے مگر آگے جانے کی ہمت نہ پڑی پھر اوپر چڑھے۔ ایک درخت کے نیچے پہنچے۔ جہاں پانی کا چشمہ تھا۔ پانی پیا۔ پھر اوپر چڑھے اور منزل مقصود پر پہنچ گئے۔ یہاں ایک سبز گنبد ہے۔ جس کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ مردوں کے لئے ہے۔ دوسرا عورتوں کے واسطے۔ زنانہ حصہ میں حضرت شہر بانو کی قبر شریف ہے۔ لیکن اس مقبرے پر یہ لکھا ہوا ہے کہ حضرت شہر بانو کربلا کے واقعہ کے بعد گھوڑے پر سوار آئیں۔ مگر ظالم ان کے تعاقب میں تھے۔ رب سے دعا کی کہ مجھے ان ظالموں سے بچائے پھر مع گھوڑے کے اس پہاڑ میں غائب ہوگئیں جہاں غائب ہوئیں وہاں قبر بنا دی گئی ہے۔ اس قبر پر مرد نہیں جا سکتے۔ صرف عورتیں جاتی ہیں۔ ہم لوگوں نے دور سے فاتحہ پڑھی۔

مقبرہ شہر بانو پورا تصویر خانہ بنا ہوا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہداء کربلا۔ حضرت علی امام حسین کے بڑے بڑے فوٹو نصب ہیں۔ ایک جگہ شہادت امام حسین کا بیبیوں کا پٹینا اور امام حسین کی بے سر کی لاش دکھائی گئی ہے جس سے رقت پیدا ہوتی ہے اس مقبرے میں جو تاریخی کتبہ ہے اس میں بزبان فارسی لکھا ہے کہ حضرت شہر بانو حضرت عمرؓ کے عہد میں گرفتار ہو کر مدینہ منورہ پہنچیں اور امام حسینؓ کے نکاح میں آئیں۔

وہاں سے واپس ہوئے اور سرائے دارا میں آئے اس سرائے میں حضرت امام زادہ عبد اللہ ابیض ابن امام زین العابدین رضی اللہ عنہما کے روضہ پر گئے۔ سبحان اللہ! بڑی عظیم الشان عمارت ہے۔ صحن میں پانی کے چشمے۔ حوض۔ باغ ہے بیچ میں عظیم الشان عمارت ہے جس کے دروازے اور دیواروں پر ایسا عمدہ اور باریک سنہری کام کیا ہوا ہے۔ جس کی مثال نہیں ہے۔ دیواروں پر بہت اوپر تک شفاف شیشہ چڑھا ہوا ہے تاکہ نقش ونگار کو ہاتھ نہ لگے خاص کواڑوں میں بہت سے اشعار کھدے ہوئے ہیں۔ جن میں بعض یہ ہیں۔

زاں ملقب شد بعبد اللہ ابیض در عرب   بسکہ رخسار منیرش بود پر نور و ضیا۔

گمرہان جہل را خلق کریمش دستگیر سالکانِ راہ را لطف عمیمش رہنما
این درے را کہ ہست کہف اماں کرد تعمیر مہدی دریاں

فاتحہ پڑھی بس میں واپس آئے یہاں کھانا کھایا۔ آج کمپنی نے حجاج کے لیئے اعلیٰ درجہ کا زردہ پکایا نماز ظہر کے بعد کچھ آرام کیا۔ پھر شمیران روانہ ہو گئے

شمیران ہمارے اس خیابان سیما سے ۱۳ میل فاصلہ پر جانب شمال مغرب ہے۔ دو ریال فی نفر دے کر شہر پہنچے پھر ساڑھے تین ریال فی نفر دے کر ۱۰ میل فاصلہ پر شمیران پہنچے شمیران ایک مقام ہے۔ جو پہاڑ پر واقع ہے۔ یہاں شاہی محل ہیں۔ بہت ٹھنڈی جگہ ہے۔ جگہ جگہ پانی کی آبشار ہیں اور عین پہاڑ پر حضرت قاسم ابن امام حسن رضی اللہ عنہما کا مزار شریف ہے۔ آپ کا سر تو یہاں دفن ہے اور جسم شریف کربلا معلےٰ میں مدفون شائد اس جگہ کا اصل نام شاہ میران ہے جو بگڑ کر شمیران بن گیا۔ نماز عصر نہیں پڑھی تھی اس لئے نماز کیلئے روضہ شریف کے پاس چائے کا ایک غیر آباد سا ہوٹل ہے۔ وہاں چلے گئے۔ اندر پہنچے تو سبحان اللہ ہوٹل کیا تھا ایک دلکشا باغ تھا ہر طرف سرسبز درخت اور ایک طرف پہاڑ سے پانی کی سفید چادر ڈیڑھ گز چوڑی بارہ فٹ کی بلندی سے گر رہی ہے۔ جس کی آواز نہایت دلکش ہے۔ قریب کھڑے ہو تو باریک باریک چھینٹیں اور ٹھنڈی ہوا جسم میں ایسی کیفیت پیدا کرتی ہے جو بیان نہیں ہو سکتی۔ یہ نظارہ عمر بھر یاد رہے گا۔ جہاں سے پانی گرتا ہے وہاں ہرے بھرے درختوں کی محراب نما سرنگ سی بنا دی گئی ہے۔ جس میں سے یہ پانی آتا ہے اور گر کر نالہ کی شکل میں آگے جاتا ہے پھر نہر کی شکل اختیار کر لیتا ہے

پھر حضرت امام قاسم کے مزار شریف پر حاضری دی۔ عجیب رقت انگیز جگہ ہے واپسی پر بعض لوگوں سے ملاقات ہوئی جو نہایت اخلاق سے پیش آئے۔ بلکہ ہم کو سڑک تک پہنچانے آئے یہاں بہت بڑا بازار ہے۔ ٹیکسی کرنا چاہی مگر سودا نہ بنا۔ ہم پندرہ تمن دیتے تھے وہ بیس مانگتے تھے۔ آخر کار ہم نمبر ۲ کی بس میں سوار ہوئے۔ سواریاں بہت تھیں جو کہ قطاروں میں کھڑی تھیں۔ باری باری سے لوگ بیٹھتے تھے۔ ہم بھی اس طرح سوار ہوئے۔ سارے شہر کا نظارہ کیا۔ واقعی تہران ایشیاء کا پیرس ہے۔ ایسی روشنی بجلی کے قمقموں کی سیدھی قطار

Marfat.com

کاروں کی لائنیں۔ انسانوں کا ہجوم۔ دکانوں کی آرائشیں۔ ان کی رنگ برنگی روشنی ایک ایسا نظارہ تھا جس کے بیان کے لئے الفاظ نہیں ملتے۔

بس نمبر ۷ سے اتر کر بس نمبر ۸ میں پہنچے پھر اس سے اتر کر اپنے مقام خیابان کی بس میں بیٹھے اور قریباً نو بجے شب اپنے ڈیرے میں داخل ہو گئے راہ میں شیخ رحمت اللہ صاحب نے ۷ کیلو کے حساب سے سیب خریدے جو بہت شیریں تھے۔

خیال رہے کہ جہاں تہران واقع ہے۔ اسے رے کا علاقہ کہتے ہیں۔ اسی رے کی لالچ میں عمرو ابن سعد بدنہاد نے اہل بیت اطہار پر ظلم ڈھائے۔

۱۸ جولائی ۱۹۵۴ء ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۷۱ھ یکشنبہ

چونکہ مزارات مقدسہ کی حاضری اور شہر کی سیر سے کل ہی فراغت ہو چکی تھی اس لئے کہیں جانے کا ارادہ نہ تھا۔ صوفی محمد جمیل صاحب اصرار فرما کر سفارت خانہ پاکستان میں اپنے ہمراہ لے گئے۔ یہ جگہ ہمارے کیمپ سے قریباً سات میل دور ہے۔ فراخ عمارت ہے برابر میں چیکوسلویکیا کا سفارت خانہ ہے۔ محمد انور صاحب غوری گجراتی نائب سفیر پاکستان مقیم تہران سے ملاقات ہوئی۔ نہایت خلیق نوجوان ہیں۔ بڑی محبت سے پیش آئے۔ شکایت فرمانے لگے کہ کل ہمارے ہاں چائے پر اور حجاج کے ہمراہ آپ نہیں آئے۔ میں نے کہا کہ میں شمیران گیا ہوا تھا وہاں کی حاضری بہت ضروری تھی۔

تختِ طاؤس کی سیر

ہم سفارت خانہ سے پانچ بجے تختِ طاؤس دیکھنے روانہ ہوئے وہ محل سفارت خانہ سے قریباً ڈیڑھ میل فاصلہ پر ہے۔ اولاً تو وہ محل ایسا ہے جس کا نقشہ لفظوں میں نہیں کھینچ سکتا بہترین باغ۔ پانی کے چشمے فوارے۔ بیچ میں مرمریں محل ہے۔ ہر جگہ فوجی پہرہ ہے۔ قدم رکھتے ہی قیمتی قالین نظر آئے۔ فرش پر قالین۔ سیڑھیوں پر قالین۔ دیواروں پر قالین آویزاں مختلف کمروں میں ایرانی صنعت کی چیزیں قرینہ سے رکھی ہوئی ہیں۔ کچھ لائنیں چھوٹی چیزوں کی ہیں کچھ

Marfat.com

بڑی کی۔ جگہ قالیچے دیواروں پر آویزاں ہیں ان میں قیمتی لعل۔ یاقوت۔ زمرد جڑے ہوئے ہیں جن کی چمک دمک سے حیرت ہوتی ہے۔ بیش قیمت لعل و جواہرات کی فراوانی ہے۔

ہم یہ تمام مناظر دیکھتے ہوئے خاص اس جگہ پہنچے جہاں تختِ طاؤس رکھا ہوا ہے۔ اس جگہ شیش محل ہے۔ در و دیوار چھت میں شیشہ ہی شیشہ ہے۔ سامنے ایک ٹیبل پر ایک بڑا غالیچہ ہے جس کی قیمت امریکہ میں اٹھارہ ہزار ڈالر فی گز لگائی گئی ہے قریباً ۴ گز لمبا ہے سوا گز چوڑا ہے نہایت باریک کام ہے۔ بیچ محراب میں دو تخت ہیں ایک تختِ طاؤس جو شاہجہان نے ۹ برس میں نو دس کروڑ روپیہ کے خرچ سے تیار کرایا یہ تخت غالباً ساڑھے چار گز لمبا دو گز چوڑا ہے۔ چوطرفہ چوکھنڈی ہے۔ سونے کا تخت ہے۔ لعل یاقوت زمرد جن کی روشنی سے آنکھیں خیرہ ہوں جڑے ہیں نچلے حصے سے جواہرات کچھ نکل گئے ہیں۔ بالائی حصہ میں تمام جڑے ہوئے ہیں۔ ان کی قیمت اس وقت کروڑوں روپیہ ہوگی۔ میں الفاظ میں اس تخت کی توصیف نہ کر سکا۔ اس کا نقشہ بغیر دیکھے سمجھ میں نہیں آتا۔

دوسرا تخت شاہ محمد رنگیلے کا ہے یہ بھی نہایت قیمتی لعل و جواہرات سے مرصع ہے عجیب چیز ہے۔ مگر تختِ طاؤس چیزے دیگر است۔ تیسری چیز سونے کی کرسی ہے۔ جو خالص سونے کی ہے۔ شاہ پرس کی ہے۔ اب بھی اسمبلی کے پہلے اجلاس میں بادشاہ اسی کرسی پر بیٹھتا ہے معلوم ہوا کہ یہ تخت تختِ طاؤس کا کچھ حصہ ہے مکمل نہیں۔ اس کے کناروں پر سونے کے مور تھے۔ جن کی دم میں لعل یاقوت زمرد جڑے ہوئے تھے تخت دیکھ کر کچھ آگے بڑھے تو سومنات کا سونے کا مندر دیکھا۔ جو اسی ہال کمرے میں ایک ٹیبل پر رکھا ہے۔ خالص سونے کا ہے۔ سومنات کے مندر کا مجسمہ ہے سامنے ایک مور کھڑا ہے جو چابی دینے پر ناچتا ہے گردن ہلاتا ہے۔ کچھ آگے جا کر ایک طلسمی گھڑی ہے۔ جس میں کمال یہ ہے کہ گھڑی کے نیچے پیتل کے دو گولے پیتل کی زنجیر میں لٹکے ہوئے ہیں اور گھڑی کے دائیں بائیں پیتل کے دو سپاہی ہاتھ پھیلائے کھڑے ہیں۔ درمیان میں بند کھڑکی ہے۔ ایک طرف سے چابی دی جاتی ہے چابی دیتے ہی باجا بجنا شروع ہو جاتا ہے اور پیتل کا گولہ آہستہ آہستہ نیچے کی طرف کھسکنے لگتا ہے۔ جب یہ گولہ نیچے پہنچ جاتا ہے تو یہ دو پیتل کے سپاہی جو بند کھڑکی کے آس پاس کھڑے ہیں اپنے ہاتھ

Marfat.com

اٹھا کر کھڑکی کھولتے ہیں۔ کھڑکی کے اندر ایک خوبصورت چھوٹا سا کمرہ ہے۔ جس میں ایک پیتل کی عورت ناچتی ہے اس کے دائیں بائیں دو آدمی طبلہ سارنگی بجا رہے ہیں ناچ ایرانی طرز کا ہے باجہ کی آواز بہت سریلی اور دلکش ہے۔ یہ ناچ گانا اس وقت تک باقی رہتا ہے جب تک کہ چابی بند نہ کی جائے۔ چابی بند کی اور سارا کھیل ختم ہوا۔ اب نہ وہ ناچنے والی رہی نہ گانا نہ باجہ۔ غرضیکہ ایک طلسم ہے۔

یہاں سے آگے بڑھے تو گذشتہ شاہانِ ایران کے مجسمے اور ایرانی مصنوعات کے ذخیرے دیکھے جو نہایت قرینہ سے لگے ہوئے ہیں۔ اس تختِ طاؤس کے محل کے برابر میں دوسرا محل ہے یہ امام باڑہ ہے یہاں ایک بڑا ہال کمرہ ہے درمیان میں نہایت قیمتی منبر رکھا ہے۔ جو چادر سے ڈھکا ہوا ہے۔ عاشورہ کے دن کھلتا ہے یہ بھی قابلِ دید ہے۔

دربند کی سیر

تختِ طاؤس کی سیر سے فارغ ہو کر بیس تمن میں ایک کار کرایہ پر کی اور دربند پہنچے۔ یہ جگہ شمیران سے آگے ہے۔ شمیران کا ذکر ہم کر چکے ہیں۔ امام قاسمؓ کے روضہ سے قریباً سات میل چڑھائی پر واقع ہے۔ اس جگہ کے متعلق صرف اتنا کہتا ہوں۔ شعر

اگر فردوس بر رُوئے زمین است — ہمین است و ہمین است و ہمین است

پہاڑ سے شفاف پانی کا آبشار مستی دکھاتا بہ رہا ہے اوپر سے نیچے گر رہا ہے۔ دو رویہ بہت حسین درختوں کی محراب نما قطار ہے درختوں کی ڈالیوں اور پتوں میں بجلی کے رنگ برنگ قمقمے جل رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ پانی میں باغ ہے۔ باغ میں جگمگ ہو رہی ہے بیچ پانی میں تخت پوش بچھے ہیں۔ جن پر قیمتی قالین ہیں جن پر فروٹ چنے ہوئے ہیں۔ پانی اتنا سرد ہے کہ اگر دودھ کا برتن کچھ دیر اس میں رکھا جائے تو جم کر آئس کریم بن جاوے۔ پورا گھونٹ نہیں پیا جاتا۔

ہوا نہایت خوشگوار سرد ہے نہ سخت سرد جو تکلیف دے نہ گرم۔ ایک جگہ جا کر سڑک ختم ہو جاتی ہے وہاں پر کاریں رُک جاتی ہیں۔ اب آگے پیدل کی چڑھائی ہے۔ کچھ فاصلے

Marfat.com

پرچڑھنے کے بعد ایک تالاب ملتا ہے جہاں برف پگھل کر جمع ہوتی ہے اور وہاں سے آبشار جاری ہوتا ہے اس مقام کا نظارہ عمر بھر نہ بھولے گا وہ جگہ دیکھ کر یہ زبان سے نکلتا تھا کہ خداوند جنت کیسی ہوگی۔ پھر واپس اترے اور امام قاسم رضی اللہ عنہ کے روضہ پر حاضر ہوئے۔ فاتحہ پڑھی واپسی پر حلال گوشت کے کباب۔ بھنے ہوئے ٹماٹر۔ پیالوں میں جما ہوا دہی جسے فارسی میں ماست کہتے ہیں خریدے۔ دہی فی پیالہ چھ ریال (چھ ریال) روٹی دو ہاتھ لمبی دو ریال کی۔ خاص قسم کا پودینہ جسے یہاں نعناع کہتے ہیں مفت میں ملا۔ کباب میں صرف نمک تھا۔ مگر نہایت لذیذ تھے دہی بھی ایسا لذیذ تھا کہ ہمارے پنجاب میں ایسا نہیں ہوتا۔

عصر کا وضو خاص دربند کے آبشار میں ٹھنڈے پانی سے کیا اور وہاں ہی نماز پڑھی۔ مغرب کا وضو اور نماز وہاں ہی ادا کی جہاں کل پڑھی تھی یعنی امام قاسم کے روضہ کے پاس۔ ایک ہوٹل میں جہاں پانی کی چادر بارہ فٹ اوپر سے گر رہی ہے پھر وہاں سے کار میں بیٹھ کر شہر میں پہنچے جہاں کل کا سا نظارہ تھا اور عشا کے قریب خیابان سیما اپنے ڈیرے پر پہنچ گئے۔ کھانا کھایا عشا کی جماعت پڑھائی پھر کچھ دیر بات چیت کر کے سو گئے۔ خیال رہے کہ دربند ہمارے ڈیرے سے قریباً ۲۰ میل دور ہے۔

۱۹ جولائی ۱۹۵۴ء ۷ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ دوشنبہ

آج پیر کا دن ہے تہران آئے ہوئے دو دن ہو چکے ہیں۔ اعلان ہو گیا ہے کہ آج کوچ ہے۔ حاجیوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی ہے۔ اول وقت فجر کے لئے اٹھ بیٹھے۔ بعد نماز فوراً چائے پی اور سامان بسوں پر لادنا شروع کر دیا۔ سات بجے قافلہ کا کوچ ہو گیا۔ تمام شہر کا گشت کیا۔ سفیر پاکستان تہران کی جائے قیام پر گئے۔ الوداعی علیک سلیک کر کے قافلہ نے مارچ کر دیا۔

آج قافلہ تہران سے سیدھا مغرب کی طرف چل پڑا۔ سفیر عراق کے اعلان کی بنا پر سوچا ہوا راستہ بدل دیا۔ بجائے قم شریف کے قزوین کا رخ کیا ۲۶ میل تہران سے چل کر قافلہ کرج پہنچا یہ چھوٹی سی بستی ہے۔ آراستہ پیراستہ۔ قافلہ نے یہاں قیام نہ کیا۔ سیدھا قزوین پہنچا۔

قزوین تہران سے ۹۵ میل جانب مغرب ہے۔ خوبصورت شہر ہے۔ ہر طرف بادام

Marfat.com

کے باغ ہیں۔ فوارے پانی کے چشمے بازار وغیرہ بہت بارونق ہیں۔ قافلہ یہاں سے ۲ میل آگے بڑھ کر سلطان آباد پہنچا۔ جہاں کھانا کھلایا گیا۔ کمپنی نے حجاج کو سیب کھلائے۔ نصف گھنٹہ قافلہ نے قیام کیا اور ایک بجکر ۵ امنٹ پر سلطان آباد سے روانہ ہوگیا۔ راستہ میں حسین آباد پڑا مگر وہاں قیام نہ کیا۔ ایک سرسبز باغ ہیں چشمہ کے کنارے پر مقام کانتور میں نماز ظہر ادا کی وہاں پانی جمع کیا ہوا ایک تہ خانہ میں محفوظ تھا ایسا ٹھنڈا اور میٹھا کہ سبحان اللہ دل خوش ہوگیا عصر کے وقت قافلہ ہمدان پہنچا

ہمدان نہایت سرسبز و شاداب جگہ ہے۔ بڑا شہر ہے دو رویہ دوکانیں بہت آراستہ ہیں چوک میں گول دائرہ کی شکل میں چمن ہے۔ جس میں پانی کا فوارہ اور بیچ میں شاہ ایران سابق کا مجسمہ گھوڑے کے مجسمہ پر نصب ہے ہمکو ایک گنبد نہایت خوبصورت نظر پڑا۔ ہم سمجھے کہ کسی بزرگ کا مزار ہے مگر بعد میں پتہ لگا کہ بازار کے ہر کنارے پر ایسے ہی گنبد ہیں۔ یہاں گندم بہت کثرت سے پیدا ہوتی ہے۔ جہاں تک نظر کام کرتی ہے گندم ہی گندم ہے۔ گندم کے پودے باریک اور چھوٹے ہیں خوشہ بڑا ہے۔ خوشہ مل کر دیکھا دانے بہت سفید، موٹے پنجاب کی طرح۔ مگر لمبائی میں پنجاب کے گندم سے زیادہ ہیں۔ آلو بھی بہت پیدا ہوتا ہے۔ ہمدان تہران سے اڑھائی سو میل اور قزوین سے ۱۵۵ میل جانب مغرب ہے۔ ارادہ تھا کہ قافلہ ہمدان میں ہی ٹھہرے۔ مگر چونکہ کوئی جگہ مناسب نہ ملی لہذا وہاں سے پانچ میل آگے میدان میں قیام کیا۔ چونکہ ہمدان میں قیام نہیں ہوا اس لئے وہاں کے مفصل حالات معلوم نہ ہو سکے۔

۲۰ جولائی ۱۹۵۴ء ۱۸ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ سہ شنبہ

آج شب ہمارے قافلہ نے ہمدان سے پانچ میل آگے قیام کیا۔ نماز عشاء ادا کرنے کے بعد اعلان ہوگیا کہ جلد سو جاؤ ۲ بجے شب کو مارچ ہے ایسا ہی کیا گیا پاکستانی ۳ بجکر ۴۰ منٹ یعنی ایرانی دو بجے اٹھے ضروریات سے فارغ ہوئے اور بعض حجاج نے وضو کر کے تہجد ادا کر لی۔ اور باوضو روانہ ہوگئے۔ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کے نعروں سے میدان گونج گیا۔ نہایت اونچا نیچا پیچ در پیچ راستہ ہے۔ کبھی ۱۸ فٹ۔ ۲۰ فٹ اونچے چڑھ گئے اور کبھی اتنے ہی نیچے اتر گئے۔ اسی طرح چودہ سو میل طے کر کے ایک کھلے میدان میں فجر کی جماعت ادا کی۔ آج کی جماعت اور تلبیہ کی لذت

Marfat.com

ہمیشہ یاد رہے گی۔ رقت طاری تھی۔ دعائیں جاری تھیں۔ تلبیہ کی آوازیں تھیں۔ صبح کا سہانا وقت تھا میدان سنسان یہ نظارہ اور دیار یار کے قریب آنے کی خوشی۔ یہ وہ چیزیں تھیں۔ جن کے اجتماع نے عجیب حالت پیدا کر دی۔

پھر فجر کی نماز پڑھ کر چل پڑے۔ ۱۲۲ میل راستہ طے کر کے قریباً ساڑھے نو بجے کرمان شاہ سے دو میل اس طرف پڑاؤ کیا۔ چائے وغیرہ پی۔ اس جگہ تان زن بستان ہے ایک عظیم الشان پہاڑ ہے۔ پہاڑ کے دامن میں بڑی محراب بنی ہے۔ جس میں شیریں فرہاد اور شیریں کے باپ خسرو کے مجسمے لگے ہیں۔ سامنے عمدہ باغیچہ ہے۔ پہاڑ سے نہر جاری ہے جس کے دو حصے کر دیئے ہیں۔ ایک مغرب کی طرف دوسرا شمال کی طرف یہ ہی وہ پہاڑ ہے جس کو فرہاد نے کاٹا تھا۔ اور یہ وہ ہی نہر ہے جو فرہاد نے نکالی۔ یہاں سے ۲ فرسخ مشرق کی طرف ایک بستی ہے بستون Bispon۔ فرہاد وہاں کا باشندہ تھا اور بارہ فرسخ مغرب کی طرف ایک بستی ہے۔ قصر شیرین۔ شیریں یہاں کی رہنے والی تھی۔ اس پہاڑ کے کھودنے کی شرط خسرو نے لگائی جو فرہاد نے پوری کی۔ اس نہر کا پانی ہم نے بھی پیا۔ اور اس سے غسل بھی کیا۔ بہت پر فضا مقام ہے اس سے دو میل فاصلہ پر شہر کرمان ہے۔

کرمان ہمدان سے ۲۴ امیل جانب مغرب ہے یہاں کنارہ پر تیل کا بہت بڑا کارخانہ ہے۔ جہاں ایک لاکھ لیٹر ۲۲ ہزار گیلن روزانہ پٹرول صاف ہوتا ہے ۴½ لیٹر کا ایک گیلن ہوتا ہے اس کارخانہ میں انگریز کوئی نہیں۔ دو پاکستانی مسلمان ہیں جن میں سے ایک کا نام محمد شریف ہے دوسرے کا نام محمد دین۔ باقی ملازمین ایرانی ہیں۔ دنیا کا پچاس فی صدی تارکول یہاں پیدا ہوتا ہے۔ اس کے باوجود یہاں سڑکوں کا حال خراب ہے۔ یہاں بھی گندم کافی پیدا ہوتی ہے یہاں عورتوں کا لباس بہت باپردہ ہے۔ نیچے نیچے کرتے تہران کی طرح یہاں بے پردگی نہیں۔ ہماری تمام بسوں نے کرمان سے پٹرول اور موبل آئل خریدا۔

کرمان کے بازار کی سیر کی۔ یہاں کرسیاں چارپائیاں بہت عمدہ بنتی ہیں۔ یہاں سے ایک پھل خریدا۔ جو نہ تو خربوزہ ہی کہا جا سکتا ہے نہ سردہ۔ بہت شیریں تھا۔ یہاں ایک مسجد بھی دیکھی۔

Marfat.com

خیال رہے کہ تہران وغیرہ بڑے بڑے شہروں میں مسجد کوئی نہ دیکھی۔ بزرگانِ دین کے مزارات پر مسجدیں ہیں۔ مگر ویران۔ وہاں لوگ جوتا پہنے پھرتے ہیں اور اندرون مسجد سگریٹ وغیرہ پیتے ہیں۔ یہاں بھی مسجد کا یہی حال ہے۔

دو بجے دوپہر کو کرمان سے قصرِ شیریں کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں سات میل کے فاصلہ پر غربی جانب حسن آباد بستی ملی۔ وہاں نماز ظہر پڑھی۔ یہاں ایک کرشمہ دیکھا کہ ایک ہوٹل میں دکان کے اندر آبِ شیریں کا قدرتی چشمہ ہے۔ برف سے زیادہ ٹھنڈا نہایت صاف اور بہت میٹھا۔ ہلکا۔ بغیر پیاس بھی پیا۔ وہاں ہی وضو کیا۔ نماز ظہر پڑھی حسن آباد سے روانہ ہوئے۔ راستہ میں قریباً چھ میل کے فاصلہ پر شاہ آباد بستی ملی۔ جو اچھا قصبہ ہے۔ وہاں قیام نہیں کیا۔ راستہ میں ایسا پہاڑی راستہ طے کیا کہ ایسا راستہ آج تک طے نہ کیا تھا۔ پہاڑ کی چوٹی پر لاریوں کا چڑھنا پھر نیچے اترنا۔ کئی کئی میل کی بلندی پھر اتنی ہی پستی اور پہاڑ پر گھومتے ہوئے لاریوں کا گذرنا۔ ایسا نظارہ تھا کہ اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا گیا تھا۔

مغرب کے قریب ہمارا قافلہ قصرِ شیریں کے جنگل میں پہنچا۔ یہاں ہی نماز مغرب ادا کی

۲۱ جولائی ۱۹۵۴ء ۹ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ چہار شنبہ

آج ہمارا قافلہ شب میں قصرِ شیریں پہنچا۔ ایک جنگل میں قیام کیا اس جنگل میں سانپ بہت ہیں۔ حاجیوں نے کئی سانپ نہایت زہریلے دیکھے۔ پانی کے چشمے بھی ہیں مگر پانی گرم ہے اور سانپوں کی زیادتی کی وجہ سے شب میں کوئی پانی پر نہ گیا۔

قصرِ شیریں کرمان سے ۱۱۵ میل جانب مغرب ہے۔ اسی جگہ شیریں بنت خسرو رہتی تھی جس پر فرہاد عاشق ہوا تھا۔ اسی لئے اسے قصرِ شیریں کہتے ہیں آج دوپہر کے قریب ہم قصرِ شیریں بستی میں گئے قصرِ شیریں چھوٹا سا شہر ہے۔ آبادی گھنی ہے یہاں گرمی کافی ہے تہران و مشہد کی سی سردی نہیں۔ چشموں میں بھی پانی گرم ہے۔ مگر پنجاب کی سی گرمی نہیں۔ یہاں سے انگور خربوزے وغیرہ خریدے۔ قافلہ کی کچھ بسیں خراب ہو گئی تھیں قصرِ شیریں میں ٹھیک کرائیں اب ساڑھے چار بجے قافلہ کی روانگی ہو رہی ہے۔ انگریز سیاح مع اپنی میم اور بچے کے قافلہ کے

Marfat.com

ہمراہ ہے۔ چونکہ ہمارا راستہ بدل گیا ہے۔ قم شریف والا راستہ نہ رہا۔ اس لئے یہ انگریز بغداد شریف تک ہمارے ساتھ رہے گا انگریز کا بچہ نہایت سعادت مند واقع ہوا ہے حجاج کو پانی پلاتا ہے۔ جب اس کے ماں باپ سوتے ہیں تو انہیں پنکھا جھلتا ہے۔ پتھر جمع کر کے آگ جلا کر چائے پکاتا ہے۔ خدا کرے ہم پاکستانیوں کی اولاد بھی ایسی ہی نیک ہوا کرے بچے کا نام کرسٹوفر ہے عمر غالباً ۸ برس ہوگی۔ یہ ہی بچہ اپنے باپ کے ہمراہ ماں باپ کے کپڑے بھی دھوتا ہے۔ یہ لوگ کلکتہ سے آرہے ہیں

قصر شیریں سے ہمارا قافلہ ساڑھے چار بجے روانہ ہو کر سوا پانچ بجے مقام خسروی میں پہنچا خسروی قصر شیریں سے بارہ میل فاصلہ پر جانب جنوب واقع ہے۔ یہ جگہ ایران کی سرحد ہے اس جگہ مضبوط چار دیواری بنی ہے۔ حکومت کا دفتر ہے۔ دفتر کے دروازے پر تانبہ کا شیر کا مجسمہ ہے۔ جس کے ہاتھ میں تلوار ہے۔ باہر ایک مضبوط سلاخ والا دروازہ ہے۔ اس دروازے سے نکلتے ہی ہم عراق کی سرحد میں داخل ہو جائیں گے۔

خسروی ایران کی آخری سرحد ہے اور میرجاوا پہلی سرحد تھی ان دونوں سرحدوں میں سترہ سو پندرہ میل کا فاصلہ ہے۔ اور یہ خسروی راولپنڈی سے تین ہزار ایک سو بارہ میل تقریباً ہے مگر یہ مقدار تقریبی ہے۔ ہم ۸ جولائی پنجشنبہ کو ایران کی سرحد میرجاوا میں داخل ہوئے اور آج ۲۱ جولائی چہار شنبہ کو خارج ہو رہے ہیں۔ کل تیرہ دن ایران میں رہے۔

خسروی میں ہم لوگوں سے علیحدہ علیحدہ فارموں پر دستخط لئے گئے۔ مگر اس دستخط لینے کا انتظام نہایت خراب تھا۔ کسی نام کے ساتھ ولدیت نہ تھی۔ ایک نام کے بہت آدمی تھے پتہ نہ لگتا تھا کہ کس کا نام ہے۔ پھر حاجیوں کو ایک جگہ جمع کر لیا گیا۔ اور نام بنام پکارا گیا۔ جس سے بہت دشواری ہوئی اگر بس نمبر کے حساب سے یہ کام ہو جاتا تو بہت آسانی رہتی۔ شور تھا۔ غوغہ تھا۔ بہت دیر اور بہت مشکل سے یہ کام ہوا۔

اس کے بعد تمام بسیں دیکھی گئیں۔ گنتی کی گئی اور روانگی کی اجازت دی گئی نعرہ تکبیر اور نعرہ رسالت۔ نعرہ حیدری لگاتے ہوئے سرحد ایران سے نکلے۔ اور بھی بہت سی لاریاں تہران سے آئی تھیں جو کربلا معلیٰ جا رہی تھیں۔ انہیں بھی اس جگہ یہ ہی کام سرانجام دینے پڑے

Marfat.com

ایک ٹرک اتنا لمبا وہاں آیا کہ آج تک اتنا لمبا ٹرک دیکھا نہ گیا۔ اٹھارہ پہیئے تھے۔ موجودہ ٹرکوں سے تگنا لمبا تھا۔ وہ بھی اس چوکی پر اجازت خارجہ حاصل کرنے آیا تھا۔

عراق میں داخلہ

۲۲ جولائی ۱۹۵۴ء ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ پنجشنبہ

آج شب کو بوقت مغرب ہمارا قافلہ سرحدِ عراق خانقین میں داخل ہوا۔ خانقین سرحد ایران سے پانچ میل جانب جنوب مغرب واقع ہے۔ سرحد پر ایک عمارت بنی ہے اور سڑک پر موٹی سی لوہے کی زنجیر لگی ہے۔ جس سے راستہ روکا گیا ہے۔ اجازت ملنے پر وہ زنجیر گرادی جاتی ہے۔ یہاں کی پولیس کی وردی ایرانی وردی سے بالکل جداگانہ ہے۔

چوکی میں کاغذات مکمل ہوئے اور ہم لوگوں نے نماز مغرب ادا کی۔ بعد نماز مغرب ہم لوگ بیٹھ گئے۔ چونکہ یہ جگہ حضرت قطب ربانی۔ محبوب سبحانی غوث الصمدانی حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا ملک ہے۔ اس لئے حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے فضائل و کمالات پر گفتگو ہوتی رہی۔ بہت لطف کی صحبت رہی۔ اچانک اعلان ہوا کہ چلو۔ بسوں میں بیٹھے اور خانقین میں داخل ہوئے۔

یہ بڑی بستی ہے۔ ہر جگہ بجلی کے قمقمے لگے ہوئے ہیں۔ عراقیوں نے پرزور استقبال کیا عراقی مسلمان بہت ہی خوش ہوئے۔ کمپنی نے کھانا حجاج کو کھلایا اور عراقیوں نے پانی پلایا۔ ان کی خدمت میں ہم لوگوں نے کچھ نذرانہ پیش کیا قبول سے انکار کر دیا یہاں آکر برف کی ضرورت محسوس ہوئی اور اہل عراق برف لائے جو خرید لی گئی۔ صبح کا سہانا وقت آیا۔

سرزمین عراق میں آج یہ پہلی صبح ہم نے دیکھی۔ لوگ فرط شوق میں فجر کے وقت سے ڈیڑھ دو گھنٹہ پہلے جاگ پڑے۔ بعض حجاج نے تہجد پڑھی۔ پھر بہت خوشی سے نماز فجر باجماعت ہوئی۔ بعد نماز ایک نعت خواں نے نعت پڑھی۔ جس کا پہلا مصرع یہ تھا۔

ع میں بن کے بلبل اڑجاواں اور باغ مدینہ جا دیکھاں

سہانا وقت۔ دیار عرب میں پہلا قدم حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کا فیض۔ لوگ

Marfat.com

چیخیں مار مار کر رونے لگے عجیب پر لطف نظارہ رہا پھر اعلان ہوا کہ چائے پیو اور چلو۔ سب کھڑے ہو گئے۔ رات کے بقیہ چاول اور چائے دی گئی۔ ناشتہ کر کے بغداد شریف کیطرف روانگی ہونے لگی۔ قریبًا ۲ بجکر ۴ منٹ پر قافلہ کی روانگی ہو گئی۔

خانقین میں ریلوے لائن بھی ہے۔ ریل کی آمد و رفت دیکھی گئی۔ یہاں سے کویت تک گاڑی چلتی ہے۔ ایران میں شہرود سے بصرہ گاڑی جاتی ہے جو قزوین تک ہمارے ساتھ رہی تھیں بعدہ علیحدہ ہو گئی خانقین سے قریبًا آٹھ میل فاصلہ پر ماقوبہ پہنچے۔ یہاں ریلوے اسٹیشن اور فروٹ کی منڈی ہے۔ وہاں سے آگے بڑھے تو بغداد الجدید ملا۔ بہت بڑی اور خوبصورت بستی ہے۔ بڑی عمدہ عمدہ سڑکیں ہیں۔ مگر پانی کے سیلاب سے تباہ ہو چکا ہے۔ سڑکیں ٹوٹی پڑی ہیں۔ جھونپڑیوں کا انتظام ہو رہا ہے بغداد الجدید در اصل بغداد شریف کا ہی ایک حصہ ہے ہمکو معلوم ہوا تھا کہ اس دفعہ جاتے ہوئے بالکل قیام نہیں ہو گا۔ بعد واپسی تین دن ٹھہرنا ہے جناب غوث کی بارگاہ میں عرض کیا گیا کہ حضور قسمت سے عمر میں ایک بار یہ حاضری نصیب ہوئی ہے اگر بغیر حاضری چلے گئے تو بہت صدمہ ہو گا۔ ادھر کمپنی کی طرف سے اعلان ہو گیا کہ ہرگز نہیں ٹھہرنا ہے۔ مگر خدا کی شان کہ جس راستہ سے بس کو جانا تھا وہ راستہ بند تھا سڑک ٹوٹی ہوئی تھی۔ پولیس نے بسوں کو روک دیا۔ دوسرے راستہ سے بسیں گذریں اور جناب غوث پاک کی بارگاہ آگئی۔ دروازے سے بسیں گذریں دل تڑپ گئے۔ بعض لوگوں نے چلتی بس میں سے کودنا چاہا۔ رب کی شان کہ کسی وجہ سے بسیں رکیں۔ پھر کیا تھا عشاق کود پڑے۔ بسیں خالی ہو گئیں اور محبوب کے دربار میں پروانہ وار پہنچ گئے۔ اول وضو کیا۔ پھر مسجد شریف میں حاضری دی۔ پھر روضہ مطہرہ پر حاضری دی دروازہ بند تھا برآمدہ میں خلقت جمع ہو گئی۔ فاتحہ پڑھتے رہے عرض کیا کہ سرکار جب بلایا ہے تو اندر آنیکی پھر اجازت دیدیں۔ اچانک کلید بردار تشریف لائے اور دروازہ کھلا لوگ دیوانہ وار یا غوث کے نعرے مار کر بے تحاشہ اندر داخل ہو گئے۔ پھر کیا تھا دل بھر کر زیارت کی۔ نہ معلوم کیا وقت تھا کہ چیخا چیخ کا شور مچ گیا۔ ہر شخص کی زبان پر یہ جاری تھا کہ چوروں کو قطب بنانے والے ہم بھی چور ہیں آپ کے دروازے پر آئے ہیں ہم پر نگاہ کرم فرمائیں۔ اگرچہ قافلے میں مختلف خیال کے لوگ تھے مگر جناب غوث نے اس وقت سب کو ہی تڑپا دیا۔ عجیب سماں تھا۔ جو آج تک

Marfat.com

کبھی دیکھنے میں نہ آیا۔

اور لوگوں نے جالی شریف میں سیکڑوں روپے ڈالے۔ قریبًا بارہ تیرہ سو روپے کی رقم حجاج نے پیش کی۔ مگر وہاں اس کا کوئی لینے والا نہ تھا۔ ایسا استغناء کہیں نہیں دیکھا گیا فیضان کا یہ عالم ہے کہ وہاں کے جھاڑو والے اور جوتے والے بھی ولی معلوم ہوتے ہیں۔ اردگرد چاندی کا کٹہرہ ہے۔ بجلی اور پنکھوں کا باقاعدہ انتظام ہے۔ روشنی کر دی گئی۔ پنکھے چلا دیئے گئے ایک گھنٹہ حاضر رہے۔

پھر حضور غوث الثقلین کے صاحب زادے شیخ عبدالجبار رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضری دی فاتحہ پڑھا۔ چونکہ کمپنی والے جلدی کر رہے تھے۔ بادلِ نخواستہ باہر نکلے۔ مسجد شریف میں دو نفل ادا کئے اور چلے آئے۔ تین میل باہر آ کر ایک موٹروں کے کارخانہ میں قیام کیا۔ ابھی کھانا کھا کر بصرہ روانگی ہے۔ ابھی یہاں کے صرف یہ ہی حالات بیان کئے جاتے ہیں ان شاء اللہ واپسی میں تفصیل وار زیارات ہونگی اور تفصیل وار بیان ہوگا۔ افسوس کہ کمپنی نے ہم کو باہر لا کر ڈال دیا ہم گھنٹے یہاں لگا دیئے۔ اس وقت کو اگر ہم حضور غوثِ پاک کے دروازے پر گذارتے یا اس وقت میں ہم امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور کاظمین شریفین حاضری دے آتے تو کیا اچھا ہوتا۔

بغداد شریف خانقین سے ۱۰۶ میل جانب جنوب ہے۔ نہایت خوبصورت شہر ہے۔ ہر جگہ دو سڑکیں ہیں۔ ایک جانے کو ایک آنے کو۔ درمیان میں مسلسل باغیچہ ہے۔ بعد دوپہر ہمارا قافلہ کربلا کی طرف روانہ ہوگیا۔ ۴۲ میل کے فاصلہ پر جانب جنوب شہر فلوجہ آباد پہنچے۔ یہ بہت آباد شہر ہے۔ اس کے کنارہ پر دریاء فرات ہے اسی شہر میں ہم لوگوں نے نماز ظہر پڑھی۔ فرات پر آئے پانی کو بار بار ہاتھ میں لے کر سوچتے تھے کہ یہ وہ ہی پانی ہے۔ جس کے لئے علی اصغر علی اکبر امام حسین رضی اللہ عنہم ترسائے گئے۔

؎ خاک ہو جا خاک ہو کر خاک میں مل جا فرات
خاک تجھ پر دیکھ تو سوکھی زبان اہل بیت

فرات کا پانی نہایت گدلا ہے مزہ پھیکا ہے کنارہ پہ ایک ہوٹل اور قہوہ خانہ ہے۔ نہایت خوبصورت پل بنا ہوا ہے۔ پُل کے اس کنارہ پر یہ ہوٹل ہے۔ یہاں ہوٹل والوں نے ہمکو

Marfat.com

برف کا پانی پلایا۔ پھر آگے چل کر دوراہا ملا۔ ایک راستہ دمشق کو جاتا ہے دوسرا کربلا معلیٰ کو۔ ہم لوگ کربلا معلیٰ کی طرف چل پڑے۔

۲۳ جولائی ۱۹۵۴ء ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ جمعہ

کچھ فاصلہ پر اس کربلا کے علاقہ میں ایک میدان میں اترے۔ اللہ اکبر عجیب لق ودق میدان ہے۔ نیچے ریتہ اوپر آسمان ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب ریتہ سے نکل رہا ہے۔ تیمّم سے نماز عشاء پڑھی سو رہے۔ صبح تہجد ہی کے وقت لوگ اٹھ بیٹھے۔ تہجد پڑھی بعد میں فجر پڑھی۔ بعد فجر میں نے لوگوں سے خطاب کیا کہ اے مسلمانو! یہ کربلا کا میدان ہے۔ یہ وہ یونیورسٹی ہے جس میں شہیدوں کے امام، علی مرتضیٰ کے لخت جگر۔ جناب مصطفےٰ کے نورِ نظر حسین رضی اللہ عنہ نے آخری امتحان دیا۔ اور فرسٹ نمبر کامیابی حاصل کی۔ دعا کرو کہ مولیٰ ان تشنہ لبان کربلا کے طفیل ہمارا امتحان نہ لے اور ہمیں منزل مقصود پر خیریت سے پہنچا دے۔ لوگ تڑپ گئے۔ رو رو کر دل سے دعائیں کیں۔ بعد میں کھانا کھایا چائے پی اور روانگی کا انتظار کرنے لگے۔

کربلا معلیٰ کی حاضری

آج جمعہ کا دن ہے ۲۳ جولائی ۲۱ ذیقعدہ ہے۔ نہ معلوم کیا وجہ ہے کہ دل بے چین ہے آنکھوں سے اشک جاری ہو رہے ہیں اور بار بار یہ شعر زبان پر آتا ہے۔

نہ یزید کا وہ ستم رہا نہ زیاد کی وہ رہی جفا — جو رہا تو نام حسین کا جسے زندہ رکھتی ہے کربلا

ہمارا قافلہ اپنی قیام گاہ سے چلا اور اس ریگستان کو طے کر کے قریباً ۱۲ بجے کربلا معلیٰ میں داخل ہوا سب سے پہلے زیارت مزارات کے لئے حاضری دی۔ سید الشہدا امام حسین رضی اللہ عنہ کا مزار مقدس بالکل بیچ شہر میں ہے۔ کربلا بہت بڑا شہر ہے بغداد شریف سے ۱۱۴ میل جانب جنوب ہے۔ کھجور کے باغات ہیں بازار بہت خوبصورت ہے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کے گنبد پر سونے کا پترا چڑھا ہوا ہے۔ بڑی محراب کا بھی یہ ہی حال ہے۔ آپ کے مزار مبارک کے برابر ہی حضرت علی اصغر و علی اکبر رضی اللہ عنہما کے مزارات اور برابر میں آپ کے جسم شریف کی قبر ہے

Marfat.com

سرمبارک کے دفن میں اختلاف ہے کوئی کہتا ہے کہ مدینہ پاک میں ہے اور بعض کے نزدیک دمشق میں ہے۔

برابر میں حضرت حبیب ابن مظاہر علمدار کربلا کا مزار ہے ایک کمرے میں خاص وہ جگہ ہے جہاں حضرت حسین کو شہید کیا گیا۔ اس پر چاندی کا ایک کواڑ ڈھکا ہے۔ کواڑ کھولنے پر دیکھا کہ نیچے ایک گہرا تہ خانہ ہے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے زمین اتنی نیچی تھی۔ اب اتنی اونچی ہوگئی ہے برابر میں عالیشان مسجد ہے۔ دروازہ سے باہر بازار ہے۔ کچھ دور جاکر حضرت عباس علمدار ابن علی مرتضیٰؓ کا روضہ مبارک ہے وہاں ایک تو آپ کا مزار ہے دوسرے آپکی شہادت کی جگہ ہے یہ روضے اتنے خوبصورت ہیں جس کا بیان نہیں ہوسکتا۔

اس مزار کا گنبد بڑا ہے ایک بڑا مینارہ ہے۔ ہر روضے پر اندرونی حصے میں چمکدار شیشہ لگا ہے۔ جس کا حسن بیان میں نہیں آسکتا۔ کربلا کے کنارہ پر سمندر کی جھیل واقع ہے جو ۴۵ میل لمبی ہے بالکل سمندر کی طرح ہے۔ ان مزارات پر مجاور بڑے لالچی ہیں۔ کپڑے اتارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کچھ بھی فاتحہ وغیرہ کا لطف نہ آیا کپڑے سلامت آگئے غنیمت ہے۔

کربلا معلی میں اہلِ سنت کے ڈیڑھ سو گھر ہیں۔ تین مسجدیں ہیں ہم کو نماز جمعہ کیلئے مسجد کی تلاش تھی۔ شیعوں نے اپنی مسجد کھول دی۔ خود پانی بھرا اور خود سقاوے میں پانی ڈالا ہم منع کرتے رہے وہ کہتے تھے ہذا ثواب وانتم حجاج۔ یعنی تم لوگ حاجی ہو اور یہ کار ثواب ہے۔

مگر ہم نے وضو تو اسی مسجد میں کیا۔ نماز جمعہ یہاں نہیں پڑھی بلکہ سنیوں کی مسجد میں گئے وہاں جمعہ ہوچکا تھا۔ ہم نے علیحدہ علیحدہ نماز ظہر ادا کی۔ کیونکہ جمعہ کے دن ظہر جماعت سے نہیں پڑھنی چاہئے اس مسجد کے امام کا نام سید محمد عباس ہے۔ بڑے خوش خلق ہیں۔ مالکی مذہب کے ہیں ان سے معلوم ہوا کہ یہاں سنی بڑے مزے سے اذان کہتے ہیں۔ علانیہ نمازیں پڑھتے ہیں کسی شیعہ کو اعتراض نہیں ہوتا۔ اس برتاوے سے خوشی ہوئی۔

یہاں کے خربوزے بہت شیریں اور قد سے لمبے ہوتے ہیں۔ خربوزے بھی اچھے ہیں بعد نماز جب ہم جامع مسجد سے واپس ہوئے تو ہم کو بچے سلام کرتے تھے۔ لوگ ہماری چھاگلیں بھرنے کے لئے اپنے گھروں سے پانی لاکر دیتے تھے۔ ہمارا قافلہ پورے ۴ بجے شام روانہ ہوا لوگ قطار در قطار

Marfat.com

کھڑے ہوئے ہم کو الوداع کہتے تھے اب یہاں سے نجف شریف روانگی ہے یہاں ایک روضہ شریف میں ۷۰ شہداء کربلا ایک ہی جگہ مدفون ہیں۔ اسے گنج شہیداں کہا جاتا ہے حضرت علی ابن موسیٰ کاظم بھی اسی روضہ میں آرام فرما ہیں۔

جس گنج شہیداں میں ۷۰ شہدا سو رہے ہیں ان ہی میں حضرت قاسم کا جسم شریف بھی مدفون ہے ان کا سر مبارک شمیران تہران میں ہے۔ جس کا ذکر ہم تہران کی زیارت میں کر چکے ہیں کربلا شریف میں بہت سے بازار ہیں جن میں سے ایک بازار صرافوں کا ہے۔ کربلا شریف میں ریلوے اسٹیشن بھی ہے چھوٹی لائن چلتی ہے۔ خانقین سے آتی ہے بغداد شریف کربلا معلیٰ ہوتی ہوئی بصرے نکل جاتی ہے۔ جو لوگ سمندری راستہ سے براہ بصرہ آویں ان کو اس گاڑی سے سفر کرنا چاہئے۔

ہم چار بجے کربلا معلیٰ سے نجف شریف کی طرف روانہ ہوئے۔ نجف شریف کربلا معلیٰ سے ۴۶ میل جانب جنوب ہے۔ کربلا سے نکلتے ہی ایسا لق و دق ریتلہ میدان ہے کہ اللہ اکبر باریک ریتہ ہے بحری شامل ہے اور کربلا معلیٰ سے نجف شریف تک کوئی بستی راستہ میں نہیں ہے ½۶ بجے شام نجف مقدس قافلہ پہنچا۔ یہاں کنارے پر بہت بڑا قبرستان ہے۔ جس میں پتھروں کی قبریں اور دو قبروں پر ہرے رنگ کے قبے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ حضرت صالح علیہ السلام و ہود علیہ السلام کے مزارات ہیں۔ اسی قبرستان میں سیدنا ابو موسیٰ اشعری کا مزار بھی ہے۔ سب سے پہلے دور سے ہی حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا سنہری گنبد اور دو مینار نظر آتے ہیں۔ بہت خوبصورت شہر ہے بجلی کا انتظام ہے صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وجہ سے یہ شہر آباد ہوا ہے اور روضہ شریف کے پاس ہی رونق زیادہ ہے۔ دنیا بھر سے امیر شیعوں کی نعشیں یہاں دفن کرنے لائی جاتی ہیں۔ اسی لئے قبرستان بڑا ہے۔

نجف شریف میں اولاً چھتا ہوا بازار ہے جس میں ہر قسم کی چیزیں فروخت ہوتی ہیں پھر درگاہ شریف کا بہت بڑا دروازہ ہے۔ روضہ شریف بہت خوبصورت ہے۔ سنہری گنبد ہے۔ گنبد کے اندر چاندی کا نہایت خوبصورت جالی کا کٹھرا ہے۔ جس پر عطر بہتا ہے اس کے اندر شیشے کی چاردیواری ہے اس کے اندر لکڑی کی نہایت خوبصورت جالی ہے۔ اس چاندی کے کٹھرے پر بہت خوشنما

Marfat.com

سونے کی گھنٹیاں ہیں۔ کئی من سونا لگا ہوا ہے۔ چاندی کا تو حساب ہی نہیں ہے۔ وہاں پہنچکر طہارت اور وضو کیا۔ پھر فاتحہ کے لئے حاضر ہوئے۔ دیکھ کر دل خوش ہو گیا۔ سلام عرض کیا۔ ہزاروں کا مجمع تھا۔ زائرین کی آمد و رفت بے حساب تھی۔

اس روضہ مبارک میں آدم علیہ السلام و نوح علیہ والسلام کے بھی مزارات مقدسہ بتائے جاتے ہیں۔ چنانچہ مجاور صاحب نے ہم سے ان پر سلام پڑھوایا۔ یوں سمجھو کہ اس قبہ میں تین مزار ہیں ہمارے مجاور نے درود شریف میں صحابہ اطہار کا نام بھی لیا غالباً سنی تھا۔

ایک گھنٹہ وہاں قیام رہا۔ مجاوروں نے سلام نہایت رقت انگیز پڑھایا۔ السلام علیک یا ابن عم الرسول۔ السلام علیک یا زوج البتول۔ السلام علیک یا امام الاولیاء السلام علیک یا سید الاصفیاء۔ السلام علیک یا اب الشہداء کربلا۔

بہت رقت طاری رہی۔ نجف شریف سے ۴ میل فاصلہ پر کوفہ ہے۔ سامنے مکانات نظر آتے ہیں کوفہ میں نوح علیہ السلام کا تنور ہے جس سے پانی ابلا تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جائے شہادت ابراہیم علیہ السلام کا وہ غار ہے جس میں آپ نے پرورش پائی۔ مگر وہاں جانا نہ ہوا۔ واپسی پر ان شاءاللہ وہاں کی حاضری بھی ہوگی۔ شیخ صاحب کا پختہ وعدہ ہے۔ نجف شریف میں ایک وہابی حاجی کی جیب کٹ گئی۔ آٹھ سو ۸۰۰ کے پلگرم نوٹ غائب ہو گئے۔ پولیس میں خبر کر دی گئی۔ اور سوا چھ بجے شام قافلہ بصرے کی طرف روانہ ہو گیا۔

۲۴ جولائی ۱۹۵۴ء ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ شنبہ

آج شب کو بارہ بجے قافلہ نجف اشرف سے فرات کے کنارے کنارے آیا۔ راستہ میں جگہ جگہ کشتیوں کے عارضی پل اور کچھ ویسے ہی کچے پل عبور کئے۔ قریباً نوے میل فاصلہ پر ایک بستی ملی جسکا نام ہے دیوانیہ بڑا شہر ہے یہاں ہوائی اڈہ ہے۔ ہم نے یہاں ہی قیام کیا۔ یہاں پانی کی تکلیف ہے کربلا کا منظر ہے۔

امام حسین رضؓ کی کرامت

پرسوں ہم حضور غوث پاک کی کرامت بیان کر چکے ہیں۔ آج حضور امام حسین رضی اللہ عنہ

Marfat.com

کی کرامت یہ دیکھی کہ کمپنی کا ارادہ اس کربلا والے راستہ سے جانے کا تھا۔ سید ہاحیلہ پہنچنے کا خیال تھا۔ مگر نامعلوم عقل پر کیسے پردے پڑے کہ بغداد سے پچاس میل تک کربلا کے راستہ ہم غلطی سے چلے گئے پھر واپس نہ ہوسکے پھر کربلا کی پولیس نے اعتراض کیا کہ تمہارا ویزہ اس راستہ کا نہیں ہے بغداد واپس جاؤ بڑی مصیبت ہوئی پھر خود ہی پولیس نے اس راستہ پر جانے کی اجازت دے دی یہ حضرت حسینؓ کی زندہ کرامت دیکھی

آج دوپہر کے قریب ہمارا قافلہ سماوا پہنچا۔ یہ جگہ دیوانیہ سے ۵۸ میل جانب جنوب ہے ریلوے اسٹیشن ہے۔ وہاں پتہ لگا کہ راشن کی بس الٹ گئی۔ تمام قافلہ اس خبر سے رک گیا تحقیقات سے معلوم ہوا کہ راشن کی بس زمین میں دھنس گئی ہے۔ کرین کے ذریعہ اسے اٹھایا گیا۔ الحمد للہ کہ کسی کو چوٹ بھی نہ آئی۔ صرف اچار کے ڈبے برباد ہوئے باقی سب مال محفوظ رہا سماوا میں کھجور کے باغ ہیں۔ جن میں دور دور درخت ہیں۔ انہیں کے سائے میں ہم لوگوں نے دوپہر گذاری۔ بدو لوگ ہمارے پاس آتے اور نہایت فصیح عربی میں گفتگو کرتے رہے۔ ٹھنڈا پانی معمولی قیمت میں مہیا کرتے رہے وقت بڑے مزے سے گذرا۔

۲۵ جولائی ۱۹۵۴ء ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ یکشنبہ

آج رات قافلہ دو بجے رات تک بصرہ کی طرف چلتا رہا۔ دو بجے آرام کے لئے میدان میں اترا دو گھنٹہ فرش خاک پر آرام کیا۔ فجر سے پہلے کمپنی نے اعلان کیا کہ چائے جلد پیو اب قافلہ کی روانگی ہے اس اعلان نے نفخ صور کا کام دیا۔ سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے رفع حاجت کے بعد وضو کر کے نماز فجر باجماعت ادا کی اور پھر فوراً ناشتہ کیا آج ناشتہ بہت اچھا دیا گیا۔ فی حاجی آٹھ آٹھ بسکٹ اور چائے بقدر طلب ملی حجاج کی طرف سے چار آدمیوں کی ایک کمیٹی بنا دی گئی ہے۔ جو آئندہ حجاج کے کھانے کا انتظام خود کریگی گیارہ بجے دن کو قافلہ بصرہ شہر میں داخل ہوا۔

بصرہ بغداد شریف سے ۲۸۴ میل جانب جنوب غربی واقع ہے دیوانیہ سے ۲۳۳ میل ہے بصرہ کے تین حصے ہیں۔ بصرہ شہر۔ عشرہ۔ مارگل۔ بصرہ پرانا شہر ہے۔ عشرہ نئی آبادی ہے اور مارگل بندرگاہ ہے۔ ہمارا قیام نہر شط العرب کے کنارے پر ہے۔ بمرا میں جہاز کھڑے ہیں شط العرب

Marfat.com

دجلہ اور فرات کے مجموعہ کا نام ہے۔ دیگر ممالک کے سفارتخانے بھی یہاں ہی واقع ہیں یہ ہی عشرہ ہے
بصرہ کے راستے میں خطرناک ریگستان ہے۔ جو قافلہ یا بس راستہ بھول جائے یا تیل یا
پانی ختم ہو جاوے اس کی موت یقینی ہے۔ یہاں تیل کثرت سے نکلتا ہے پائپ لائن کا جال پھیلا
ہوا ہے بصرہ میں سمندر نہیں ہے بلکہ دجلہ فرات مل کر بہتے ہیں اور آگے جا کر سمندر میں گر
جاتے ہیں یہاں جہاز ٹھہرتے ہیں۔ بصرہ بڑی اہم بندرگاہ ہے یہاں سے ہر طرف مال آتا
جاتا ہے بصرہ میں حسب ذیل زیارات ہیں۔ جن پر ہم نے حاضری دی۔

نمبر ۱۔ حضرت طلحہ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن کا مزار شریف بصرہ سے قریباً
۷ میل جانب جنوب ہے بالکل میدان میں ایک شکستہ گنبد ہے۔ گنبد میں آپ کی قبر شریف
بغیر مرمت پڑی ہے آس پاس زائرین کے لئے چٹائیاں پڑی ہیں۔ جہاں جھاڑو وغیرہ کا کوئی
انتظام نہیں۔ یہ دیکھ کر بہت افسوس ہوا۔ قبر شریف ۱۲ ہاتھ لمبی اور خوب اونچی تھی اتنی
لمبائی سمجھ میں نہیں آئی۔ قبر کا چونہ وغیرہ بھی بعض جگہ سے اکھڑا ہوا ہے۔ وہاں فاتحہ پڑھی۔ دعا
مانگی۔ واپسی موٹر کی ہوئی تھی۔ جس سے آگے بڑھ گئے۔

نمبر ۲۔ حضرت زبیر ابن عوام رضی اللہ عنہ آپ حضورؐ کے رشتہ میں بھائی اور صحابی اور سالے ہو
ہیں حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بہن آپ کے
نکاح میں تھیں حضرت طلحہ و حضرت زبیر دونوں بزرگ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں یہ جگہ حضرت طلحہ
کے مزار شریف سے قریباً ایک میل آگے ہے۔ یہاں اچھا خاصہ قصبہ آباد ہے جسکا نام ہے۔
شبیبہ۔ یہاں ہوٹل قہوہ خانہ بازار اور موٹروں کا اڈا ہے۔ مسجد کے مغرب جنوبی طرف اندر
کو آپ کی قبر ہے قبر پر غلاف آس پاس لکڑی کی جالی اور زائرین کے لیئے قالین بچھا ہوا ہے
عمدہ انتظام ہے۔ وہاں ہی وضو کیا اور فاتحہ و دعا کی۔

نمبر ۳۔ حضرت عتبہ ابن غزوان۔ ان کی قبر حضرت زبیر کے مزار شریف کے پاس اسی
مسجد میں اسی طرف ہے ایک شیشہ کی کھڑکی لگی ہے۔ جس سے مزار شریف بخوبی دیکھنے
میں آتا ہے۔ یہاں بھی فاتحہ و دعا کی اور آگے بڑھ گئے

نمبر ۴۔ خواجہ خواجگان خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ۔ آپ تابعین میں سے ہیں حضرت

Marfat.com

علی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ اور سلسلہ قادریہ چشتیہ۔ سہروردیہ کے شیخ المشائخ ہیں کہ یہ تینوں سلسلے آپ ہی سے چلتے ہیں صوفی صافی بھی ہیں بے مثل عالم بھی آپ کا مزار شریف حضرت زبیر کی قبر شریف کے قریب قبرستان میں واقع ہے قبہ بنا ہوا ہے زائرین کے لئے قبر کے ارد گرد قالین کا فرش ہے یہاں بھی فاتحہ ودعا کی۔ جناب ڈاکٹر اللہ دتا صاحب نے یہاں فی البدیہۃ رباعی فرمائی

سر سلسلہ خواجۂ خواجگاں امام حسن بصری قطب الزماں
غلامان پاکستان آمدہ دعائے کہ باشد ہمہ کامراں

بہت پر لطف نظارہ رہا۔ خوب لطف آیا۔

نمبر ۵۔ حضرت محمد ابن سیرین محدث۔ یہ امام بخاری و مسلم وغیرہم محدثین کے استاد ہیں ان کا اسم شریف حدیث کی اسنادوں میں آتا ہے آپ کی قبر شریف خواجہ حسن بصری کے قبہ میں ہے۔ ان کی قبر شریف پر پہنچ کر بہت خوشی ہوئی۔ وہاں بھی فاتحہ اور دعا کی۔

نمبر ۶۔ حضرت رابعہ بصریہ عدویہ رضی اللہ عنہا۔ یہ بصرہ کی رہنے والی تھیں اولیاء کاملین میں سے ہیں۔ مگر ان کی قبر شریف بغداد میں ہے۔ بصرہ میں ہوٹل بہت شاندار اور آباد ہیں رات کو ہر ہوٹل میں نہایت شاندار روشنی ہوتی ہے۔ گانا اور باجا وغیرہ کا تو پوچھنا ہی کیا کنارہ پر کشتیاں۔ موٹر لانچ بہت ہیں لوگ ان میں بیٹھ کر دریا شط العرب کی سیر کرتے ہیں آج نماز مغرب کنارہ دریا پر باجماعت ادا کی۔

۲۶ جولائی ۱۹۵۴ء ۲ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ دوشنبہ

آج دن بھر سخت گرمی رہی۔ دریا کی سیر کرتے رہے۔ بعض حجاج نے موٹر لانچ کرایہ پر لے کر دریا کی تفریح کی۔ غسل کرتے رہے دریا کا پانی میٹھا ہے مگر گرم ہے بصرہ میں حجاج کے پہنچنے سے پاکستانی روپیہ سستا ہو گیا۔ جس سے حجاج کو کچھ نقصان رہا۔ یہاں عراقی سکہ رائج ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔ فلس (پیسہ) اربع فلس (آنہ) عشرہ فلس (اڑھائی آنہ) درہم پچاس پیسہ۔ دینار بیس درہم۔ دینار کی سرکاری قیمت نو روپیہ چھ آنہ پاکستانی سکہ سے تھی۔ مگر بغداد شریف اور کربلا و نجف وغیرہ میں بیس روپیہ قیمت رہی بصرہ میں ستر

روپیہ چھ آنہ قیمت رہی آج بہت حجاج کرایہ کی ٹیکسی اور بسوں میں زیارات کرنے گئے ہم کل ہی کر چکے ہیں

۲۷ جولائی سنہ ۱۹۵۴ء ۲۵ ذیقعد سنہ ۱۳۷۳ھ سہ شنبہ

رات کے دس بجے بصرہ سے روانگی ہوئی اور بارہ بجے کے قریب صفوان کسٹم پوسٹ میں داخلہ ہوگیا۔ صفوان عراق کی آخری سرحد ہے اس کے بعد کویت کا علاقہ شروع ہے۔ جب ہماری لاریاں بصرے سے چلیں تو ہم نے راہ میں سینما بہت آباد دیکھے عورتوں مردوں کے بے پناہ ہجوم سینما میں پائے۔ سینماؤں کی رونق اور رنگ برنگی روشنی بہت زیادہ تھی ہمارے جاتے ہوئے قافلہ کو دیکھ کر اہل بصرہ نے حجاج سلامت کے نعرے لگائے اور ہم کو وداع کیا رات صفوان میں گذاری بہ قیام پاسپورٹوں پر دستخط ہونے کے انتظار میں رہا۔

صفوان بصرہ سے ۳۹ میل جانب شمال ہے یہاں میٹھے پانی کا ایک کنواں ہے اور کچھ سایہ دار درخت آج رات بصرہ میں شیخ کرم الٰہی صاحب امیر قافلہ نے ایک بس کی چھت پر کھڑے ہو کر حاجیوں سے فرمایا کہ ابتک آپ لوگوں نے سبزہ زاروں اور پانی کے چشموں میں سفر کیا اب ایک نئے سفر کا آغاز ہے۔ اب تم ریت کے سمندر میں قدم رکھ رہے ہو۔ جہاں پٹرول سستا ہوگا اور پانی مہنگا۔ لہذا تیمم سے نمازیں پڑھو اگر غسل کی بھی حاجت ہو تو بھی تیمم ہی کرو۔ منزل پر ان شاءاللہ پانی ملا کرے گا مگر راستہ میں پانی احتیاط سے خرچ کرو۔

صفوان میں ایک بغدادی بزرگ عبدالمجید غزالی نے تمام حاجیوں کی شربت سے تواضع کی۔ سب کو کوکا کولا جو عرب کی بہترین بوتل ہے برف سے ٹھنڈی کر کے پلائی۔ آپ پہلے اخبار ہدف بغداد کے اڈیٹر تھے۔ رشید جیلانی کے مقدمہ کے ماتحت آپ بغداد سے آگئے۔ اب کسٹم پوسٹ کے وکیل ہیں۔

صفوان میں ایک گھر سے ایک بی بی صاحبہ نے اپنے بچے کے ہاتھ مجھے ایک بوتل سرد پانی کی بھیجی۔ جس میں نہایت ٹھنڈا اور خوشبودار پانی تھا۔ جس کے پینے سے پیاس کم ہوگئی دن بھر اس کا اثر رہا۔

صفوان سے بارہ بجے چلے۔ ۳ بجے مطلاع پہنچے۔ اب ہم عراق سے نکل گئے اور کویت

Marfat.com

میں داخل ہو گئے۔ مطلاع کویت کی سرحد ہے اور صفوان سے ۲۵ میل جانب شمال ہے بصرہ سے ۶۴ میل شمالاً ہے۔ مطلاع میں کوئی بستی نہیں۔ کوئی درخت یا سائبان نہیں۔ دھوپ ہی دھوپ ہے۔ نیچے ریتہ اوپر آسمان ہے صرف کسٹم چوکی بنی ہوئی ہے دھوپ میں ظہر ادا کی۔ دو گھنٹہ قیام کے بعد روانہ ہو گئے۔

۱/۲ ۷ بجے کویت میں داخل ہو گئے اور یہاں باب الشامی کے باہر بڑے وسیع میدان میں قیام کیا

۲۸ جولائی ۱۹۵۴ء ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ چہارشنبہ

آج شب کو باب الشامی کے باہر آرام کیا دن میں شہر کویت کی سیر کی۔ احرام خریدا اگرچہ ایک احرام ہم گجرات سے بھی لائے تھے مگر احتیاطاً ایک احرام اور بھی خریدا۔ یہاں کپڑا ارزاں ہے ۱/۲ ۱ گزوہ لٹھا ملا جس کا عرض سوا گز ہے کپڑا بھی اچھا ہے۔

کویت کے حالات

نمبرا۔ کویت ایک چھوٹی سی اسلامی ریاست ہے۔ جس کے امیر عبداللہ ابن سالم صباح ہیں انہیں یہاں کے لوگ شیخ کہتے ہیں

نمبر۲۔ کویت بصرہ سے ۱۱۰ میل فاصلہ پر جانب شمال واقع ہے علاقہ سارا ریگستانی ہے۔

نمبر۳۔ کویت میں تیل بہت کثرت سے پیدا ہوتا ہے جس کی وجہ سے یہ جگہ بہت بارونق ہے اور یہاں کے لوگ بہت مالدار ہیں۔ تیل کے سواء اور کوئی پیداوار نہیں۔

نمبر۴۔ کویت خلیج فارس کے کنارہ پر واقع ہے۔ یہاں سے حج کے لئے عام کاریں اور بسیں جاتی ہیں کار کا کرایہ ۶۰۰ روپیہ ہے بس کا ۵۰۰ روپیہ ہے۔ جس میں مدینہ منورہ کی زیارات اور آمدورفت کا کرایہ۔ کھانا وغیرہ سارا خرچہ داخل ہے۔

نمبر۵۔ کویت میں مکانوں کا کرایہ بہت زیادہ ہے ایک کمرہ کا کرایہ کم از کم ۳۰۰ روپیہ ماہوار اشیاء خوردنی بہت گراں ہیں۔ ایک تربوز پانچ روپیہ کا ہے گوشت پانچ روپیہ سیر ٹماٹر تین روپیہ سیر۔ آلو دو روپیہ سیر ہے۔ حجامت کی اجرت تین روپیہ ہے۔ شیو کا ۸ع۔

Marfat.com

نمبر۶. کویت میں میٹھا پانی مشکل سے ملتا ہے. پہلے بصرہ سے پانی آتا تھا اور دو روپیہ پیپا ملتا تھا. اب یہاں ہی طیار کیا جاتا ہے اور چار یا آٹھ آنہ پیپا ملتا ہے.

نمبر۷. کویت میں پٹرول بہت سستا ہے. ۱۰ ر گیلن ہے.

نمبر۸. کویت میں شرعی احکام جاری ہیں. شہر میں سینما کوئی نہیں. چوری مطلقاً بند ہے زنا شراب خوری پر سخت سزا ہے. زانی کو درے مار مار کر ہلاک کر دیا جاتا ہے. چوری کی سزا بھی درے ہیں. مگر اندرونی بدمعاشیاں بہت زیادہ ہیں. فلسطینی مہاجر حسن اور ساتھ میں بے غیرتی اپنے ہمراہ لائے. یہاں بدمعاشی پھیلادی.

نمبر۹. کویت میں ولائتی اشیاء بہت ارزاں ہیں. کیونکہ چار روپیہ سینکڑہ بیکاری ٹیکس ہے جو کپڑا پاکستان میں ۱۰/۔ روپیہ گز ہے وہ یہاں اڑھائی تین روپیہ گز ہے بازار مال بھرے پڑے ہیں

نمبر۱۰. کویت میں پاکستانی مسلمان. گجرات جہلم. سیالکوٹ. راولپنڈی لاہور وغیرہ کے بہت لوگ ہیں جو بڑے مزے سے زندگی گذار رہے ہیں

نمبر۱۱. کویت کے شیخ کو اپنی رعایا سے بڑی ہمدردی و محبت ہے ان کی وجہ سے یہاں کے لوگ بہت مالدار ہیں. قریباً ۴۰ فیصدی لوگوں کے پاس اپنی کاریں ہیں.

نمبر۱۲. کویت حکومت حجاز کے ماتحت ہے. مگر انگریزوں کا پورا تسلط ہے. یہاں ہندوستانی سکہ اور تقسیم ہند سے پہلے جو انگریزی نوٹ تھے ان کا رواج ہے. پاکستانی سکہ کی بہت بے قدری ہے. ہمارا پاکستانی سو کا نوٹ سنتر ۷۰ روپیہ میں بکتا ہے وہ بھی بمشکل اور باقی ممالک کے روپے قدرے چلتے ہیں

نمبر۱۳. کویت میں مسجدیں بہت ہیں اور آباد ہیں مگر بعد نماز بند کر دی جاتی ہیں.

نمبر۱۴. کویت کا رقبہ بہت چھوٹا اور بنجر ہے. چنانچہ مطلاع منزل سے شروع ہو کر القریہ سے پہلے ختم ہو جاتا ہے کل طول قریباً ایک سو پچھتر میل ہوگا.

۲۹ جولائی ۱۹۵۴ء ۲۷ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ پنجشنبہ

ہماری کمپنی نے یہاں حجاج کے لئے بہت آسانیاں مہیا کیں. چنانچہ دو وقتہ برف کا

Marfat.com

پانی بہت فراخی سے دیا معلوم ہوا ہے کہ فی وقت ۲، روپیہ کا برف آتا ہے۔ میٹھا پانی اتنا خریدا کہ حجاج کو کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ سکہ کی تبدیلی میں یہ آسانی دی کہ خود ہندوستانی روپیہ بنک سے حاصل کر کے ۵، فی صدی کے حساب سے حجاج کو مہیا کیا پانی کا ٹین تیرہ روپے کے حساب سے خریدا

آج حکومتِ کویت کی طرف سے دو بڑے بڑے ٹینک میٹھے پانی کے حجاج کو مفت تقسیم کئے گئے۔ جس سے حجاج نے اپنے سارے برتن بھر لئے اور ضروریات پوری ہوگئیں۔

آج شام کو حضرت حاجی غلام معصوم صاحب ساکن جہلم مقیم کویت نے حجاج کی پرتکلف دعوت کی۔ اولاً نہایت ٹھنڈا میٹھا خوشبودار شربت پیش کیا۔ خوب سیر ہو کر حجاج نے پیا اور آنکھیں ٹھنڈی کیں۔ پھر نہایت عمدہ زردہ اور گوشت روٹی پیش کی۔ بہت فراخدلی اور حوصلہ مندی کا ثبوت دیا۔ شربت اور کھانا بہت بچ رہا جو بعد میں کویت کے بچوں کو کھلایا پلایا۔ حاجی غلام معصوم صاحب جہلم کے باشندے ہیں کویت میں فرنیچر کا کاروبار کرتے ہیں

کھانا کھانے کے بعد ہم کو محترم دوست نذیر محمد صاحب سکنہ گجرات اپنی کار میں اپنے گھر لے گئے شہر کے مشہور مقامات کی سیر کرائی۔ شفاخانہ۔ بندرگاہ اسکول وغیرہ سب دکھائے

عجیب مقدمہ

ہمارے قافلہ کے محترم رفیق جناب عبدالرحمٰن صاحب پروفیسر راولپنڈی نے ایک لٹھے کا تھان ۷۰ روپیہ کا بازار سے خریدا۔ اور وہ ہی دوسرے صاحب ۴۵ روپیہ کا لائے انہیں پتہ چلا تو دوکاندار کے پاس شکایت لیے گئے اور کہا کہ تو نے مجھ سے پچیس روپیہ زیادہ لے لئے وہ جھگڑا کرنے پر آمادہ ہوگیا۔ دیگر دوکاندار اس کے مددگار بن گئے پروفیسر صاحب شیخ کے پاس گئے اور فریاد کی۔ شیخ نے فرمایا کہ ثبوت کیا ہے کہ اس تھان کا بھاؤ ۴۵ روپیہ ہے۔ پروفیسر صاحب نے عرض کیا کہ ہمارا فلاں ساتھی فلاں دوکاندار سے اسی نرخ میں اسی نمبر کا تھان لایا ہے۔ فوراً شیخ نے دونوں دوکانداروں کو طلب کیا۔ تحقیق کر کے اس گراں فروش کو حکم دیا کہ فوراً پچیس روپیہ واپس کرو اور آئندہ بازاری نرخ پر چیز فروخت کرو۔ وہ بولا کہ دوکان پر جا کر روپیہ ادا کرونگا

پولیس ساتھ گئی اور پچیس روپیہ دلوا کر واپس ہوئی۔ نہ مقدمہ نہ تاریخیں نہ وکیل نہ کوئی

Marfat.com

اور مصیبت۔ تمام کام ۴۵ منٹ میں ہوگیا یہاں سارے مقدمے ایسے ہی ہوتے ہیں۔
آج کمپنی نے تمام مشینیں ٹھیک کرائیں۔ بعض لاریوں کی مشینیں بیکار ہوگئی تھیں انکے انجن بالکل بدل دیئے گئے تمام بسوں میں پٹرول موبل آئیل وغیرہ بھر لیا گیا۔ آئندہ اہم سفر کی پوری پوری تیاری کرلی گئی
کمپنی نے ایک واقف راہ محسن یٰسین رابغی کو ہمراہ لیا ہے تاکہ وہ یہاں سے مکہ معظمہ کی رہبری کرے۔ کیونکہ یہ دشت نشانات وعلامات سے خالی ہے۔ اسے چار ہزار روپیہ معاوضہ حق الخدمت دیئے گئے۔ ہر سال یہ ہی رہبری کرتے ہیں۔ پہلے سال انہیں چھ سو دیئے گئے دوسرے سال دو ہزار۔ اس سال چار ہزار دیئے گئے۔

۳۰ جولائی ۱۹۵۴ء ۲۸ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ جمعہ

آج شب کو گیارہ بجے ہمارا قافلہ کویت سے جانب مکہ معظمہ روانہ ہوگیا۔ اس تاخیر کی وجہ یہ ہوئی کہ بعض لاریاں مرمت طلب تھیں اسی لئے ان کی مرمت میں دیر لگی۔ چار میل کویت سے نکل کر اس صحراء عرب میں داخل ہوگئے جسکا شہرہ بہت روز سے سن رہے تھے یہاں کا ہیبت ناک منظر بیان نہیں ہوسکتا۔ میدان کیا ہے ریت کا سمندر ہے بعض جگہ خالص ریت ہے بعض جگہ ریت میں بجری ملی ہوئی ہے بعض جگہ ریت پر نرم اور باریک تنکوں کے جھنڈ ہیں جن کی لمبائی تقریباً ایک فٹ ہے تاحد نظر یہ ہی نظر آتا ہے۔ سایہ کا نام ونشان نہیں۔ قریباً تمام رات چلتے رہے آخر رات میں ایک جگہ ریت پر لیٹ گئے۔ زبان پر یہ جاری تھا

ے دریں صحرائے بے پایاں وریگستان خوف افزا
سر افگندیم بسم اللہ مجرىٰھا و مرساھا

آگے شیخ کرم الٰہی صاحب کی کار ہے۔ پیچھے الحاج صوفی محمد جمیل صاحب کی پی کپ کار میں محسن یٰسین صاحب بھی تشریف فرما ہیں اور پی کپ کبھی قافلہ کے پیچھے چلتی ہے کبھی آگے۔ بسوں کی سخت نگرانی کی جاتی ہے۔ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد سب بسیں یکجا کر کے شمار کی جاتی ہیں۔ پھر مارچ ہوتا ہے صبح سویرے نماز پڑھ کر روانہ ہوگئے اور ساڑھے نو بجے دوپہر کو پہلی منزل پر پہنچ

Marfat.com

گئے۔ جس کا نام القریہ ہے کویت سے ۱۴۵ میل جانب جنوب ہے چھوٹی سی بستی ہے۔ پانی کا کنواں ہے اس کے قریب کویت کی کسٹم ڈیوٹی کا دفتر ہے۔ جس کی عمارت قلعہ نما ہے۔ یہاں کسٹم ڈیوٹی ہے اور یہاں سے سعودی حکومت شروع ہوتی ہے۔ بسوں کا اور حاجیوں کا ٹیکس لیا جاتا ہے۔ جو کہ کمپنی نے ادا کیا۔ آج ۲۸ ذیقعدہ تھی مگر مکہ مکرمہ کے حساب سے ۳۰ تھی لہذا بہت کوشش سے چاند دیکھا گیا۔ مطلع صاف تھا مگر نظر نہ آیا۔

۳۱ جولائی ۱۹۵۴ء ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ شنبہ

آج شب کو عید کا چاند نظر آ گیا۔ لہذا ہمارے رویت سے انگریزی اور چاند کی تاریخیں برابر چل رہی ہیں۔ آج شب کے ڈیڑھ بجے تک کسٹم کا کام ہوتا رہا۔ دو بجے شب القریہ سے روانگی ہوئی اور قریباً ۱۲ بجے شب کو معقلہ پہنچ گئے۔ معقلہ القریہ سے ۱۰۰ میل فاصلہ پر جانب جنوب ہے۔ اور ریتلہ میدان ہے یہاں پانی کی ٹنکیاں جگہ جگہ نصب ہیں جن سے پانی ملتا ہے اہل بستی اور مسافروں کا کافی ہجوم رہتا ہے پانی گرم ہے وہ بھی بمشکل میسر ہوتا ہے ہمارا ایک حاجی فتح محمد جو ضلع جہلم کا رہنے والا ہے یہاں فوت ہو گیا۔ اسے سپرد خاک کیا گیا۔ باقاعدہ نماز باجماعت ادا ہوئی۔ کچھ کپڑا کفن کا کمپنی نے دیا اور کچھ اس کا احرام خریدا ہوا تھا ہم نے نماز جنازہ پڑھائی۔ سخت گرمی تھی۔ گرمی میں چلنا پڑا۔ مجھے دست اور قے اور بخار ہو گیا۔ ہسپتال سے دوائی کی سخت تکلیف رہی۔

۲ اگست ۱۹۵۴ء ۲ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ دوشنبہ

دو دن بیماری کی وجہ سے کچھ تحریر نہ ہو سکا اس دوران میں اس سفر کا خصوصی واقعہ یہ در پیش آیا کہ معقلہ سے روانہ ہو کر قریباً بیس میل فاصلہ پر لاریاں ریت میں دھنس گئیں اور ایسی دھنسیں کہ نکلنے کی امید نہ رہی حجاج بسوں کو دھکے دیتے تھے اور دور تک پیدل چلے سخت گرمی اور دھوپ کی شدت تھی۔ سخت تکلیف ہوئی۔ بہت لوگ بیمار ہو گئے آخر کار میدان میں ہی لاریاں روک دیں رات وہاں گذاری اور صبح کو روانگی ہوئی۔ دن چڑھے منزل پر پہنچ گئے۔ جس کا نام رماح ہے۔

Marfat.com

رماح معقلہ سے قریباً ۷۵ میل جانب جنوب ہے۔ معقلہ میں ہم کو قلعہ کی دیوار کے سایہ میں بیٹھنے کی بھی اجازت نہ دی گئی۔ بخدی پولیس نے ڈنڈے دکھا کر حاجیوں کو ہٹا دیا۔ اور یہاں رماح میں بیس روپیہ کا پانی کا ڈرم خریدا۔ یہاں پانی کے دو کنویں دیکھے۔ جن میں ۳۰۰ فٹ گہرائی پر پانی ہے اونٹوں گدھوں بلکہ لاریوں کے ذریعہ چرسے کھینچے جاتے ہیں ایک ایک کنویں پر آٹھ آٹھ چرسے چلتے ہیں۔ گدھے اور اونٹوں کی لید رسے کی رگڑ سے کنوؤں میں گرتی ہے۔ جس سے پانی کا رنگ مزہ بھی بدل گیا ہے مگر سب لوگ بخوشی اس کو پی رہے ہیں ہماری کمپنی نے اتنا پانی خرید کر حجاج کو دیا کہ انہیں تکلیف پانی کی نہ ہوئی۔ بعض لاریاں تو رماح پہنچ گئی ہیں مگر نمبر ۳ نمبر ۵ بریک ڈون کھانے کی لاریاں یہ سب جنگل میں پھنسی پڑی ہیں۔ شیخ کرم الٰہی صاحب نے ۳۰۰ روپیہ میں ایک ٹرک کرایہ پر لیا۔ صرف اس لئے کہ وہ پھنسے ہوئے حاجیوں کو روٹی پانی پہنچا دے اور ان کی خبر ہم تک پہنچا دے رات کو قریباً ۸ بجے یہ ٹرک واپس آیا اور خبر لایا کہ وہ لوگ خیریت سے ہیں۔ بسیں درست ہو رہی ہیں۔ رُماح میں یہ رات حجاج نے بڑی ہی بے چینی سے گذاری بھوک پیاس کا خیال نہ تھا اندیشہ یہ تھا کہ حج کا وقت بالکل قریب ہے یعنی آج دوشنبہ ہو گیا اور سعودی اعلان کے مطابق ہفتہ کو حج ہے اور ابھی ہم قریباً سات سو میل مکہ معظمہ سے دور ہیں آج کی بے چینی بیان نہیں ہو سکتی۔

۳ اگست ۱۹۵۴ء ۳ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ یوم سہ شنبہ

آج رُماح میں قیام ہے حجاج بہت پریشان ہیں۔ شیخ کرم الٰہی صاحب فجر سے پہلے کار لے کر ادھر چلے گئے۔ جہاں لاریاں ٹوٹی پڑی ہیں ادھر حجاج حج سے مایوس ہوئے جا رہے ہیں کہ اچانک بس نمبر ۵ آ گئی نعرہ تکبیر بلند ہوا خوشی کی لہر دوڑ گئی پھر بریک ڈون آ گئی پھر راشن کی لاری پھر پک اپ۔ غرض کہ سوائے نمبر ۳ کے تمام بسیں بخیریت تمام پہنچ گئیں۔ شیخ کرم الٰہی صاحب کی طرف سے اعلان ہو گیا کہ بس نمبر ۳ کو وہاں ہی چھوڑ دو اور قافلہ روانہ کرو۔ تمام حجاج پانی بھر لیں کیونکہ اب ۵۷۰ میل اگلی منزل ہے اس درمیان میں پانی کہیں نہیں۔ کمپنی نے پانی خریدا اور تمام بسوں میں بسکٹ اور مربہ کے ڈبے۔ دودھ کے ڈبے تقسیم کر دیئے اور کہہ دیا کہ اس

Marfat.com

پر گذارہ کرو۔ اب سفر مسلسل جاری رکھنا ہے۔ سب حجاج نے بخوشی منظور کیا۔ حجاج کو آج کھانے کی بالکل پروا نہ تھی۔ وہ تو کسی نہ کسی طرح اڑ کر مکہ معظمہ پہنچنے کے متمنی تھے۔ بہرحال یہ کہہ کر ۹ بجکر پینتالیس منٹ پر رماح سے قافلہ روانہ ہوگیا۔ راستہ نہایت دشوار گذار اور ریتلہ ہے۔ حجاج گھبرا گئے۔ رو رو کر اپنے گناہوں سے توبہ کرتے اور دعائیں مانگتے ہیں۔ بارہ میل تک راستہ خراب رہا۔ پھر اللہ کے فضل سے میدانی پتھریلا علاقہ آگیا۔ اور ہماری بسیں ہوا سے باتیں کرنے لگیں اور پونے پانچ بجے تک ۱۱۲ میل طے کرلیا۔ یہ سارا علاقہ نجد کا ہے۔ نجدی علاقہ سے ہم لوگ گذر رہے ہیں۔

یہ سفر یعنی رماح سے مرات تک ۷۰ میل اس قدر سخت دشوار گذار ہے کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ پانی کا ٹینک، کھانے کی گاڑی، دواخانہ کی گاڑی، بجلی کی گاڑی۔ رہبر غرض کہ کوئی چیز ہمارے ساتھ نہیں۔ شیخ صاحب مع تمام اسٹاف اور تمام سامان رماح میں رہ گئے۔ اور صرف ہم حجاج مرات کی طرف چل پڑے۔ خود ہی مسافر ہیں خود ہی رہبر۔ راستہ میں ایک سخت ریتلہ مقام آیا جس میں سے لاریوں کا نکلنا صرف رب کے کرم سے ہے۔ اس میں بہت وقت صرف ہوگیا۔

ہماری لاریاں تو پھنسی ہوئی تھیں ہی۔ ایرانیوں کی ایک لاری الٹ ہی گئی۔ جس میں ایرانی مرد عورتیں سب ہی تھے۔ ان کی چیخ و پکار سن کر ہم لوگ اپنی بسیں چھوڑ کر ان کی طرف بھاگ پڑے ہم دو اڑھائی سو حجاج ان کی لاری سے لپٹ گئے اور لاری اٹھا کر کھڑی کردی۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس حادثے میں ان کا کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ کچھ عورتوں کو یونہی خفیف سی چوٹیں آئیں۔ ان ایرانیوں پر ہمارے اس برتاؤ کا بہت گہرا اثر ہوا وہ ہاتھ اٹھا کر دعائیں دیتے تھے اور کہتے تھے کہ خدا پاکستان را دائم قائم دارد۔ برادران پاکستان ہمیشہ شاد و آباد باشید۔ شما بر ما منت نہادید۔

ہم لوگوں نے جواباً کہا کہ ایں فرض ما بود کہ ادا کردیم

خیر وہاں سے فارغ ہو کر اپنی بسوں کا رخ کیا اور دھکے دے کر انہیں ریتے سے نکالا قریب مغرب یہاں سے چلے۔ راستہ میں پانی ختم ہوگیا۔ العطش العطش کی دہائی پڑگئی۔ اور خشک زبانیں باہر آگئیں۔ اس پر جگہ جگہ گاڑیوں کا پھنسنا۔ انہیں نکالنا۔ آخر کار بسوں کی

Marfat.com

ٹنکیوں میں سے لوہے کی میل والا پانی نکلا دہ پیا۔ رات کے بارہ بجے کے قریب ہمارے ڈرائیوروں نے اطلاع دی کہ ٹنکی میں پٹرول ختم ہو رہا ہے۔ اب کیا کرنا چاہیئے۔ اس خبر نے ہمیں اپنی زندگی سے مایوس کر دیا۔ ہم نے ڈرائیوروں سے کہا کہ جہاں تک پٹرول کام دے چلو۔ جہاں ختم ہو جائے وہاں کھڑے ہو جاؤ۔ اور دن چڑھنے پر موت کی نیت سے ریتے پر لیٹ جاؤ۔ کیونکہ یہ لق و دق ریگستان ہے اور ہم گم کردہ راہ مسافر۔ اسوقت ہم سب کو یقین ہو گیا کہ آج ہماری زندگی کی آخری رات ہے خیال یہ ہوتا تھا کہ مرتے وقت منہ میں پانی ٹپکانا سنت ہے مگر ہم اس طرح مریں گے کہ ہمارے پاس نہ پانی ہوگا نہ ٹپکانے والا۔ غرض کہ ہمارے ذہنوں اور دلوں کی عجیب کیفیت تھی ہماری موٹریں ریتے میں دوڑ رہی تھیں اور ہم مختلف تخیلات کے میدان میں جولانیاں کر رہے تھے کہ اچانک رحمتِ خداوندی نے دستگیری کی اور دور سے ایک گیس بتی کی روشنی نظر آئی وہ روشنی کیا تھی ہمارے لیئے شمع حیات تھی بے ساختہ سب حجاج کے منہ سے نعرۂ تکبیر بلند ہوا۔ خیال کیا کہ اس روشنی پر کوئی آبادی ضرور ہے۔ ان شاءاللہ جانیں بچ گئیں۔ اس روشنی کی طرف اپنی بسیں دوڑا دیں۔ قریبًا پون گھنٹہ سفر طے کرنے کے بعد جب وہاں پہنچے تو پتہ لگا کہ مرات منزل یہی ہے اور ہم صحیح راستہ پر آئے۔ یہاں حضرت مولانا محمد بشیر صاحب مدیر ماہ طیبہ جو ہم سے پہلے پہنچ چکے تھے ہمیں ملے اور انہوں نے بھی اپنی سرگزشت اسی کے قریب قریب سنائی۔ بسیں تتر بتر ہو گئی تھیں مگر الحمدللہ آگے پیچھے سب مرات میں جمع ہو گئیں۔ غرضیکہ ہم رات کو دو بجے خدا خدا کر کے مرات منزل پر پہنچے۔

سنا ہے اسی مرات میں لیلیٰ مجنوں رہتے تھے شاید اس دشت کا اثر یہ ہوا کہ ہم سب مجنوں بن گئے

۴ اگست ۱۹۵۴ء ۴ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ چہارشنبہ

آج رات کو دو بجے ہم لوگ مرات پہنچے۔ یہ جگہ رماح سے ۷۰ میل جانب مغرب ہے سرکاری عمارت بنی ہے۔ سرکاری پولیس رہتی ہے۔ کچھ دکانات ہیں پانی کا سرکاری انتظام ہے۔ پائپ ۴۰۰ فٹ زمین میں گلائی گئی ہے۔ مشین کے ذریعہ پانی نکلتا ہے ایک حوض بھرا رہتا ہے۔ جب ہم مرات پہنچے تو مشین بند ہو چکی تھی حوض بھرا ہوا تھا۔ تمام حجاج اس صاف اور میٹھے پانی پر ایسے

Marfat.com

گرے جیسے تونس کے مارے اونٹ۔ ہم لوگوں کو یہ صاف شفاف میٹھا پانی دیکھ کر ایسی خوشی ہوئی جیسے عید کا چاند دیکھ لیا۔ میں تو یہ پانی دیکھ کر رو پڑا۔ آج پتہ لگا کہ پانی رب کی کیسی نعمت ہے۔ اور شہدا کربلا واقعی سید شہدا ہیں پیاس نے انکی شہادت کو ہزاروں چاند لگا دیئے۔

قریباً تین بجے رات کو میں نے ہاتھ منہ دھونے کی نیت سے وضو کیا۔ پانی سے استنجا کیا۔ نماز تو تیمم کر کے پہلے ہی پڑھ لی تھی۔ تمام دن ہاتھ منہ نہ دھلنے سے جسم کا خراب حال تھا۔ پھر ریت پر سو گئے۔

آج صبح وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔ کھانے کی فکر ہوئی۔ کیونکہ کئی وقت سے روٹی نہ کھا سکے تھے کل بسکٹ اور مربہ سے دن نکال لیا تھا۔ بازار گئے وہاں دو چار دکانیں تھیں ہمارا پاکستانی سکہ کوئی نہ لیتا تھا۔ بمشکل ماسٹر اللہ دتہ صاحب نے کچھ عراقی فلس سے عربی ریال حاصل کیا اور چنے خریدے۔ شیخ رحمت اللہ صاحب کچھ مٹھائی لالہ موسیٰ سے ہمراہ لائے تھے انہوں نے وہ نکالی اور خوب عمدہ طرح ناشتہ کر کے ٹھنڈا پانی پیا جگہ ٹھنڈا ہوا پھر خوب اچھی طرح غسل کیا کل احرام بندھنے کی امید ہے اس لئے آج کپڑے نہ بدلے ان شاء اللہ کل احرام باندھیں گے یہاں سے سہل قریب ہے جو ہمارا میقات ہے تحقیق سے معلوم ہوا کہ مرات ہی لیلےٰ مجنوں کا مقام ہے یہاں ہی مجنوں کی قبر ہے مگر لاپتہ۔ ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جس میں مجنوں بحالت جنون رہتا تھا

قریباً نو بجے صبح شیخ کرم الٰہی صاحب مع سارے اسٹاف اور مع بقیہ بسوں کے مرات پہنچے۔ ہم لوگوں سے ملے وہ ہم سے مل کر ہم ان سے مل کر بہت خوش ہوئے اور فوراً بسکٹ ڈبہ کا دودھ۔ چائے کا ڈبہ کھانڈ وغیرہ ناشتہ کے لئے دیا اور کھانا تیار ہونے لگا۔ ہر مصیبت کے بعد راحت ہے۔ مرات راستوں کا جنکشن ہے۔ مدینہ منورہ۔ مکہ معظمہ۔ ریاض۔ رماح کو راستے یہاں سے نکلتے ہیں۔

قافلہ نمبر۳ اور پی کپ اس قدر ناکارہ ہوئیں کہ پی کپ کو رماح میں اور بس نمبر۳ اس سے دس میل اسی جانب چھوڑنا پڑا۔ شیخ کرم الٰہی صاحب نے ایک ٹرک ۱۲۰۰ روپیہ میں رماح سے مکہ شریف تک واپسی کرایہ پر لیا اس میں نمبر۳ بس کی سواریوں کا سامان لادا۔ دس روپیہ روز پر ایسا شخص مقرر کیا جو حج سے واپسی تک ان دونوں خراب شدہ موٹروں کی نگرانی کرے

Marfat.com

غرضیکہ معقلہ سے مرات تک کا سفر پورا امتحان ہے۔
آئندہ رب تعالیٰ خیر سے گذارے۔

۵ اگست سنہ ۱۹۵۴ء ۵ ذی الحجہ سنہ ۱۳۷۳ھ یوم پنجشنبہ

مرات سے کل عصر کے وقت نماز پڑھ کر قافلہ کی روانگی ہوئی تھی۔ کچھ دور جا کر نماز مغرب میدان میں ادا کی۔ کچھ دور تو راستہ اچھا رہا۔ پھر ٹائروں کی پھونک کم کر دی گئی اور ریت میں موٹریں داخل ہوئیں۔ اللہ اکبر ایسا ریگستان اپنی عمر میں کبھی نہ دیکھا تھا۔ عصر کے وقت سے فجر تک موٹریں چلیں اور صرف اکیاون میل راستہ طے ہوا۔ تمام رات حجاج اتر کر موٹروں کو دھکے دیتے رہے اراکین کمپنی پیدل موٹروں کے نکلوانے میں مشغول تھے اس میدان میں قافلہ کا بریک ڈاؤن بالکل بیکار ہو گیا۔ اور کئی موٹریں خستہ ہو کر وہاں ہی رہ گئیں۔ خود شیخ کرم الٰہی صاحب مع اپنے سارے سامان کے اس مقام میں پھنسے ہوئے پڑے ہیں۔ ہم نے خدا خدا کرکے نماز فجر کے بعد اس ریت سے نجات پائی۔ اور تین میل فاصلہ پر مقام خفت میں پہنچے یہاں چند جھونپڑیاں ہیں پانی بھی مل جاتا ہے۔

محمد حسین صاحب بٹ سکریٹری کمپنی اور حاجی صوفی محمد جمیل صاحب کی رائے یہ ہوئی کہ شیخ صاحب وغیرہم کا انتظار کر لیا جاوے مگر حجاج نہ مانے۔ کیونکہ حج کے صرف دو تین دن باقی رہ گئے ہیں۔ بعض حجاج نے ارادہ کر لیا کہ کمپنی کی بسیں چھوڑ دی جاویں اور مقامی ٹرک کرایہ پر کرنے لگے۔ ۵۰ ریال سعودی فی کس اس شرط پر کرایہ کیا کہ حج مل جائے۔ پٹھان حجاج تو مرنے مارنے پر تل گئے۔ ان حالات کے ماتحت ان سب نے خفت سے کوچ کا ارادہ کر لیا اور قافلہ بغیر بریک ڈاؤن اور بغیر رہبر کے روانہ ہو گیا۔

آج ہمارا ہادی اللہ تعالیٰ۔ رہبر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ قریباً دو بجے دوپہر مقام دیوانہ میں پہنچے۔ یہاں آبادی اچھی ہے۔ باغ کھیت بھی ہیں پانی صاف اور میٹھا ہے یہاں کمپنی کی طرف سے جلدی میں میدہ کا حلوہ پکا کر حجاج کو دیا گیا۔ چونکہ چوبیس گھنٹہ کی بھوک تھی سب کھا گئے۔ حالانکہ جلدی میں یہ حلوہ لیئی کی طرح تھا اس منزل دیوانہ سے پٹرول خرید کر بسوں

Marfat.com

میں بھر اگیا۔ بعض حجاج نے دیوانہ میں پاکستانی نوٹ ریال میں تبدیل کرائے سو کے نوٹ کے اسی ریال ملے۔ ۴ گھنٹہ وہاں قیام کر کے قافلہ روانہ ہوگیا۔

۶ اگست ۱۹۵۴ء ۶ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ یوم جمعہ

آج تمام رات سفر جاری رہا۔ قیام یا آرام یا کھانا پکانا بالکل نہ کیا گیا۔ قریباً ۱۸۵ میل راستہ طے کر لیا۔ صبح قریباً دس بجے مقام دفینہ پہنچے یہاں کمپنی نے کھانا پکانے کا انتظام کرنا چاہا۔ مگر حجاج نے انکار کر دیا اور سفر جاری رکھنے پر مصر ہوگئے۔ کیونکہ کل حج ہے آج شام تک مکہ معظمہ پہنچنا ہے۔ مقام سہل پر احرام باندھیں گے اور وہاں ہی کھانا پکایا جاوے گا۔ آخر کار ڈرائیوروں کو صرف چائے پلائی گئی اور مارچ کرنے لگے۔

ڈرائیور اور حجاج عجیب عشق میں مخمور ہیں۔ کسی کو نہ کمزوری محسوس ہو رہی ہے نہ کوئی تکلیف۔ ہر ایک کو جلد سفر کرنے کی دھن ہے۔ ع بول بالے مری سرکار کے۔ دس بجے کے قریب المعائنہ پہنچ گئے۔ اور وہاں سے بھی بغیر کچھ کھائے بارہ بجے دوپہر کو روانہ ہو کر عصر کے قریب ایک جگہ پہنچے۔ چند بسکٹ کھائے پٹرول ڈالا اور وہاں سے بھی چل دیئے آج بس نمبر ۴ عین جنگل میں خراب ہوگئی۔ اس سے حجاج رونے لگے کہ اب ہم کہیں کے نہ رہے۔ انہوں نے بیس ریال فی کس کے حساب سے ایک ٹرک کرایہ پر لیا اور ہم سے آملے۔

۷ اگست ۱۹۵۴ء ۷ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ یوم شنبہ

آج تمام رات بغیر کھائے پیئے سفر کرتے رہے۔ ہماری کمپنی نے ایک اور ٹرک کرایہ پر لیا تاکہ اگر کوئی اور بس خراب ہو جائے تو اس کے حجاج اس ٹرک میں سوار کر لئے جاویں بس نمبر ۱۳ بھی خراب ہے اس کے حجاج اسی ٹرک میں سوار ہوگئے۔ نیز اس ٹرک نے ہماری رہبری کی اور ہم سب تعالیٰ کے فضل و کرم سے آج عین صبح صادق کے وقت سہل پہنچ گئے یہ ایک پہاڑی جگہ ہے اس کو کتب فقہ میں ذات عرق کہا گیا ہے اب اس کا نام سہل ہے۔ یہ ہی اہل عراق کا میقات ہے۔ ہم نے نماز صبح پڑھ کر وعظ کیا۔ احرام کی ترکیب بتائی پھر غسل کیا۔ غسل کا اچھا

Marfat.com

انتظام تھا۔ میٹھا اور صاف پانی ہے۔ غسل کے بعد احرام پہنا۔ جو کہ ہمارے ساتھ موجود تھا۔ ہم نے قران کی نیت کی ہے۔ یہ قران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ادا کیا۔ یہ حج و عمرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے میں نے حج بدل کیا ہے۔ یہاں سے مکہ معظمہ جانب مغرب پچاس میل ہے اللہ کا شکر ہے کہ یاس کے بعد آس ہوئی

خیال رہے کہ اس جگہ جنگِ حنین واقع ہوئی تھی۔ سہل کے میدان کا نام حنین ہے یہاں ہی حضور نے ایک عمرہ کا احرام باندھا تھا اب بھی بڑا عمرہ کرنیوالے یہاں آکر احرام باندھتے ہیں آج ہم کو دو مسئلے عجیب معلوم ہوتے۔ ایک یہ کہ سہل سے ۳۰ میل پہلے ایک منزل آئی تھی جس کا نام عشیرہ تھا۔ شیعہ حجاج وہاں ہی اتر گئے اور کہا کہ ہمارا میقات یہ ہی ہے۔ یعنی ہم یہاں سے ہی احرام باندھیں گے یعنی ہم سے ۳۰ میل پہلے ہی انہوں نے احرام باندھا چنانچہ کمپنی نے ایک بس ان کے لئے چھوڑ دی۔

دوسرا مسئلہ یہ کہ بعض حجاج کو ہم نے دیکھا کہ وہ احرام باندھے ہوئے سخت دھوپ میں بسوں کی چھتوں پر ننگے سر بیٹھے ہیں اور بس میں سامان رکھا ہے ہم نے اس کی وجہ پوچھی تو معلوم ہوا کہ یہ حجاج شیعہ ہیں ان کے عقیدے میں بحالت احرام اپنے سر کو کسی سائبان وغیرہ کے نیچے رکھنا بھی ممنوع ہے۔ ہمارے ہاں تو سر پر کپڑا رکھنا جرم ہے مگر انکے ہاں کسی چیز کا سایہ لینا بھی منع ہے

الحمد للہ کہ بعد عصر شیخ کرم الٰہی اور شیخ حسام الدین صاحبان اور تمام بقیہ حجاج جو ریگستان میں پھنس گئے تھے بخیریت مکہ معظمہ پہنچ گئے اور انہیں بھی حج کی نعمت مل گئی۔ شیخ حسام الدین صاحب فرماتے ہیں کہ ہم کو دوبارہ زندگی ملی۔ ہم ریگ کی خونی آندھی میں پھنس گئے تھے جو منٹوں میں ہر چیز کو دفن کر دیتی ہے قدرتی طور پر ایک ٹرک ہم کو مل گیا۔ جس نے ہمیں موت کے منہ سے نکالا۔ الحمد للہ نماز عصر بیت اللہ شریف میں پڑھی۔ ہم حجاج باب ابراہیم سے حرم شریف میں داخل ہوتے کعبہ شریف کو دیکھ کر ہم سب کے آنسو نکل گئے۔ بعض لوگ رو رو کر کہتے تھے کہ اے محبوب کعبہ تو کہاں تھا۔ ہم نے تیری طلب میں بہت خاک چھانی اور ہیر پیٹے ہیں۔ آج یہاں آٹھویں بقر عید ہے۔ حجاج منیٰ کو روانہ ہو چکے۔ تمام حجاج منیٰ میں پہنچ چکے ہیں۔ تمام حجاج منیٰ میں مقیم ہیں۔ کل حج ہے ہمارا خیال تھا کہ آج حرم شریف بالکل خالی ہوگا۔ کیونکہ حجاج منیٰ میں ہیں۔ مگر

Marfat.com

اللہ اکبر جب ہم مع سارے قافلہ کے باب ابراہیم سے حرم شریف میں داخل ہوتے تو قریباً بارہ چودہ ہزار حجاج کا مجمع طواف کر رہا تھا۔ انسانوں کا دریا کعبے شریف کے آس پاس گھوم رہا تھا اور کعبہ معظمہ بیچ میں سیاہ غلاف پہنے ہوتے نئی دلہن کی طرح موجود تھا۔ ایسا منظر تھا۔ کہ سبحان اللہ بیان میں نہیں آسکتا۔

ہم لوگوں نے پہلے نماز عصر اپنی جماعت سے پڑھی۔ کیونکہ یہاں عصر ہو چکی تھی۔ ہمارے عرض کرنے پر جناب حاجی اللہ دتہ صاحب کنجاہی نے نماز پڑھائی۔ میں نے اپنے ساتھیوں کو عمرے کا طریقہ بتایا۔ کہ پہلے اپنے احرام کا اضطباع کرلو۔ یعنی دایاں کندھا کھول لو پھر مطاف میں داخل ہو۔ سنگِ اسود کو بوسہ دو پھر چار چکروں میں رمل کرو اور تین چکر معمولی رفتار سے ادا کرو۔ پھر صفا مروہ دوڑو حجاج نے ہم سے کہا کہ آپ ہمارے ساتھ رہیں اور ہمیں یہ ارکان ادا کرائیں۔ ہم نے کہا یہ غلط ہے۔ مطاف پہنچتے ہی تم سب بکھر جاؤ گے یہاں ہی خوب سمجھ لو چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ہم سب مل کر مطاف میں داخل ہوتے۔ مگر داخل ہوتے ہی طواف کے ریلے میں ایسے تتر بتر ہوتے کہ کسی کو کسی کی خبر نہ رہی۔ صرف حاجی اللہ دتہ ماسٹر ڈھکی دروانہ اور ربا بو اللہ دتہ غریب پوری صاحبان میرے ساتھ رہ گئے۔ باقی کا پتہ نہ لگا کہ کون کہاں گیا۔ پھر عمرہ کا طواف کیا۔ صفا مروہ کیا خوب سیر ہو کر زمزم کا پانی پیا۔ پھر طواف قدوم اور سعی قدوم کی کیونکہ قرآن میں اولاً دو طواف اور دو سعی ہوتے ہیں۔

۸ اگست ۱۹۵۴ء ۸ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ یکشنبہ

آج سعودی عرب میں ۹ ذی الحجہ ہے۔ یہاں ہندوپاکستان سے ایک دو دن کا فرق رہتا ہے۔ کل ۸ ذی الحجہ کو حجاج منیٰ کی طرف روانہ ہو چکے ہیں۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ ہم لوگ کل ۸ ذی الحجہ کو بعد نماز فجر منیٰ کو روانہ ہو جاتے مگر ہم کل ۸ تاریخ بوقت عصر پہنچے اور نویں شب کو گیارہ بجے منیٰ کی طرف چلے۔ بجائے منیٰ کے مزدلفہ قیام کیا۔ وہاں مسجد کے قریب جگہ ملی وہاں ہی سو گئے۔

سویرے چائے پی کر ہمارا قافلہ اپنی بسوں سے عرفات شریف روانہ ہوا اور قریباً ۷ بجے صبح عرفات شریف پہنچے۔ ہمارے معلم سالم علی بہو ہیں۔ جن کے پاس بہت حجاج ہیں۔ ہمارے

Marfat.com

معلم نے ہم سب حجاج کی دعوت کی۔ گھی میں تلے ہوئے پڑے میٹھے قوام کے ساتھ پیش کئے جو بہت لذیذ تھے پھر ایک بجے دوپہر چاول وگوشت کھلایا۔ نماز ظہر کے بعد ہم نے آج اور کل کا پروگرام حجاج کو سنایا آج ہی ہم کو مفتی محمد میاں اور حکیم سید بہار شاہ کے خطوط عرفات میں ملے جن سے گھر کی خیریت معلوم ہوئی۔ اطمینان ہوا۔ حکیم صاحب نے جن حاجیوں کے واسطے دعا کو لکھا ہے۔ ان کے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے دعائیں کی گئیں۔ رب تعالیٰ قبول فرمائے قاضی محمد حیات کے فرزند جو کہ بیمار ہیں۔ قاضی محمد افضل صاحب میاں نورحسین صاحب محمد شفیع صاحب حلوائی۔ محمد شریف صاحب ٹوپی والا۔ مرزا فرزند علی صاحب نور پوری اور خود حکیم صاحب وجملہ مسلمانوں کے لئے دعائیں کیں۔ محمد میاں سلمہ نے بھی دعا کے لئے لکھا ہے۔ ان کے اور تمام بچوں اور خود حکیم صاحب وجملہ مسلمانوں کیلئے دعائیں کیں۔ رب تعالیٰ انہیں بھی حج نصیب فرمائے اور نیک وصالح بنائے۔ کسی کا محتاج نہ کرے۔ غرضیکہ آج عرفات میں دعاؤں کا خوب سلسلہ رہا۔

عصر کے قریب سالم علی بہو کے کسی عزیز نے ہم سب حجاج کو نہایت رقت آمیز دعائیں اور بہت خشوع وخضوع سے عرفات میں سلام پڑھوایا۔ تمام کے آنسو جاری ہو گئے۔ بعد میں ہم حجاج نے کافی نذرانے دے کر انہیں خوب خوش کیا اور پھر تمام نے اپنی اپنی بس کے ڈرائیوروں کو بطور انعام نقدی پیش کی کہ تم لوگوں نے بڑی محنت کی۔ تمہاری ہی محنت کی برکت سے ہم لوگ آج یہاں پہنچ گئے۔ ڈرائیور رو رو کر حجاج کو دعائیں دینے لگے غرض کہ عجیب رقت انگیز منظر رہا آج کی خوشی بیان میں نہیں آسکتی۔

۹ اگست ۱۹۵۴ء ۹ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ دوشنبہ

آج عرب میں ۱۰ ذی الحجہ ہے۔ عرفات سے فارغ ہو گئے ہیں۔ مزدلفہ جانا ہے مگر جانے والوں کے ہجوم کا یہ عالم ہے کہ جہاں تک نظر کام کرتی ہے۔ وہاں تک موٹریں ہی ہیں۔ ہماری کمپنی نے فیصلہ کیا ہے کہ کچھ دیر سے چلیں گے۔ کیونکہ راستہ میں جگہ نہیں ہے اس لئے آفتاب ڈوبنے کے بعد حجاج کو کمپنی نے کھانا کھلایا۔ یہاں نماز مغرب نہیں پڑھی۔ کیونکہ آج ہم لوگوں کے لئے مغرب

Marfat.com

کی نماز کا وقت مزدلفہ پہنچنے پر ہے۔ قریباً ایک گھنٹہ کے بعد روانگی ہوئی اور ہماری موٹریں بھی بسوں کی لائن میں داخل ہو گئیں۔ قریباً تین گھنٹہ میں مزدلفہ پہنچنا نصیب ہوا۔ وہاں پہنچ کر ہم لوگوں نے نماز مغرب و عشاء جمع کر کے اپنی جماعت سے پڑھی کنکر جمع کئے اور سو گئے۔ صبح سویرے ہی اٹھے نماز فجر ادا کی پھر دعائیں کرتے رہے۔

طلوع آفتاب سے کچھ پہلے ہماری بسیں منیٰ کی طرف روانہ ہو گئیں کچھ دور تو چلتی رہیں مگر پھر دو دو میل تک موٹروں کی تین لائنیں دیواروں کی طرح قائم ہو گئیں۔ نہ آگے بڑھنے کی جگہ نہ پیچھے ہٹنے کی۔ ہم بہت بیزار ہوتے آخر کار موٹریں چھوڑ کر پیدل جمرہ عقبہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ معلم صاحب کی طرف سے ہمارا کوئی انتظام کسی قسم کا نہیں۔ معلم صاحب کے ایک ملازم جنہیں سید مدنی کہتے ہیں کو ہمراہ لیا اور ہم حجاج جمرہ عقبہ تک پہنچے اللہ اکبر۔ یہاں لاکھوں کا ہجوم ہے جمرہ عقبہ پر کنکر پڑ رہے ہیں۔ بڑا عجیب و غریب نظارہ ہے۔ ازدہام کا یہ عالم ہے کہ اس مجمع میں پہنچ کر سب ساتھی بچھڑ گئے کسی کو کسی کی خبر نہ رہی۔ جان کے لالے پڑ گئے۔ گر جانے اور پاؤں میں روندے جانے کا قوی اندیشہ تھا عورتوں کا برا حال تھا۔ چیخ چیخ کر روتی تھیں اور ہجوم میں پھنسی ہوئی تھیں خدا خدا کر کے جمرہ کی طرف سات کنکر پھینک تو دیئے۔ خبر نہیں کہ کتنے لگے کتنے نہ لگے۔ رب تعالیٰ قبول فرماوے۔

بہت ہی مصیبت سے ہجوم کو چیرتے ہوتے نکلے اب کوئی ساتھی ہمراہی ساتھ نہیں۔ بمشکل تمام سالم علی بھو کے ڈیرے پر پہنچے۔ بہت بے انتظامی تھی۔ پہاڑ پر ڈیرہ تھا۔ قربانی کرائی۔ سر منڈوایا۔ نماز ظہر جماعت سے ادا کی پھر ایک بس کرایہ پر کر کے طواف زیارت کے لئے مکہ معظمہ پہنچے۔ آج یہاں طواف اور آب زمزم پر ہجوم بے پناہ ہے بہت مشکل سے آب زمزم پیا۔ مگر خوب سیر ہو کر۔ بفضلہ تعالیٰ زمزم سے وضو کیا پھر طواف کیا۔ سخت بھوک تھی۔ کھجوریں روٹیاں کچھ حلوہ بازار سے منگا کر حرم شریف ہی میں کھجور سے روٹی کھائی آب زمزم خوب پیتے رہے نماز مغرب کا وقت یہاں ہی ہو گیا مغرب پڑھ کر دیکھا کہ پولیس کا ہر جگہ پہرہ مقرر ہو گیا۔ طواف سے حجاج کو روک دیا گیا۔ کعبہ کا دروازہ کھول دیا گیا۔ ادھر صفا مروہ کی سعی بھی بند کر دی گئی۔ معلوم ہوا کہ پاکستان کے گورنر جنرل مسٹر غلام محمد مع اپنے ہمراہیوں کے طواف کے لئے آ رہے

Marfat.com

ہیں۔ ان کے ساتھ کچھ عورتیں ہیں کچھ مرد۔ آخر وہ سب تشریف لائے۔ خانہ کعبہ کے اندر گئے۔ جب اندر سے نکلے تب تمام حجاج کو طواف کرنے کی اس طرح اجازت دی گئی کہ کعبہ سے متصل وہ سب رہے اور کعبہ سے دور دیگر حجاج اس طرح طواف کر کے یہ لوگ باہر نکلے اور بجائے پیدل چلنے کے جیپ کار پر بیٹھ کر صفا مروہ کی سعی کی پھر واپس چلے گئے۔

۱۱ اگست ۱۹۵۴ء ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ یوم سہ شنبہ

آج منیٰ میں ۱۱ ذی الحجہ مانی گئی ہے۔ ہم لوگوں پر بھوک کا غلبہ ہے بازار گئے۔ کھانا کھایا پھر مسجد خیف کی زیارت کرنے حاضر ہوئے یہ مسجد منیٰ کے کنارے پر واقع ہے۔ خوب وسیع ہے بڑا صحن ہے۔ درمیان صحن میں ایک بڑا قبہ ہے حجاج نے اس مسجد کی بڑی بے حرمتی کر رکھی ہے تمام صحن میں خیمے لگے ہیں جن میں کھانا پکانا ہو رہا ہے۔ اندرون مسجد حجاج سے بھری پڑی ہے۔ تل دھرنے کی جگہ نہیں۔ ان لوگوں نے اپنے بستر لگائے ہوئے ہیں۔ گندگی کی حد ہو گئی وسط صحن میں جو قبہ بنا ہے بعض کا خیال ہے کہ اس جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کیا مگر یہ غلط ہے یہ مذبح تو ایک پہاڑ کے دامن میں ہے۔ بلکہ یہاں کھڑے ہو کر حضرت آدم علیہ السلام نے عبادات کیں اور توبہ کی تھی۔ جو عرفات میں جبل رحمت پر پہنچ کر قبول ہوئی۔ پھر یہاں کی زیارات کر کے بازار ہوتے ہوئے اپنے ڈیرہ پر واپس ہو گئے قریباً ۳ بجے دوپہر کمپنی نے حجاج کو کھانا کھلایا۔ کھانا کھا کر جمروں کی رمی کے لئے روانہ ہو گئے۔ پہلے جمرہ اولیٰ پھر جمرہ ثانیہ پھر جمرہ عقبہ کی رمی کی آج اگرچہ ہجوم کل سے کچھ کم تھا۔ مگر پھر بھی بہت تھا۔ جمرہ عقبہ پر بڑا ہی مجمع تھا۔ ان تینوں جمروں کی رمی سے فارغ ہو کر قبل مغرب ہم وہاں آ گئے جہاں کمپنی کی بسیں لائن میں کھڑی ہیں۔ یہ جگہ جمرہ عقبہ سے قریباً دو فرلانگ جانب مغرب واقع ہے۔ اسکے قریب ایک بڑا کنواں ہے جس میں پانی ہے۔ پہاڑوں کا سلسلہ دور تک چلا گیا ہے۔ آتے ہوئے راستہ میں ایک ٹرک برف کا بھرا ہوا ملا۔ سیٹھ محمد دین صاحب نے ایک ریال کا برف خرید کر اپنے ہمراہیوں کو ٹھنڈا پانی پلایا۔

Marfat.com

منیٰ کے انتظامات

موجودہ حکومت نے حجاج کی آسائش کے لئے بہت اعلیٰ انتظامات کئے ہیں۔ جن کی مختصر فہرست حسب ذیل ہے۔

نمبر ۱۔ تمام منیٰ میں بجلی کا اعلیٰ انتظام ہے۔ خصوصاً مسجد خیف میں بڑی عمدہ برقی روشنی ہے۔ اور ہر جگہ اس کی روشنی ہے۔

نمبر ۲۔ منیٰ شریف میں برف کا کارخانہ عارضی طور پر جاری ہے جس کی وجہ سے برف عام مل رہا ہے۔ تین ریال فی اقہ قیمت ہے۔

نمبر ۳۔ منیٰ شریف میں ہسپتال کا اعلیٰ انتظام ہے۔ سفید رنگ کی موٹر بسیں جن کی سیٹی خاص قسم کی ہے ہر جگہ پھر رہی ہیں جن کا کام یہ ہے کہ جہاں کوئی حاجی بیمار ملے وہاں سے فوراً اٹھالیں اور ہسپتال پہنچادیں۔

نمبر ۴۔ ہندوستان کی حکومت نے بھی اپنا ہسپتال اور ڈاکٹر حجاج کی خدمت کے لئے مکہ شریف بھیجے ہیں وہ منیٰ میں بھی کام کر رہے ہیں۔

نمبر ۵۔ حکومت پاکستان کی طرف سے بھی ہسپتال اور ڈاکٹر حجاج کی خدمت کیلئے مکہ معظمہ آئے ہوتے ہیں جو اپنے کام میں مشغول ہیں

نمبر ۶۔ منیٰ شریف میں پانی کا اعلیٰ انتظام ہے جگہ جگہ سبیلیں، نہریں، کنویں اور نلکے قائم ہیں مگر اس کے باوجود پانی کی قلت ہے۔ کیونکہ کنوؤں اور نلوں پر اتنا ہجوم ہے کہ پانی تک پہنچنا ناممکن۔ یہاں کے بہشتیوں نے نلوں کو گھیر رکھا ہے یہ بہشتی پانی فروخت کر رہے ہیں۔ فی کنستر ایک ریال حجاج کو ملتا ہے ایک ریال سوا روپیہ کا ہے۔

نمبر ۷۔ منیٰ شریف میں آمدورفت کے لئے سواریوں کا بڑا انتظام ہے بسیں کاریں بہت ہیں۔ بسیں ایک ریال میں اور کاریں دو ریال میں ایک شخص کو مکہ معظمہ پہنچادیتی ہیں۔ وہاں سے واپسی بھی اسی کرایہ پر ہوتی ہے۔

نمبر ۸۔ حجاز میں بھارت حکومت کا زبردست پروپیگنڈا ہر جگہ ہو رہا ہے۔ چنانچہ ہم

Marfat.com

نے منیٰ میں خود ایک ضخیم کتاب دیکھی۔ جو انڈیا کی طرف سے عربی میں چھپی ہے اور مفت تقسیم ہو رہی ہے جس میں حکومت ہند کی بہت تعریف ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ حکومت کا مسلمانانِ ہند سے بہت ہی اچھا سلوک ہے اسلامی ممالک سے بہت خوشگوار تعلقات ہیں۔ وہاں کے ارباب حکومت کے فوٹو۔ ہندو مسلمانوں کے خوشگوار تعلقات بذریعہ فوٹو دکھائے گئے ہیں جواہر لعل نہرو کو سید جواہر لعل لکھا گیا ہے اور بے حد تعریفیں کی گئی ہیں۔

نمبر۹ عرب میں بمقابلہ پاکستانی نوٹ کے انڈیا کے نوٹ کی زیادہ قیمت ہے چنانچہ پاکستانی سو کا نوٹ پچاس یا پچپن ریال میں اور انڈیا کا سو کا نوٹ پچاسی۔ بانوے ریال میں فروخت ہو رہا ہے البتہ پاکستانی پلگرم نوٹ کی قیمت مکہ معظمہ اور منیٰ میں ۱۰۶۔ اور کبھی ایک سو سات یا آٹھ ریال تک ہے۔

ہندوستانی حجاج سے معلوم ہوا کہ انڈیا نے حجاج کے لئے پلگرم نوٹ جاری نہیں کئے عام مروجہ نوٹ پر کوئی پابندی نہ رکھی۔ حجاج جتنا روپیہ چاہیں ساتھ لائیں۔ نیز وہاں حجاج کے لئے کوئی کوٹہ مقرر نہیں۔ جتنے حجاج ہوں انہیں حج کی اجازت ہے جہاز کا ٹکٹ بہ آسانی مل جاتا ہے۔

۱۱ اگست ۱۹۵۴ء ۱۱ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ چہار شنبہ

ہم رات کو عشاء پڑھ کر سو رہے۔ صبح سویرے ہی جاگے۔ جماعت سے فجر پڑھی اور آج کے ارکانِ حج کا پروگرام اپنے حجاج کو بتایا۔ اور کہا کہ آج بہت سے حجاج صبح ہی رمی کر کے مکہ معظمہ چل دیں گے آپ لوگ ایسا ہرگز ہرگز نہ کریں۔ بعد زوال رمی کرو۔ پھر مکہ معظمہ جاؤ اور اگر آج رات کو یہاں ٹھہر گئے تو پھر کل تینوں جمروں کی رمی کر کے جاؤ۔

کمپنی کی طرف سے چائے بسکٹ کا ناشتہ حجاج کو دیا گیا آج عرب میں ۱۲ ذی الحجہ ہے اور منیٰ شریف کا آخری دن ہے لوگ صبح سے ہی رمی کر کے مکہ شریف چل دیتے۔ مگر یہ غلط ہے۔

لطیفہ عجیبہ: نجف شریف میں دو وہابیوں کے ۸ سو روپیہ چوری ہو گئے تھے۔ کمپنی کی طرف سے انہیں دو سو روپیہ بطور امداد دیا گیا۔ پھر ہم لوگوں سے کہا گیا کہ آپ لوگ بھی کچھ ان کی مدد کریں ہم کو تعجب ہوا کہ جو لوگ غیر خدا کی امداد کو شرک کہتے ہیں وہ آج کمپنی

Marfat.com

سے اور ہم سے امداد کے کیوں خواہاں ہیں۔ خیر ہم لوگوں نے ان کے لئے چندہ کیا ہماری بس کے حجاج نے یہ کہہ کر چندہ دیا کہ یہ روپیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا صدقہ ہے جو آپ کو دیا جارہا ہے مگر بعد میں پتہ لگا کہ ان بزرگوں کے پاس کافی روپیہ ہے۔ انہیں صدقہ دینے کی ضرورت نہیں اس لئے یہ جمع کیا ہوا روپیہ دینے والوں کو واپس کر دیا گیا۔ لیکن یقین ہے کہ اگر یہ روپیہ ان صاحبوں کو دے دیا جاتا تو وہ بے تکلف لے لیتے کیوں کہ ان بزرگوں کے قول وعمل میں فرق دیکھا گیا ہے۔

منیٰ شریف کی زیارات

منیٰ شریف میں حسب ذیل مقامات کی زیارتیں کرنا چاہئیں۔

نمبر۱۔ مسجد البیعتہ۔ جہاں بیعتہ عقبہ واقع ہوئی۔ یہ جگہ مسجد خیف سے قریب ہی ہے مگر اب وہاں مسجد نہیں ہے۔

نمبر۲۔ مسجد الکبش۔ جہاں حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ذبح واقع ہوا۔ مگر اب وہاں مسجد نہیں ہے۔ صرف پہاڑ کے دامن میں یہاں ایک نشان سا ہے۔ جس کی زیارت منجانب حکومت ممنوع ہے۔

نمبر۳۔ مسجد خیف۔ منیٰ کی مشہور مسجد ہے۔ یہاں پیغمبروں نے نماز پڑھی۔ اور ستر نبیوں کی قبور بھی اس جگہ ہیں۔

نمبر۴۔ غار مرسلات۔ جہاں سورۃ مرسلات اتری۔ یہ جگہ مسجد خیف سے قریباً پہاڑ میں واقع ہے۔

نمبر۵۔ مزدلفہ میں مشعر حرام۔ عرفہ میں مسجد نمرہ مشہور جگہ ہے یہ مقامات ضروری ہیں۔

۱۲ اگست ۱۹۵۴ء ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ پنجشنبہ

رات کو قریباً ۱۱ بجے ایک مقام پر پہنچے۔ جس کا نام گھوۃ خنکار ہے یہ ہمارا قیام گاہ ہے۔ یہاں ایک وسیع کھلا میدان ہے۔ نیم کے درختوں کی لائن لگی ہے۔ بیت اللہ شریف سے قریباً

Marfat.com

ایک میل فاصلہ پرجانب جنوب واقع ہے۔ یہاں صرف تکلیف یہ رہی کہ نماز کے لئے بیت اللہ شریف دور سے جانا پڑتا ہے۔ باقی امور کا بہت آرام رہا۔ یہ جگہ ٹھنڈی ہے۔ رات کو بعض اہل مکہ یہاں آکر سوتے ہیں۔ برف کا کارخانہ بھی یہاں سے قریب ہے۔

۱۳ اگست ۱۹۵۴ء ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ یوم جمعہ مبارکہ

آج جمعہ کا دن ہے۔ ہم لوگوں نے غسل کا انتظام کیا۔ اس جگہ نہر زبیدہ بھی قریب ہے اور کنویں بھی بہت ہیں۔ بعض کنوؤں کا پانی اتنا قریب ہے کہ ہاتھ سے ڈول بھر لیا جاتا ہے قریباً ۱۲ بجے دن کے ہم لوگ حرم شریف میں پہنچ گئے۔ طواف کیا۔ آب زمزم پیا اور قریباً ۴ گھنٹہ پہلے ہی باب ابراہیم کے پاس بیٹھ گئے۔ حجاج کا ہجوم بے اندازہ تھا سارا حرم شریف بھرا ہوا تھا ٹھیک سوا دو بجے خطبہ ہوا۔ امام حرم نے خطبہ نہایت فصیح بلیغ پڑھا۔ جس میں اخلاقِ محمدی بیان کیا اور حجاج کو نصیحت کی کہ اللہ سے ڈرو قیامت قریب ہے اس کا خیال رکھو اس مقام پر آنے کا فائدہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حاصل کر کے جاؤ۔ غرضیکہ عجیب و غریب نصیحت آمیز خطبہ تھا پھر نماز پڑھی اور اپنے ٹھکانہ پر واپس ہوئے۔ آج صرف ایکبار ہی طواف کا موقع ملا۔

۱۴ اگست ۱۹۵۴ء ۱۴ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ یوم شنبہ

آج ہم لوگ مولانا عبد الودود صاحب جبلپوری اور بھائی احمد صاحب بیرسٹر کاٹھیاواڑی کے ہمراہ مکہ معظمہ کی زیارات کے لئے گئے اور حسب ذیل زیارتیں کیں۔

نمبر۱۔ بیتِ اُم ہانی۔ یہ حضرت ام ہانی کا مکان ہے۔ جہاں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم معراج میں تشریف لے گئے اب یہ حرم شریف میں داخل کر لیا گیا ہے اس جگہ کا نام باب امہانی ہے۔

نمبر۲۔ دار الشوریٰ۔ اس جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام سے اہم موقعوں پر مشورہ فرمایا کرتے تھے یہ جگہ باب الصفا کے قریب ہے۔

نمبر۳۔ بیت ارقم۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے شر سے بچنے کے لئے محفوظ رہیں۔ اسی جگہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ایمان لاتے یہ جگہ صفا سے چند قدم جانب مروہ

Marfat.com

ہے ایک گلی سی ہے جس کے کنارہ پر یہ واقع ہے اب یہاں مدرسہ ہے ہم نے وہاں جا کر صلوٰۃ و سلام پڑھا۔ اور وہاں کے خدام کو نذرانے وغیرہ پیش کیئے۔

نمبر۴۔ مولد حضرت فاطمہ۔ یہ حضرت خدیجہ کا مکان ہے یہاں ہی حضورؐ کا نکاح خدیجۃ الکبریٰ سے ہوا اور یہاں ہی حضرت فاطمہ زہراؓ پیدا ہوئیں یہ جگہ محلہ کشاشیہ میں سبزی منڈی کے داہنی طرف ہے یہاں مدرسہ بنا دیا گیا ہے۔

نمبر۵۔ مولد حضرت علی۔ اس جگہ حضرت علی مرتضیٰ پیدا ہوئے۔ یہ ابوطالب کا مکان تھا یہ جگہ محلہ علی میں واقع ہے اب اس جگہ کوئی عمارت نہیں جو تھی وہ وہابیوں نے گرا دی بلکہ یہاں غلاظت کے ڈھیر لگے ہیں۔ حضرت فاطمہ بنت اسد والدہ علی مرتضیٰ کو بیت اللہ میں درد زہ شروع ہوا۔ اور یہاں آکر علی مرتضیٰ کی ولادت ہوئی اس وجہ سے مشہور ہے کہ آپ کی ولادت کعبہ میں ہوئی ورنہ حقیقۃً پیدائش کعبہ شریف میں ناممکن ہے۔

نمبر۶۔ مسجد النبی علیہ السلام۔ اس جگہ کے متعلق مشہور یہ ہے کہ حضورؐ کی جائے ولادت ہے مگر یہ غلط ہے یہاں چھوٹی سی مسجد ہے محلہ سوق العیال میں واقع ہے جو مولد علی کے قریب ہے

نمبر۷۔ مولد النبی۔ حقیقۃً یہ ہی جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے پیدائش ہے یہاں پہلے قبہ بنا ہوا تھا۔ جو نجدی حکومت نے گرا دیا تھا پہلے یہاں میدان تھا اب یہاں لائبریری بنا دی گئی ہے جاننے والے زیارت کرتے ہیں۔ یہ جگہ محلہ سوق الفیل میں واقع ہے۔

نمبر۸۔ بیت ابی بکر۔ یہ گھر محلہ کہاسیہ میں واقع ہے اس جگہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی کی ولادت ہوئی اسی گھر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی۔ اب اس جگہ نیچے دکانیں اور اوپر مسجد ہے وہاں ایک بنگالی امام ہے۔

نمبر۹۔ جنت معلیٰ شریف۔ یہ مکہ معظمہ کا بڑا پرانا قبرستان ہے اس کے تین حصے ہیں جنکے درمیان میں سڑک چلتی ہے آخری حصہ میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی زوجہ پاک کی قبر شریف ہے جن سے حضور اقدس کی ساری اولاد ہے۔ سوا حضرت ابراہیم کے۔ یہاں نجدیوں کا سخت پہرہ ہے۔ کسی کو قبر شریف کے پاس جانے نہیں دیتے۔ بلکہ دروازہ بند رکھتے ہیں۔ ہم لوگ دروازے پر کھڑے ہوتے تھے کہ ایک نجدی اندر سے نکلا اس کے لئے دروازہ کھلا۔ ہم میں سے ایک

Marfat.com

نوجوان حاجی یہ کہتا ہوا زور سے قبر شریف کی طرف بھاگا۔ اے میری ماں میں تجھ پر صدقے اور قبر شریف کے پتھروں سے لپٹ گیا۔ اس کے اخلاص کا ایسا اثر ہوا کہ نجدی سپاہی رو پڑے اور ہم لوگوں کو بھی زیارت کی اجازت دے دی عجیب رقت انگیز نظارہ تھا کچھ فاصلہ پر جانب مشرق حضرت ہاشم جدِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہم کے مزارات ہیں مگر سب ٹوٹے پڑے ہیں۔

نمبر۱۰۔ مزار حضرت عثمان ہارون جو خواجہ اجمیری کے مرشد ہیں۔ یہ جگہ شریف مکہ کے محل کے قریب واقع ہے۔

نمبر۱۱۔ مسجد جن۔ یہ مسجد عثمان ہارونی کے مزار اور جنت معلیٰ کے درمیان ہے۔ یہاں ہی جنات نے آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن سنا جس کا واقع سورۃ جن میں مذکور ہے۔ مگر یہ مسجد مقفل رہتی ہے۔

نمبر۱۲۔ مسجد بلال۔ یہ مسجد کوہ صفا کی چوٹی پر واقع ہے۔ یہ ہی وہ جگہ ہے۔ جہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اسلام کا اعلان کیا۔ یہ مسجد بند پڑی ہے۔

نمبر۱۳۔ شق القمر۔ یہ جگہ صفا پہاڑ پر مسجد بلال سے قریباً پچاس قدم کے فاصلہ پر ہے۔ اس جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر چاند چیر کر دو ٹکڑے کئے اس جگہ مسجد تھی۔ جو اب گرادی گئی ہے۔ بلکہ اب اس جگہ کی زیارات بھی قانوناً ممنوع ہے۔ واقفین کسی نہ کسی ترکیب سے زیارات کر ہی لیتے ہیں۔

مکہ معظمہ کے موجودہ حالات

نمبر۱۔ موجودہ وقت میں مکہ معظمہ کے عام لوگ مالدار ہیں۔ سونے کی کان اور مٹی کا تیل نکلنے کی وجہ سے حالات میں بڑا فرق ہو چکا ہے۔

نمبر۲۔ مکہ معظمہ کے بازار پر ہندوستانی مال کا قبضہ ہو چکا ہے ہر جگہ ہندوستانی کپڑا اور ہندوستانی مصنوعات ہی نظر آتی ہیں۔

نمبر۳۔ ہندوستانی کپڑا اور ولایتی مال نہایت سستا ہے۔ سولہ ہزار کا لٹھا ۴۲ گز کا وہاں ۳۰ روپیہ کا ہے۔

Marfat.com

نمبر۴۔ مکہ شریف میں ہندوستانی سکہ کی بہت قدر ہے۔ چنانچہ وہاں کا سو کا نوٹ ۸۰ ریال تک بک جاتا ہے لیکن پاکستانی سو کا نوٹ ۵۶ ریال کا ہے۔

نمبر۵۔ مکہ شریف میں ہندوستانی پروپیگنڈہ بہت زیادہ ہے۔

نمبر۶۔ مکہ معظمہ بلکہ سارے عرب کے دلوں میں پاکستان اور پاکستانیوں سے بہت محبت ہے

۱۴ اگست ۱۹۵۴ء ۱۴ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ یوم شنبہ

آج رات کاٹھیاواڑی میمن حضرات نے میلاد شریف کی مجلس منعقد کی۔ مجھ کو اور مولانا محمد بشیر صاحب کو شب کے وقت حاجی ابوبکر رشیم والے اور حاجی احمد کراچی والے کار میں اپنے ڈیرہ پر لے گئے جہاں بجلی کا خاص انتظام تھا۔ مجمع بہت کافی تھا۔ نہایت نفیس شربت جس میں پستہ بادام الائچی فالودہ وغیرہ تھا۔ سب کو پلایا گیا۔ درمیان مجلس میں پڑوسی کے مکان سے پتھر آئے۔ معلوم ہوا کہ وہ وہابی ہیں۔ جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف نہیں سن سکتے کہنے سننے پر سکون ہوا۔

۱۵ اگست ۱۹۵۴ء ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ یکشنبہ

آج سوا طواف اور نوافل کے کوئی خاص بات نہیں ہوتی۔ ہماری بھاوج نور جہان بیگم کا خط نواب شاہ سندھ سے آیا۔ جو نہایت سوز و گداز سے پُر تھا۔ کاغذ آنسوؤں سے تر تھا۔ حضور کی بارگاہ میں عرض و معروض تھی۔ اس سے دل پر خاص اثر ہوا۔ جو سنتا تھا روتا تھا اس کا تسلی بخش جواب آج دیا گیا۔ جس میں ایک شعر تھا۔

سایۂ رحمان سن لو　　والیٔ قرآن سن لو
صدقہ تم پر جان سن لو　　اے میرے سلطان سن لو

مولانا حکیم محمد مختار صاحب اور حاجی فضل حسین صاحب گجراتی سے ملاقات ہوئی یہ حضرات احمد رمضانی معلم کے گھر ٹھہرے ہوئے ہیں۔

Marfat.com

۱۶ اگست ۱۹۵۴ء ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ دوشنبہ

ہم آج صبح طواف سے فارغ ہوکر اپنے ڈیرے پر آ رہے تھے کہ حضرت مولانا مختار اشرف صاحب عرف محمد میاں زیب سجادہ کچھوچھہ مقدسہ و حضرت شاہ مصطفےٰ میاں صاحب کچھوچھہ شریف و مولانا قدیر میاں مولانا محسن میاں صاحبان کچھوچھوی سلمہم ربہم سے ملاقات ہوئی۔ بہت خوشی ہوئی دل کی کلی کھل گئی۔ یہ حضرات بہت محبت اور تواضع سے پیش آتے۔ رب تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ ان حضرات سے معلوم ہوا کہ ہندوستان میں حجاج پر کوئی پابندی نہیں۔ نہ حجاج کا کوٹہ ہے نہ وہاں حج نوٹ جاری ہیں۔ تیسرے درجہ کا مسافر جو بیس سو روپیہ لاسکتا ہے وہاں حج کے لئے کوئی خاص نوٹ نہیں دیئے جاتے وہ ہی عام نوٹ دیتے جاتے ہیں۔ جو وہاں مروج ہیں۔ ان حضرات کا پورا قافلہ کچھوچھہ شریف سے آیا ہے۔

۱۷ اگست ۱۹۵۴ء ۱۷ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ یوم سہ شنبہ

آج صبح ولولہ پیدا ہوا کہ طائف شریف حاضری دی جاوے ہم سات حجاج فجر کے اول وقت کیمپ سے نکلے۔ فجر کی نماز حرم شریف میں ادا کرکے جنت معلیٰ پہنچے۔ جو مکہ شریف کا قبرستان ہے وہاں سے ہی طائف شریف کی بسیں ملتی ہیں۔ چھ ریال فی سواری کے حساب سے بس کرایہ پہلی اور روانہ ہوگئے۔ پانچ گھنٹے میں طائف پہنچ کر وہاں نمازِ ظہر ادا کی۔

طائف شریف کے حالات

نمبر۱۔ طائف شریف مکہ معظمہ سے ۷۰ میل جانب جنوب مشرق واقع ہے۔ سہل کے راستہ سے جانا ہوتا ہے۔ جو اہل عراق کا میقات ہے یہاں سے ہم نے احرام باندھا تھا۔

نمبر۲۔ طائف شریف بلندی پر واقع ہے۔ یہاں گرمی بالکل نہیں۔ اس گرم موسم میں بھی رات کو کچھ ٹھنڈک ہوتی ہے۔

نمبر۳۔ طائف شریف میں سبزیاں پھل کثرت سے پیدا ہوتے ہیں۔ یہاں سبزی بہت

Marfat.com

ارزاں ہے۔ انگور۔ انار۔ بہی۔ انجیر۔ کھجور کا پھل جسے یہاں فروش کہتے ہیں بہت ہیں۔ اور سستے بھی ہیں۔ انگور ڈھائی ریال اگہ۔ انار فی ریال چھ عدد تک مل جاتے ہیں زرد آلو بھی بازار میں دیکھے گئے

نمبر۴۔ طائف شریف میں پانی کے چشمے بہت ہیں۔ پانی ٹھنڈا اور میٹھا ہوتا ہے۔ برف کی ضرورت نہیں۔ غرض کہ طائف حجاز کا گویا کوہ مری یا شملہ ہے۔

نمبر۵۔ طائف شریف میں ہر جگہ تا حد نظر سبزہ دکھائی دیتا ہے چھوٹا سا شہر ہے مگر بہت خوبصورت ہے

نمبر۶۔ طائف شریف میں چیزیں ارزاں اور لوگ بہت خوش اخلاق ہیں۔

طائف شریف کے زیارات

نمبر۱۔ روضہ عبداللہ ابن عباس۔ یہ روضہ مسجد ابن عباس کے دائیں ہاتھ دروازہ سے متصل واقع ہے۔ یہاں حضرت حبر الامت مفسر قرآن سیدنا عبداللہ ابن عباس اور حضورؐ کے فرزند ارجمند حضرت طیبؑ و طاہرؑ آرام فرما ہیں۔ اس مسجد کو وہاں کے لوگ حرم شریف کہتے ہیں۔ اس قبر شریف کی زیارت کرنا بلکہ ادھر منہ کر کے بیٹھنا فاتحہ پڑھنا نجدیوں نے بند کیا ہوا ہے ہر وقت پولیس سر پہ سوار رہتی ہے بعد نماز مسجد بند کر دی جاتی ہے اس کے باوجود یہ جگہ خاص و عام کا مرجع بنی ہوئی ہے یہاں حاضر ہو کر بہت ہی سکون حاصل ہوا بمشکل تمام فاتحہ اور دعا پڑھی۔ نماز ظہر و مغرب آج اسی مسجد میں پڑھی۔

نمبر۲۔ مسجد علی۔ یہ جگہ طائف شریف سے ایک میل جانب جنوب مقام مثنہ میں واقع ہے۔ پیلا رنگ ہے ایک مینار اذان کے لئے ہے۔ برابر میں آب جاری کا چشمہ ہے۔

نمبر۳۔ بیر نبی۔ یہ کنواں مسجد علی سے شرقی جانب واقع ہے یہ وہ کنواں ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ طائف کے موقعہ پر لعاب دہن شریف ڈالا۔ جس سے اس خشک کنویں میں پانی کی فراوانی ہو گئی۔ آج تک اس کنویں میں بہت پانی ہے۔

نمبر۴۔ مسجد نبی۔ یہ چھوٹی سی مسجد۔ مسجد علی سے دو سو قدم پر جانب جنوب واقع ہے۔ یہ وہ مسجد ہے جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ طائف کے وقت نماز پڑھی اس کے کنارہ پر میٹھے پانی کا جاری چشمہ ہے۔ پہاڑ کے دامن میں واقع ہے۔ یہاں ایک بلوچ امام ہیں۔

Marfat.com

نمبر۵۔ حجر النبی۔ یہ پتھر اسی مسجد کی دیوار میں نصب ہے۔ اس کے متعلق یہ مشہور ہے کہ اس پتھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پنجہ اور کہنی شریف کا اثر نشان موجود ہے۔ حکومت نجدیہ نے اسے دیوار مسجد میں بند کر دیا ہے۔

نمبر۶۔ روضہ حضرت عکرمہ۔ یہ جگہ مسجد النبی سے دو میل فاصلہ پر جانب جنوب واقع ہے ایک پہاڑ کی چوٹی پر حضرت عکرمہ ابن ابو جہل کا مزار ہے۔ جو شکستہ حالت میں ہے۔ وہاں جانا ممنوع ہے۔ پہاڑ کے دامن میں ایک چھوٹی سی بستی آباد تھی جو اب ویران سی ہے یہ تمام مقامات متنہ بستی میں ہیں۔ متنہ ایک چھوٹی سی بستی ہے جو طائف شریف سے ایک میل جانب جنوب ہے۔ اس کے اور طائف کے درمیان ایک خشک نالہ ہے جسے مسیل کہتے ہیں۔ اس مسیل کے کنارے کنارے ہم لوگ وہاں پہنچے۔ کبھی مسیل میں اتنا پانی آتا ہے کہ آس پاس کی بستیوں کو برباد کر دیتا ہے۔ یہ نالہ مدینہ منورہ تک پہنچتا ہے

نمبر۷۔ جبل غزالہ۔ یہ طائف شریف سے ایک میل دور جانب مغرب ایک پہاڑ ہے اسی پہاڑ پر ہرنی کی پناہ کا واقعہ ہوا۔

کہ ایک یہودی نے ایک ہرنی جال میں پھانس لی اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فریاد کی کہ میرے آج ہی بچے پیدا ہوتے ہیں میں ادھر چلی آئی تھی کہ گرفتار ہو گئی۔ حضورؐ نے اس یہودی کو ضمانت دی کہ اسے چھوڑ دے یہ بچوں کو دودھ پلا کر ابھی واپس آجاویگی اگر نہ آئی تو ہم قیمت دے دیں گے اس نے چھوڑ دیا ہرنی جا کر دودھ پلا کر مع بچوں واپس آئی اس یہودی نے عرض کیا کہ جسے آپ نے آزاد کر دیا اب میں نہ پکڑوں گا اور اسلام لے آیا وہ واقعہ اسی پر ہوا۔

عجیب معجزہ

مشہور یہ ہے کہ اس ہرنی کا دودھ اس پہاڑ پر ٹپکتا گیا ایک قدرتی بوٹی پیدا ہوئی جو اب تک اس جگہ کسی کسی کو ملتی ہے یہ بوٹی ممیرہ کا کام دیتی ہے آنکھوں کو بہت مفید ہے لمبی ڈنڈی سرخ رنگ کی ہوتی ہے۔ ہم نے بہت تلاش کی۔ مگر نہ مل سکی بعد میں حاجی عبد العزیز صاحب کاٹھیاواڑی کے ذریعے نصیب ہوئی۔

نمبر۸۔ بستان علی۔ یہ ایک چھوٹا سا باغ ہے جو مسجد علی کے قریب واقع ہے یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا باغ تھا جو آپ نے مسلمانوں کے لئے وقف فرما دیا اس میں انار انگور انجیر کے بہت درخت ہیں۔

Marfat.com

نمبر ۹ وادی النمل۔ یہ وہ جنگل ہے جس میں لشکر سلیمانی پہنچا تھا اور چیونٹیوں کی سردار نے اپنی تمام چیونٹیوں کو سوراخوں میں گھس جانے کا حکم دیا تھا جس کا پورا پورا واقعہ قرآن شریف سورۂ نمل میں مذکور ہے یہ جگہ طائف شریف سے قریباً ۲ میل جانب مغرب ہے۔

نمبر ۱۰ وادی سلیمان۔ اس جگہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت اترا تھا۔ یہ جگہ وادی النمل سے قریب ہی ہے۔

یہ تو طائف شریف کے خصوصی مقامات کا ذکر تھا۔ ورنہ طائف شریف کا ہر ذرہ زیارت گاہ ہے کیونکہ یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا قیام فرمایا اور یہاں اسلام کی بہت تبلیغ فرمائی۔

۱۸ اگست ۱۹۵۴ء ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ چہار شنبہ

آج رات طائف شریف میں الحاج عبد الغفور صاحب ساکن راولپنڈی کے دولت خانہ پر قیام رہا۔ آپ کے فرزند عبد الرحیم صاحب ساعاتی بڑے دولت مند ہیں۔ گھڑیوں کی دکانیں طائف، مکہ معظمہ، مدینہ منورہ میں اعلیٰ پیمانہ پر ہیں آپ نے بہت شاندار مہمانی کی اور آپ ہی کی رہنمائی سے ہم کو یہ متبرک مقامات معلوم ہوتے آج صبح چائے پی کر ہم لوگ پھر مسجد ابن عباس پر حاضری دینے گئے۔ حرم شریف بند ہو چکا تھا۔ مگر فضل خداوندی سے پولیس کے سپاہی نے ہمارے لئے دروازہ کھول دیا اور دو نفل پڑھنے کی اجازت دیدی قبلہ ہی کو منہ کئے ہوتے ہم نے فاتحہ پڑھا دعا مانگی اور حاجی عبد الغفور صاحب کے مکان پر آگئے۔ کھانا کھا کر لاریوں کے اڈے پر آئے اور دو دوریال دے کر مکہ معظمہ چل دیئے۔ اس بس کا ڈرائیور بہت تیز رفتار تھا ایسے پہاڑی علاقہ میں چالیس پچاس میل کی رفتار سے بس لایا اور بجائے پانچ گھنٹہ کے پونے چار گھنٹہ میں مکہ معظمہ پہنچا دیا ہم نے نماز ظہر حرم شریف میں ادا کی۔ چونکہ تھکے ہوئے تھے اسلیئے آج رات بھر کیمپ میں قیام کیا۔

۱۹ اگست ۱۹۵۴ء ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ یوم پنجشنبہ

آج رات کے قریباً ڈھائی بجے ہم سب کو اٹھایا گیا کہ چلو سفیر صاحب کی طرف سے تحقیقات کے لئے ایک پاکستانی آفیسر آیا ہے اپنے بیان دو ہم لوگ اٹھے حجاج نے انہیں گھیر لیا اور اپنی اپنی

Marfat.com

شکایات لکھوائیں۔ شکایات تفصیل وار درج کرائیں۔

آج صبح حجاج نے افسر صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم کو بذریعہ جہاز واپس کیا جاوے انہوں نے حکم دیا کہ کمزور اور بوڑھے حجاج کی فہرست تیار کرو۔ چنانچہ ان کی فہرست تیار ہو رہی ہے غالباً انہیں جہاز سے بھیجا جاوے گا باقی حجاج سے کہا گیا کہ اپنی ذمہ داری اور اپنے خرچ پر جہاز سے جاویں۔ جہاز غالباً دو ماہ کے بعد ملے گا اس پر حجاج خاموش ہو گئے۔ کیونکہ اب حجاج کے پاس پلگرم نوٹ بھی قریباً ختم ہو چکے ہیں۔

آج دوپہر میں حاجی احمد صاحب بیرسٹر اور حاجی عبدالشکور صاحب مقیم کراچی کے ہاں قیام رہا۔ انہیں کے ہمراہ نماز ظہر و عصر ادا کی۔ آج خدا کے فضل سے سنگ اسود کے بوسے اور مقام ابراہیم پر نماز نہایت آسانی سے میسر ہوئی کیونکہ حجاج کا ہجوم بہت کم ہو گیا ہے۔ معلم محمد رمضانی صاحب کے ہاں محفل میلاد شریف منعقد ہوئی۔

۲۰ اگست ۱۹۵۴ء ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ جمعہ

آج جمعہ کا دن ہے چونکہ حرم شریف میں ہجوم زیادہ ہوگا۔ اس لئے جلد جانے کی کوشش کی جا رہی ہے ہم اور سیٹھ محمد دین صاحب گجراتی اور بابو اللہ دتا صاحب ماسٹر اللہ دتا صاحب و دیگر ساتھی قریباً ۱۱ بجے دوپہر حرم شریف میں پہنچ گئے۔ خیال تھا کہ اب چونکہ بہت حجاج جا چکے ہیں مجمع کچھ ہلکا ہوگا۔ مگر سبحان اللہ تمام حرم ایسا بھرا ہوا تھا کہ کہیں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی کئی لاکھ کا مجمع تھا۔ ڈیڑھ بجے دوپہر خطبہ شروع ہوا۔ آج کا خطبہ بالکل وہابیانہ تھا۔ جس کا خلاصہ یہ تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف بالکل نہ کرو صرف عبداللہ و رسولہٗ کہہ دیا کرو۔ قبروں پر عمارات نہ بناؤ۔ آج کل سارے مسلمان بالکل ویسے ہی مشرک ہیں۔ جیسے پہلے یہود و نصاریٰ مشرک تھے غرض کہ کوئی بات ٹھکانہ کی نہ کہی شرک اور کفر ہی تقسیم کیا۔ خدا خدا کر کے یہ خطبہ ختم ہوا اور نماز ہوئی ہم لوگ اپنی کمپنی کی بس نمبر ۲ میں کیمپ میں واپس ہوتے آج مجھے کچھ دستوں کی شکایت ہے اس لئے عصر کے وقت میں حرم شریف گیا۔ اور بعد مغرب طواف کر کے حاجی احمد صاحب بیرسٹر کے ہاں کچھ قیام کر کے کیمپ واپس آئے۔ آج تین بار حجر اسود کا بوسہ نصیب ہوا۔ کیونکہ آج طواف

Marfat.com

میں ہجوم کچھ کم تھا۔

۲۱ اگست ۱۹۵۴ء ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ یوم شنبہ

آج قریباً ۷ بجے صبح حرم شریف میں طواف کے لئے حاضری دی۔ طواف ہلکا تھا ہجوم کم تھا سنگ اسود کے بوسے کئی بار نصیب ہوتے۔ دوپہر کو اعلان ہوگیا کہ آج مدینہ منورہ کی روانگی ہے اپنی اپنی تیاری کرلو حجاج اپنے سامان بسوں پر لادنے میں مشغول ہوگئے۔

۲۲ اگست ۱۹۵۴ء ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ یوم یکشنبہ

آج شب کو کمپنی کی ہدایت کے مطابق ہم نے طواف وداع کیا۔ حرم شریف میں تو کل عصر سے پہلے پہنچ گئے تھے۔ نفلی طواف کئے۔ سنگ اسود کے بوسے نصیب ہوئے۔ بعد مغرب طواف وداع کیا زمزم پیا۔ باب الوداع تک الٹے پاؤں پھرے۔ کعبہ شریف کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتے تھے۔ آنکھوں سے اشک جاری تھے دعا تھی کہ مولیٰ پھر یہاں کی حاضری نصیب فرما۔ ہم لوگ اپنے اہل وعیال کے ہمراہ حاضر ہوں۔ پھر ڈیرے پر آگئے۔ کچھ دیر سوکر رات کے آخری حصہ میں مکہ معظمہ سے کوچ ہوگیا۔ صبح ۹ بجے جدہ پہنچ گئے یہاں ڈاکٹری کے لئے قیام کیا۔

یہاں ایک ڈاکٹر کمپنی کا دوسرا حکومت پاکستان کا اس لئے مقرر ہوا کہ بوڑھوں اور بیماروں کا معائنہ کرے جو لاریوں سے سفر کرنے کے قابل نہ ہوں انہیں حکومت کے خرچ پر جہاز سے کراچی بھیجا جاوے۔ ستر بیمار اور بڈھے تھے جن میں سے اکیس چنے گئے۔ باقی لوگوں کے لئے اعلان ہوا کہ جو بھی جہاز سے جانا چاہے۔ وہ اپنے خرچ پر جہاز سے جاسکتا ہے۔ اس خبر پر حجاج میں بہت سے لوگ اس پر آمادہ ہوگئے۔ نمبر ۴ کی پوری بس نے سامان اتار لئے کہ سامان یہاں منزل حجاج پر چھوڑ جائیں گے اور مدینہ شریف سے واپس ہوکر اپنا سامان لیکر جہاز میں سوار ہوجائیں گے۔

یہ حال دیکھ کر پھر سفارت خانہ پاکستان کی طرف سے کہا گیا کہ بائیس ہزار حجاج پاکستان سے بذریعہ جہاز جدہ پہنچے ہیں۔ اولاً وہ پہنچائے جائیں گے۔ پھر آپ لوگوں کو اگر موقع ہوا تب پہنچایا جاوےگا کم از کم اڑھائی مہینہ آپ کو جدہ میں ٹھہرنا ہوگا۔ اس پر تمام ان حجاج میں مایوسی کی لہر دوڑ گئی اور

Marfat.com

دوبارہ سامان بادلِ نخواستہ بسوں پر چڑھالیا۔ ان بیماروں سے کہا گیا کہ آپ لوگ آمدینہ منورہ نہیں جاسکتے۔ یہاں جدہ میں قیام کریں اپنا خرچ کریں اپنے ٹکٹ پر جہاز سے جاویں۔ پھر حکومت پاکستان سے مطالبہ کریں۔ جب موقعہ ہوگا۔ تب آپ لوگوں کو کرایہ دیدیا جاویگا۔ جتنا حکومت چاہے گی اتنا خرچ دے گی یہ بیمار اور بڈھے اس اعلان سے گھبرا گئے۔ بیچارے ٹھیک دوپہر ہی دومیل چل کر سفارتخانہ پاکستان پہنچے اور معذرت کی کہ ہم کو بسوں سے ہی جانے کی اجازت دی جاوے۔ جو حال بھی ہو۔

اس عرض پر سفیر صاحب نے فرمایا کہ اچھا فی الحال آپ لوگ مدینہ پاک جاویں اور اگر حکومت نے چار سو روپیہ فی کس کمپنی سے دلوانا منظور کیا تو آپ کو مدینہ پاک میں اطلاع دی جاوے گی ورنہ آپ لوگ بسوں سے پاکستان چلے جاویں۔ یہ لوگ غنیمت جان کر پھر اسی گرمی میں واپس آئے شیخ کرم الٰہی سے عرض کیا شیخ صاحب نے فرمایا کہ اب ہم آپ لوگوں کو بسوں میں جب لے جا سکتے ہیں کہ آپ لوگ تحریر دیں کہ ہم اپنی ذمہ داری پر بس سے سفر کر رہے ہیں اگر راستہ میں مر جاویں تو کمپنی یا حکومت پر کچھ ذمہ نہیں۔ ان لوگوں نے یہ تحریر دے دی اور سب حجاج کمپنی کی بس سے مدینہ منورہ چلنے کے لئے تیار ہو گئے اس کاروائی میں تمام دن جدہ میں نکل گیا آج جدہ میں غضب کی گرمی بھی ہے۔ پسینہ خشک نہیں ہوتا۔ بڑی مصیبت سے یہ دن کٹا۔ بمشکل تمام قریب مغرب قافلہ مدینہ پاک کی طرف روانہ ہوا۔

جدّہ کے موجودہ حالات

آجکل جدہ بہت شاندار شہر ہے۔ امریکی طرز کی شاندار کوٹھیاں بے شمار بن چکی ہیں۔ مکہ معظمہ سے جدہ تک لک کی پختہ سڑک ڈامر والی تیار ہو چکی ہے۔ جگہ جگہ دو رویہ درخت ہیں۔

نمبر۲۔ جدہ میں بجلی تار۔ ٹیلی فون کا اعلیٰ انتظام ہو چکا ہے۔

نمبر۳۔ جدہ میں پانی کا بہت اعلیٰ انتظام ہو چکا ہے۔ ہر جگہ پانی کے نلکے لگے ہوئے ہیں پانی عام ہے جو مفت مل رہا ہے۔

نمبر۴۔ جدہ میں عام ممالک کے سفراء کی کوٹھیاں ہیں جو بہت شاندار ہیں۔

Marfat.com

نمبر۵۔ جدہ مکہ شریف سے ۴۶ میل جانب مغرب ہے یہاں قبلہ بالکل مشرق کیطرف ہے۔
نمبر۶۔ جدہ سے قریبًا ۹۰ میل تک رابغ کی طرف سڑک پختہ تک کی تیار ہو چکی ہے۔
نمبر۷۔ جدہ میں اس موسم میں سخت گرمی ہوتی ہے۔ مکہ معظمہ اور جدہ کے درمیانی باغات لب سڑک موجود ہیں۔ جدہ میں حلقی کیمپ بہت وسیع اور خوبصورت تعمیر ہوا ہے۔

۲۳ اگست ۱۹۵۴ء ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ یوم دوشنبہ

آج شروع شب میں جدہ سے مدینہ منورہ کی طرف روانگی ہو گئی۔ راستہ میں دو منزلیں چھوڑتے ہوئے تیسری منزل رابغ پر قیام کیا۔ جدہ سے رابغ جانب شمال ۹۶ میل واقع ہے۔ اکثر سڑک پختہ ہے کچھ کچی۔ ہمارا قافلہ قریبًا بارہ بجے شب کے رابغ پہنچ گیا۔ تھکے ہوتے تھے۔ آتے ہی فرش خاک پر سو گئے۔ کچھ دیر بعد کمپنی کی طرف سے حجاج کو مچھلی اور روٹیاں دی گئیں۔ کچھ حجاج تو جاگے ہی نہیں۔ اکثر لوگوں نے اونگتے ہوئے روٹی کھائی۔

صبح کو فجر کی نماز ادا کی۔ قریب ہی کنوئیں تھے اکثر حجاج نے غسل کیا مگر یہاں کے کنوئیں ایسے ہیں کہ کچھ پانی نکالنے سے مٹی آنے لگتی ہے۔ آجکا دن سارا رابغ میں صرف ہوا۔ کیونکہ شیخ کرم الٰہی صاحب کا انتظار تھا۔ وہ جدہ سے حجاج کے پاسپورٹ لے کر آجاویں۔ تب ہم جاویں مگر وہ قریبًا شام تک نہ آئے آجکا دن بڑی خوشی سے گذرا۔ اکثر اوقات حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت شریف اور تذکرہ شریف رہا۔ بدوؤں کے بچے بچیاں آتے تھے مل کر عربی میں نعت شریف پڑھتے جس کو سن کر عربی نہ سمجھنے والے بھی رونے تھے۔

جن کے کچھ اشعار یہ ہیں۔

یاقاری کتاب اللہ	عَلَیْکَ الْقُبَّۃُ الْخَضْرَاءَ
مِنْ مَکَّۃَ اِلٰی جَدَّہ	مِنْ جَدَّۃَ اِلٰی بَطْحَا
مِنْ بَطْحَا اِلٰی بَابُوْرَا	مِنْ بَابُوْرَا اِلٰی وَطَنِکَ

غرض کہ عجیب نظارہ رہا۔ بعد عصر شیخ صاحب کا بہت انتظار کر کے آخر کار ہمارا قافلہ مدینہ پاک چل پڑا۔

Marfat.com

۲۴ اگست ۱۹۵۴ء ۲۴ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ سہ شنبہ

آج شب رابغ سے چل کر بیر عشرہ منزل پر پہنچے۔ یہ جگہ رابغ سے ۱۸ میل جانب شمال ہے۔ کچھ دکانیں اور پانی کا انتظام ہے۔ وہاں ہماری لاریاں دس بیس منٹ ٹھہریں۔ مگر حجاج اترے نہیں وہاں خربوزے بہت فروخت ہوتے ہیں۔ میٹھے بھی ہوتے ہیں۔ پھر وہاں سے بیر عنبری پہنچے۔ یہ منزل عشرہ سے ۱۰ میل فاصلہ پر جانب شمال ہے یہاں رات کو قیام کیا اس جگہ ایک کنواں ہے جسے بیر بنی کہتے ہیں۔ اس کنویں پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قیام فرماتے تھے اونٹوں کو پانی پلاتے خود بھی پیتے تھے ہم لوگ وہاں پہنچے۔ بیر کا پانی پیا غسل کیا اس کنویں کا پانی بالکل زمزم کی طرح ہے۔ ایک ہی مزہ ایک ہی رنگ ہے یہ پانی پی کر بہت خوشی حاصل ہوئی مالکِ منزل بہت ہی خوش خلق ہے سندھی ہے مگر اس کے باپ دادا عرب شریف میں آگئے ہیں اس کا علی نام ہے اس نے بھی ہمارے ساتھ کھانا کھایا۔ بہت اچھے اخلاق کا مالک ہے۔

یہاں بیر عنبری میں رات گذاری اور آدھے ریال پر چارپائی کرایہ پر لی اور نہایت آرام سے رات گذاری۔ صبح کو وہاں سے روانہ ہوئے۔ راستہ میں منزلِ لَیَہ سے گذرے منزل لَیَہ بیر عنبری سے ۳۲ میل جانب شمال ہے لیہ میں بالکل قیام نہیں کیا لیہ سے مسیب پہنچے۔ وقت دوپہر کا تھا دوپہر کو میں وہاں ہی قیام کیا۔ مسیب لیہ سے ۳۴ میل جانب شمال ہے۔ یہاں دوپہر کو خرید کر کھانا کھایا یہاں لطف یہ تھا کہ روٹی کے پیسے علیحدہ۔ پانی کے علیحدہ۔ جس جگہ بیٹھ کر کھانا کھایا جاوے اس جگہ کے علیحدہ۔ آدھا آدھا ریال جگہ کا لیا۔ جس نے نہ دیا اسے سایہ میں بیٹھنے کی اجازت نہ تھی تمام دوپہر یہاں رہے۔ عصر سے کچھ پہلے مسیب سے چل کر منزل فریشیہ پہنچے۔ منزل فریشیہ مسیب سے ۱۲ میل جانب شمال ہے۔ یہاں قیام نہ کیا۔ الفریشیہ سے چل کر بیر علی پہنچ گئے۔

۲۵ اگست ۱۹۵۴ء ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ چہار شنبہ

آج رات عشا کے وقت ہم مدینہ منورہ کی آخری منزل پر بیر علی پہنچے۔ یہ جگہ الفریشہ سے ۲۴ میل جانب شمال ہے اس جگہ سے مدینہ منورہ صرف ۴ میل جانب شمال ہے یہانکی زمین

Marfat.com

بہت سرسبز ہے۔ جگہ جگہ کنویں ہیں۔ جن میں انجن پائپ لگے ہیں پانی نہایت میٹھا اور ہلکا ہے کھجور کے باغات ہیں۔ یہاں مولیاں کھجوریں۔ انگور ککڑیاں وغیرہ کثرت سے ہیں۔ یہاں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی تعمیر کی ہوئی ایک عالی شان مسجد ہے اس مسجد سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین حج کا احرام باندھتے تھے۔ یہ اہل مدینہ کا میقات ہے۔ اس بیر علی کا پرانا نام ذوالحلیفہ ہے اس نام کا ذکر کتب میں ہے مسجد کے سامنے ایک کنواں ہے جسے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بنوایا اس کا نام بیر علی ہے اس میں پانی تک سیڑھیاں لگی ہوئی ہیں۔ آج عشاء کی نماز ہم نے جماعت سے اس مسجد میں ادا کی۔ بعد میں خرید کر کھانا کھایا۔ انگور خریدے۔ نہایت میٹھے تھے پھر سو رہے آج خوشی کی وجہ سے نیند کسے آتی تھی۔ تمام رات دلوں میں نئی امنگیں پیدا ہوتی تھیں کیونکہ آج ان کے دروازے پر پڑے ہوئے ہیں جن کی ذات کا دو جگ کو سہارا ہے۔ کوئی رو رہا ہے کوئی گا رہا ہے کوئی نفلیں پڑھ رہا ہے آخر کار صبح قریب آئی لوگ دو گھنٹے پہلے ہی نماز کی اذانیں دینے لگے۔

فجر کی نماز مسجد علی میں بڑی بھاری جماعت سے پڑھی بعد جماعت ہم نے مختصر سی تقریر کی جس میں اس مقدس مقام کی اہمیت بیان کی اور سب کو ہدایت کی کہ غسل کرو کپڑے بدلو عطر ملو دوسری عیدیں سال میں دو بار آتی ہیں۔ آج یار کی دید کی عید ہے۔ جو عمر میں ایک بار وہ بھی کسی کو نصیب ہوتی ہے۔ چنانچہ سب نے بیر علی سے غسل کیا کپڑے بدلے عطر ملے مجھے شیخ عبدالکریم صاحب تھا پر گجراتی نے گجرات سے دو شیشیاں عطر دیا تھا۔ ایک روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر چھڑکنے کے لیئے اور دوسری شیشی آپس میں ایک دوسرے کو لگانے کے لئے۔ ہم نے تمام ساتھیوں کے عطر ملا ایک دوسرے کو مبارکباد دی۔ غرض کہ انوکھی خوشی ہے جس کی مثال نہیں۔

آٹھ بجے صبح کو بیر علی سے ہماری بسیں روانہ ہوئیں۔ قریبًا ایک میل فاصلہ پر ایک کنواں اور اس کے برابر ایک مسجد ملی۔ کنویں کا نام بیر عروہ ہے اور مسجد کا نام مسجد عروہ ہے یہ کنواں وہ ہے جسکا پانی پہلے کھاری تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب شریف سے پانی شیریں ہو گیا اسی کنویں کا وہ واقعہ ہے کہ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس میں پاؤں لٹکا کر بیٹھے اور صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما بھی حاضر ہوئے اور انہیں جنت کی خوشخبری دی وہ بھی دائیں بائیں اس طرح پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے پھر عثمان غنی حاضر ہوئے تو انہیں بھی جنت کی بشارت دی مگر کچھ امتحان سے دائیں بائیں

Marfat.com

جگہ نہ تھی تو آپ سامنے اسی ہی طرح پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ یہاں سب قافلہ رکا۔ کنوئیں کا پانی پیا اس مسجد میں شکرانے نفل پڑھے پھر قافلہ آگے بڑھا ایک چھوٹی سی پہاڑی پر چڑھا۔ چڑھتے ہی گنبد خضرا اور دو مینارے سامنے سے جلوہ گر ہوئے۔ اس وقت کا حال نہ پوچھو لوگ روتے تھے اور بلند آواز سے الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھنے لگے عجیب نظارہ تھا کہ آنکھوں سے اشکوں کی جھڑی لگی تھی اور زبان پر درود شریف جاری تھا۔ ایسے لطف کا درود شریف شاید ہی کبھی پڑھا گیا ہوگا یہاں سے صرف ڈیڑھ دو میل چل کر مدینہ منورہ کے دروازہ باب عنبری میں داخلہ ہوا یہاں شاندار مسجد اور بائیں طرف حکومت کا کسٹم آفس ہے یہاں قریباً آدھا گھنٹہ قیام رہا۔ صرف ڈرائیوروں کے سرٹیفکیٹ دیکھے گئے اور روانگی ہوگئی۔

ہمارا قافلہ بازار مدینہ منورہ سے ہوتا مقام رومانیہ میں جو باب شامی سے قریب اور جنت البقیع کے سامنے ہے قیام پذیر ہوا۔ یہاں بالکل صاف میدان ہے کوئی سایہ کی جگہ نہیں محمد ابن عبداللہ امرتسری کی زمین ہے۔ یہاں اترتے ہی ہمارے معلم غلام حیدر صاحب آگئے۔ ان کے ہمراہ دوپہر میں روضہ انور پر حاضری کے لئے روانہ ہوگئے اب دوپہر کے سوا گیارہ بجے تھے یہاں سے قریباً نصف میل پر روضہ مطہرہ ہے۔ باب جبریل سے داخلہ ہوا اور ہمارے معلم نے نہایت ہی مختصر سلام پڑھایا۔ پہلا سلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ دوسرا حضرت ابوبکر صدیق پر۔ تیسرا حضرت عمر فاروق پر رضی اللہ عنہما۔ بڑا ہجوم تھا۔ لوگ ظہر کے لئے آگئے تھے۔ صفیں بندھ چکی تھیں۔ بمشکل نفل تحیۃ المسجد اور سلام ادا کئے۔ پھر ڈیڑھ بجے نماز ظہر کی جماعت ہوئی۔ بعد نماز میں نے اپنے ہمراہیوں کو مسجد نبوی شریف کے تمام مشہور اور خاص مقامات دکھائے۔ پھر میں نے انہیں سلام پڑھایا پہلے عربی میں پھر اردو میں ایسا لطف آیا کہ سبحان اللہ۔ ان شاء اللہ یہ سلام آخر کتاب میں عرض کر دیا جائے گا تاکہ تمام ناظرین لطف اٹھائیں۔

بعد نماز ہم اپنے ہمراہیوں کو سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان پر لے گئے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی آکر بیٹھ گئی تھی۔ اب وہاں مسجد ہے۔ چھوٹا سا کنواں بھی ہے محراب ہے نفل ادا کئے پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مکان اور جائے شہادت کی زیارت کرائی یہ دونوں مکان باب جبریل سے متصل یعنی مسجد نبوی شریف سے متصل شرقی جانب قریب واقع ہیں۔ پہلی گلی

Marfat.com

ہیں دار عثمان۔ دوسری گلی میں دار ابوایوب انصاری ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ پھر بعد مغرب و بعد عشاء سلام عرض کئے۔

۲۶ اگست ۱۹۵۴ء ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ پنجشنبہ

آج رات بعد نماز عشا اپنے کیمپ میں آئے اور کھانا کھا کر سو گئے۔ آخر شب میں تہجد کے وقت کمپنی نے ہارن بجا کر سب کو جگایا کہ اٹھو تہجد پڑھو۔ یہ ہارن کیا تھا گویا صور اسرافیل تھا تمام سونے والے کود کر اٹھے ضروریات سے فارغ ہوئے وضو کیا حرم شریف پہنچے اللہ اکبر اس وقت جا کر دیکھا تو حرم شریف بھرا ہوا تھا ریاض الجنۃ میں بالکل جگہ نہ ملی۔ اولاً سلام عرض کیا پھر بمشکل جگہ حاصل کی۔ سبحان اللہ کیا نظارہ تھا برقی روشنی سے حرم شریف جگمگا رہا تھا۔ ہزارہا سر بارگاہ رب العالمین میں جھکے ہوئے تھے۔ بیچ میں روضہ انور معلوم ہوتا تھا کہ برات کے درمیان دلہا خواب ناز بنا ہوا تھا ذرا میں مشغول ہے ایسی شاندار نماز تہجد کبھی نہ دیکھی نہ سنی یہاں تہجد کی بھی اذان ہوتی ہے سوا چار بجے صبح حرم شریف میں پہنچے تھے۔ ساڑھے پانچ بجے صبح اذان فجر اور سات منٹ بعد نماز فجر ہوئی۔ بعد نماز منزل پڑھی درود شریف پڑھا۔ نماز اشراق محراب النبی میں نصیب ہوئی۔ محراب النبی ریاض الجنۃ میں منبر شریف کے بالکل قریب ہے پھر سلام عرض کیا پھر کیمپ میں آگئے۔ ناشتہ کیا ناشتہ کے بعد کمپنی اور حجاج کی مشترکہ کمیٹی ہوئی۔ جس میں حجاج نے کچھ شکایات کمپنی کے کرتا دھرتا شیخ کرم الٰہی سے کیں انہوں نے گذشتہ کوتاہیوں کی حجاج سے معذرت کی۔ اور آئندہ پوری اصلاح کا وعدہ کیا

بعد میں ہم نے کچھ فضائل انصار کے بیان کر کے حجاج کو بتایا کہ مدینہ منورہ میں صرف ایک حمزہ ابوالجود کا مکان انصاری رہ گیا ان کی خدمت کرو چنانچہ حجاج نے خوب دل کھول کر مجھ کو مال اور روپے دیئے ہم نے کہا کہ اس میں انصاری صاحب کی خدمت بھی ہوگی اور اغوات حرم اور دیگر صالحین اہل مدینہ کی خدمت بھی کرنی ہے سب نے مجھ کو مکمل اختیار دیا بعد نماز ظہر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت گاہ اور ابوایوب انصاری کے مکان کی پھر زیارت کی بعد نماز عصر حضرت حمزہ ابوالجود کے مکان پر گئے وہ خود تو فوت ہو چکے ہیں ان کے چھوٹے بھائی علی ابوالجود

Marfat.com

ہیں ان کے گھر میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی کمان جو حضور نے سعد ابن ابی وقاص کو جنگِ احد میں حوالہ کی تھی موجود ہے اور بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے گھر کا قفل بھی ہے ان دونوں چیزوں کی زیارت کی اور ان کی خدمت میں بھاری نذرانہ بہت سے کپڑے ہم لوگوں نے پیش کئے وہ بہت خلق سے پیش آئے۔ اور کھجوریں ہم لوگوں میں تقسیم فرمائیں اور کہا کہ کل بعد عصر ہمارے باغ میں چلو اپنے ہاتھ سے کھجوریں توڑو اور کھاؤ پانی کنویں کا پیو۔

۲۷ اگست ۱۹۵۴ء ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ جمعہ

آج جمعہ کا دن ہے غسل کی فکر تھی۔ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب کے دولتخانہ پر جا کر غسل کیا مولانا بہت تواضع خاطر سے پیش آئے مولانا ضیاء الدین صاحب سے معلوم ہوا کہ حضرت مولانا شاہ عبد العلیم صاحب صدیقی میرٹھی نے آج سے چار دن قبل مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے مولانا عبد العلیم صاحب نے اسی امید میں گھر مدینہ منورہ میں بنایا تھا رب تعالیٰ نے ان کی تمنا پوری کی پھر مولانا علی حسین صاحب کے دولتخانہ پر حاضری دی۔ مولانا بڑے لائق فاضل اہل سنت کے عالم ہیں بڑے اخلاق سے پیش آئے پھر حرم شریف میں حاضری دی۔ حرم شریف دو گھنٹہ بیشتر ہی کھچا کھچ بھر چکا تھا۔ بمشکل تمام باب جبریل کے پاس جگہ ملی۔ پورے ڈیڑھ بجے خطبہ شروع ہوا۔

امام مسجد نبوی نے بہت عمدہ خطبہ پڑھا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تم لوگوں نے اللہ کے فضل و کرم سے حج بیت اللہ کر لیا اب حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کی زیارت کرنے آئے ہو تم نے دراز سفر طے کیا۔ مشقتِ سفر جھیلیں۔ صرف اللہ کی رضا کے لئے اب تم اپنے اور اپنے احباب کے لئے کچھ نہ کچھ سوغات ضرور لے جاؤ گے۔ مگر سب سے بہتر سوغات وہ ہے جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حج الوداع میں صحابہ کرام کو ہدایت فرمائی۔ وہ ہدایت قیامت تک کے سارے مسلمانوں کے لئے دائمی تحفہ ہے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ وقت کی نماز کی پابندی کرو ماہِ رمضان کے روزے رکھو۔ زکوٰۃ ادا کرو۔ امیر کی اطاعت کرو اور رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ اور فرمایا کہ جیسے اس مہینہ میں اس تاریخ میں اس جگہ میں خون کرنا حرام ہے۔ اس

Marfat.com

طرح ہر مسلمان پر اپنے مسلمان کا مال، جان، خون، آبرو حرام ہے لہذا اے مسلمانو! تم نو حج کر چکے ہو اس حج کو سنبھالو اور اپنی زندگی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق بناؤ یہ توشہ اپنے ساتھ لے جاؤ۔

بعد نماز عصر ہم لوگوں کو حضرت علی ابوالجود صاحب انصاری اپنے باغ بستان ابوالجود میں لے گئے یہ کھجوروں کا باغ ہے درمیان میں کنواں ہے جس پر مشین پانی کھینچنے کی لگی ہوئی ہے قریبًا بیس سیر کے دو خوشہ توڑ کر لائے۔ جس میں بُسر رطب تمر ہر قسم کی کھجوروں کے گچھے تھے۔ باغ میں بیٹھ کر خوب سیر ہو کر کھائے۔ کنویں کا ٹھنڈا پانی پیا علی صاحب فرمانے لگے کہ عزیزو بھائیو! خوب کھاؤ۔ تمہارے نبی بھی اس باغ میں تشریف لاتے تھے اور یہاں کی کھجوریں پانی کھاتے پیتے تھے۔

میں نے اس کا ترجمہ لوگوں کو سمجھایا۔ جس سے سب کے دلوں پر بہت اثر ہوا اس دعوت سے وہ دعوتیں یاد آگئیں جو انصار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے۔ تمام لوگوں کی آنکھوں میں آنسو آگئے روتے جاتے تھے اور کھاتے جاتے تھے علی صاحب سے عرض کیا گیا کہ آپ حضرات نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتیں کیں اب ان کی امت کی دعوتیں کر رہے ہیں۔ بہت سی کھجوریں انہوں نے ہمارے ساتھ کر دیں۔

۲۸ اگست ۱۹۵۴ء ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ یوم شنبہ

آج ارادہ تھا کہ مسجد قبا شریف جاویں مگر نہ جا سکے۔ اس لئے کہ ہمارے معلم غلام حیدر صاحب نے فرمایا کہ کل اتوار کو تمہاری کمپنی کی بسیں جانے والی ہیں ان ہی پر زیارتیں کرنا مگر یہ بات غلط نکلی۔ مگر آج کی زیارات رہ گئیں۔ حالانکہ ہفتہ کے دن مسجد قبا کی زیارت سنت ہے بعد نماز عصر جنت البقیع میں آج تیسری بار حاضری دی۔ یہاں کی زیارات کا ذکر تو بعد میں کیا جاوے گا یہاں صرف اتنا بتانا مناسب ہے کہ ان تمام مزارات میں سے حضرت فاطمہ زہرا اور بی بی حلیمہ دائی کے مزار شریف پر پہنچ کر لوگوں کو بہت رقت طاری ہوتی ہے بی بی حلیمہ دائی کے مزار پر انوار پر یہ خاص کرامت دیکھی کہ ان کی قبر شریف پر سبزہ ہے اور کافی ہے حالانکہ اسے پانی دینے والا کوئی نہیں۔

جنت البقیع سے باہر حضرت فاطمہ بنت اسد۔ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے

Marfat.com

مزارات پر حاضری دی یہ دونوں قبریں بی بی حلیمہ دائی کے گوشہ کی طرف قبرستان سے باہر واقع ہیں۔ کسی کی قبر پر کوئی قبہ یا سائبان نہیں صرف نشان کے طور پر آس پاس پتھر لگا کر بیچ میں کنکر بجری ڈال دی گئی ہے۔

پھر ان دو مزاروں سے آگے بڑھ کر ہم لوگ مسجد مباہلہ اور مسجد اجابت حاضر ہوئے یہ مسجدیں یہاں سے قریباً نصف میل بجانب جنوب واقع ہیں۔ دونوں مسجدوں کو حکومت نجد نے گرا دیا ہے مگر لوگ گرے ہوئے ڈھیر پر ہی جا کر نمازیں نوافل ادا کرتے ہیں۔ یہ مسجدیں وہ جگہ ہیں جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے عیسائیوں سے مباہلہ کیا۔ اور عیسائیوں نے مباہلہ کرنے کی ہمت نہ کی۔ بلکہ جزیہ پر صلح کر لی جسکا مفصل واقعہ تیسرے پارہ میں مذکور ہے۔

مسجد اجابت وہ جگہ ہے جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لئے دعائیں مانگیں۔ خداوندا میری امت کو دوسری قومیں بالکل ہلاک نہ کرسکیں۔ خدایا میری امت پہ عذاب آسمانی نہ آوے۔ جیسے دوسری امتوں پر آیا ان کی پردہ پوشی رہے خدایا میری امت میں آپس میں جنگ نہ ہو۔ اگلی دو دعائیں قبول فرمائی گئیں پھر حرم شریف میں آکر نماز مغرب ادا کی۔

۲۹ اگست ۱۹۵۴ء ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ یوم یکشنبہ

آج صبح کی نماز پڑھ کر ہم لوگ بس کے ذریعے مسجد قبا شریف کی زیارت کے لئے روانہ ہوگئے فی کس ایک ایک ریال پر حسب ذیل زیارتیں کیں۔

نمبر۱۔ مسجد قبا۔ مدینہ منورہ سے قریباً تین میل کے فاصلہ پر پرانا مدینہ میں واقع ہے اس مسجد کے بڑے فضائل ہیں۔ قرآن کریم نے اس کی بڑی تعریف کی جو اپنے گھر سے وضو کر کے جائے اور مسجد قبا میں دو نفل پڑھے۔ اسے ایک عمرہ کا ثواب ملتا ہے مسجد قبا میں حسب ذیل چیزیں ہیں مسجد قبا کے چاروں طرف ہرے بھرے باغات ہیں۔ جن میں کھجوروں انار کے بہت درخت ہیں مسجد قبا کی جنوبی دیوار قبلہ میں ایک گول سوراخ ہے جسے طاق کشف کہتے ہیں اس طاق کو نجدیوں نے بند کر دیا ہے اس طاق پر مہاجرین کو کھڑا کر کے حضور نے ان کے مکہ کے گھر والوں سے ملاقات کرا دی تھی اور باتیں تک کرا دی تھیں مسجد قبا کے صحن میں ایک مقام ہے جسے

Marfat.com

مبرک ناقہ کہتے ہیں اس جگہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی آکر بیٹھی تھی۔
مسجد قبا کے سامنے بیرادلیس ہے جسے بیرخاتم بھی کہتے ہیں۔ یہ وہ کنواں ہے جس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے حضورؐ کی انگوٹھی گر گئی تھی پھر نہ ملی۔ اب یہ کنواں نجدیوں نے بند کر دیا ہے اور خشک پڑا ہے۔
مسجد قبا کے سامنے ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے۔ جہاں انصار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو استقبال کر کے جلوس کی شکل میں لائے تھے۔ اسے ثنیۃ الوداع بھی کہتے ہیں۔
نمبر۲۔ خمسہ مساجد۔ اس جگہ پانچ مسجدیں ہیں۔ مسجد ابوبکر۔ مسجد علی۔ مسجد سلمان فارسی مسجد عمر مسجد نبی جسے مسجد فتح بھی کہتے ہیں۔ یہ وہ مقامات ہیں جن پر غزوہ خندق کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حضرات کو شب میں نگرانی کے لئے مقرر فرمایا تاکہ کفار مدینہ میں شب خون نہ ماردیں۔ اور آپ نے اپنی جگہ پر بیٹھ کر اسلام کی فتح کی خوشخبری دی۔ ایک چبوتری اور بھی ہے۔ جسے مصلی فاطمہ کہتے ہیں۔ یہاں ہر جگہ نوافل پڑھے۔
نمبر۳۔ مسجد قبلتین۔ یہ وہ مسجد ہے جہاں تبدیلی قبلہ عین نماز کی حالت میں واقع ہوئی اور دو رکعتیں بیت المقدس کی طرف اور پچھلی دو کعبہ کی طرف ادا کی گئیں۔ یہاں بھی دو رکعت نفل ادا کیں۔
نمبر۴۔ احد شریف۔ یہاں جنگِ احد کا سنگین واقعہ ہوا تھا اس جگہ ایک احاطہ میں حضرت سید الشہدا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عقیل کے مزارات ہیں۔ دوسرے احاطہ میں شہداء اُحد کے مزارات ہیں۔ یہاں فاتحہ پڑھا۔ کچھ آگے پہاڑ کے دامن میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہونیکی جگہ ہے اور پہاڑ کے اوپر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غار ہے۔ جہاں بعدِ جنگ سرکار نے آرام فرمایا۔ مگر ان جگہوں پہ جانے کی سخت ممانعت ہے۔ چنانچہ ہم کو بھی روک دیا گیا اس جگہ پر مسجد امیر حمزہ بھی ہے۔ جہاں نفل ادا کئے۔ نہر زرقا کا چشمہ بھی ہے جہاں پانی ایک حوض کی شکل میں ہے اور بہہ رہا ہے۔
نمبر۵۔ بیر رومہ جسے اب بیر عثمان کہتے ہیں یہ وہ کنواں ہے جو حضرت عثمان غنی نے ایک یہودی سے تیس ہزار درہم میں خرید کر اس وقت وقف کیا جب مدینہ منورہ میں پانی کی بہت کمی تھی جس پر سرکار انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عثمان نے حوضِ کوثر خرید لیا اب اس کنویں پہ

Marfat.com

پائپ لگا ہے۔ چہار طرف کھیتی ہے۔ برابر میں حوض ہے بہت شیریں پانی ہے۔

دوپہر تک ان زیارات سے فارغ ہو کر واپس ہوئے۔ آج شام کو بعد مغرب میاں رمزد صاحب مہاجر مدینہ منورہ کے مکان پر ختم دلائل کے جلسہ میں گئے ان کا مکان باب السلام سے قریب ہی ہے۔ روزانہ بعد مغرب تلاوتِ دلائل الخیرات ہوتی ہے اور شب جمعہ کو ختم دلائل ہوتا ہے۔ عجیب پرنور محفل تھی۔ سب لوگ بیک آواز ہو کر دلائل شریف پڑھتے ہیں۔ ان میں اکثر لوگ دلائل الخیرات کے حافظ ہیں۔

وہاں سے فارغ ہو کر محلہ عبداللہ میں گئے۔ اس محلہ میں حضرت عبداللہ والد صاحب سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مزار ہے۔ ایک بڑے مکان میں قبر شریف ہے۔ جس کا دروازہ تیغہ لگا کر بند کر دیا گیا ہے کسی کو زیارت کرنے کی اجازت نہیں۔ صرف دیواروں کو چوم کر اور فاتحہ پڑھ کر واپس آ گئے۔ آج یہاں چاند نہیں ہوا۔

۳۰ اگست ۱۹۵۴ء ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ یوم دوشنبہ

آج فجر کی نماز ادا کر کے حرم شریف کے صحن کی بجری پر سو گئے۔ مگر سوئے ایسے کہ گنبد خضرا سامنے تھا جب آنکھ کھلتی تھی سامنے اس کی تجلی تھی خوب سوئے پھر وضو کر کے محراب النبی میں نوافل پڑھے۔ روضہ اقدس کی جالی کی برابر جو ریاض الجنۃ میں واقع ہے بیٹھ کر تلاوت کی اور جالی شریف کی خاک شریف خوب منہ پر ملی۔ بازار میں کھانا کھایا۔ دہی بہت ہی لذیذ اور شیریں تھا مدینہ شریف کا سا دہی کہیں نہیں کھایا۔

پھر حضرت مولانا علی حسین صاحب کے مکان پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عرس میں گئے جہاں مولانا نے خود اپنی تصنیف کردہ کتاب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مناقب اور واقعہ شہادت کا بہت پر درد طریقہ پر ذکر کیا مجمع اچھا تھا۔ نماز ظہر کے وقت جلسہ ختم ہوا آج ہمارے بس کے ایک بڈھے حاجی فضل الٰہی سکنہ راولپنڈی کا ہسپتال میں انتقال ہو گیا۔ انہیں عرصہ سے دست آ رہے تھے۔ جدہ میں جب وہ سفیر سے ملنے دو میل پیدل چلے تب سے بیمار ہوئے اور آخر کار جانبر نہ سکے۔ بعد نماز ظہر مسجد نبوی شریف میں نماز جنازہ ہوئی اور جنت البقیع میں

Marfat.com

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قریب دفن کیا گیا۔ لوگوں نے میت کا فوٹو لینے کی کوشش کی مگر نہ لے سکے رب تعالیٰ نے ان کی میت کو اس حرام کام سے بچا لیا۔ آج بعد نماز عصر ہم چند لوگ مدینہ منورہ کے اندرونی متبرک مقامات کی زیارت کرنے گئے حاجی احمد صاحب بیرسٹر دھوراجی والے رہنمائی فرماتے تھے۔ حسب ذیل مقامات کی زیارت کی۔

نمبر۱۔ قبر سیدنا عبداللہ والد ماجد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ باب السلام سے غربی جانب ایک محلہ عبداللہ میں واقع ہے بڑی عالیشان عمارت میں قبر شریف ہے جس کے دروازے پر فارسی زبان میں قطعات اور آپ کا اسم شریف کندہ ہے۔ مگر نجدیوں نے اس دروازے کو ایسا بند کیا۔ ہے کہ کوئی قبر شریف دیکھ نہیں سکتا۔

نمبر۲۔ مسجد غمامہ۔ یہ مسجد زمانہ نبوی شریف میں عیدگاہ مدینہ تھی جب گرمیوں میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید کے لئے تشریف لاتے تو بادل سایہ کرتا اس لئے اسے مسجد غمامہ کہتے ہیں بازار مناخہ کے بالکل متصل واقع ہے۔

نمبر۳۔ مسجد ابوبکر الصدیق یہ مسجد غمامہ سے قریب ہے [illegible] حضرت صدیق اکبرؓ نے وقف کیا ہے اس لئے یہ نسبت ہے۔

نمبر۴۔ مسجد فاطمہ یہ مسجد غمامہ کے قریب ہی ہے۔ وجہ تسمیہ معلوم نہ ہو سکی۔ بعض لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گھر تھا۔ اور فاطمہ زہرا یہاں شادی ہو کر تشریف لائی تھیں۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

نمبر۵۔ مسجد عمر۔ یہ بھی مسجد فاطمہ کے قریب ہے۔ غالباً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اوقاف میں سے ہے۔

نمبر۶۔ مسجد علی۔ یہ مسجد عمر کے قریب ہی ہے۔

نمبر۷۔ مسجد بلال۔ یہ مسجد علی کے قریب ہی ہے۔ فناء مسجد میں کھجور کا ایک پرانا درخت ہے اور بیری بھی ہے۔ مسجد کے بالائی حصہ میں حکومت کا دفتر ہے اور ارد گرد مسافروں کے لئے کمرے بنے ہوئے ہیں۔ یہ تمام مساجد مناخہ میں واقع ہیں۔ مناخہ مدینہ منورہ کا بازار ہے پھر بازار میں آکر حلوہ کھجوریں تازہ کھائیں۔ سبحان اللہ! کھجوریں تھیں یا شہد کی تھیلیاں تھیں

Marfat.com

مغرب حرم شریف میں ادا کی آج محرم شریف کا چاند ہو گیا ۱۳۷۴ھ شروع ہوا۔

۳۱ اگست ۱۹۵۴ء یکم محرم الحرام ۱۳۷۴ھ یوم سہ شنبہ

آج بعد نماز فجر حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب مدظلہ کے دولتکدہ پر حاضری دی وہاں حضرت نے بہت پر تکلف ناشتہ کرایا۔ ناشتہ میں حلوہ۔ کھجور گدر اس قدر شیریں اور لذیذ تھی کہ یاد رہے گی حریرہ گندم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مرغوب کھانا گوشت میں گندم اس طرح گلائی گئی تھی کہ گوشت گھٹ گیا تھا۔ شکر ملا کر کھایا۔ مربہ سیب۔ مدینہ پاک کا دہی۔ سبزی چائے غرضیکہ عجیب عجیب نعمتوں سے دستر خوان سجا ہوا تھا ناشتہ کے بعد مجلس نعت خوانی گرم ہوئی ایک شامی نعت خوان نے جو ترک قوم سے تھے عربی اشعار پڑھے۔ میں نے ترجمہ سنایا مجمع تڑپ گیا جس کا مضمون یہ تھا میں آج رسول اللہ کا مہمان زمین مدینہ میں ہوں اور کریم اپنے مہمانوں کو نوازتے ہیں شاہوں کا طریقہ ہے کہ اگر مجرم ان کی پناہ میں آجاوے تو معافی دیتے ہیں۔ آپ تو رسولوں کے شاہ ہو۔ میرا تجربہ ہے کہ حضور اپنے مجرموں سے درگذر فرماتے ہیں خطا پر عطا فرماتے ہیں پھر کھجوریں خریدنے بازار منانہ میں گئے وہاں سے برنی۔ عجوہ۔ شلبی معجزہ۔ کلمہ وغیرہ کھجوریں خریدیں۔ بعد نماز عصر لئیق صاحب مہاجر مدنی کے ہمراہ زیارات کرنے گئے۔

حسب ذیل زیارتیں کیں۔

نمبر۱۔ روضہ حضرت مالک ابن سنان انصاری رضی اللہ عنہ ان کا مزار شریف باب السلام سے غربی جانب واقع ہے۔ بہت عالیشان عمارت میں قبر شریف ہے مگر اس مکان کو بھی حکومت نے بند کر دیا ہے دروازہ پر سیمنٹ اور پتھروں سے تیغہ کیا ہوا ہے۔ حضرت مالک ابن سنان رضی اللہ عنہ کے متعلق لوگ کہتے ہیں کہ یہ جنگِ احد میں یا کسی اور جنگ میں شہید ہو چکے تھے۔ ان کی والدہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ میرا بچہ کہاں ہے آپ کے منہ سے نکل گیا کہ پیچھے آرہے ہیں رب تعالیٰ نے صدیق کی صداقت باقی رکھنے کے لئے انہیں زندہ فرمایا اور یہ اپنی والدہ کے پاس پہنچے۔ پھر گھر پہنچ کر وفات پائی۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

نمبر۲۔ جبل سلع۔ یہ پہاڑ مدینہ منورہ کی غربی جانب شہر سے متصل ہے۔ شہر کے مذبح کے پاس

Marfat.com

ہے ایک طرف غیر پہاڑ ہے دوسری طرف احد بیچ میں مدینہ شریف ہے غربی جانب سلع ہے۔

نمبر۳۔ مسجد بنی حرام۔ یہ مسجد جبل سلع پر واقع ہے۔ یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادتیں فرمائی ہیں اور بعض دفعہ امت کی شفاعت کے لئے اتنا روئے ہیں کہ جانوروں نے کھانا چھوڑ دیا اور مشہور یہ ہے کہ اکثر مواقع پر حضرت خاتون جنت حضورؐ کو اٹھا کر لاتی تھیں واللہ اعلم اس کے نیچے تہہ خانہ ہے اوپر مسجد ہے جو بطور یادگار ترکوں نے بنائی ہے۔

نمبر۴۔ بیر بضاعہ۔ یہ کنواں مدینہ منورہ کے ان سات کنوؤں میں سے ہے۔ جن کا پانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عموماً پیتے تھے۔ بعض دفعہ یہاں غسل بھی فرمایا ہے اسی کنویں کا ذکر کتب فقہ و حدیث میں بہت ہے اب اس کنویں پر چھ انچ دہانے کا پمپ لگا ہوا ہے۔ جس سے بہت پانی نکلتا ہے آس پاس کھیت باغات بہت ہیں۔ کھجور۔ انار کے درخت بہت بارونق ہیں۔ ہم لوگوں نے بہت غسل کیا۔ انار فی ریال دو عدد خرید کر کھائے۔ پھر نماز مغرب حرم شریف میں پڑھی

آج بعد نماز مغرب بعض کاٹھیاواڑی حجاج نے محفلِ میلاد صحن مسجد میں خوب پڑھا نعت خوانی کی۔ سلام کھڑے ہو کر پڑھنے لگے۔ سارا صحن حاضرین سے بھر گیا۔ پولیس نے آکر روکنا چاہا جھگڑا ہو گیا۔ شیخ الحرم نجدی پہنچ گئے۔ حجاج سے مناظرہ ہوا۔ شیخ الحرم دلائل میں جاہل حجاج سے ہار گئے اور نعت خوانی کو حرام ثابت نہ کر سکے۔ مگر پھر بزور حکومت میلاد شریف بند کرا دیا۔ حجاج کہتے تھے کہ جب مواجہ شریف میں سب لوگ مل کر بلند آواز سے سلام پڑھتے ہیں تو یہاں کیوں حرام ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان سے نعت شریف سنی ہے بچوں نے نعت سنائی ہے غرضیکہ عجیب مناظرہ رہا۔ شیخ الحرم کی مخبوط الحواسی قابل دید تھی۔ شیخ الحرم نے فرمایا کہ رب نے حضورؐ کے سامنے بلند آواز کرنے کو حرام قرار دیا ہے اس پر حجاج بولے کہ پھر اذان بند کرو حضورؐ کے مواجہ میں اونچی آواز سے سلام بند کرو۔ دنیاوی باتوں میں اونچی آواز کرنا حرام ہے یہ نعت شریف اذان کی طرح یہ بھی عبادت ہے۔ شیخ الحرم صاحب سے کوئی جواب نہ بنا اور کہا کہ حکومت منع کرتی ہے۔

یکم ستمبر ۱۹۵۴ء ۲ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ یوم چہارشنبہ

آج کوئی خاص بات نہ ہوئی۔ بعد نماز عصر جنت البقیع شریف حاضری دی مگر چونکہ

Marfat.com

دیر سے پہنچے تھے اس لئے ہم کو پولیس نے قبرستان سے جلد نکل جانے کا حکم دے دیا کیونکہ یہاں جنت البقیع شریف عصر کے قریب کھلتی ہے۔ اور مغرب سے پہلے بند ہو جاتی ہے اس کے علاوہ کوئی میت ہی آوے تو اسے دفن کرنے کے لئے کھول دی جاتی ہے۔ غرضیکہ ہم لوگ بی بی حلیمہ دائی اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مزاراتِ مقدسہ پر بہت مختصر فاتحہ پڑھ کر چل دیتے باقی مزارات پر فاتحہ پہلے ہی پڑھ چکے ہیں۔

۲ ستمبر ۱۹۵۴ء ۳ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ یوم پنجشنبہ

آج حضرت مولانا عبدالغفور صاحب سے ملاقات کرنے حاضر ہوئے یہ حضرت ضعیف العمر ہزارہ کے رہنے والے علماء مدینہ منورہ میں سے ہیں کئی علمی مسائل پر گفتگو ہوتی رہی آپ نے پودینہ کی چائے سے تواضع کی بہترین چائے تھی ایسی چائے مدینہ منورہ کے علاوہ اور جگہ نہیں پی محترم بزرگ لئیق احمد صاحب نے بعد عصر بہت پرتکلف دعوت کی واقعی مدینہ پاک کی سی لذت نہ کہیں کھانے میں دیکھی نہ پانی میں آج شب کو ہم بعض حجاج نے حضرت مولانا ضیاءالدین صاحب کے دولتخانہ پر محفلِ میلاد شریف منعقد کی۔ جس میں پاکستانی۔ ہندی۔ مصری۔ شامی مدنی حجاج نے شرکت کی۔ حضرت سید عبدالسلام حسینی مصری نے تلاوتِ قرآن اس طرز سے کی کہ ایمان تازہ ہو گئے۔ پھر اہلِ مدینہ نعت خوانوں نے برزنجی میلاد شریف عربی میں پڑھا۔ سلام و قیام کیا بہت ہی لطف آیا۔ پھر ہم لوگوں کی طرف سے گوشت۔ روٹی۔ انگور۔ کھجور۔ چائے۔ برف کا پانی پیش کیا۔ ایسا لذیذ کھانا کاہے کو کھایا تھا۔ بعد طعام پھر مجلس گرم ہوئی۔ اولاً اردو میں نعت شریف حافظ ولی محمد صاحب نے پڑھی۔ پھر سید عبدالسلام صاحب مصری نے عربی زبان میں جو نعت پڑھی۔ لوگ ماہی بے آب کی طرح لوٹنے لگے تعجب تھا کہ جو عربی نہ جانتے تھے وہ بھی تڑپ رہے تھے بعد میں حضرت مولانا بشیر و حضرت مولانا صاحبزادہ محمود شاہ صاحب نے فضائل مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر تقریریں فرمائیں اور یہ مبارک مجلس بخیر و خوبی قریباً ۲ بجے رات کو ختم ہوئی۔ یہ میلاد شریف عمر بھر یاد رہیگا

جنت البقیع شریف کے مزارات

جنت البقیع شریف میں بارہ ہزار کے قریب صحابہ کرام مدفون ہیں جن میں سے

Marfat.com

حسب ذیل حضرات کرام کے مزارات طیبہ کی زیارات نصیب ہوتی ہیں باقی بزرگوں کا پتہ نہیں

نمبرا۔ حضرت فاطمہ زہرا۔ عباس۔ امام حسن۔ امام زین العابدین۔ امام جعفر صادق صاحب۔ امام باقر۔

نمبر۲۔ زینب۔ رقیہ۔ کلثوم بنات رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔

نمبر۳۔ نوازواج مطہرات امہات المومنین۔ عائشہ۔ ام سلمہ۔ زینب۔ حفصہ۔ جویریہ وغیرھن۔

نمبر۴۔ عقیل ابن ابی طالب۔ سفیان ابن حارث۔

نمبر۵۔ امام مالک۔ نافع مولیٰ ابن عمر۔

نمبر۶۔ ابراہیم ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

نمبر۷۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔

نمبر۸۔ بی بی دائی حلیمہ۔

نمبر۹۔ چار شہداء احد۔

نمبر۱۰۔ بیرون بقیع حضرت فاطمہ بنت اسد۔ والدہ علی مرتضےٰ۔ ابوسعید خدری

نمبر۱۱۔ عاتکہ۔ صفیہ۔ اُم بنین حضور کی پھوپھیاں بقیع کے دوسرے حصہ میں۔

نمبر۱۲۔ حضرت اسماعیل ابن امام جعفر صادق صاحب۔ بیرون بقیع جانب شہر۔ ترتیب یارات یہ ہے کہ بقیع شریف میں داخل ہو کر دائیں حصہ کی طرف چلو۔ سب سے پہلے حضرت فاطمہ ہرا کے مزار مبارک پر حاضری دو۔ پھر اس ترتیب سے زیارتیں کرو جو ہم نے عرض کی۔

مدینہ منورہ کے خصوصی حالات

نمبرا۔ مدینہ منورہ کی سڑک سے حکومت کو کروڑوں روپیہ سالانہ کی آمدنی ہے مگر اب تک ؤمت کی بے توجہی سے سڑک نہایت خراب حالت میں ہے اس سڑک پر حجاج کو بہت بفہ ہوتی ہے۔

نمبر۲۔ مسجد نبوی شریف کی غربی دیوار باب رحمت سے لے کر آخر کونہ تک مع دو مینار دں

Marfat.com

کے شہید کر دی گئی ہے۔ کچھ اور زمین ملا کر نہایت مضبوط اور خوبصورت دیواریں چھت وغیرہ بنائی جا رہی ہیں اور یہ باب مجیدی کی جانب بھی توسیع ہو رہی ہے۔

نمبر۳۔ گنبد خضراء شریف کا سبز رنگ بالکل اڑ چکا ہے۔ جگہ جگہ سفید داغ نظر آتے ہیں۔ مگر حکومت نے رنگ نہیں کرایا۔ اسی طرح روضہ مبارک کے پردے بالکل پھٹ چکے ہیں مگر بدلے نہ گئے۔

نمبر۴۔ مسجد نبوی شریف میں برقی روشنی اور برقی پنکھوں کا بہت اعلیٰ انتظام ہے پنکھے ہر وقت چلتے رہتے ہیں۔ صرف اس وقت بند ہوتے ہیں جب حرم شریف بند ہوتا ہے۔

نمبر۵۔ حرم شریف میں پولیس کا سخت انتظام ہے اور پولیس کا صرف یہ کام ہے کہ لوگوں کو جالی شریف چومنے اور کسی متبرک جگہ ہاتھ لگانے سے روکے ورنہ لوگ نمازیوں کے آگے سے گذرتے ہیں جوتوں سے حرم شریف بھر دیتے ہیں۔ کعبہ شریف بلکہ روضہ پاک کی طرف پاؤں پھیلا دیتے ہیں اور ہر وقت لوگ سوتے رہتے ہیں انہیں پولیس منع نہیں کرتی۔ مقصد صرف یہ ہے کہ لوگوں کے دل سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیبت کم ہو۔

نمبر۶۔ ریڈیو کی وجہ سے اب مدینہ پاک میں بھی کہیں کہیں گانے کی آوازیں سننے میں آتی ہیں اس سے پہلے اس کا نام نہ تھا۔

نمبر۷۔ یہ سن کر حیرت ہوئی کہ مدینہ منورہ میں گوشت بیچنے والے باغبانی کرنے والے علم طور پر شیعہ ہیں۔ ان کو نخولی کہتے ہیں۔

نمبر۸۔ یہاں شاہ نجد وحجاز نے گورنر پاکستان غلام محمد کیلئے باب مجیدی کے سامنے ایئر کنڈیشن محل تیار کرایا ہے۔ تیس لاکھ روپیہ خرچ کئے ہیں۔ اس سال غلام محمد صاحب نے اسی محل میں قیام کیا۔

۳ ستمبر ۱۹۵۴ء ۴ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ جمعۃ الوداع

بدن سے جان نکلتی ہے آہ سینہ سے
تیرے فدائی نکلتے ہیں جب مدینہ سے

Marfat.com

روضہ اچھا زائر اچھے اچھی راتیں اچھے دن
سب کچھ اچھا ایک رخصت کی گھڑی اچھی نہیں۔

آج ہم پردیسی حجاج کی الوداع کا دن ہے۔ صبح نماز فجر پڑھتے ہی حضرت عکاشہ ابن محصن رضی اللہ عنہ کے مزار مقدس پر حاضری نصیب ہوئی آپ کا مزار شریف باب السلام کے قریب ایک تاریک گلی کے تاریک مکان میں ہے کسی کو پتہ نہیں چلتا ورنہ نجدی اسے بھی منہدم کر ڈالتے مزار شریف صحیح حالت میں ہے۔ سبز چادر چڑھی ہوئی ہے۔ ایک کتبہ سنہری حروف میں لکھا ہوا قبر شریف پر رکھا ہے۔ ہذا قبر عکاشہ صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ وہاں حاضری سے فارغ ہو کر کیمپ میں آئے ایک قریب کے سرسبز باغ میں جاکر غسل کیا۔ کپڑے دھوئے۔ جمعہ کی تیاری کی۔ ادھر کمپنی کی طرف سے حجاج کا سامان وزن ہونے لگا۔ سوا من وزن تک لے جانے کی اجازت تھی کچھ بسوں کا سامان وزن ہوا پھر بند کر دیا گیا کہ باقی وزن کویت میں کیا جائے گا۔ سب نے سامان بسوں پر لادا بعد نماز جمعہ روانگی ہے سلام الوداع بھی بعد نماز ہی ادا ہوگا۔

آج طبیعت میں بے چینی ہے۔ گنبد خضرا کیمپ سے نظر آرہا ہے دیکھ دیکھ کر بے اختیار آنسو ٹپک پڑتے ہیں یہ دس دن ہوا کے جھونکے کی طرح نکل گئے۔ شعر

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر نہ دیدیم بہار آخر شد

بارہ بجے دوپہر کو حرم شریف میں پہنچ گئے ابھی نماز جمعہ میں دو گھنٹے باقی ہیں۔ پونے دو بجے خطبہ جمعہ ہوا خطیب صاحب نے بہت نصیحت آمیز خطبہ دیا آج ماہ محرم کا پہلا جمعہ ہے اس لئے سال کے آنے جانے سے عبرت حاصل کرنے کا سبق دیا کہ انسان دنیاوی مسافر ہے یہ سال اس کی منزلیں ہیں دن رات اس کی سواریاں۔ خوش نصیب ہے وہ جو ماضی میں مستقبل کا انتظام کرے۔ نماز جمعہ ہوئی پھر بعد نماز ہم نے الوداعی سلام عرض کیا آج نہایت حسرت بھری نگاہوں سے روضہ پاک کا آخری دیدار کر رہے ہیں آنکھوں سے اشکوں کی جھڑی لگی ہے اور زبان پر یہ شعر بار بار آتا ہے۔

لج پال پریت کو توڑت ناہیں
جو ہاتھ پکڑیں پھر چھوڑت ناہیں
گھر آئے تو خالی موڑت ناہیں

میں کیا کہوں مجھ کو یہ عطا ہو وہ عطا ہو
وہ چیز دو جس سے مرے گھر بھر کا بھلا ہو

یارسول اللہ میں سفر کو جارہا ہوں. توشہ دو. داتا بھیک دو تم داتا ہو ہم بھکاری ہیں نواسوں کا صدقہ دے ڈالو دعائیں دونگا. غرضیکہ نہ معلوم کیا کیا مانگا اور نہ معلوم داتا نے کیا کیا دیا. پھر رخصت ہو گئے. رخصت کے وقت جو سلام عرض کیا وہ آخر کتاب میں قصیدہ کے طور پہ درج ہے باب جبریل سے نکل کر کیمپ میں آگئے. تمام سامان بسوں میں رکھ دیا گیا تھا قافلہ چلنے والا تھا کہ ایک ناخوشگوار واقعہ پیش آیا وہ یہ کہ کمپنی والوں نے حجاج سے مطالبہ کیا کہ فی کس تین ریال یا پانچ روپے پاکستانی فیس معلمی ادا کرو بعض نے فوراً دے دیئے بعض نے کہا کہ یہ فیس تمہاری کمپنی کے ذمہ ہے ہم سب کچھ تم کو دے چکے ہیں نیز تم نے ہم کو پہلے اطلاع دی ہوتی. اب ہم سب ریال خرچ کر چکے غلام حیدر صاحب معلم مدینہ اور بعض حجاج کے درمیان میں پڑ جانے کی وجہ سے معاملہ رفع ہو گیا. اس کے بعد معلم غلام حیدر صاحب نے تمام حجاج کو اس جگہ جمع کیا. چونکہ وہاں سے گنبد خضرا صاف نظر آرہا تھا سب کو دست بستہ کھڑا کیا اور سلام پڑھایا سلام میں یہ الفاظ کہلوائے. الوداع یا رسول اللہ. الفراق یارسول اللہ الامان یا حبیب اللہ. اس وقت آنکھوں سے جھڑی لگ گئی صوفی محمد جمیل صاحب بیہوش ہو کر گر گئے. بدن ٹھنڈا پڑ گیا انجکشن کئے گئے. منہ میں پانی ڈالا گیا مگر ہوش نہ آیا قافلہ کے ہسپتال میں پہنچایا. وہاں جا کر ان کی زبان پر کلمہ طیبہ جاری ہوا. پھر رونا شروع کر دیا اور چیخیں مار مار کر رونے لگے کہتے تھے کہ یارسول اللہ اب مجھے پھر بلاؤ گے یا نہیں. پھر گنبد کے سامنے کھڑے ہو کر صوفی صاحب نے فاتحہ پڑھی. اس واقعہ سے سب لوگوں میں ولولہ پیدا ہو گیا اور عجیب حالت ہو گئی ان وجوہ سے روانگی میں دیر ہوئی. اس دیر سے حجاج نے بڑا فائدہ اٹھایا کہ کوئی مصلے پہ. کوئی ایستادہ. روضہ پاک کی طرف منہ کر کے درود شریف میں مشغول ہو گئے اور حسرت بھری نگاہوں سے گنبد خضرا اور میناروں کو ٹکٹکی باندھ کر تکنے لگے.

جناب ڈاکٹر اللہ دتا صاحب نے فی البدیہہ یہ رباعی کہی اور پڑھی

به بین به بین که نهاں از نگاه می گردد — به بین به بین که کنوں دور راه می گردد
الٰہی حسرتِ دیدن برون نه شد از دل — فراق و فرقتے اکنوں ز شاه می گردد

اے آنکھو اخوب دل بھر کر سبز گنبد کو دیکھ لو. اب عنقریب یہ نگاہ سے چھپا جا رہا ہے. دیکھ لو دیکھ لو. اب اس میں بہت فاصلہ ہوا جا رہا ہے اے مولا دیدار کی حسرت نہ نکلی تھی کہ شائق

Marfat.com

فراق کا وقت آپہنچا ہم نے عرض کیا۔ شعر

دور سے دربار میں آئے ہیں ہم
دیکھو سایہ میں کہ بے سایہ ہیں ہم

یارسول اللہ منزلیں سخت ہیں۔ راستہ خطرناک ہے اگر اس سفر میں ہماری موت ہے تو اپنے سایہ میں یہیں رکھ لو۔ شعر

در کو تکتے ہو جاؤں ہلاک
یاں کی خاکِ پاک سے مل جائے خاک

اور اگر ابھی وقت نہیں آیا ہے تو خیریت سے وطن پہنچیں۔ غرضیکہ مغرب کا وقت آپہنچا اور قافلہ نے کوچ کر دیا۔ اولاً مدینہ منورہ کے پولیس اسٹیشن پر پہنچے۔ جو شہر میں ہے۔ وہاں سے اجازت حاصل کر کے براستہ ریاض چل پڑے۔

۴ ستمبر ۱۹۵۴ء ۵ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ شنبہ

آج شب کو مدینہ منورہ سے ۴۵ میل طے کر کے ایک کنویں پر رات کے دس بجے کے قریب پہنچے۔ یہاں پڑاؤ کیا۔ کمپنی والے کھانا مدینہ پاک سے پکا کر لائے تھے۔ جو یہاں آکر کھایا نماز عشا جماعت سے پڑھی اور سو رہے اب واپسی میں دوسرا راستہ اختیار کیا گیا ہے۔ جدہ کا راستہ چھوڑ دیا گیا ہے ریاض کی راہ جا رہے ہیں مگر ریاض چھوڑ دیں گے۔ سیدھے آج مرات پہنچنے کا ارادہ ہے صبح ہی نماز فجر پڑھی چائے پی اور روانہ ہو گئے ہیں۔ ہمارا راستہ آج مشرق و جنوب کے درمیان ہے کچھ دور جا کر ہمارا قافلہ راستہ بھول کر دوسری راہ چل پڑا۔ دو میل چل کر ہمارے کویتی رہبر محمد یسٰین کو پتہ چلا کہ ہم غلط جا رہے ہیں واپس ہوئے۔ سب کو سخت فکر ہو گئی۔ دعائیں ہونے لگیں۔ کہ یا اللہ خیر کیجیو۔ کیونکہ اس ریگستان میں گم ہونا ہلاکت ہے۔ خیر خدا کے کرم سے راستہ صحیح مل گیا پانی کی کچھ تنگی رہی مگر رب کے فضل سے کوئی خاص تکلیف نہ ہوئی۔ صبح بارہ بجے دوپہر تک اسّی میل طے کر کے منزل عرجا پر پہنچے۔ یہاں پانی کا کنواں ملا سب نے چھاگلیں بھریں۔ رب کا شکر کیا۔ پانی میٹھا ملا۔ مقام عرجا میں عصر کی نماز ادا کی اور اعلان ہوا کہ پانی بھر لو کل دوپہر تک پانی کہیں نہیں ملے گا۔ غرضیکہ پانی کی چھاگلیں بھر لیں اور روانہ ہو گئے رات میں ایک بیابان جنگل میں کھانا کھایا اور فرش خاک پر سو گئے۔

Marfat.com

۵ ستمبر سنہ ۱۹۵۴ء ۶ محرم الحرام سنہ ۱۳۷۴ھ یک شنبہ

آج صبح ۳ بجے حجاج کو جگادیا گیا۔ کہ چائے پیو اور مارچ کرو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ قریباً بیس میل نکل کر نماز فجر ادا کی گئی آج یہ حادثہ ہوا کہ ہمارے رہبر کی بس نمبر ۱ نمبر ۲ تو آگے نکل گئیں اور ہماری چار بسیں راستہ بھول گئیں۔ پانی ختم ہوگیا اور راستہ کا پتہ نہیں سخت حیرانی ہوئی مدینہ طیبہ میں خبر لگی تھی کہ لبنان سے تین سو حجاج کا قافلہ چلا۔ راستہ میں تین سو میں سے ڈیڑھ سو راستہ بھول کر ہلاک ہوگئے اور ڈیڑھ سو حج کے چار دن بعد مکہ معظمہ پہنچے۔ ہم سب کے منہ اتر گئے اور سخت فکر ہوئی۔ اونٹوں کا ایک ریوڑ ملا۔ چرواہوں سے پوچھا کہ ہماری پاکستانی بسیں کچھ آگے گئی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم کو خبر نہیں پوچھا کہ عنیزہ منزل کا راستہ یہی ہے بولے ہاں اللہ کے نام پر بغیر رہبر چل پڑے۔ خطرناک صحرا خوفناک ریگ دل کا حال خدا کو ہی معلوم۔ مگر شکر ہے اس رب ذوالجلال کا تین بجے دوپہر کے وقت منزل عنیزہ پر پہنچے۔ جان میں جان آئی معلوم ہوا کہ دوبارہ زندگی ملی۔ الحمد للہ تعالیٰ علیٰ احسانہٖ۔ یہاں کنواں موجود ہے جس کا پانی خوب میٹھا اور ٹھنڈا ہے پانی پیا۔ خدا کا شکر کیا غسل کیا مگر کھانے کی گاڑی پانی کا ٹینک اور سات اور گاڑیاں ابھی شام تک لاپتہ ہیں حجاج بھوکے بیٹھے ہیں۔ عنیزہ منزل عرجا منزل سے دو سو میل جانب شمال مشرق ہے اس درمیان میں نہ منزل ہے نہ پانی۔

مغرب کے قریب گم شدہ بسیں اور پانی غذا کی بسیں۔ شیخ کرم الٰہی کی کار پہنچی۔ یہ بسیں صحرا میں گم تھیں۔ شیخ صاحب تلاش میں تھے۔ جان میں جان آئی۔ شام کے قریب دال روٹی ملی کھا کر نماز مغرب پڑھی آج ایک اور حاجی مسمی عطاء محمد ساکن موضع باگڑیاں ضلع گجرات سفری ہسپتال میں انتقال کر گئے۔ جس پر قریب عشاء ہمیں نماز جنازہ پڑھائی۔ تمام حجاج نے نماز پڑھی اور نعش کو سپرد خاک کیا گیا۔ یہ ہمارے قافلہ میں تیسری موت ہوئی۔ خدا تعالیٰ مغفرت کرے۔ بقیہ حجاج کو بخیریت وطن پہنچاوے۔ آمین۔

بعد نماز عشا حجاج مل کر شیخ کرم الٰہی صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ آج ہم لوگ تو مر گئے تھے نمبر ا نمبر ۲ کے ڈرائیور جن میں راہبر تھا وہ تیز رفتار سے چل کر جلد عنیزہ منزل پر پہنچ گئے اور ہم بے

Marfat.com

یار و مددگار جنگل میں پھنس گئے۔ اس کا انتظام کرو۔ شیخ صاحب نے وعدہ کیا کہ آج سے ان ڈرائیوروں کو پیچھے کر دیا جائے گا۔ ہم لوگ مطمئن ہو گئے۔

۶ ستمبر ۱۹۵۴ء ۷ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ یوم دوشنبہ

آج شب کو اعلان کیا گیا کہ حجاج پانی کا کافی انتظام کر لیں۔ آج ایک ہولناک ریگستان آوے گا جس کو عبور کرنا ہے رات کو ایک بجے بیدار کر دیا گیا۔ چائے پلا کر قافلہ روانہ ہو گیا۔ آج قافلہ کے تین حصے کر دیئے گئے۔ چھ گاڑیوں کا ایک حصہ اور ہر حصے کے اول میں رہبر موجود ہے۔ چنانچہ ہماری نمبر ۷ میں خود صوفی جمیل صاحب رونق افروز ہیں۔ فجر سے قریباً دو گھنٹے پہلے قافلہ عنیزہ منزل سے روانہ ہوا۔ قریباً ۱۵ میل فاصلہ طے کر کے نماز فجر ادا کی۔ وضو تہجد کا باقی تھا۔ بعد نماز پھر چل پڑے۔ پانچ میل طے کرنے کے بعد ریتے کے پہاڑ نمودار ہو گئے۔ ان پر سے عبور کرنا ہے۔ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ تمام بسیں لائن میں کھڑی کر دی گئیں۔ اور ایک ایک کر کے گذارنے لگے جو پھنس جاتی اس کے نیچے پترے اور بانس کے بلے رکھ کر دھکے دیکر نکالتے ہیں۔ عجیب نظارہ ہے۔ قریباً پانچ گھنٹہ میں یہ مرحلہ اللہ تعالیٰ نے طے کرایا۔

ان ریتیلے پہاڑوں سے گذرنے پر ایک بہت پر فضا منزل آئی جس کا نام ربیعیّہ ہے۔ یہاں بے شمار باغات کھیت ٹھنڈے میٹھے پانی کے بہت کنویں ہیں۔ دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا۔ یہ جگہ عنیزہ سے ۲۹ میل جانب جنوب شمال ہے۔ یہاں آتے ہی کھجوریں۔ تربوز۔ خربوزے۔ لیکر بدو آگئے خریدے خوب کھائے دل خوش ہو گیا۔ تمام تھکان اتر گئی۔ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا۔ یہاں کنویں میں پائپ لگے ہیں۔ پانچ انچ کے دہانہ سے پانی نکلتا ہے۔ جس سے باغات و کھیتوں کو پانی دیا جاتا ہے۔ ہم لوگ ایک پائپ پر پہنچ گئے اور غسل کیا۔ بعض لوگوں نے کپڑے دھوئے۔ ربیعیہ منزل کا دلکش نظارہ ہے۔ چہار طرف پہاڑ۔ بیچ ریتہ اور اس ریتہ کے درمیان میں نخلستان اور سبزہ قدرتی منظر عجیب و غریب ہے۔ یہاں عصر کے قریب تک قیام رہا۔ پھر روانگی ہوئی۔

۷ ستمبر ۱۹۵۴ء ۸ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ یوم سہ شنبہ

آج رات ربیعیہ سے پچاس میل فاصلہ پر ایک میدان میں قیام کیا۔ وہاں ہی کھانا کھایا۔

Marfat.com

چھاگلوں کا پانی پیا۔ تیمم سے نمازعشاء پڑھی۔ ریتہ پر سو گئے۔ صرف تین گھنٹہ آرام کیا۔ دو بجے اعلان ہوگیا کہ چائے پیو اور چلو۔ یہ آواز گویا صور کی آواز تھی کہ سب جاگ گئے۔ بعض نے تہجد پڑھی۔ چائے پی اور چل پڑے۔ ساڑھے چھ بجے صبح تک چلتے رہے پھر ایک جگہ قیام کر کے نماز فجر ادا کی پھر چل پڑے۔ قریباً نو بجے ریتہ کا ایک ہیبت ناک صحرا سامنے آیا۔ بسوں کے پہیوں کی ہوا کم کی گئی۔ تاکہ ریت میں نہ پھنسیں۔ پھر یکے بعد دیگرے بسیں نکالیں رب کے فضل سے بہت آسانی سے سفر کٹ گیا۔

میں نے روضہ اطہر پر دعا مانگی تھی کہ حضورؐ اگر اس سفر میں میری موت ہے تو مجھے یہاں ہی رکھ لو۔ شعر

گلشن میں میں نے دیکھا ہے پھولوں میں خار بھی رہتے ہیں
اے شاہ عرب مجھ بد کا بھی طیبہ میں گذارا ہو جائے

اور اگر کچھ ایام زندگی باقی ہیں تو یہ سفر خیریت سے کٹے۔ پہلی سی تکالیف اب نہ ہوں اب برداشت کی طاقت نہیں ہے۔ اللہ کے فضل سے یہاں تک سفر بہت آسانی سے کٹا ہے آئندہ بھی رب تعالیٰ کی رحمت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم کی امید ہے۔ کہ حضورؐ کے سایہ میں ہی جائیں گے۔ اس قافلہ میں سے ۱۴ آدمی مدینہ منورہ سے ہم لوگوں سے جدا ہو کر جہاز کے راستہ نکل گئے۔ تین حاجی فوت ہوگئے۔ قافلہ کا بھی اللہ مالک ہے۔

شعر۔ جو ہیں پردار اڑتے پھرتے ہیں بے پروں کا بھی ہے خدا حافظ ر

گیارہ بجے دوپہر کے قریب ہمارا قافلہ مرات پہنچ گیا۔ یہ وہ منزل ہے جہاں سے ہم جاتے ہوئے بھی گذرے تھے۔ جہاں لیلیٰ مجنوں کا وطن اور مجنوں کے رہنے کی پہاڑی ہے۔ مشہور یہ ہے کہ ان کی قبریں بھی یہاں ہی ہیں۔ مگر یہ غلط معلوم ہوتا ہے ہم نے بہت تلاش کی مگر نہ ملیں نہ یہاں کے کسی باشندے کو خبر ہے۔ مرات ربیعیہ سے ۱۳۳ میل اور مدینہ منورہ سے ۴۹۷ میل جانب جنوب مشرق ہے مرات راستوں کا جنکشن ہے ریاض۔ رماح۔ مکہ معظمہ۔ مدینہ منورہ کی طرف کو راستے یہاں ہی سے پھٹتے ہیں۔ ہم مکہ معظمہ کے راستہ سے یہاں سے گئے تھے اور مدینہ منورہ کے راستے سے آئے۔ یہاں برابر میں جبل قیس ہے جو مجنوں کا مقام ہے یہاں سے مغرب

Marfat.com

کے قریب چلنے کا اعلان ہوا اور تمام قافلہ بالکل تیار ہوگیا۔ بسیں لائن میں کھڑی ہوگئیں کہ اچانک نمبر ۱ بس خراب ہوگئی اور دو گھنٹہ ٹھہرنا پڑ گیا۔ نماز مغرب اسی مرات میں ادا ہوئی۔ کھانا کھایا نماز عشاء پڑھی اور قافلہ بعد عشاء روانہ ہوگیا۔

۸ ستمبر ۱۹۵۴ء ۹ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ چہار شنبہ

آج شب کو قریباً گیارہ بجے ہمارا قافلہ مرات سے گیارہ میل چلا ہوگا کہ بسیں ریت میں پھنس گئیں۔ بہت کوشش کرنے پر بھی نہ نکل سکیں۔ آخرکار وہاں ہی قافلہ روک دیا گیا اور اسی ریت میں سو گئے فجر کے وقت بیدار ہوئے۔ بعد نماز چائے پی اور پھنسی ہوئی بسیں نکالنے میں مشغول ہوگئے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے نہایت آسانی سے لاریاں نکل گئیں۔ اس کے بعد چار جگہ اور ریت آئی۔ مگر رب کا کرم شامل حال رہا اور بسیں نکلتی رہیں۔ کسی نے مجھ سے کہا کہ جاتے ہوئے تو اس راستہ میں بہت مصیبت پڑ گئی تھی آتے ہوئے رب کا بڑا کرم ہے میں نے کہا کہ ہم کسی بے سایہ والے کے سایہ میں جا رہے ہیں یہ اس سایہ عاطفت کی طفیل ہے۔ بی بی حلیمہ جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو لینے مکہ معظمہ آئیں تو بہت دشواری سے مگر گئیں نہایت آسانی سے کیونکہ رحمت للعالمین ساتھ تھے۔ اس بی بی کے صدقہ سے ہم پر بھی انہیں کا ہاتھ ہے غرضیکہ سفر آسانی سے کٹ گیا ایک جگہ بدوؤں کے کچھ خیمے ملے جن سے پانی خرید کر نماز ظہر ادا کی۔ میں نے پوچھا کہ ایسی بے آب و دانہ جنگل میں ان لوگوں کا گذارہ کیسے ہوتا ہے جہاں پچاس پچاس میل تک کوئی بستی نہیں مگر ان کی بھیڑ بکریاں بھی موٹی ہیں۔ خود بھی مزے میں ہیں۔ معلوم ہوا کہ بھیڑ بکریاں فروخت کر کے گذارہ کرتے ہیں۔ سوکھی ٹڈیاں بجائے سالن کے کھاتے ہیں۔ کھجور کی گٹھلیوں کا آٹا بنا کر روٹی پکاتے ہیں جو کچھ ملے کھا لیتے ہیں غرضیکہ عجیب و غریب زندگی کے مالک ہیں۔

قبل مغرب ہمارا قافلہ منزل رماح جسے رُماح بھی کہتے ہیں پہنچ گیا۔ آج تمام دن سفر میں کٹا۔ سوائے چائے کے اور کچھ کھانے پینے کا موقعہ نہ ملا نہ روٹی پک سکی۔

۹ ستمبر ۱۹۵۴ء ۱۰ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ یوم پنجشنبہ

آج شب کو بعد نماز عشاء رولی ڈال کمپنی کی طرف سے حجاج کو دی گئی چونکہ ۲۷ گھنٹے کے

Marfat.com

بعد کھانا نصیب ہوا تھا۔ اس لئے بہت رغبت سے کھایا گیا اور یہ دال بڑی نعمت معلوم ہوگی کو فتہ دانان ہی کوفتہ است آج چونکہ عاشورہ کا دن ہے۔ اس لئے رات کو ہی اعلان ہوگیا تھا کہ فجر کی نماز کے بعد ذکر شہادت امام حسین کی مجلس ہوگی۔ فجر کی نماز کے بعد سب لوگ جمع ہوگئے۔ میں نے آج کی تاریخ کے فضائل اور عاشورہ کے دن کرنے کے خاص اعمال اور مختصر سا ذکر شہادتین کیا چونکہ یہ روماح عرب کا علاقہ ہے۔ کربلا معلی بھی یہاں سے قریب ہے کچھ امام حسینؓ کا فیضان بھی یہاں زیادہ ہے لوگ تڑپ گئے بہت پر لطف محفل رہی۔ بعد ذکر شہادتین ختم قرآن شریف کیا گیا عرض کیا گیا کہ شربت پر سید الشہدا کی فاتحہ کرو۔ چنانچہ فوراً بہت کافی روپیہ چندہ ہوگئے۔ اور کھانڈ کی تلاش جاری ہوگئی۔ منزل روماح مدینہ منورہ سے ۵۶۳ میل جانب جنوب واقع ہے۔ اور مرات ۱۶۶ میل اسی جانب ہے جاتے وقت یہاں کا پانی پیشاب کی طرح تھا۔ جس میں اونٹ کی لید اور بکریوں کی مینگنیاں شامل تھیں اب آتے وقت دیکھا کہ کنویں کے ارد گرد گول من بنادی گئی ہے جس سے پیشاب مینگنیاں لید پانی میں نہیں گرتی اور پانی بھی غالباً صاف کر دیا گیا ہے اس لئے پانی ٹھنڈا میٹھا اور صاف ہے۔ صرف ایک قلعہ بنا ہوا ہے اور کوئی بستی نہیں ہے کچھ دکانیں معمولی سی ہیں۔ ان دکانوں سے بہت سی کھانڈ سواریاں لگا حاصل کی گئی۔ اور جگہ جگہ قریباً ہر بس میں اعلیٰ درجہ کا دودھ کا شربت بنا کر سید الشہدا امام حسین رضی اللہ عنہ کا فاتحہ کر کے سب کو پلایا گیا۔ تعجب ہے کہ یہاں کے بدوؤں نے شربت نہ پیا بہت کہا گیا مگر قبول نہ کیا گیا۔ صرف حجاج نے پیا۔ ہمارے جاتے وقت بیس روپیہ ڈرام پانی ملا تھا لیکن چونکہ اب حج ہوچکا ہے۔ قافلوں کی آمد و رفت کم ہے آج چار روپیہ ڈرام پانی ملا۔ روماح وہ منزل ہے جہاں جاتے وقت لئے بسیں فیل ہوگئی تھیں۔ جن میں سے بعض تو یہاں سے درست کر کے مکہ شریف پہنچ گئی تھیں۔ مگر پی کپ اور بس نمبر ۳ یہاں ہی رہ گئی تھیں آج تمام رات یہ دونوں گاڑیاں کمپنی کے مستریوں نے درست کریں اور شام تک بالکل ٹھیک کر لی گئیں۔ تعجب ہے کہ روماح میں تاحد نظر صرف ریتہ ہی ریتہ ہے۔

سبزہ یا گھاس وغیرہ کا نام ونشان نہیں۔ اس کے باوجود بھیڑ بکریاں اونٹ آدمی سب بہت تندرست اور موٹے تازہ ہیں۔ نامعلوم ریت کھاتے ہیں یا کیا۔ ان چیزوں کو دیکھ کر

Marfat.com

رب تعالیٰ کی شان ربوبیت نظر آتی ہے۔ آج بعد عصر روانگی ہے۔ تمام حجاج کے دلوں پر ہیبت طاری ہے کیونکہ اگلی منزل ہی بہت سخت منزل ہے جاتے وقت اسی منزل پر گاڑیاں پھنسی تھیں دعائیں جاری ہیں کہ مولا اس کٹھن منزل کو آسان فرما۔

۱۰ ستمبر سنہ ۱۹۵۴ء ۱۱ محرم الحرام سنہ ۱۳۷۴ھ یوم جمعہ

آج ہمارا قافلہ ریگستان میں پھنسا ہوا ہے چند ٹرم لاریاں چلتی ہیں پھر روک لی جاتی ہیں تمام رات میں صرف چودہ میل ریاض سے آگے آئے ہیں گو یا ریت کے سمندر میں ہم لوگ پھنسے ہیں۔ تمام رات جاگ کر گذاری۔ گاڑیوں کے نیچے بلیاں پھٹے رکھ رکھ کر دھکے لگاتے ہیں اور چند ٹرم لاریوں کو آگے بڑھاتے ہیں آج رات سردی بہت بڑی موسم بدل چکا ہے قافلہ میں پانی کی کمی ہے۔ اعلان کر دیا گیا ہے کہ کوئی حاجی سوائے پینے کے پانی استعمال نہ کرے اور بقدر ضرورت ہی پیئے اگر ایک گھونٹ میں پیاس بجھ سکتی ہے تو ڈیڑھ گھونٹ نہ پیئے۔ نماز فجر جماعت سے ادا کی بعد نماز کل کے بچے ہوئے چاول کھائے پانی پی کر خدا کا شکر ادا کیا اس کی عطا ہمارے خیال سے بالاتر ہے یہاں ریگ کے سمندر میں ایسی نعمتیں اس کی شان رزاقی ہے۔ چونکہ پی کپ کل مکمل طور پر درست نہیں ہوئی اور چلتی نہیں اس کی وجہ سے تمام قافلہ رکا رہا۔ یہاں تک کہ دن چڑھ گیا۔ کمپنی والوں کو سخت فکر ہے کہ کس طرح پی کپ کو چلایا جائے اگر کسی بس سے باندھا جائے تو بس کو خود چلنا مشکل ہے اسے کیونکر کھینچیں۔ اچانک رحمت خداوندی کا ظہور ہوا کہ ہمارے رہبر لیسین محسن کا چھکڑا کویت کو جاتا ہوا آنکلا۔ اسے روکا گیا اس میں پی کپ کو باندھ کر کویت بھیج دیا گیا یہ بڑی نیک فال ہوئی پھر قافلہ روانہ ہوا — ۷ امیٹر طے کر کے قافلہ اس ریتہ کی پہاڑی پر پہنچا جو زیادہ خطرناک ہے دوپہر ہو چکی ہے۔ اس ریتہ کو دیکھ کر دل میں ہول پیدا ہوتا ہے ریتہ کا رنگ سرخ ہے اس میں جوار کے برابر کی سرخ و سفید بجری شامل ہے دوپہر میں یہاں تیز ہوا چلتی ہے۔ جس سے ریتہ اڑ کر جگہ جگہ پہاڑی بن جاتی ہے اگر کوئی آدمی یا کوئی چیز یہاں پھنس جاوے تو اس ریگ میں دفن ہو جاتا ہے۔ یہ بجری گرم ہو کر چھرے کی طرح لگتی ہے۔ قہر الٰہی کا نمونہ ہے۔

اکثر بسیں کنارہ پر کھڑی ہو گئیں اور ٹھنڈے وقت کا انتظار کرنے لگیں کچھ اسی حالت میں

Marfat.com

ریگستان میں داخل ہوگئیں۔ پانی ختم ہوگیا۔ پیاس کی شدت سے زبانیں باہر آگئیں۔ موت سامنے نظر آنے لگی آج تک ایسی تکلیف نہیں دیکھی تھی۔ ہماری بس ٹھنڈے بڑھے چلی مگر ریتہ کا یہ حال ہے کہ چلنے نہیں دیتا۔ سواریاں پیدل ہو کر بس کو دھکیلتی تھیں۔ پانی خدا کے فضل سے ہماری چھاگلوں میں تھا پیدل چلنا پڑا۔ جوتا پہن کر چلنا مشکل جوتا اتار کر چلے تو گرم ریتہ پاؤں کو بھونے دیتا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ ہماری موت اس میدان میں لے آئی ہے۔ غرض عجیب کشمکش تھی۔ خدا خدا کر کے یہ علاقہ بعد مغرب طے ہوا۔ اور پختہ زمین پر آئے۔ آتے ہی مولانا محمد بشیر صاحب کوٹلی لوہاراں والے ملے فرمانے لگے مفتی صاحب ایک قطرہ پانی ہے تو دو۔ پیاس سے جان نکل رہی ہے اپنی بسوں کی چھاگلیں نچوڑی گئیں اور پاؤ گلاس نکلا۔ جو انہوں نے پیا۔ خدا کا شکر کیا۔ شیخ کرم الٰہی صاحب اگلی منزل معقلہ پر بذریعہ کار پہنچے اور وہاں سے بیس ڈرام پانی خرید کر ایک چھکڑے میں لدوا کر قافلہ میں لائے۔ قافلہ میں شور مچ گیا کہ پانی آگیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ آب حیات آگیا۔

آج پانی دیکھ کر ایسی خوشی ہوئی کہ اس سے پہلے عید کا چاند دیکھ کر بھی ایسی خوشی نہ ہوئی تھی جو بسیں یہاں موجود تھیں انہیں فی بس ایک ڈرام پانی تقسیم کیا گیا۔ باقی جو بسیں جہاں پھنسی تھیں انہیں وہاں پہنچایا چار ڈرام پانی باورچیوں کو دیا گیا کہ کھانا پکائیں۔ شیخ صاحب کی اس عقلمندی اور بہادری نے پونے چار سو حجاج کی جان بچالی۔ بعد عشاء حجاج تو سو گئے۔ مگر باورچی کھانا پکانے میں مشغول ہو گئے رات کو اڑھائی بجے اٹھا کر کھانا کھلایا گیا آج ۲۷ گھنٹے کے بعد کھانا دیا جاسکا۔ کیونکہ درمیان میں کھانا پکانے کا موقعہ ہی نہ ملا۔

۱۱ ستمبر ۱۹۵۴ء ۱۲ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ یوم شنبہ

آج الحمد للہ وضو کر کے فجر پڑھی۔ بعد فجر چائے پی حجاج اس کٹھن راستہ سے اس قدر گھبرائے ہوئے ہیں کہ ایک چھکڑا کرایا پر کرنے لگے جو انہیں اگلی منزل معقلہ تک پہنچائے ان کوشش کرنے والے حضرات میں مولانا محمد بشیر صاحب بھی ہیں مگر چھکڑے والوں نے ایک ہزار روپیہ مانگا اس لئے یہ حضرات خاموش ہو گئے بہر حال قافلہ چلا۔ صرف دو ایک جگہ پھنسا اور بخیریت تمام معقلہ منزل پر پہنچ گیا۔ ساڑھے گیارہ بجے دوپہر یہاں پہنچے۔ یہ معقلہ وہی جگہ ہے جہاں جاتے وقت حاجی فتح محمد جہلمی مرحوم

Marfat.com

کا انتقال ہوگیا تھا اور اسی معقلہ میں اس مرحوم حاجی کو دفن کر دیا گیا تھا ہم لوگوں نے شکرانہ کے نفل مانے ہوئے تھے کہ خدا خیریت سے معقلہ پہنچا ئے تو ہم نفل پڑھیں گے۔ معقلہ پہنچ کر نفل شکریہ پڑھے کہ رب نے یہاں خیریت سے پہنچایا اور ریتہ ختم ہوا۔ معقلہ روماح سے ۵۷ میل جانب شمال ہے جو کہ ۴۸ گھنٹہ میں طے ہوا اور معقلہ مدینہ منورہ سے ۳۶۷ میل دور ہے یہاں پانی کا کنواں ہے۔ پائپ لگا ہوا ہے پانی بہت افراط سے ہے۔ الحمد للہ کہ سب نے غسل کیا۔ بعض نے کپڑے دھوئے۔ کل پانی پینے کے لئے بھی پورا نہ تھا آج غسل کر رہے ہیں۔ یہاں چھوٹی سی آبادی ہے اونٹ بکریاں بھیڑیں خوب موٹی تازی ہیں۔ ایک پرانی وضع کا قلعہ بنا ہوا ہے۔ سوا چار بجے قریب عصر کھانا ملا۔ چونکہ چائے پی تھی۔ تھوڑے بسکٹ کے ہمراہ۔ اس لئے بھوک خوب لگی ہے عصر کی نماز پڑھ کر تمام چھاگلیں اور موٹر کی ٹنکی بھرلی۔ کیونکہ اب القریہ تک پانی نہیں ہے۔ اور مغرب سے کچھ پہلے قافلہ روانہ ہوگیا۔

۱۲ ستمبر ۱۹۵۴ء ۱۳ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ یوم یکشنبہ

آج شب القریہ کے راستہ میں کچھ بسیں پیچھے رہ گئیں ان کے انتظار کے لئے قافلہ رکا۔ نماز عشاء پڑھی اعلان ہوا کہ آدھ گھنٹہ تک گمشدہ بسوں کا انتظار ہوگا اگر آگئیں تو فبہا ورنہ پھر یہاں ہی قیام کرنا ہے لوگ یہ سن کر سونے لگے کہ اچانک دونوں گمشدہ بسیں پہنچ گئیں اور قافلہ روانہ ہوگیا۔ ۷۰ میل طے کر کے آرام کے لئے راستہ میں رک گئے ریتہ پر بستر لگا دیئے۔ مگر سردی بہت تھی رات میں اکڑ گئے فجر سے پہلے ہی سردی نے اٹھا دیا۔ وضو کر کے وقتِ نماز کا انتظار کیا وقت ہونے پر نماز پڑھی۔ کمپنی کی طرف سے چائے اور بسکٹ ملے۔ چونکہ تمام حجاج کو رات کا فاقہ تھا اس لئے یہ ہی بہت غنیمت معلوم ہوا۔ چائے پیتے ہی قافلہ صبح ۷ ½ بجے روانہ ہوگیا۔ اور ۹ بجے صبح القریہ میں داخل ہوگیا۔

القریہ نجدی حکومت کی آخری سرحد ہے اس کے بعد کویت ہے القریہ معقلہ سے ۹۶ میل جانب مشرق وجنوب ہے۔ قریباً سو میل جب ہم جاتے ہوئے یہاں سے گذرے تھے تو یہاں صرف پانی کا پائپ تھا۔ لیکن آج آکر دیکھا تو ٹنکی بھی لگ گئی ہے اور غسل کی جگہ عمدہ سیمنٹ

Marfat.com

سے بنادی گئی ہے۔ جس سے بڑا آرام ہو گیا معلوم ہوا کہ حکومت کام کر رہی ہے الفریہ مدینہ منورہ سے ۸۳۲ میل ہے اچھا خاصا قصبہ ہے بازار چوک کنویں معمولی دکانیں ہیں قریبًا ۲ بیگہ میں سبزہ بھی دیکھا جس میں مکئی اور ترکاریاں بکریوں کا چارہ اگا ہوا ہے لوگ بڑے مالدار ہیں۔ لڑکیاں ہاتھوں میں سونے کے موٹے موٹے کنگن پہنے ہوئے دیکھی گئیں چونکہ یہ جگہ کسٹم پوسٹ سعودی ہے اس لئے یہاں رونق اچھی ہے۔

کمپنی کی نیت اب یہ ہے کہ اپنا وعدہ خلاف کرتے ہوئے راستہ کی زیارات خصوصًا بغداد شریف کو چھوڑ کر چھوٹا راستہ خرم شہر سے ہوتا ہوا اختیار کرے۔ کربلا معلی نجف اشرف بغداد وغیرہ سب چھوڑ دیئے اس لئے اس نے کچھ حجاج کو اپنا ایجنٹ کر کے بقیہ حجاج کو بہکانا شروع کیا کہ واپس چلو بہت دن ہو چکے بعض حجاج نوکری پیشہ بھی ہیں جن کی چھٹی ختم ہو رہی ہے اگر بغداد وغیرہ گئے تو ان کی غیر حاضری ہوگی۔ کمپنی کے ڈاکٹر کہتے پھرتے ہیں کہ اگر حجاج بغداد شریف گئے تو سخت بیمار ہو جاوینگے۔ اکثر حجاج سے دستخط کرائے گئے ہیں کہ ہم زیارات کو چھوڑ کر جلد وطن پہنچنا چاہتے ہیں ادھر کمپنی اعلان کر رہی ہے کہ جو اکثریت چاہے گی ہم وہی راستہ اختیار کرینگے۔ مصرع

تیرا دل نہ ہو تو بہانہ ہزار ہیں ع خوے بد را بہانہ ہائے بسیار

اگر خدا نہ کرے ایسا ہوا تو ہمارا اس طرف آنا اور مصائب جھیلنے کا مقصد قریبًا فوت ہو جاوے گا۔ کمپنی نے مجھ کو خط لکھا تھا کہ جیسے حج کرانا ہمارا فرض ہے ایسے ہی زیارات کرانا بھی ہمارا فرض ہے۔ اور آتے وقت نجف اشرف میں خود مجھ سے شیخ کرم الٰہی صاحب سالار قافلہ نے مصمم وعدہ کیا تھا کہ کوفہ بغداد شریف وغیرہ کی زیارات آتے وقت کمپنی کرائے گی

۱۳ ستمبر ۱۹۵۴ء ۱۴ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ یوم دوشنبہ

کل شام غروب آفتاب سے پہلے ہم کو حدود الفریہ سے باہر کر دیا گیا کیونکہ یہاں قانون ہے کہ اگر کوئی سورج ڈوبنے سے پہلے حدود الفریہ سے باہر نہ ہو جائے تو پھر صبح تک باہر نہیں آسکتا۔ یہاں اگر نماز مغرب باجماعت پڑھی کھانا کھایا۔ پھر نماز عشا پڑھی اور چلد بیٹے

Marfat.com

قریباً ۶۰ میل جا کر راستہ میں قیام کیا اور سو گئے۔ ۲ ۱/۲ بجے شب کو ہمیں اٹھا دیا گیا اور روانہ ہو گئے۔ مگر قریباً ۱۰۰ میل پورے ہونے پر قافلہ رک گیا۔ کیونکہ وہ بسیں خراب ہو گئی ہیں ان کا انتظار ہے فجر یہاں ہی ادا ہوئی اور چائے یہاں ہی دی گئی جب بہت دیر تک گاڑیاں نہ آئیں اور ٹھیک نہ ہوئیں۔ تو ہم باقی حجاج کو روانہ کر دیا گیا۔ راستہ میں کچھ ریتہ بھی آیا۔ مگر کہیں بس پھنسی نہیں۔ دوپہر کو ایک بجے ہمارا قافلہ کویت پہنچ گیا۔ کویت القریہ سے ۶۰ میل ہے اس راستہ سے جس سے ہم آ رہے ہیں اور کویت مدینہ منورہ سے ۹۷۸ میل ہے۔ اس راستہ سے جو براہ عنیزہ ہے آج جب کویت پہنچا ہوا تو حجاج بہت بھوکے تھے اور قافلہ ایسے چٹیل میدان میں ڈالا گیا۔ جہاں سایہ کا دور دور تک نام نہ تھا۔ بھوک اور دھوپ سے گھبرا کر ایک قریب کے ہوٹل میں پناہ لی۔ روٹی کھائی۔ دوپہر کی تیزی گذاری پھر مکانات کی دیواروں کے سایہ میں لیٹے رہے۔ خدا خدا کر کے وقت عصر قریب آیا۔

۱۴ ستمبر ۱۹۵۴ء ۱۵ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ یوم سہ شنبہ

آج شب کو جب ہم بازار کویت سے واپس ہوئے تو محترم دوست فضل حسین صاحب فاروقی صاحب اور دوسرے احباب جو لاہور کھاریاں وغیرہ کے رہنے والے ہیں۔ ہمارے کیمپ میں تشریف فرما ہوئے کار لائے تھے۔ مجھے بلانے آئے تھے۔ اپنے ہمراہ احمدی لے گئے۔ جہاں کویت آئل کمپنی ہے وہاں خوب غسل کیا۔ پر تکلف دعوت کی۔ خوب آرام سے سوئے ڈھائی ماہ کے بعد آج گھر میں چارپائی پر سوئے۔

احمدی میں کویت آئل کمپنی ہے۔ یہ جگہ کویت سے ۲۷ میل دور ہے۔ پورا شہر آباد ہے کویت میں پانی مہنگا ہے۔ پٹرول سستا ہے۔ پٹرول آٹھ آنہ چھ آنہ گیلن ہے۔ پانی ایک ٹینک تین روپیہ میں کمپنی نے خریدا۔ مگر احمدی میں میٹھا پانی بہت افراط سے مفت دیا جاتا ہے ملازمین کو بجلی۔ عمدہ کوارٹر وغیرہ مفت مہیا کئے جاتے ہیں۔ مسجد کا اعلیٰ انتظام ہے وہاں ہی عشاء اور فجر کی نماز پڑھی۔ احمدی کے قریب جگہ جگہ روشن ہے۔ جن کنوؤں سے تیل نکلتا ہے۔ وہاں قدرتی طور پر گیس نکلتا ہے۔ جس میں آگ لگا دی جاتی ہے۔ یہ آگ رات دن جلتی رہتی ہے۔ اور بارش سے بھی نہیں بجھتی۔

Marfat.com

جمعرات کے نصف دن اور جمعہ کو سارا دن ہر جگہ اور کمپنی میں بھی چھٹی رہتی ہے اور چھٹی کے دن ایک ایک گھنٹے کے بعد اور روزانہ دن میں دو بار کمپنی کی طرف سے بس کویت آتی اور جاتی ہے جس میں ملازمین کمپنی کو کویت لایا لے جایا جاتا ہے بہت لمبی گاڑی ہوتی ہے جسے ٹریلہ یا ڈمرہ کہتے ہیں اسی ڈمرہ میں ہم کویت واپس آئے۔ یہ کمپنی امریکن اور انگریزوں کی مشترکہ ہے ملازمین کو بڑی بڑی تنخواہیں دی جاتی ہیں معمولی ملازم بھی ماہوار پانچسو روپیہ پاتا ہے مگر اشیاء خوردنی بہت گراں ہیں پانچ روپیہ اگا بینگن دس روپیہ سیر گوشت ہے دودھ کسی بھاؤ نہیں ملتا دودھ کے ڈبہ پہ گذارہ ہے کویت میں موٹریں بہت ہیں کیونکہ آئل کمپنی ہر دو سال کے بعد نئی کاریں منگاتی ہے اور پچھلی کاروں کو پرانی کر کے نیلام کر دیتی ہے یہ لوگ خرید لیتے ہیں نیز پٹرول ارزاں ہے۔

کویت میں چوری۔ زنا۔ شرابخوری۔ سینما۔ بے پردگی وغیرہ کوئی بے حیائی نہیں ہے۔ کویت میں لوگ رات کو گھروں کے دروازے بند نہیں کرتے لاکھوں کی دکانیں میں ۴ آنہ کا قفل پڑتا ہے شب کو قفل بند کرنے کے بعد خود مالک بھی دکان کھول نہیں سکتا جب تک کہ پولیس کا آدمی ساتھ نہ ہو۔

کویت میں جرائم کی سزائیں بہت سخت ہیں بعض سزائیں بطور نمونہ یہ ہیں۔

نمبر ۱۔ ایک عورت نے اپنے خاوند کو زہر دلایا اس کو بوری میں بند کر کے پٹرول چھڑک کر آگ لگا دی گئی۔

نمبر ۲۔ ایک شخص نے اغلام کیا اس کو چھ گولیوں سے مار کر تین دن نعش بازار میں ٹانگی گئی۔

نمبر ۳۔ ایک نے زنا کیا تو اسے زندہ کو ایک چھکڑے کے پیچھے باندھ کر تمام شہر میں چھکڑا موٹر تیز دوڑائی گئی جس سے اس کے گوشت کا قیمہ ہو گیا اور ہڈیاں بکھر گئیں۔

نمبر ۴۔ جو کوئی شراب پہلی بار پیئے اسے کویت سے نکال دیا جاتا ہے اور جو

Marfat.com

بار بار پیٹے اسے سارے ملک سے بدر کر دیا جاتا ہے گویا کالا پانی ہے۔

نمبر۵۔ جو پہلی بار چوری کرے اسے الٹا ڈال کر دس آدمی پندرہ منٹ تک بید مارتے ہیں۔ جو بار بار چوری کرے اسے گولی مار دیتے ہیں۔

نمبر۶۔ جو عورت بے پردہ نکلے اس کی سزا بید ہے بشرطیکہ مسلمان ہو۔ اور کویت کی ہو۔

نمبر۷۔ کویت میں مقدمات میں دیر نہیں لگتی۔ ایک دن یا دو دن میں فیصلہ اٹل ہو جاتا ہے جس کی اپیل نہیں ہوتی۔ محکمہ وکالت بیرسٹری بالکل نہیں۔ قتل کے مقدمے چند دنوں میں فیصل ہو جاتے ہیں

نمبر۸۔ کویت میں جیل خانے وغیرہ کی سزا بالکل نہیں۔ صرف حوالات ہے جس میں ملزم کو تا تحقیق مقدمہ بند رکھا جاتا ہے۔

نمبر۹۔ کویت کے باشندے جھگڑے فساد سے بہت بچتے ہیں اور مقدمے سے بہت زیادہ ڈرتے ہیں۔

نمبر۱۰۔ کویت میں امن و امان کا دور دورہ ہے کوئی غریب نہیں معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص کاروباری ہے۔ مزدوریاں بہت زیادہ ہیں۔ قمیص کی سلائی پانچ روپیہ پائجامہ کی چار روپیہ۔ حجامت دو روپیہ میں۔ گرم کوٹ کی سلائی ۸۰ روپیہ ہے۔ یہ سب باتیں ہم کو محترم دوست عبد المجید صاحب ٹیلر ماسٹر گجراتی سے معلوم ہوئیں جو یہاں کئی سال سے مقیم ہیں۔

۱۵ ستمبر ۱۹۵۴ء ۱۶ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ یوم چہارشنبہ

آج صبح قافلہ میں پانی بالکل نہ تھا۔ کیونکہ واٹر ٹینک کا پانی رات کو ختم ہو چکا تھا اور صبح آٹھ بجے سے پہلے میٹھا پانی کویت میں نہیں ملتا اس لئے نماز فجر میں بہت دشواری ہوئی۔ چائے نہ پکی۔ گیارہ بجے ہماری بس نمبر۲ کے حاجیوں نے امام حسین رضؓ کے نام کی سبیل لگائی۔ جس میں برف کا شربت حجاج کو پلایا لوگ بہت خوش ہوئے

Marfat.com

آج ہمارے قافلہ میں ایک پستہ قد بونا حاجی ہے محمد اقبال شیخ کویت کے پاس کسی صورت سے پہنچ گیا۔ شیخ نے اسے ایک عمدہ کمبل اور پچاس روپیہ دیئے شیخ کے ایک مصاحب نے اسے سو روپیہ دیئے اس حساب سے بونہ اقبال کو ڈیڑھ سو روپیہ نقد اور ایک اعلیٰ کمبل رب نے عطا فرمایا۔ شیخ کویت بہت سخی آدمی ہے کویت کی مسجد میں نماز ادا کرنے کا اتفاق ہوا۔ یہاں مسجدیں نہایت شاندار ہیں اس سے پہلے کچی تھیں شیخ نے تمام پختہ کرا دیں اور کر رہے ہیں۔ ہر مسجد میں بیس پچیس برقی پنکھے اور تیس چالیس بلب ہیں۔ عمدہ مصلّے بچھے ہوئے ہیں۔ ہر مسجد فوراً نماز کے بعد بند کر دی جاتی ہے۔ کوئی مسجد میں ٹھہر نہیں سکتا۔ تمام لوگ حنبلی مذہب کے ہیں۔ مسواک کان پر لگی ہوتی ہے۔ جب نیت باندھتے ہیں اس وقت مسواک دانتوں پر پھیر لیتے ہیں۔ پھر نیت باندھتے ہیں۔ فرشِ مسجد پر جوتا پہنے پھرتے ہیں۔ صرف مصلوں پر جوتا اتار کر بیٹھتے ہیں۔

پاکستانی حجاج نے اس قدر سامان خریدا ہے کہ بازار میں بعض چیزیں بالکل ختم ہو گئی ہیں۔ چنانچہ اعلیٰ درجہ کی ململ تلاش کیے نہیں ملتی۔ ہمارے پاکستانی سو کے نوٹ کا بھاؤ بہت گر گیا ہے ۶۵ روپیہ ہندوستانی مل رہا ہے اور اشیاء کا نرخ بہت چڑھ گیا ہے۔ کپڑے پر فی تھان روپیہ دو روپیہ بلکہ بعض پر پانچ سات روپیہ تک بڑھ گئے ہیں۔

۱۶ ستمبر ۱۹۵۴ء ۷ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ یوم پنجشنبہ

آج شب کو صوفی محمد جمیل صاحب نے ہماری دعوت ہوٹل میں کی اس ملک کے عجیب کھانے کھلائے۔ سیخ کے کباب بغیر نمک مرچ مگر نہایت لذیذ۔ جن پر نمک چھڑک کر کھائے۔ کلیجی گردے دنبے کے گھی میں تلے ہوئے۔ وہ بھی بغیر مصالحہ اور بے نمک مرچ نمک مل کر کھائے۔ مگر بہت مزیدار۔ دہی کے گلاس نمکین۔ ٹماٹر کھیرے کی چٹنی اور ایک بالکل نیا کھانا جسے یہاں گبہ کہتے ہیں وہ نہایت لذیذ ہوتا ہے۔ چند دالوں کو ملا کر پیس لیتے ہیں پھر بڑے سموسہ کی طرح بنا کر اس میں قیمہ بھر دیتے ہیں۔ پھر گھی میں تل لیا جاتا

Marfat.com

ہے اور دہی میں ملا کر کھایا جاتا ہے بہت ہی اعلیٰ درجہ کی چیز ہے۔ گھی میں تلے ہوئے بالکل خشک آلو۔ جو انگریزی کھانوں میں شمار ہوتا ہے آخر میں سنگتروں کا رس پیا جو ولایت سے ڈبوں میں پیک ہو کر آتا ہے اعلیٰ درجہ کی ہوٹل کی عمارت جو برقی قمقموں سے جگمگا رہی تھی برقی پنکھے چل رہے ہیں۔ ٹیبل پر پورے شیشے لگے ہوئے ہیں۔ جس میں ایک پروفیسر کا عربی اشتہار چسپاں تھا اس پر کھانا کھایا گیا دو آدمیوں کا بل ۷ ارو پیہ یعنی قریباً اکیس روپیہ چار آنہ پاکستانی ہوا۔ پتہ لگا کہ صوفی جمیل صاحب شوقین مزاج اور مخیر ہیں جو حجاج اس راستہ سے جاویں یہاں کے کھانے ضرور کھائیں۔

آج ہمارے قافلہ کی روانگی ہے۔ قافلہ بصرہ جا رہا ہے۔ ہمارے کئی قافلہ والے قافلہ کو چھوڑ کر بحری جہاز سے کراچی جا رہے ہیں۔ چنانچہ مولانا محمد بشیر صاحب کوٹلوی بھی آج ہم سے مل کر روانہ ہو گئے۔ کہتے تھے کہ ان لاریوں سے دل گھبرا گیا اور رماح کا رستہ جب یاد آتا ہے تو اختلاج قلب کا سا دورہ پڑ جاتا ہے۔

جہاز کے لئے ٹکٹ کی بہت سے حجاج نے کوشش کی۔ مگر کامیابی نہیں ہوئی کیونکہ ہر جمعرات کو جہاز کویت سے کراچی روانہ ہوتا ہے۔ اور اول سے ہی تمام سیٹیں ریزرو ہو جاتی ہیں مولانا بشیر صاحب وغیرہم بھی آٹھ دن کویت میں ٹھہریں گے ان کے ہم وطن بہت سے یہاں موجود ہیں جنہوں نے اپنے خاص اثر سے ٹکٹ حاصل کیا جو اس میں کامیاب نہ ہو سکے وہ بادل ناخواستہ بسوں میں جا رہے ہیں کویت سے کراچی کا بحری جہاز کا کرایہ ایک سو تین روپیہ ہے اور کویت سے چل کر ساتویں دن کراچی پہنچتا ہے یعنی جمعرات کو چل کر بدھ کو پہنچ جاتا ہے ہمارا قافلہ پونے دس بجے کویت سے روانہ ہوا اور ½ ۱۱ بجے دوپہر کو مطلع پہنچ گیا جو کہ مملکت کویت کی آخری سرحد ہے ایک گھنٹہ یہاں قیام کیا اجازت حاصل کر کے ½ ۱۲ بجے دوپہر کو صفوان روانہ ہو گیا۔ اور ½ ۳ بجے دوپہر کو صفوان پہنچ گیا۔ صفوان مطلع سے پچاس میل جانب مغرب ہے۔ حکومت عراق کی پہلی سرحد ہے۔ یہاں لکڑی کسی بھاؤ نہیں ملتی۔ اونٹ کی خشک مینگنیوں کی چھوٹی سی پیٹی پونے چار روپیہ کی ہے۔ روٹیاں دکان سے لگوائی گئیں۔ اور دال انہی مینگنیوں سے پکانے

Marfat.com

کا انتظام کیا گیا مگر بندوبست نہ ہو سکا۔

صفوان پوسٹ کے اراکین کو کچھ شبہ ہو گیا اور انہوں نے حجاج سے کہا کہ نمبر۲ اور نمبر۱۱ بسوں کی ہم تلاشی لیں گے ان کا سامان زیادہ ہے چنانچہ تلاشی لی گئی مگر کوئی چیز قابلِ اعتراض برآمد نہ ہوئی اس وجہ سے صفوان کسٹم پر بہت دیر لگ گئی۔

آج پرلطف واقعہ یہ ہوا کہ روزنامہ کوہستان راولپنڈی کا مشہور اخبار ہے اس کے کچھ کالم کاٹ کر پاکستان سے یہاں پہنچے جس میں اس قافلہ کی تکالیف اور ان کی فاقہ مستی۔ بے کسی کی بہت تفصیل چھپی ہے جس کی سرخی ہے تین سو پاکستانی حجاج کی فریاد۔ اس کالم کی ہمارے قافلہ میں زیارات شروع ہوئیں۔ دوسرا پرچہ ماہ طیبہ کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ کا بابت ماہ ستمبر ۱۹۵۴ء کا پہنچا۔ اس میں قافلہ ہذا کے طہران تک کے سفر کے حالات حجاج کی تکالیف۔ بسوں کے جھٹکوں سے حجاج کا چوٹ کھانا۔ حجاج کی فاقہ مستی اس انگریز اور اس کی میم کی ہمراہی۔ جو جاتے وقت ہمارے قافلہ کے ہمراہ ہو گیا تھا۔ اس کے ہمراہ بعض بزرگانِ کمپنی کا فوٹو کھچوانا اور ہر وقت میم کے پیچھے پیچھے پھرنا اس میم کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا۔ لیٹنا جاگنا۔ وہ سب تفصیل سے درج ہے اس پرچہ کی قافلہ میں اشاعت ہوئی۔ یہ دو پرچے بعض کے لئے سوہانِ روح بن گئے ہیں۔ آج حجاج کے گھروں سے خطوط آئے جن میں بعض میں درج ہے کہ یہاں اخباروں سے معلوم ہوا کہ تم لوگ سخت مصیبت میں گرفتار ہو۔ برائے خدا اس قافلہ کو چھوڑو اور بحری یا ہوائی جہاز سے واپس آ ؤ پیسہ کا خیال نہ کرو۔ جس سے معلوم ہوا کہ ہمارے مصائب و آلام پاکستان میں شائع ہو چکے ہیں۔

۱۷ ستمبر ۱۹۵۴ء ۱۸ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ جمعہ

آج رات چونکہ صفوان منزل کی کسٹم چوکی پر دیر لگی۔ لہذا حجاج صفوان ہی میں زمین پر سو گئے رات کو بارہ بجے کے قریب کمپنی نے چائے پلائی۔ صبح نماز فجر سے پہلے ہی سب کو جگا دیا گیا۔ بصرہ اس راستہ سے صفوان سے ۳۶ میل فاصلہ پر ہے بصرہ پہنچ کر اس میدان میں ڈیرہ ڈال دیا جس میں پہلے ٹھہرے تھے۔ یعنی پاکستانی کونسلیٹ کوٹھی کے

Marfat.com

پاس اس کے سامنے شط العرب ہے ۔ یعنی فرات اور دجلہ کا مجموعہ ۔ آس پاس تمام ہوٹل ہیں جن میں چہل پہل ہے ۔

بصرہ بہت پرانا شہر ہے ایک زمانہ میں اولیاء اللہ و علماء دین کا مرکز رہ چکا ہے خواجہ حسن بصری ۔ محمد ابن سیرین جیسے بزرگ اس جگہ جلوہ افروز رہے اسی بصرہ کے علاقہ میں جنگ جمل واقع ہوئی جس میں حضرت طلحہ و زبیر جیسے بزرگ شہید ہوئے ۔ اور اب تک وہ یہاں ہی سو رہے ہیں ۔ جن کا فیض اب تک جاری ہے مگر اب یہ بصرہ انگریز بہت کا گہوارہ ہے ۔ بے پردگی ۔ شراب ۔ جوا ۔ زنا بکثرت ہے ۔ بصرہ مدینہ منورہ سے ہمارے اس راستہ سے ایک ہزار چورانوے میل جانب مشرق ہے ۔

آج ہماری کمپنی نے فیصلہ کیا کہ ہم چھوٹے راستہ سے براستہ خرم جائینگے ۔ بغداد شریف چھوڑ دیں گے اس فیصلہ سے حجاج میں بہت مایوسی پھیل گئی ۔ ہم لوگوں نے کوشش کی کہ اگر قافلہ چار دن بھی بصرہ میں ٹھہرے تو ہم لوگ اپنے خرچ پر بغداد شریف ریل سے جائیں اور شہر کی زیارتیں کر آئیں مگر شیخ کرم الٰہی صاحب نے جواب دیا کہ آپ پاس پورٹ اپنا ہم سے لے جائیں اور ہم کو لکھ دیں کہ اگر ہماری واپسی تک قافلہ چلا جاوے تو کمپنی ذمہ دار نہیں ۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ کے اس قافلہ کا قیام بصرہ میں کتنا ہے تو جواب دیا دو دن غرض کہ یہ تدبیر بھی کام نہ آئی ۔ قافلہ سے ۴ حجاج اپنا پاسپورٹ لے کر قافلہ سے نکل گئے اور آج کی ریل سے بغداد شریف چلے گئے یہ حضرات بغداد شریف سے کربلا معلیٰ نجف اشرف جائیں گے ۔

ہم نے کوشش کی کہ ہم اس قافلہ سے جدا ہو کر بغداد شریف کی زیارات کے لئے چلے جاویں اور پھر بصرے سے کراچی جاویں ۔ جناب صوفی محمد جمیل صاحب بصرہ کی بندرگاہ مارگیل تشریف لے گئے ۔ جو یہاں سے پانچ میل ہے وہاں معلوم ہوا کہ ہزارہا کربلا کے زائرین جہاز کے انتظار میں پڑے ہوئے ہیں ۔ جو محرم گذارنے سندھ وغیرہ سے کربلا معلیٰ آئے ہوئے تھے ۔ جہاز صرف بدھ کو کراچی جاتا ہے کئی کئی مہینہ مسافروں کو ٹکٹ کا انتظار کرنا پڑتا ہے غرض کہ تمام اسباب منقطع ہیں ۔ بصرہ میں یہودی بہت کثرت سے ہیں ۔ اور

Marfat.com

نہایت ہی خوبصورت ہیں۔ سخت بے پردہ اور بے حیا ہیں۔ اکثر ہوٹلوں میں رات کو ان کا ننگا ناچ ہوتا ہے آج جمعہ کی نماز میں نے اپنے قافلہ میں خود پڑھائی۔

۱۸ ستمبر ۱۹۵۴ء ۱۹ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ شنبہ

آج شب نماز مغرب ہم نے پُل کے برابر والی مسجد میں ادا کی۔ یہ مسجد بصرہ کی جامع مسجد ہے۔ معمولی سی مسجد ہے اس کے سوا بصرہ میں ایک اور مسجد دیکھی اور کوئی مسجد نظر نہ آئی۔ نماز میں شہر کے نمازی بہت ہی کم تھے اکثر حجاج ہی جماعت میں تھے یہاں کے لوگ اکثر حنبلی ہیں۔ امام صاحب حنفی معلوم ہوتے تھے۔ اذان لاؤڈ اسپیکر پر ہوتی ہے۔ فجر کی اذان ہم نے کیمپ میں سنی مؤذن نے نہایت اچھی اذان دی۔ اذان کے بعد لاؤڈ اسپیکر پر یہ کلمات بہت خوش الحانی سے ادا کئے۔ الصلوٰۃ و السلام علیک یا رسول اللہ۔ الصلوٰۃ و السلام علیک یا آل رسول اللہ۔ الصلوٰۃ و السلام علیکم یا اصحاب رسول اللہ۔ الصلوٰۃ و السلام علیکم یا ازواج رسول اللہ۔ یہ کلمات ایسی خوبی سے ادا کئے کہ ایمان تازہ ہوگیا۔ پھر نماز باجماعت ادا کی۔ بعض وہ حجاج جو پہلے زیارات کو نہیں گئے تھے آج حضرت حسن بصری۔ محمد ابن سیرین۔ طلحہ۔ زبیر رضی اللہ عنہم اجمعین کی زیارات پر حاضر ہوئے۔ صوفی محمد جمیل صاحب بھی آج ہی ان مقدس مقامات پر گئے۔ خواجہ حسن بصری کے مزار پر جاکر کچھ بیٹھے بیٹھے سو گئے خواب میں ایک بزرگ کی زیارت کی۔ جنہوں نے بتایا کہ بیدار ہو اور اپنا کام کرو۔ یہ بیدار ہوئے اور کیمپ میں واپس آئے۔

۱۹ ستمبر ۱۹۵۴ء ۲۰ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ یک شنبہ

آج کے متعلق یہ خبر تھی کہ قافلہ بصرہ سے روانہ ہو جائے گا۔ اور معلوم ہوا تھا کہ فجر کے وقت روانگی ہو جاوے گی مگر ابھی تک بعض بسیں درست نہ ہو سکیں۔ نیز حکومت ایران کا ویزہ اب تک نہ مل سکا۔ اس لئے ابھی دوپہر تک قافلہ بصرہ ہی میں ہے ہمارے قافلہ کی حفاظت کے لئے عراقی پولیس کا زبردست پہرہ ہے کسی شہری آدمی کو ہمارے کیمپ میں

Marfat.com

بغیر اجازت آنے کی اجازت نہیں۔ بصرہ میں عام طور پر دہی بکتا ہے اور بہت عمدہ ہوتا ہے مدینہ منورہ کی طرح پیالوں میں جما ہوتا ہے۔ ہمارے کیمپ میں بھی عراقی گھوسنیں (گوجر عورتیں) سینیوں میں دہی کے پیالے فروخت کرنے آتی ہیں۔ چھوٹا پیالہ بیس فلس کا اور بڑا پیالہ تیس چالیس فلس کا ملتا ہے آج چار آدمی لاہور کے رہنے والے ہمارے کیمپ میں ہم سے ملنے آئے۔ جو عراق میں زیارات کے لئے آئے تھے۔ بچے ان کے ہمراہ ہیں۔ کراچی بذریعہ بحری جہاز کے جانا چاہتے ہیں۔ مگر بصرہ میں حجاج اور کربلا کے زائرین کا اتنا ہجوم ہے کہ ایک ماہ تک ان کی باری نہیں آسکتی۔ اس لئے اب وہ بذریعہ موٹر ایران جانا چاہتے ہیں اور ایران سے براستہ میرجلوا کوئٹہ جائیں گے۔ ان حضرات سے معلوم ہوا کہ بغداد شریف سے ۴۱/۲ بجے بصرہ کو میل چلتا ہے۔ جو بارہ بجے دوپہر بصرہ پہنچتا ہے۔ جس کا تھرڈ کلاس کا کرایہ چودہ درہم دس فلس ہے۔ یعنی پاکستانی قریباً بارہ روپیہ۔ اور بغداد سے کربلا معلیٰ کو بھی گاڑی جاتی ہے۔ جس کا کرایہ چار درہم ہے۔

خیال رہے کہ ایک درہم پچاس پیسہ کا ہوتا ہے۔ پیسہ کو یہاں فلس کہتے ہیں اسی طرح بصرہ سے ۶ بجے شام کو بغداد کی طرف میل چلتا ہے۔ جو تین بجے دوپہر بغداد پہنچ جاتا ہے غرض کہ بصرہ سے بغداد شریف جانا بہت آسان ہے آج بصرہ کی کھجوریں کھائیں۔ گدر کھجوریں بہت ہی لذیذ ہوتی ہیں۔ جو ایک درہم کا کیلہ مل جاتا ہے۔ کیلہ قریباً ایک سیر ہوتا ہے بعض کارخانوں میں کھجوروں کی گٹھلی نکال کر بجائے گٹھلی کے اس میں بادام بھر دیتے ہیں۔ اور باریک کاغذ میں پیک کر کے فروخت کرتے ہیں۔ وہ بھی بمبئی ہوٹل میں خرید کر کھائیں تکلف تو بہت ہوتا ہے مگر لذت میں بھی زیادہ اچھی نہیں ہوتیں زیادہ لذیذ وہ قدرتی کھجوریں ہیں جو باغ سے ٹوٹ کر آتی ہیں بصرہ کی کھجور امریکہ اور انگلستان بہت کثرت سے جاتی ہے نیز یہاں کھجور کے علاوہ جو ادر ملٹھی سے انگریزی ادویات بنتی ہیں۔ مالٹا سنگترہ اور دیگر فروٹ بھی بہت پیدا ہوتے ہیں۔

آج ہمارا قافلہ بصرہ سے روانہ نہ ہو سکا۔ کیونکہ ایران کے ویزے مکمل نہ ہو سکے دن بھر میں صرف سو ویزے بن سکے۔ ۱۴۷ ویزے باقی ہیں جن کے متعلق پاسپورٹ

Marfat.com

آفیسر نے وعدہ کیا ہے کہ ہم کل اپنا دفتر بند کر کے کل مکمل تمہارا ہی کام کریں گے۔

۲۰ ستمبر ۱۹۵۴ء ۲۱ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ دوشنبہ

آج صبح ایک صاحب سے ملاقات ہوئی۔ جو گوجرانوالے کے رہنے والے ہیں۔ اور ۲۲ سال سے بصرہ میں مقیم ہیں۔ ٹیلر ماسٹر ہیں اچھا کاروبار ہے۔ بہت خلیق ہیں۔ بڑی محبت سے پیش آئے ان کا پتہ یہ ہے۔ غلام حسین پاکستانی خیاط سعودیہ روڈ عشار بصرہ۔ انسے بصرہ کے متعلق بہت سی معلومات حاصل ہوئیں

بعض حجاج نے حجاز و کویت سے کپڑا خریدا اور کسٹم سے بچنے کے لئے کسی نے سلوایا کسی نے رضائی کے طور پر اس میں روئی بھروالی۔ کسی نے بوسکی کی پگڑی باندھ لی ہمارے پاس یہ مسئلہ آیا کہ یہ کام جائز ہے یا حرام۔ کیونکہ اس میں حکومت کو دھوکا دینا ہے۔ ہم نے عرض کیا کہ جھوٹ بول کر کسٹم سے بچنا حرام ہے۔ حکومت کو دھوکہ دینا حرام ہے اسی طرح قانون شکنی جرم ہے۔ لیکن سخت قانون سے بچ کر نرم قانون اختیار کرنا جائز ہے دیکھو خضر علیہ السلام نے ایک ظالم بادشاہ کے ظلمی قانون سے بچنے کے لئے کشتی کا تختہ نکال کر اسے عیب دار کر دیا۔ تاکہ بادشاہ اس کشتی کو اپنے قانون کے مطابق غصب نہ کر سکے۔ اس میں دھوکہ نہیں بلکہ قانونی رو سے حلال طریقہ سے بچنا ہے۔ آج بصرہ سے روانگی کی امید ہے

آج ۳ بجے دوپہر ہمارے کیمپ میں ایک حادثہ ہوا۔ وہ یہ کہ بس نمبر ۱۳ کے پاس پٹرول پڑا ہوا تھا۔ کسی نے سگریٹ سلگا کر تیلی ادھر پھینک دی۔ پٹرول میں آگ لگ گئی اور بس نمبر ۱۳ کے انجن میں ایک ہولناک دھماکہ ہوا۔ گمان ہوا کہ انجن میں آگ لگ گئی لوگ دوڑ پڑے۔ رب نے خیر کر دی کوئی خاص نقصان نہیں ہوا

آج ۶½ بجے شام بصرہ سے قافلہ خرم شہر کی طرف روانہ ہو گیا سب لوگ وطن جانے کی خوشی میں ہیں۔ میں بغداد شریف سے محرومی کی وجہ سے سخت غمگین ہوں۔ میرے رنج و غم کو دیکھ کر جناب صوفی محمد جمیل صاحب نے مجھ سے حتمی وعدہ کیا کہ میں عنقریب آپکو بغداد کربلا۔ نجف اشرف کی مفت زیارتیں کراؤنگا۔ اسی ہی بس میں لاؤنگا میں نے عرض

Marfat.com

کیا کہ نجف میں شیخ کرم الٰہی صاحب نے بھی مجھ سے پختہ وعدہ کیا تھا کہ تمہیں کو نہ بغداد واپسی میں ٹھہرائیں گے۔ مگر وعدہ پورا نہ کیا صوفی صاحب نے فرمایا کہ وہ امیر کا وعدہ تھا یہ فقیر کا وعدہ ہے۔ رب تعالیٰ ضامن ہے۔ میں نے عرض کیا بہت اچھا۔ رب تعالیٰ درست کرے۔

بصرہ سے چار میل چلے تو بصرہ کا ریلوے اسٹیشن۔ بندرگاہ۔ ہوائی اڈہ کسٹم چوکی آئی یہ چاروں مقام ایک ہی جگہ ہیں۔ بندرگاہ پر ہزارہا حجاج و زائرین کا بڑا ہجوم دیکھا۔ جو جہاز ملنے کے انتظار میں پڑے ہیں۔ جن کی باری قریباً ایک ماہ میں آویگی۔ جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی آدمی ہی آدمی تھے۔ ہماری بسوں کو دیکھ کر ان پریشان لوگوں نے پاکستان زندہ باد کے نعرے لگائے۔ ہماری بسیں ان تمام مقامات کو طے کر رہی ہیں۔ سینکڑوں مال گاڑی کے ڈبے کھڑے ہوئے ہیں۔ چھوٹی لائن ہے چھوٹے انجن ہیں جن پر بخطِ عربی **العراق** یعنی عراق لکھا ہوا ہے۔ یہ عراق ریلوے ہے اس سے آگے بڑھے تو کسٹم آفس پر پہنچے وہاں ہماری بسیں دو گھنٹہ کے لئے ٹھہریں۔ ہوائی اڈہ سامنے تھا۔ ہمارے سامنے دو ہوائی جہاز بڑے بڑے اترے اور آدھ گھنٹہ ٹھہر کر اُڑ گئے جن میں سے بہت سے آدمی اترے سامنے بحر شط العرب یعنی دجلہ اور فرات کا مجمع دریا ہے۔ یہاں اس کا پاٹ بہت بڑا ہو گیا ہے۔ اس دریا کے یہاں دو حصے ہو گئے ہیں۔ بیچ میں ٹاپو سا ہے اس لئے اس کے دو پل ہیں ایک پُل پختہ ہے جس پر ریلوے لائن بھی بچھی ہے اور بسیں چلنے کی بھی جگہ ہے۔ دوسرا پُل ایسا ہے کہ جب ضرورت پڑتی ہے تو اسے اٹھا کر جہاز کو پار نکال دیتے ہیں۔ پھر بچھا دیتے ہیں عجیب نظارہ ہے دریا کے کنارے بہت سے شوقین لوگ بنجھی سے مچھلی کا شکار کھیلتے ہیں نماز مغرب اس جگہ جماعت سے پڑھی اور ساڑھے آٹھ بجے شب کو یہاں سے روانہ ہو گئے۔

۲۱ ستمبر ۱۹۵۴ء ۲۲ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ سہ شنبہ

آج شب نماز عشاء سے پہلے ہم نے بصرہ کے حدود چھوڑ دیئے۔ دریائے فرات و دجلہ عبور کرنیکے بعد بہت گھنے کھجور کے باغات ملے جو میلوں میں تھے۔ بہت سبزہ زار زمین خوبصورت

Marfat.com

باغات تھے۔ شب میں بہت ہی بھلے معلوم ہوتے تھے۔ ہم لوگ راستہ بھول گئے اس پرانے راستہ پر چل دیئے جسے سیلاب نے خراب کر کے دلدل میں تبدیل کر دیا ہے۔ عرب لوگوں نے جو ہم کو غلط راستے پر چلتے دیکھا تو بھاگ کر سالار قافلہ کو خبردار کیا۔ ادھر سے گھوڑ سوار پولیس دوڑی آئی اور کہا کہ آگے نہ جاؤ ورنہ دلدل میں پھنس جاؤ گے دائیں ہاتھ پر حکومت نے راستہ بنا دیا ہے اس پر چلو۔ ہم ادھر چل پڑے قریباً پندرہ میل آگے چلے ہوں گے کہ معلوم ہوا کہ ہم پھر راستہ بھول گئے۔ ہر طرف دوڑے دوڑے پھرے مگر راستہ معلوم نہ ہوا آخر اسی جگہ میدان میں قیام کر دیا۔ وہاں ہی کھانا کھایا۔ نماز عشاء پڑھی اور فرشِ خاک پر سو گئے۔ وطن جانے کے شوقین حجاج نے شب میں پانچ بجے ہی شور مچا دیا کہ بستر باندھو اور بسوں پر رکھو حالانکہ ابھی نماز فجر میں پونے دو گھنٹے باقی تھے۔ فجر پونے سات بجے ہوتی ہے۔ اور آفتاب سات بجکر چالیس منٹ پر نکلتا ہے۔ سب نے بستر لپیٹ لپیٹ کر چڑھا دیئے اور خود سردی میں ٹھٹھرنے لگے۔

خدا خدا کر کے صبح ہوئی۔ نماز فجر کی جماعت ادا کی۔ چائے پی اور آفتاب نکلتے ہی چل پڑے مگر کچھ چل کر پھر رک گئے کہ راستہ بھول گئے ہوئے تھے۔ کچھ عربی لوگ ملے جن سے راستہ معلوم ہوا اور چل پڑے۔ قریباً ۹ بجے صبح خرم شہر کی چوکی کسٹم پر پہنچے۔ یہ جگہ یعنی خرم شہر ایران کا پہلا شہر ہے۔ ریلوے کا جنکشن ہے اور اوپر پرانی بندرگاہ ہے۔ **بصرہ** سے ۴۹ میل فاصلہ پر ہے۔ یہاں چوکی پر ہمارے قافلہ نے قیام کیا۔ یہاں ایک خوبصورت نہر ہے کنارے پر بہت بڑا اور خوبصورت کھجور کا باغ ہے آج یہاں کھجوریں ٹوٹ رہی ہیں ہم لوگوں نے خرید کر خوب کھائیں۔ گدر کھجوریں باغ والے پھینک دیتے ہیں۔ ہم نے وہ کھائیں بہت میٹھی اور لذیذ تھیں اس چوکی کا نام پُل نو ہے۔ یہاں اڑھائی بجے دوپہر کا کھانا کھایا ویزہ لینے میں بہت دیر ہو گئی۔ عصر کی نماز پڑھ کر یہاں سے روانگی ہوئی۔ اب ہمارا قافلہ اہواز کی طرف جا رہا ہے راستہ میں سڑک نہایت ہی خراب ہے۔ سیلاب نے سڑک بالکل برباد کر دی ہے۔ اب تک تا حد نظر پانی ہی پانی نظر آ رہا ہے۔ دو طرفہ پانی ہے۔ بیچ میں مٹی ڈال کر کچی سڑک بنا دی گئی ہے۔ جو ٹریفک کی وجہ سے بہت خراب ہو چکی ہے۔ ہمارے قافلہ

Marfat.com

کی بس نمبر۶ اس سڑک پر دلدل میں پھنس گئی قریباً ٹوٹ گئی تھی رب نے خبر کردی۔ باڈی بھی دلدل میں گھس گئی۔ کوئی تدبیر نکالنے کی سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ ایرانی مسافر جو اس سڑک پر گذر رہے تھے سب ٹھہر گئے اور آپس میں بولے کہ پہلے ان بھائیوں کو نکالو پھر چلو۔ بہت سی ان کی کاریں اور چھکڑے جمع ہو گئے اتفاقاً ایک بڑا چھکڑا جسے میک کہتے ہیں آیا۔ اس میں باندھ کر بس کو نہایت آسانی سے نکالا۔ جیسے بچہ اٹھا لیتے ہیں۔ خدا کا شکر کیا اور قافلہ آگے چل پڑا۔ ہماری کمپنی کے عقلمندوں نے بغداد شریف کی زیارتوں سے ہم حجاج کو محروم رکھا تاکہ جلد سفر طے ہو اور چھوٹا راستہ پر چلیں۔ مگر نتیجہ یہ ہوا کہ ۳ دن بصرہ میں لگ گئے حالانکہ ان چار دنوں میں ہم لوگ خود بغداد جا کر زیارتیں بخوبی کر آتے اور راستہ ہی میں یہ مصائب جھیل رہے ہیں۔ خرم شہر سے ایرانی ریلوے لائن طہران ہوتی ہوئی شاہرود تک جاتی ہے یہ لائن ہمارے ساتھ ساتھ جا رہی ہے ایک مسافر گاڑی ہمارے سامنے سے گذری بہت لمبی تھی۔ خوبصورت ڈبے تھے۔ تیس میل کی رفتار پر چل رہی تھی۔

۲۲ ستمبر ۱۹۵۴ء ۲۳ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ یوم چہار شنبہ

آج شب کو ۱۱ بجے کے قریب ہمارا قافلہ ایک بستی میں پہنچا جس کا نام حسینیہ ہے۔ یہاں اچھی رونق ہے۔ پولیس اسٹیشن بھی ہے پولیس نے اطلاع دی کہ آگے راستہ خراب ہے ڈاکوؤں کا سخت خطرہ ہے۔ چنانچہ ہماری کمپنی نے تین پولیس والے مسلح اپنے ساتھ لئے ایک سپاہی شیخ کرم الٰہی صاحب کی کار میں آگے ایک درمیان میں ہماری بس نمبر۲ میں اور ایک پی کپ میں آخر میں جن کے پاس بندوقیں اور کارتوس کافی تعداد میں موجود ہیں ہماری بس میں جو سپاہی بیٹھا اس کا نام محمد باقر ہے بڑی عمدہ فارسی میں گفتگو کرتا ہے۔ ہم نے یہاں حسینیہ میں نماز عشاء باجماعت پڑھ لی اور قافلہ یہاں سے روانہ ہو گیا۔ دو بجے رات کو قافلہ مقام اہواز پہنچا۔ اہواز خرم شہر سے ۷۷ میل فاصلہ پر ہے راستہ چونکہ خراب تھا اس لئے اتنی دیر میں طے ہوا۔ یہاں آتے ہی ہم لوگ لیٹ گئے۔ تھکے تو تھے ہی نیند آ گئی اڑھائی بجے رات کو بیدار کر کے کمپنی نے کھانا دیا اہواز شہر بہت خوبصورت اور بڑا ہے۔ اس کی لمبائی کئی میل ہے۔ بازار کچھ چھتے

Marfat.com

ہوئے ہیں کچھ کھلے ہوئے ہیں۔ لب دریا واقع ہے۔ مگر یہ دریا فرات یا دجلہ نہیں ہے۔ وہ
تو عراق میں رہ گئے۔ ریلوے اسٹیشن ہے۔ اسکول کئی ہیں۔ لوگ خوش اخلاق ہیں۔ یہ
شہر باغات سے گھرا ہوا ہے۔ ہم لوگ رات کو یہاں میدان میں سوئے۔ مگر سردی سخت
تھی۔ باوجود گرم چادر اور کمبل کے ہم اکڑ گئے۔ صبح کو سردی نے فجر سے پہلے ہی اٹھا دیا نماز
فجر پڑھ کر چائے پی اور قافلہ روانہ ہو گیا۔ اب سڑک نہایت عمدہ ہے۔ جیسی ہماری گجرات
میں جرنیلی ڈامر لک والی سڑک ہے۔ ایسی ہی یہ ہے البتہ بعض بعض جگہ خراب ہے۔ بارہ بجے
دوپہر کو ہم ۹۴ میل طے کر کے ایک قصبہ میں پہنچے۔ جس کا نام اندمش ہے یہاں فوجی چھاؤنی
ہے معمولی قصبہ ہے۔ سبزی کثرت سے ہے اہواز سے ۹۴ میل فاصلہ پر جانب شمال واقع
ہے لوگ بہت محبت سے ملنے لگے کیونکہ ہم ان کی نظر میں کربلا۔ اور نجف کے زائرین ہیں
اندمش میں ریلوے اسٹیشن بھی ہے۔ وہ ہی خرم والی گاڑی یہاں سے گذرتی ہے اندمش سے
قریباً ۶ میل فاصلہ پر ایک چشمہ کے کنارے ہمارے قافلہ نے قیام کیا۔ نہایت صاف شفاف
ٹھنڈے پانی کا چشمہ جاری ہے۔ ہم لوگوں نے کئی کئی بار غسل کیا بعض نے کپڑے دھوئے
بہت لطف آیا۔ بعض ناسمجھ حجاج ان چشموں کو دیکھ کر حجاز مقدس کی زمین پاک کو برائی
سے یاد کرنے لگے۔ ہم نے عرض کیا کہ اپنا حج سنبھالو یہ وہ باتیں ہیں جن سے حج برباد ہو
جاتا ہے۔ وہ جگہ بھٹی ہے جہاں مومنوں کو گناہوں سے صاف کیا جاتا ہے اور بھٹی میں قدرے
تکلیف ہی ہوتی ہے۔ اس سرزمین مقدس سے ہمیں ایمان ملا۔ قرآن ملا۔ رحمٰن ملا۔

۲۳ ستمبر ۱۹۵۴ء ۲۴ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ پنجشنبہ

آج دس نمبر بس کو راستہ میں سخت جھٹکا لگا جس سے تمام حجاج کو سخت چوٹیں آئیں
ایک حاجی لوکنڈی کا رہنے والا جسے لوگ خلیفہ کہتے ہیں سخت زخمی ہوا۔ سر پھٹ گیا۔ کمر میں
کافی چوٹ آئی اب وہ اٹھنے بیٹھنے سے معذور ہے آج سوا پانچ بجے شام کو حجاج کو دوپہر
کا کھانا دیا گیا۔ کھانے کے بعد عصر پڑھی اور اصفہان کی طرف چل پڑے۔ راستہ نہایت خطرناک
سانپ کی طرح خم کھاتا ہوا پہاڑوں سے گذرتا ہوا جا رہا ہے کہیں سو فٹ اوپر بس چڑھتی

Marfat.com

ہے کہیں سو سو فٹ نیچے اترتی ہے رات کے ۹ بجے ایک منزل پر پہنچے جسے شتر خواب کہتے ہیں۔

۲۳ ستمبر ۱۹۵۴ء مطابق ۲ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ پنجشنبہ

آج رات کو ۹ بجے ہمارا قافلہ منزل شتر خواب پر پہنچا۔ اندمش میں رات کے لئے کھانا پکا کر رکھ لیا تھا۔ مگر کھانے کی گاڑی پیچھے رہ گئی تھی۔ اس لئے کھانا تقسیم نہ ہو سکا اور چونکہ شام کو ۵ بجے دوپہر کا کھانا کھایا تھا اس لئے بھوک کی کوئی خاص تکلیف نہ ہوئی۔

یہ جگہ شتر خواب اندمش سے ۴۴ میل جانب شمال واقع ہے۔ ہر چہار طرف پہاڑ ہیں غربی پہاڑ کے نیچے ٹھنڈے میٹھے صاف پانی کا چشمہ بہہ رہا ہے۔ پانی کی بہت کثرت ہے بہت پرفضا جگہ ہے۔ ایران کے ان ہوٹلوں میں آزادی زیادہ ہے۔ چنانچہ آج رات ہم راستہ کے ہوٹل میں چائے پینے کے لئے گئے تو وہاں شراب کی ایسی بو آرہی تھی کہ دماغ خراب ہوا جاتا تھا اور ایک نوجوان بہت خوبصورت عورت لوگوں کے سامنے چائے وغیرہ رکھتی تھی ہم بغیر چائے پئے لاحول پڑھتے ہوئے لوٹے۔ ایران سے روئی کی بے شمار گانٹھیں بڑے بڑے چھکڑوں میں لدی ہوئی خرم کی بندرگاہ کو جارہی ہیں۔ جہاں سے بذریعہ جہاز امریکہ جائینگی۔ یہاں ایرانی چھکڑے دو دو سو من لاد کر پہاڑوں پر بے تکلف چڑھتے چلے جاتے ہیں آج صبح ناشتہ کر کے ہمارا قافلہ روانہ ہوگیا آج کا راستہ بہت ہی خطرناک ہے۔ بعض جگہ راستہ سے قافلہ گذرا کہ اگر ایک فٹ بھی دائیں بائیں ہوجاتا تو سینکڑوں فٹ گہرے کھڈ میں گر جاتا ہے۔ آج تین سو فٹ کی بلندی تک پہاڑوں پر چڑھتا رہا۔ جب پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے تھے تو وہاں ہوا بھی خوب سرد ہو رہی تھی۔

صبح ناشتہ کر کے شتر خواب سے قافلہ نے کوچ کیا اور قریباً گیارہ بجے ایک منزل پر پہنچا۔ جس کا نام ملاوی ہے۔ ملاوی شتر خواب سے صرف ۵۴ میل دور ہے۔ مگر چونکہ راستہ پہاڑی ہے۔ اس لئے قافلہ دیر میں پہنچا۔ ملاوی نہایت سرسبز درختوں کے سایہ میں آباد ہے جس کے برابر اونچے پہاڑ کے دامن میں میٹھے پانی کا چشمہ بہہ رہا ہے۔ ہم لوگ اس چشمہ میں خوب نہائے۔ کچھ انگور بھی فروخت ہو رہے تھے جو منٹوں میں قافلہ نے خرید لئے کچھ ترش تھے

Marfat.com

۶ آنہ کے سوا سیر ملے۔ ایران میں فروٹ سستا ہے۔ ملادی سے روانہ ہو کر تین بجے چنار منزل پر پہنچے۔ جہاں نماز ظہر پڑھی۔ اس جگہ چھوٹی سی آبادی اور ہوٹل ہے بعد نماز ہوٹل سے کھانا خرید کر کھایا۔ چاول اچھے تھے۔ مگر گوشت بغیر مرچ کے تھا ایسے ایسے خوشنما پہاڑ راستہ میں پڑے کہ سبحان اللہ۔ ایک پہاڑ میں جگہ جگہ سوراخ سے پانی کی دھاریں جاری ہیں۔ قدرتی آبشاریں ہیں اس میں سرنگ بنا کر سڑک بنائی ہے جس میں سے ہمارا قافلہ گذرا۔ عجیب قدرتی منظر ہے

چنار سے چل کر ہمارا قافلہ ساڑھے پانچ بجے شام کو خرم آباد پہنچا۔ خرم آباد شتر خواب سے ۱۱۱ میل فاصلہ پر ہے۔ اب دس بجے خرم آباد پہنچے ہیں۔ ہم لوگ شہر کی سیر کو گئے۔ بہت خوشنما چھوٹا سا شہر ہے۔ میوے بہت سستے ہیں انگور ۶ آنہ کا سوا سیر بکتا ہے۔ اعلیٰ سیب دو تمن یعنی سوا روپیہ کیلو۔ ایک کیلو سوا سیر کا ہوتا ہے۔ یہاں ایک پھل دیکھا جسے گرما کہتے ہیں۔ سردے کی طرح ہرے رنگ کا ہوتا ہے۔ نہایت شیریں ٹھنڈا اور ہاضم ہے ۲½ آنہ کیلو ملا۔ ایک گرما تین کیلو یعنی ساڑھے سات سیر وزن کا ہے۔ دو گرمے خریدے بہت لطف آیا شہر کے کنارے چشمہ بہہ رہا ہے۔ لب چشمہ مختلف فروٹ کھائے۔ گرمے کا لطف یاد رہے گا نماز عصر اسی چشمہ کے میدان میں پڑھی۔ نماز مغرب کے وقت ایرانی لوگوں نے ہم کو گھیر لیا ہم لوگ ان کے لئے تماشا تھے۔ ہر قسم کے سوالات پاکستان اور پاکستانیوں کے بارے میں ہم سے کرنے لگے۔ ہم سے پاکستانی سکے مانگ کر دیکھتے اور خوش ہوتے تھے۔ چونکہ ہم ان کی نظر میں کربلا و نجف اشرف کے زائرین ہیں اس لئے ہمارے ہاتھوں کو بوسہ دیتے ہیں۔ ہماری خدمت کو اپنے لئے فخر سمجھتے ہیں۔ جب ہم نے نماز مغرب کی اسی میدان میں جماعت کی تو سب لوگ ہمیں تعجب سے گھیر کر تماشہ دیکھنے لگے ان کے لئے نماز اور خاص کر سنیوں کی نماز ایک عجوبہ تھی۔ بعد مغرب ہم کیمپ کی طرف چلنے لگے تو کیمپ سے حجاج آتے ہوئے ملے۔ پوچھا کیوں آرہے ہو وہ بولے کہ کھانا کھانے جا رہے ہیں۔ ہم بھی یہ سن کر ہوٹل میں چلے گئے۔ کباب۔ دہی ٹماٹر روٹیاں خرید کر کھائیں بعد میں گرما کھایا۔

ہم نے ابھی تک عشاء کی نماز نہیں پڑھی تھی۔ کیمپ میں پانی نہ تھا واٹر ٹینک کے پائپ کا واشل

Marfat.com

خراب ہو گیا ہے۔ جس سے پانی نہیں جا سکتا۔ چشمہ کچھ دور اور دشوار راستہ پر ہے بمشکل پانی ایک لوٹا ایک حاجی نے دیا۔ تب نماز پڑھی۔

۲۴ ستمبر ۱۹۵۴ء ۲۵ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ جمعہ

آج کی شب حجاج کے لئے بہت تکلیف کی شب تھی۔ کیونکہ شیخ کرم الٰہی صاحب اور ان کے رفقا شیخ حسام الدین صاحب اور محمد حسین صاحب بٹ میاں خدا بخش وغیرہ نے تو کمپنی کے خرچ پر کرایہ پر کمرے لے لئے ہیں اور حجاج کو کھلے میدان میں ڈال دیا ہے اور ایران میں سخت سردی ہے حجاج اکڑ گئے۔ تہجد سے پہلے ہی سردی نے اٹھا کر بٹھا دیا۔ خدا خدا کر کے صبح ہوئی حجاج کا ایک وفد شیخ صاحب کے پاس گیا اور کہا کہ آپ نے راولپنڈی سے شائع کیا تھا۔ کہ حجاج کو موسم کے مطابق جگہ دی جایا کرے گی۔ اب سخت سردی ہے اور حجاج کھلے میدان میں پڑے ہیں دیکھئے اس پر کیا عمل ہو آج بسوں نے پٹرول لینا ہے اس لئے خرم آباد سے قافلہ ۱۰ بجے دوپہر روانہ ہوا۔ راستہ میں حیرتناک یہ بات دیکھی کہ اب آخر ستمبر میں گندم کی فصل گاہی جا رہی ہے بھوسہ دانوں سے علیحدہ کیا جا رہا ہے اور ساتھ ہی مکئی بھی نکالی جا رہی ہے یعنی مکئی اور گندم کی فصل ایک ہی وقت میں ہماری کمپنی نے اس راستہ میں بھی کانٹ چھانٹ کی یعنی قم شریف۔ ملائر۔ عراق۔ چمن۔ ولی جان والا راستہ چھوڑ کر دورود والا راستہ اختیار کیا یہ راستہ بالکل نیا ہے ابھی جاری ہوا ہے۔ ہمارے قافلہ نے قریبًا ایک بجے دوپہر ایک قہوہ خانہ پر قیام کیا کھانا کھایا۔ نماز کا وقت آ گیا۔

بعض حجاج نے کہا کہ جمعہ کی نماز پڑھائیے ہم نے عرض کیا کہ جمعہ کی نماز صرف شہر میں ہو سکتی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں عرفات میں جمعہ نہیں پڑھایا۔ حالانکہ اس سال حج اکبر تھا۔ جمعہ کو حج تھا رب فرماتا ہے۔ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ۔ معلوم ہوا کہ جمعہ وہاں ہی ہو گا جہاں تجارتی کاروبار ہو گا۔ خیر لوگ مان گئے۔ نماز ظہر پڑھی اور روانہ ہو گئے نصف میل پر دورود آیا۔ یہ جگہ اچھی آباد ہے۔ ریلوے اسٹیشن بھی ہے یہاں کے لوگ دورویہ قطار در قطار کھڑے ہو کر ہمارا تماشہ کرتے تھے اور پاکستان زندہ باد کے نعرے لگاتے تھے اور

Marfat.com

بہت خوشی کا اظہار کرتے تھے۔ یہ جگہ خرم آباد سے ۷۵ میل ہے وہاں سے قافلہ آگے بڑھا راستہ میں علی گودر پھر ظاہر اساری۔ پھر نودشت وغیرہ آبادیاں آئیں۔ پرزور نعرہ پاکستان زندہ باد سے ہر جگہ استقبال ہوئے اب رات کا وقت آیا۔ اسقدر سخت سردی تھی کہ دانت سے دانت بجتا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ برف پڑ رہی ہے۔ سب کی رائے یہ ہوئی کہ آج کہیں آرام کیا جاوے کیونکہ سردی میں میدان میں اترنا نمونیہ کر دیگا۔ سفر جاری رکھا جاوے اسی پر عمل ہوا اور رات میں راستہ میں ہی مقام ہو۔ دشت میں کھانا کھایا اور چل پڑے پہاڑوں پر برف جمی ہوئی ہے۔ اور تمام راستہ باغات و سبزہ و پانی کے چشموں سے بھرا ہوا ہے انگور کے کھیت تاحد نظر دیکھنے میں آرہے ہیں میلوں میں انگور ہے اس علاقہ میں سردا۔ انگور۔ انار بہی۔ آڑو وغیرہ میوہ جات کثرت سے ہیں۔

۲۵ ستمبر ۱۹۵۵ء ۲۶ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ شنبہ

آج تمام رات سفر کرتے رہے سخت سردی تھی بس کے اندر بیٹھے رہے۔ صبح کو خدا خدا کرکے فجر کے وقت اصفہان پہنچے۔ اصفہان خرم آباد سے ۲۳۹ میل جانب مشرق جنوب ہے یہاں ایک میدان میں ٹھہر گئے باورچی گوشت وغیرہ تیار کرنے میں مصروف ہوئے اور ہم شہر کی سیر کرنے چلے گئے ہمارا قافلہ پل خواجو جو سڑک کے کنارے ٹھہرا لوگ ہم کو دیکھنے جوق در جوق آرہے ہیں۔ اصفہان پرانا اور بہت خوبصورت شہر ہے بازار چوک ایسا خوبصورت ہے۔ کہ بغیر دیکھے سمجھ میں نہیں آسکتا۔ ہر چار طرف بازار چھتا ہوا ہے مگر اندھیرے کا نام نہیں انگور ۴ آنہ کیلو اور سردہ دو آنہ کیلو ملا کیلو سوا سیر کا ہوتا ہے سردا اور انگور ایسے میٹھے کہ اس سے پہلے ایسے نہ کھائے تھے یہاں کپڑے کے کارخانہ بہت ہیں۔ اسکول۔ کالج۔ امام باڑے۔ مسجدیں کثرت سے ہیں مگر مسجدیں صرف نماز کے وقت کھلتی ہیں پھر کوئی نہیں دیکھ سکتا نہ جا سکتا ہے بازار میں ایک مسجد شاہ عباس کی ہے ہم ۱۱ بجے دوپہر دیکھنے گئے ہم سے دو آنہ فی کس کا مطالبہ کیا گیا اور چھپے ہوئے ٹکٹ دینے لگے مگر ایک آنہ فی کس پر فیصلہ ہوگیا اور مسجد کی زیارت کرادی۔ دوسری مسجد دیکھنے گئے۔ مگر وہاں پولیس کا پہرہ تھا مسجد بند تھی۔ پولیس نے بہت اخلاق سے

Marfat.com

کہا کہ آپ لوگ ظہر کے وقت تشریف لائیں ابھی مسجد کھولنا قانون کے خلاف ہے۔

اصفہان میں پاکستانی روپیہ کی کوئی قیمت نہیں۔ ہندوستانی پیسہ کی بہت قدر و قیمت ہے۔ بازار میں بسیں کرایہ پر خوب ملتی ہیں۔ ہم کو پل خواجو تک ارنی کس پہنچایا۔ جو کہ ایک میل سے زیادہ ہے آج طبیعت مضمحل ہے کیونکہ رات بیداری رہی۔ اصفہان کے بیچ بازار میں بہت بڑا سبزہ زار میدان ہے جس کے بیچ میں ۷۰ فٹ لمبا ستر فٹ چوڑا حوض ہے جس کے آس پاس پھولوں کے درخت کنارہ حوض پر بیٹھنے کے لئے پختہ چبوترہ بنا ہوا ہے یہاں عام لوگوں کا لباس انگریزی ہے علما کا لباس بھی انگریزی ہے مگر ان کے منہ پر داڑھی ہے۔ نماز مغرب کی جماعت کے وقت ہمارے آس پاس سینکڑوں آدمی جمع ہوگئے۔ جو نماز کو حیرت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ اصفہان کے کنارہ پر پل خواجو ہے جہاں ہمارا قافلہ ٹھہرا ہوا ہے۔ یہ پُل نہایت خوبصورت ہے نیچے دریا اور سڑک ہے۔ سڑک کے کنارے دو رویہ برآمدہ کی شکل کی عمارت ہے اس عمارت میں جگہ جگہ نیچے اترنے کے لئے سیڑھیاں ہیں اور پانی کی سطح سے کچھ اوپر چبوترہ محراب دار اور اندر محراب بہت عمدہ کمرے غرضیکہ ایرانی صنعت کا بہترین نمونہ ہے اصفہانی لوگ گرمیوں میں دوپہری ان ہی کمروں میں گذارتے ہیں۔ خود پانی کی سطح پر پہنچنے کے لئے ان محرابوں سے نیچے سیڑھیاں گئی ہیں ایک بہترین پل ہے۔

آج بازار کے قریب ہمارے شیخ حاجی رحمت اللہ صاحب سے تین ٹھگوں نے مبلغ ایک سوایک روپیہ یعنی ۹۳ روپیہ پاکستانی اور ۸ آنہ نہایت چالاکی سے ٹھگ لئے۔ بہت افسوس ہوا۔ جاتے وقت ایران میں پاکستانی روپیہ کے ایک سو پچاس تمن تھے مگر اب واپسی میں ایک سو بیس تمن قیمت ہے یعنی پاکستانی روپیہ کی قیمت اور بھی گر گئی۔

۲۶ ستمبر ۱۹۵۴ء ۲۷ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ یکشنبہ

آج رات اصفہان میں ہی گذاری سخت سردی تھی اور حجاج میدان میں سوئے بعض حجاج نے بعض ایرانیوں کے برآمدوں میں پناہ لی مگر اکثر کھلے میدان میں سوئے۔ خدا تعالیٰ فضل کرے نمونیہ کا سخت اندیشہ ہے فجر سے پہلے جگا دیا گیا۔ چائے پی۔ نماز فجر پڑھی اور آفتاب نکلنے سے

Marfat.com

پہلے قافلہ اصفہان سے روانہ ہوگیا آج سڑک قدرے اچھی ہے تین گھنٹہ میں ۹۰ میل طے کرلئے ۹۰ میل فاصلہ پر ایک بستی آئی۔ جس کا نام قائین ہے یہاں ایک امام زادے صاحب کا مزار ہے جس کی زیارت کی جاتی ہے نام علی ابن جعفر ہے ابھی یہ بستی آباد ہورہی ہے کچھ مکانات بن چکے ہیں پانی کا بہترین گول حوض بستی کے وسط میں ہے۔ بعض لاریوں نے یہاں پٹرول لیا۔ گیارہ بجے دوپہر کے قریب یہاں پہنچے اور کچھ دیر ٹھہر کر روانہ ہوئے۔ کچھ فاصلہ پر اردگان کی بستی ملی یہ جگہ بہت آباد ہے سرسبز ہے۔ موٹر سروس بھی یہاں سے چلتی ہے دو بجے دوپہر تک ۱۹۰ میل فاصلہ طے ہوگیا آج عجیب واقعہ یہ ہوا کہ اصفہان میں دوپہر کے لئے گوشت و پیاز پکایا گیا مگر بس میں لادتے وقت دیگ لوٹ گئی جس سے قریباً نصف سے زیادہ گوشت گر گیا۔ چنانچہ دوپہر کو مسور کی دال میں باقی گوشت ڈال کر حجاج کو تقسیم کیا گیا اس جگہ کا نام حاجی آباد ہے۔

شام کو ۱/۲ ۵ بجے ہمارا قافلہ شہر یزد میں پہنچا۔ یزد اصفہان سے ۲۰۰ میل جانب مشرق ہے یہاں شہر میں اتنے بڑے قافلہ کے ٹھہرنے کی جگہ نہ تھی اس لئے ۳ میل دور قافلہ کو پہنچایا گیا مگر وہاں پانی نہ تھا اس لئے رائے یہ ہوئی کہ پانچ میل قافلہ کو آگے بڑھایا جائے لب نہر قیام ہو پھر پٹرول کے لئے لاریوں نے قیام کیا۔ ہم نے اور صوفی محمد جمیل صاحب نے ارادہ کیا کہ یزد کی سیر کریں ایک ٹیکسی کرایہ پر کرکے شہر پہنچے۔ یزد شہر نہایت عالیشان اور خوبصورت ہے سڑک بہت چوڑی ہے دو طرفہ فٹ پاتھ ہے۔ سڑک کے آگے دورویہ سرسبز درخت ہیں سنا تھا کہ یزد کی لنگیاں اور رومال اچھے ہوتے ہیں مگر کہیں بازار میں یہ مال دیکھا نہیں۔ البتہ قالین بہت اعلیٰ تھے سردہ۔ انگور۔ آڑو بہت ارزاں ہیں۔ سردہ بہت شیریں۔

بازار میں وزن کرنے والا کانٹا لگا تھا۔ جس میں نصف قران یعنی دو پیسہ ڈالنے سے وزن نکل آتا تھا۔ صوفی صاحب نے اپنا وزن کرایا تو ۱۰۴ کیلو ہوا۔ ہمارا وزن ۷۴ کیلو ہوا کیلو ۱/۲ ۱ سیر کا ہے۔ بازار کے آخری کنارہ پر نہایت خوشنما گول باغ ہے جس کے اندر سبزیاں اور آس پاس باغیچہ ہے اس باغ میں نماز مغرب پڑھی۔ پتہ کرنے پر معلوم ہوا کہ یہاں حضرت سید محمد ابن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا مزار ہے وہاں حاضری دی۔ کنارہ بازار پر ایک بڑی گلی سی ہے اس میں بہت شاندار روضہ بنا ہے۔ بہت ہی عالیشان عمارت ہے روشنی بجلی کی

Marfat.com

ہے قبر شریف کے آس پاس چاندی کی جالی ہے۔ جالی پر سیاہ غلاف ہے۔ مگر یہاں بھی قبر پرستی تصویر پرستی کا وہی عالم ہے جو طہران مشہد وغیرہ میں ہے کہ شیعہ لوگ قبر کو سامنے لے کر نمازیں پڑھتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی و اہل بیت کی بڑی بڑی تصاویر دیواروں پر لگا رکھی ہیں۔ جن کو چومتے ہیں۔ بہر حال وہاں فاتحہ پڑھی۔

بازار میں آئے۔ ٹیکسی لے کر اس پٹرول پمپ پر آئے ابھی ہماری لاریاں وہاں ہی کھڑی تھیں۔ کچھ سردے بازار میں کھائے تھے کچھ اپنے ہمراہ لائے۔

۲۷ ستمبر ۱۹۵۴ء ۲۸ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ دوشنبہ

آج شب یزد سے قافلہ گیارہ میل دور ایک لق و دق میدان میں ہمارے قافلے نے قیام کیا۔ نہر کے کنارے اترے۔ سردی بہت تھی بمشکل وضو کر کے نماز پڑھی۔ کھانا کھایا سو رہے آج ہماری بس والوں نے اوپر کچھ سائبان کا انتظام کر لیا تھا۔ اس سے کچھ امن رہا۔ مگر پھر بھی سخت سردی تھی ۲/۱ ۳ بجے صبح اٹھا دیا گیا۔ یعنی فجر سے سوا دو گھنٹے پہلے چائے پی۔ تہجد والوں نے تہجد ادا کی پھر طلوع فجر کا انتظار کیا۔ صبح ہونے پر نماز پڑھی اور آفتاب کے طلوع سے پہلے چل دیئے راستہ میں بہت سی بستیاں پڑیں۔ سردی سخت تھی۔ ۱۵۰ میل جانب مشرق راستہ طے کرنے پر ایک قصبہ ملا جس کا نام سنجان ہے یہ جگہ یزد سے ڈیڑھ سو میل جانب مشرق ہے بارونق جگہ ہے وسط شہر میں ایک گول باغ ہے۔ بیچ میں حوض ہے۔ حوض کے بیچ میں ایک اونچے چبوترہ پر سنہری انسانی مجسمہ کھڑا ہے۔ جس کے آس پاس چار سنہری شیروں کے مجسمے ہیں جگہ کچھ بارونق نہیں ہے۔ بازار معمولی ہیں۔ مگر بہت لمبی آبادی چلی گئی ہے ہمارا قافلہ یہاں ڈیڑھ بجے دوپہر کو پہنچا کنارہ شہر پر پانی کے کنارہ میدان میں قیام کیا۔

تعجب ہے کہ اس راستہ میں نہ کوئی زیادہ آبادی ہے۔ اور نہ پانی کی فراوانی۔ راستہ میں پچاس پچاس میل تک پانی نہیں۔ یزد میں چشمے نہ تھے۔ بلکہ شہر میں نلکے تھے۔ حالانکہ اس ایران میں اس جانے والے راستہ پر تمام راستہ باغات اور پانی سے بھرا پڑا تھا۔ مگر یہ راستہ بالکل عرب کا معلوم ہوتا ہے آج تمام دن سنجان کے کنارہ پر قیام رہا۔ کیونکہ بعض لاریاں خراب ہو گئی تھیں

Marfat.com

ان کی مرمت کرنا تھی آج شب کمپنی نے کھانا پکانے میں دیر کی رات کے بارہ بجے کھانا کھایا اور پھر سو گئے آج رات بڑی کڑا کے کی سردی پڑی میدان میں کہیں ٹھکانہ نہ تھا۔ بعض لوگ بسوں میں سوئے اور بعض نے ترپال کا سایہ کر دیا۔ اوس میں پڑ رہے اور بعض لوگ ویسے ہی میدان میں پڑے رہے صبح کو سب کا حال قابلِ رحم تھا۔ بیچارے ٹھٹھر رہے تھے آج کا دن حجاج کو بہت بے چینی سے گذرا کیونکہ آج ریڈیو سے اطلاع ہے کہ لاہور میں پندرہ انچ بارش ہوئی۔ سیالکوٹ بالکل زیر آب ہے جنہیں ہوائی جہاز سے خوراک پہنچائی جا رہی ہے چناب اور راوی میں زبردست طغیانی آئی ہوئی ہے حجاج نے آج تمام نمازوں کے بعد اس کے دفعیہ کی دعائیں رو رو کر مانگیں۔ رب تعالیٰ قبول کرے یہ مسئلہ بھی زیرِ بحث رہا کہ اب کوئٹہ سے لاہور کس راستہ سے سفر کیا جاوے۔ بنوں ڈیرہ اسماعیل خان کی راہ سے یا ملتان کے راستہ سے۔ کیونکہ سنا گیا ہے کہ ملتان کا راستہ کٹ گیا ہے غرض آج کا دن بہت فکر میں کٹا۔

۲۸ ستمبر ۱۹۵۵ء ۲۹ محرم الحرام ۱۳۷۵ھ سہ شنبہ

آج صبح ۴ ½ بجے حجاج کو بیدار کیا گیا کہ جلد چائے پی کر چلو تہجد کے عادی حجاج نے تہجد پڑھی چائے پی۔ نماز فجر پڑھ کر روانگی ہوگئی ہماری بس میں کچھ خرابی تھی۔ جس کی وجہ سے یہ بس کچھ دیر سے چلی آج راستہ میں کچھ ریتہ ملا۔ حجاج ڈر گئے کہ خدایا ریتہ سے تیری پناہ۔ اس ریتہ میں ایک چھکڑا ایرانیوں کا الٹا پڑا تھا جس کا سامان گر چکا تھا پولیس کا پہرہ لگا تھا۔ تاکہ اس کے پاس کوئی نہ جائے۔ خدا کے فضل سے یہ جگہ بہت جلدی طے ہوگئی اور ہمارا قافلہ ساڑھے دس بجے دوپہر کو کرمان میں داخل ہوا۔ یہ کرمان ادھر ہے ادھر جاتے ہوئے جو کرمان آیا تھا وہ دوسرا شہر تھا اس کو کرمان شاہ کہتے تھے کرمان سنجان سے ۷۷ میل جانب مشرق واقع ہے بڑا شہر ہے اصفہان کے مقابلہ کا تو نہیں ہے مگر پھر بھی بڑا شہر ہے یہاں سے ۲۸ میل کے فاصلہ پر ایک جگہ ماہان معمولی سی بستی ہے وہاں نعمت اللہ شاہ ولی کا مزار ہے۔ غالباً یہ وہ ہی نعمت اللہ شاہ صاحب ہیں جن کا قصیدہ پیش گوئی والا مشہور ہے جو کشمیر میں رہتے تھے واللہ اعلم بالصواب کرمان کے لوگوں نے کہا کہ ان نعمت اللہ شاہ کو تمہارے ہندو پاکستان کے لوگ بہت مانتے ہیں۔ الحمد للہ کہ

Marfat.com

ڈیڑھ بجے دوپہر کو ہمیں ان کے مزار پرانوار پہ حاضری نصیب ہوئی۔

ماہان شریف کرمان سے ۴۸ میل فاصلہ پر جانب مشرق واقع ہے۔ زاہدان جاتے ہوئے یہ جگہ راستہ میں پڑی مزار پرانوار پر لاکھوں روپیہ کی عمارت ہے قریباً ۵ بیگہ میں یہ زیارت بنی ہے اہل ایران نے اپنا صنعتی کمال دکھایا ہے دو دروازے جن پر عظیم الشان مینارے بنے ہیں دروازے سے داخل ہونے کے بعد بہت نفیس باغیچہ بیچ میں بہت عمدہ حوض جس میں ٹھنڈے میٹھے پانی کا چشمہ گرتا ہے پھر آگے عمدہ باغات کا سلسلہ دور تک چلا گیا ہے جس میں کشمیر کے خاص درخت موجود ہیں۔ مازو کے درخت بھی یہاں کثرت سے ہیں پھر آگے مزار شریف کی عالیشان محراب اور پھر اندر عالیشان عمارت ہے جس میں قبر شریف ہے۔ جو سیاہ غلاف سے ڈھکی ہے مگر شیعوں کی تصویر پرستی یہاں بھی موجود ہے کئی بڑی بڑی تصویریں آویزاں ہیں۔ برابر میں دوسری عمارت ہے جس میں آپ کے پوتے شاہ خلیل اللہ ابن برہان الدین کی قبر شریف اور برہان الدین رح رحمۃ اللہ جو شاہ نعمت اللہ کے صاحبزادہ ہیں ان کی قبر شریف کشمیر میں ہے دونوں جگہ فاتحہ پڑھی عجیب و غریب سرور آیا۔ بہت فیض ہے ماہان شریف چھوٹی سی بستی ہے اس مزار شریف کیوجہ سے بجلی بھی ہے۔ ورنہ یہ گاؤں بجلی کے لائق نہیں۔

کرمان میں بھنے پستے۔ سردے۔ انگور بہت کثرت سے ہیں۔ سردے ایسے میٹھے کھائے کہ پہلے سردوں کو بھول گئے۔ برف کی طرح ٹھنڈے اور گڑ کی طرح میٹھے۔ انگور اڑہائی آنے کے تین پاؤ ملے بڑے انگور تھے نہایت شیریں یہاں ایک روپیہ کے پھل ایک جماعت کو کافی ہیں۔

کرمان میں ایک روٹی ہوتی ہے جو شیرمال کی طرح مگر نہایت نرم موٹی اور لذیذ ہوتی ہے یہ روٹی دوآنہ میں ایک کے حساب سے ملتی ہے اسے انگور سے کھاتے ہیں۔ ہم نے بھی یہ روٹی انگور سے کھائی۔ معلوم ہوتا تھا کہ کھجوروں سے شیرمال کھا رہے ہیں۔ ہماری بس میں صوفی محمد جمیل صاحب سفر کر رہے ہیں وہ اکثر فروٹ سے بس والوں کی دعوت کرتے رہتے ہیں یہ روٹی بھی انہیں کی طرف سے ناشتہ کے طور پر سب بس والوں کو دی گئی۔

ماہان کے کنارہ پر میٹھے ٹھنڈے پانی کا چشمہ ہے وہاں قیام کیا نماز ظہر پڑھی کھانا کھایا اور چل دیئے۔ عصر کی نماز راستہ میں ادا کی۔ مغرب کے قریب ایک

Marfat.com

بستی میں پہنچے جس کا نام بام ہے یہ کرمان سے ۱۲۵ میل فاصلہ پر جانب مشرق ہے چھوٹی سی خوبصورت بستی ہے۔ جس میں جگہ جگہ چوراہوں پر گول دائرے کی شکل کے باغیچے بیچ میں گول حوض حوض کے درمیان میں بجلی کی روشنی ہے سڑکیں خوب چوڑی بازار مختصر سا مگر بہت صاف اور خوبصورت ہے۔ غرضیکہ بہت قرینہ کا قصبہ ہے۔

آج چاند نظر نہیں آیا بہت کوشش کی مطلع بھی صاف تھا مگر چاند نہ ہوا آج کئی حاجی بیمار ہیں کیونکہ رات کو سردی کھائی تھی۔

۲۹ ستمبر ۱۹۵۴ء ۳۰ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ چہار شنبہ

آج شب کو ہمارا قافلہ بام میں پہنچا۔ یہاں کھجوروں کے باغات بہت ہیں جن میں کھجوریں پکی ہوئی ہیں اور ٹوٹنے والی ہیں چونکہ کل رات حجاج نے بہت سردی کھائی تھی اور بیمار بھی تھے اس لئے آج کمپنی نے بام میں ایک سرائے کرایہ پر لی۔ جس میں حجرے تو سارے بھرے ہوئے تھے کچھ اصطبل خالی تھے۔ جن میں بعض حجاج نے بستر جما دیئے باقی اسی طرح سرائے کے میدان میں سوئے لیکن آج سردی کچھ کم تھی مگر پھر بھی کافی تھی۔ بازار میں ہم مسافر خانہ اور کمرہ تلاش کرنے گئے مگر کہیں کمرہ نہ تھا۔ صرف روٹی کی دکانیں تھیں بعض دکانوں پر بجائے مردوں کے نوجوان خوبصورت عورتیں دکانداری کر رہی تھیں یہ دکانیں بدمعاشی کے اڈے معلوم ہوتے تھے کیونکہ ان عورتوں کے لباس اور طریقۂ گفتگو سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ بدمعاش ہیں مردوں کی کشش کے لئے یہاں رکھی گئی ہے

چونکہ کہیں کوئی کمرہ نہیں ملا اس لئے سرائے کے اصطبل میں سوئے۔ سردی سے امن رہا اور خوب نیند آئی۔ صبح نماز فجر کے بعد رات کی روٹی کھائی۔ چائے پی۔ پھر قافلہ روانہ ہو گیا

۴۰ میل فاصلہ پر ایک بستی فارج آئی۔ جہاں پانی کے چشمے اور درخت کچھ کچے مکانات ہیں وہاں سے پانی چھاگلوں میں بھر لیا گیا کیونکہ آئندہ پانی کی کمی ہے کچھ آگے چل کر دشت لوط میں پہنچے جہاں سے جاتے ہوئے بھی گذرے تھے لیکن اس وقت ہم اس دشت کے اور حصے سے گذرے تھے اب دوسرے حصے سے گذرے وہ راستہ تربت حیدری مشہد کا راستہ

Marfat.com

تھا اور یہ کرمان و یزد کا راستہ ہے یہاں بھی کچھ حصے میں ریت آئی۔ جس میں ایرانیوں کی ایک لاری پھنسی ہوئی تھی ہماری لاریاں ٹھہریں اس لاری کے نکل جانے پر حجاج نے گھاس کے پڑ کاٹ کر جہاں زیادہ ریت تھی وہاں ڈالی کچھ پتر سے واٹر ٹینک میں رکھے تھے وہ بچھائے۔ اور گاڑیاں سواریوں سے خالی کر کے ایک ایک کر کے گذاریں۔ یہ راستہ پیدل طے کیا۔ جب ساری بسیں نکل آئیں تو پھر قافلہ نے مارچ کیا کچھ دور جا کر قافلہ رکا۔ کیونکہ ایک بس کے ٹائر میں پنکچر ہو گیا رائے ہوئی کہ یہاں ہی کھانا کھالیا جائے کیونکہ رات کا سالن پکا ہوا ہے خراب ہو جانے کا خطرہ ہے مگر یہاں پانی کا دور دور تک نام نہیں سخت تکلیف کا سامنا ہے واٹر ٹینک پر ہجوم ہو گیا۔ آخری لاری بارہ لوٹے پانی دینے کا اعلان ہوا۔ یہ پانی دے کر واٹر ٹینک روانہ ہو گیا غرض کہ آج بہت رنگ رہا تیمم سے نماز ظہر ادا کی آگے ۳۵ میل پر پانی ہے۔ اگر وہاں قافلہ رک جاتا تو یہ دشواریاں نہ ہوتیں۔ مگر جو تکلیف مقدر میں ہو وہ کہاں جائے تقدیر کے سامنے عقل بھی خراب ہو جاتی ہے بعض حجاج رو رو کر دعائیں کر رہے ہیں کہ خداوندا جب تک گھر نہ پہنچیں تب تک ہماری بھوک بند کر دے تاکہ غذاؤں سے بچیں

آج شام کے قریب بعض حجاج کو دست لگ گئے ہیں چنانچہ سید رفیق حسین شاہ صاحب ولد سید فضل حسین شاہ صاحب برادر چیئرمین کمیٹی کو زبردست ہیضہ ہو گیا۔ ان کی حالت خطرناک ہو گئی جسم ٹھنڈا پڑ گیا غشی طاری ہو گئی آج شام کے وقت ان کا ٹیکہ وغیرہ کیا گیا۔ جسم میں سردی پہنچائی گئی۔ اب حالت کچھ اچھی ہے۔ قریباً تین بجے اس جگہ سے قافلہ کی روانگی ہوئی پہاڑی راستہ آیا وہ ہی پرانی حالت کہ کہیں سو فٹ اوپر چڑھ جانا اور کہیں سو فٹ نیچے اتر جانا دشت لوط سے گذر رہے ہیں۔ پانی کا کوسوں پتہ نہیں ملتا ۵۰ میل طے کر کے ایک چھوٹی سی کنوی ملی۔ جس کا پانی میٹھا مگر گدلا تھا حجاج اس پانی پر ایسے گرے جیسے تونس کے مارے اونٹ پانی کو لپٹ گئے۔ پہلے خوب جی بھر کر پیا پھر وضو کیا چھاگلیں بھریں نماز عصر پڑھی اس جگہ کچھ مکانات تھے اس بستی کا نام نصرت آباد ہے نماز عصر پڑھ کر چل دیئے

ایک اور پہاڑ عبور کر کے نماز مغرب پڑھی یہاں ہی چاند نظر آیا چاند آج کا ہی معلوم ہوتا ہے قدرے باریک ہے پھر وہاں سے روانہ ہوئے رات کو دس بجے زاہدان کی روشنی

Marfat.com

نظر پڑی۔ حجاج نے نعرہ تکبیر۔ نعرہ رسالت۔ نعرہ حیدری لگائے خوشی تھی کہ ایران کی سرحد پر پہنچے اور پاکستان قریب آیا۔

۳۰ ستمبر ۱۹۵۴ء یکم صفر المظفر ۱۳۷۴ھ پنجشنبہ

آج رات ساڑھے دس بجے ہمارا قافلہ زاہدان پہنچ گیا ہم پانچ آدمی ہوٹل میں پہنچے تمام ہوٹلوں میں کھانا ختم ہو چکا تھا ایک ہوٹل میں کھانا ملا۔ چاول گوشت آلو روسٹ تلے ہوئے انڈے۔ روٹیاں چائے خریدی۔ بیس روپیہ بل ادا کیا دس روپیہ صوفی محمد جمیل صاحب نے اپنی جیب سے دیئے اور باقی ہم چار آدمیوں نے۔ کھانے سے فارغ ہو کر ہم پاکستان سفارت خانہ میں جہاں حکومت پاکستان کے سفیر صاحب رہتے ہیں پہنچے۔ سفارتخانہ کا بڑا ہال کمرہ ہمارے واسطے خالی کر دیا گیا بعض حجاج اس کمرے میں سوئے بعض برآمدہ میں کیونکہ صرف اس کمرے میں اتنے حجاج کی گنجائش نہیں اس کمرہ میں شیخ کرم الٰہی صاحب سالار قافلہ مع اپنے رفقاء کے بھی مقیم ہیں شیخ صاحب کچھ بیمار ہیں۔ نزلہ بخار کی شکایت ہے رب تعالیٰ شفا دے شیخ صاحب دوپہر کو ہی زاہدان پہنچ گئے تھے تاکہ پاسپورٹوں کا کام جلد ختم ہو جاوے یہاں پانی کا اچھا انتظام ہے۔ بڑا عمدہ نلکا لگا ہوا ہے صبح کو نماز فجر پڑھی چائے پی۔ شیخ صاحب کی کار سے ریڈیو سنایا گیا پتہ لگا ہے کہ پنجاب کے تین ہزار دیہات کو سیلاب سے نقصان پہنچا ہے لاہور میں راوی کا پانی ڈیڑھ فٹ گھٹ گیا ہے حجاج رو رو کر دعائیں کر رہے ہیں۔

زاہدان بام سے ۲۰۲ میل فاصلہ پر ہے زاہدان میں شام کو ۴½ بجے تک قیام رہا دوپہر کو بازار میں گئے کچھ کپڑا انگور گرما وغیرہ خریدے یہاں گرما ۳½ آنہ کیلو ملا مگر شیرینی میں تمام جگہ کے گرموں سے بڑھ گیا۔ ساڑھے چار بجے زاہدان سے روانہ ہوئے راستہ میں نماز عصر پڑھی اور مغرب کے وقت میرجاوا پہنچ گئے

میرجاوا زاہدان سے ۵۱ میل دور ہے یہ ایران کی آخری حد ہے یہاں ایرانی کسٹم آفیسر اور اس کا عملہ رہتا ہے۔ آفیسر معہ اہل وعیال رہتا ہے بہت وسیع کمرے اور بڑا سا برآمدہ بنا ہوا ہے آفیسر صاحب کے گھر والوں نے ہم لوگوں کے لئے بڑا ہال کمرہ خالی کر دیا اور سارا

Marfat.com

برآمدہ اور باہر کے کمرے حجاج کے حوالہ کر دیئے گئے میرجاوا میں نماز مغرب اور عشاء پڑھی عشاء کے بعد کھانا کھایا میرجاوا بہت چھوٹی بستی ہے گوشت اور سبزیاں مل جاتی میں باقی تمام ضروریات زندگی زاہدان سے آتی ہیں۔

یکم اکتوبر ۱۹۵۴ء ۲ صفر المظفر ۱۳۷۴ھ جمعہ

آج شب کو دس بجے ہمارا قافلہ میرجاوا سے روانہ ہوا۔ میرجاوا سے نکلتے ہی کچھ ریت ملی جس میں سے دشواری ہے ہماری بسیں گذریں پھر قلعہ سفید آیا یہ پاکستان کی پہلی سرحد ہے یہ جگہ دیکھتے ہی ہماری بس والوں نے خوشی میں نعرہ تکبیر۔ نعرہ رسالت۔ نعرہ حیدری پاکستان زندہ باد کے نعرے لگائے اور اعلان ہوا کہ تمام ڈرائیور اب بائیں کو ٹریفک کیا کریں ۲ ۱/۲ بجے رات کو نوکنڈی پہنچ گئے تمام حجاج کو نوکنڈی کے کسٹم کی بہت فکر رہی اگر یہ فکر آخرت کے کسٹم کی ہو جائے تو ہزار ہا گناہوں سے بچ جاویں۔

؎ گروزیر از خدا بترسیدے ہمچناں کز ملک ملک بودے

اس وقت نوکنڈی میں سخت سردی تھی سرد ہوا بہت تیز چل رہی تھی۔ حجاج پریشانی میں ادھر ادھر گھومنے لگے نوکنڈی میں کچھ کچے کمرے بنے ہوئے ہیں اکثر حجاج نے ان کمروں میں پناہ لی ہم نے اس ایک کمرے میں زمین پر سو کر رات گذاری۔ صبح دیر سے آنکھ کھلی کیونکہ دیر سے سوئے تھے الحمد للہ کہ وقت پر نماز جماعت سے پڑھ لی نوکنڈی کے تین حاجی ہمارے قافلہ میں تھے۔ حاجی جمال خاں حاجی باراں خاں۔ حاجی شاہ محمد صاحب یہ تینوں حضرات یہاں نوکنڈی میں اتر گئے چار حاجی جو نک چوکی کے تھے جو آج شب اپنے مقام پر اتر گئے

نوکنڈی میں حاجی جمعہ خاں صاحب نے دنبہ کا ایک من گوشت حجاج کو مفت دیا جو کمپنی میں پکایا گیا پوسٹ آفس کھلنے پر بہت سے حجاج ہو گئے انہوں نے اپنے اپنے وطن بخیریت نوکنڈی پہنچنے کا تار دیا ہم نے حکیم بہار شاہ صاحب گجرات کو اپنے بخیریت پہنچنے کا تار دیا آج صوفی محمد جمیل صاحب نے حجاج سے فرمایا کہ دعا کرو کہ نوکنڈی میں میٹھا پانی نکلے تمام کنوئیں کھاری ہیں۔ تیس چالیس میل تک میٹھا پانی نہیں سات دن میں ایک بار میٹھا

Marfat.com

پانی ریل کے ذریعہ کوئٹہ سے آتا ہے اس کی آمد پر یہاں بڑا ہجوم ہو جاتا ہے۔ ہفتہ سوموار کے دن گاڑی کوئٹہ سے آتی ہے اور بدھ کے دن کوئٹہ جاتی ہے یہ پانی پختہ گڑھوں میں بھر لیا جاتا ہے جو مقفل رہتا ہے اور مناسب قیمت پر فروخت کیا جاتا ہے اس کام کے لئے باقاعدہ منشی مقرر ہے۔

آج ہمارے قافلہ میں تمام حجاج نے سامان کی فہرستیں بنائیں۔ اور حکام کے حوالہ کیں کسٹم آفیسر نے بعض ڈرائیور اور ارکان کمپنی کی چیکنگ کی۔ جن کے پاس سے کپڑا بہت زیادہ برآمد ہوا۔ معلوم ہوتا تھا کہ کویت کی کپڑا مارکیٹ یہاں ہی آگئی ہے۔ بعض نے بوسکی کی دو دو قمیص بارہ بارہ گز کی پگڑیاں۔ دس گز کے تہبند جسم پر پہن رکھی ہیں حکام اس پر بہت ناراض ہوئے اور کہا کہ تم تو مجسم بوسکی بنے ہوئے ہو یہاں سے پھٹے کپڑے پہنے گئے تھے وہاں سے دلہا بن کر آئے ہو۔ غرض کہ بڑی بدنامی ہوئی اور حجاج پر سختی شروع ہو گئی آج دن بھر میں صرف فہرستیں تیار ہوئیں اور چند خاص لوگوں کی چیکنگ ہوئی۔ سارے حجاج اپنا سامان اتارے ہوئے پاس بیٹھے رہے اور چیکنگ کے انتظار میں رہے آج اسّی تار حجاج کے گئے۔ جن سے حجاج نے اپنے اہل قرابت کو بخیریت نوکنڈی پہنچنے کی اطلاع دی پوسٹ ماسٹر نوکنڈی بہت خلیق آدمی ہیں راولپنڈی کے رہنے والے ہیں آج جمعہ کی نماز نوکنڈی میں ہم نے پڑھائی۔ کیونکہ یہاں کے امام مولوی عبدالحمید صاحب کسی وجہ سے باہر گئے ہوئے ہیں

۲ اکتوبر ۱۹۵۴ء ۳ صفر المظفر ۱۳۷۴ھ شنبہ

آج رات نوکنڈی میں حجاج کی رات بہت تکلیف سے گذری کیونکہ حجاج نے کسٹم افسران سے اجازت چاہی کہ ہمارا سامان میدان میں پھیلا ہوا ہے اجازت دو کہ کسی جگہ رکھ لیں اور رات کسی محفوظ جگہ میں گذاریں۔ جہاں سردی نہ ہو۔ مگر حکام نے کچھ نہ سنا بلکہ حکم دیا کہ اپنے سامان کے پاس رہو ہم رات میں چیکنگ کریں گے اس لئے حجاج نے میدان میں رات گذاری سردی سخت تھی ہوا تیز تھی حکومت کی طرف سے حفاظت کا کوئی انتظام نہ تھا حجاج نے دو دو گھنٹہ کی باری سے پہرہ دیا بمشکل صبح ہوئی۔

Marfat.com

میں نے امام صاحب کے حجرے میں آرام سے رات گذاری ان کے شاگرد مولوی عبد الرحمن سلمہ نے بڑی خدمت کی۔ صبح کو سبز چلائے پلائی جو بڑی خوش ذائقہ تھی یہاں مسجد میں پندرہ بیس طالبعلم بھی پڑھتے ہیں جو پند نامہ عطار قدوری وغیرہ پڑھتے ہیں آج صبح ۸ بجے حکم ملا کہ ہر شخص اپنا سامان بس پر باندھے اور ہر بس علیحدہ پوسٹ کسٹم کے دفتر پر پہنچے وہاں علیحدہ چیکنگ ہوگی اس حکم کے ماتحت بس نمبر ۱۲ دفتر میں گئی۔ مگر ۱ بجے تک اس کی چیکنگ نہ ہوسکی اور کل بیس بسیں ہیں حجاج گھبرا گئے کہ اس حساب سے بیس دنوں میں چیکنگ ہوسکے گی کمپنی کے پاس پانی کا انتظام نہیں تھا دوپہر کے کھانے میں بہت دیر ہوئی۔ بہت سے حجاج نے نوکنڈی میں دکان سے روٹی کھائی۔ پراٹھے فی عدد چار آنے گوشت فی پلیٹ ۳ ر دال مسور لے کر کھائی اور دوپہری بھر پریشان رہے بعد نماز ظہر کمپنی کی طرف سے نمکین چاول ملے جو بعض حجاج نے کھائے حجاج نے کوئٹے کو تار دیئے کہ یہاں نوکنڈی میں پانی کی سخت تکلیف ہے اور چیکنگ میں دیر لگے گی براہ مہربانی اس کا اچھا انتظام کیا جائے جواب آیا کہ تم لوگ دالبندین پہنچو وہاں ہمارا کسٹم آفیسر پہنچ رہا ہے۔ وہیں چیکنگ ہوجائیگی اس پر سب خوش ہوگئے اس لئے اب دالبندین جانا ہے۔

نوکنڈی کے ایک جانب گندھک کا پہاڑ ہے جہاں سے بہت گندھک پیدا ہوتی ہے دوسری طرف لوہے کا پہاڑ ہے جہاں سے بہترین لوہا نکلتا ہے ایک سمت سنگ مرمر کا پہاڑ ہے نوکنڈی بہت سی لائنوں کا جنکشن ہے ایران۔ افغانستان۔ پاکستان مکران وغیرہ تمام جگہ کو راستے نکلتے ہیں شام کو چار بجے ہم کو حکم ملا کہ دالبندین چلو چنانچہ ہم نے کوچ کیا کچھ کسٹم آفس پر ٹھہرنا پڑا یہاں سے کسٹم پولیس ہمارے ہمراہ جانے والی ہے انہوں نے اپنی جیپ کار کے لئے پٹرول ہماری کمپنی سے لیا اور بہت دیر کے بعد روانگی ہوئی عصر کی نماز اسی دفتر میں پڑھی گئی پھر اس طرح روانگی ہوئی کہ آفیسران ہمارے آگے اور پولیس ہمارے پیچھے۔ درمیان میں حجاج کی بسیں۔ راستہ میں مغرب کی نماز پڑھی

۳ اکتوبر ۱۹۵۴ء ۴ صفر المظفر ۱۳۷۴ھ یک شنبہ

آج رات کو ساڑھے آٹھ بجے ہمارا قافلہ دالبندین پہنچا۔ یہ جگہ نوکنڈی سے ۱۰۵ میل

Marfat.com

جانب مشرق ہے راستہ بہت اچھا ہے دالبندین میں میٹھا پانی کثرت سے ہے درخت بھی بہت ہیں صوفی محمد جمیل صاحب نے لوکنڈی سے کچھ نمکین پراٹھے اپنے خرچ پر منوائے تھے جو بعض حجاج کو راستہ میں کھلائے دالبندین میں ڈاک بنگلہ میں قیام ہوا تمام کمرے بند تھے حجاج کچھ تو برآمدہ میں ٹھہرے اور کچھ درختوں کے نیچے اور کچھ میدان میں پڑ رہے ہمکو ایک درخت کے نیچے جگہ ملی سردی کافی تھی جن کے پاس اوڑھنے کو کم تھا انہوں نے بہت تکلیف اٹھائی۔ کوئٹہ سے حکام کسٹم رات کو ہی دالبندین ہم سے پہلے پہنچ چکے تھے صبح بعض حجاج نے نماز تہجد پڑھی اور پھر نماز فجر پڑھی بعد نماز ایک بڈھے حاجی نے بلند آواز سے کہا کہ اے حکام پاکستان ہم غریب حجاج تین ماہ سے گھروں سے نکلے ہوئے ہیں زمین پر سو رہے ہیں اور اب سردی کھا رہے ہیں ہم پر رحم کرو ہماری بسیں جلد چیک کر لو تاکہ ہم اپنے گھر جلد پہنچیں تمام حجاج نے تائید کی اور شور سا مچ گیا۔

سورج نکلتے ہی کسٹم آفیسر غلام جیلانی صاحب مع اپنے عملہ کے کمرہ سے باہر آئے ہم لوگوں کو سلام کیا اور چیکنگ شروع کر دی غلام جیلانی صاحب بہت شریف آفیسر ہیں انہوں نے نہایت پھرتی سے کام کیا دس پندرہ منٹ میں ایک بس کی چیکنگ کی اور حجاج کے ساتھ بہت نرمی اور اچھے اخلاق سے پیش آئے آج حجاج بہت ہی خوش ہیں اور آفیسر مذکور کی بہت ہی تعریفیں کر رہے ہیں تقریباً ۱۲ بجے دوپہر تک بہت سی بسوں کو پاس کر کے باہر نکال دیا بقیہ بسوں کے فارغ ہونے کی عنقریب ہی امید ہے۔

آج دیکھنے میں یہ آیا کہ جن لوگوں نے مال چھپانے کی کوشش کی ان پر سختی ہوئی اور جن لوگوں نے اپنا سب کچھ ظاہر کر دیا ان پر بہت نرمی کی گئی کمپنی کے ایک ملازم نے رضائی میں کپڑا بھر لیا تھا بجائے روئی کے رضائی کھولی گئی اور ۳۰۸ روپیہ ٹیکس وصول کیا گیا۔ بس یہ ہی آخرت میں ہوگا کہ اپنے جرم کا اقرار کرنے والا مزے میں رہے گا اور انکاری کی آفت ہوگی یہ چیزیں قابل عبرت ہیں۔ دالبندین میں اتنی دیر لگی کہ نماز مغرب وہاں ہی پڑھی گئی۔ نماز ظہر تو بستی میں ادا کی گئی اور نماز عصر و مغرب وہاں ہی پڑھ لیں جہاں بسیں کھڑی تھیں۔

Marfat.com

۴ اکتوبر ۱۹۵۴ء ۵ صفر المظفر ۱۳۷۴ھ یوم دوشنبہ

آج شب کو بعد نماز مغرب ہمارا قافلہ دالبندین سے روانہ ہوا۔ راستہ نہایت صاف تھا اس لئے بسیں بے تکلف تیس میل کی رفتار پر چل رہی تھیں کہ اچانک ایک جانکاہ حادثہ پیش آیا وہ یہ کہ بس نمبر ۱۱ میں ڈرائیور کے سامنے والا شیشہ ٹوٹا ہوا ہے اس لئے ڈرائیور نے آنکھوں پر چشمہ لگا رکھا ہے ہوا سے ڈرائیور کی آنکھوں میں پانی آگیا کچھ غنودگی بھی آگئی تھی اس لئے اسکی بس سڑک سے نیچے اتر گئی جب ڈرائیور کو ہوش آیا تو اس نے سڑک پر لانیکی کوشش کی جس سے بس نمبر ۱۱ لوٹ گئی سارا قافلہ رک گیا اور شور مچ گیا۔ حجاج اندر پھنسے رہ گئے لوگ اوپر چڑھ گئے اس بس کے حجاج کو بمشکل نکالا۔ الحمد للہ کسی حاجی کے چوٹ نہ آئی ایک حاجی بے ہوشی کی حالت میں سفری شفاخانے میں پہنچ گیا الحمد للہ صبح تک وہ بھی ٹھیک ہو گیا بس کے صرف شیشے ٹوٹے باقی بس بھی محفوظ رہی سب نے مل کر بس کو سیدھا کیا اور قافلہ روانہ ہو گیا۔ رات کے ایک بجے قافلہ نوشکی پہنچ گیا سردی سخت تھی ہوا بہت ٹھنڈی چل رہی تھی نوشکی اسٹیشن پر قافلہ نے قیام کیا۔ اسٹیشن کے کوارٹروں میں کچھ حاجی گھس گئے اور بعض نے اسی طرح ہوا میں رات گذاری۔ صبح کو بلیٹ فارم کے پانی سے وضو کیا اور پلیٹ فارم پر ہی جماعت کی۔ کھانا کھایا چائے پی اور ۷ بجے صبح قافلہ روانہ ہو گیا نوشکی دالبندین سے ۱۲۳ میل جانب مشرق ہے صبح دس بجے ہمارا قافلہ کوئٹہ پہنچا اور اس ہی پہلی جگہ مدرسہ مطلع العلوم میں قیام کیا بعض حجاج نے کوئٹہ سے قافلہ چھوڑ دیا اور ریل سے اپنے مقامات کو چلے گئے کوئٹہ ۸۹ میل نوشکی سے جانب مشرق ہے۔

بعض حجاج نے نوشکی سے حکومت کو تار دے دیا تھا کہ کمپنی کی بسیں سفر کے قابل نہیں۔ اس لئے یہاں آتے ہی کمپنی کو پولیس کا حکم پہنچا کہ پہلے گاڑیوں کی چیکنگ کراؤ پھر تم کو جانے دیا جائیگا چنانچہ آج قافلہ نہ جا سکا پولیس نے بسوں کو گھیر لیا تحقیقات کی اور جانے کی اجازت دیدی آج دوپہر کو ہم لوگوں نے کھانا نمکین ہوٹل میں کھایا کھانا بہت لذیذ تھا اور قیمت بھی مناسب تھی۔ انگور۔ سیب۔ سردا۔ آڑو اس وقت کوئٹہ میں ارزاں ہیں سیب ۴ر سیر۔

Marfat.com

انگور ۶ ر سیر۔ سردا ۴ ر سیر آڑو ۸ ر سیر عام فروخت ہو رہے ہیں ہم نے بھی فروٹ گھر کے لئے خریدا حجاج کے اہل قرابت جو کوئٹہ میں رہتے ہیں انہوں نے حجاج کی دعوت و قیام گاہ کا انتظام کیا مگر کمپنی نے اعلان کیا ہوا تھا کہ قافلہ ابھی جا رہا ہے کوئی حاجی اپنے اہل قرابت کے ہاں جا نہ سکا چنانچہ میرے محترم دوست عبدالخالق ملتانی نے مجھے بہت تلاش کر کے پایا اور اپنی دکان پر لے گئے اور بہت اصرار کیا کہ آج رات ہمارے ہاں قیام کرو مگر کمپنی کے اعلان سے مجبوری تھی۔ لیکن میں کمپنی کے اس اعلان سے نہ قیام کر سکا۔ مگر رات کو دس بجے ہم لوگوں سے کہا گیا کہ قافلہ صبح جائے گا۔

کوئٹہ میں عام مسلمان سنی عقیدے کے ہیں مگر علماء سب دیوبندی ہیں اپنے آپ کو چھپائے ہوئے ہیں بظاہر سنی بنتے ہیں یہاں ربیع الثانی کی گیارھویں تاریخ کو ۵۰۔ ۶۰ دنبے سجا کر جلوس کی شکل میں نکالے جاتے ہیں پھر انہیں ذبح کر کے پلاؤ پکا کر گیارھویں شریف کی جاتی ہے سب دیوبندی علماء فاتحہ پڑھ آتے ہیں اور کھا لیتے ہیں۔ اسلامی جماعت اور قادیانیوں کا بہت زور ہے کوئٹہ مدینہ منورہ سے 2915 میل ہے۔

۵ اکتوبر سنہ ۱۹۵۴ء ۶ صفر المظفر سنہ ۱۳۷۴ھ سہ شنبہ

آج رات قافلہ جانے کو تھا مگر عبیداللہ خان کنجاہی جو قافلہ کے اسسٹنٹ ڈاکٹر ہیں اور رفیق شاہ صاحب میں جھگڑا ہو گیا اس لئے قافلہ چل نہ سکا رات وہیں گذاری اور ۷ بجے صبح کوئٹہ سے چل پڑا چند میل فاصلہ پر قافلہ رک گیا حجاج میں مشہور ہو گیا کہ قافلہ کوئٹہ پولیس نے روک لیا ہے کیونکہ ڈاکٹر عبیداللہ خان نے رفیق شاہ کے خلاف رپورٹ کر دی ہے رفیق شاہ روپوش ہو گئے ہیں اس لئے تحقیقات ہو گی سب حجاج پریشان ہو گئے مگر یہ خبر غلط نکلی ۴۵ منٹ کے بعد قافلہ چل پڑا ۱۱ بجے سبی سے گذرا مگر وہاں قیام نہیں ہوا ۳ بجے قافلہ جھٹ پٹ پہنچا پھر قریباً ۴ بجے جیکب آباد پہنچ کر قیام کیا۔ جیکب آباد کے کنارہ پر بڑا عمدہ باغ اور مسجد ہے مسجد میں نماز ظہر باجماعت ادا کی۔ پھر بہت سے حجاج کھانا کھانے بازار چلے گئے ہم نے بھی ہوٹل میں کھانا کھایا۔ مچھلی گوشت گرم روٹیاں بہت مزے سے کھائیں جیکب آباد کی سیر کی

Marfat.com

اچھا شہر ہے بازار سے کچھ ضروری اشیاء خریدیں جب قافلہ میں واپس آئے تو دیکھا کہ اہلِ جیکب آباد کا میلہ لگا ہوا ہے۔ بڑی محبت سے یہ لوگ پیش آئے اور اپنی بے خبری پر افسوس کرتے تھے کہ ہمیں اس قافلہ کی اطلاع نہ ملی ورنہ ہم لوگ دعوت کرتے۔ پھر عبدالعزیز صاحب نے قافلہ کو چائے پلائی۔ ہفتہ وار اخبار ستارہ جو جیکب آباد سے نکلتا ہے اس کے اڈیٹر اور کچھ دیگر اخبارات کے نمائندے ملاقات کرنے آئے اور حجاج سے راستہ کے حالات پوچھنے لگے۔ سب لوگ ہمیں حج اور زیارات کی مبارکباد دیتے تھے۔ جیکب آباد کوئٹہ سے ۱۹۷ میل فاصلہ پر جانب جنوب مشرق ہے اس کے بعد قافلہ جیکب آباد سے روانہ ہوا اور نماز مغرب شکارپور پہنچ کر کنارہ شہر پر ادا کی پھر شکارپور سے ہوتے ہوئے سکھر کو روانہ ہو گئے شکارپور اچھی مگر معمولی بستی ہے اور جیکب آباد سے ۹ میل فاصلہ پر ہے۔ شکارپور سے قافلہ بعد مغرب چل پڑا اور قریباً ڈیڑھ گھنٹے کے بعد سکھر پہنچ گیا۔ سکھر میں قافلہ کو شہر والوں نے گھیر لیا مبارکباد دی ہماری بسیں شہر میں ٹھہریں۔ پٹرول بھروایا۔ حجاج نے سکھر کے بسکٹ وغیرہ خریدے قریباً ایک گھنٹہ ٹھہر کر آگے بڑھے اور دریا سندھ کے پل سے گذرتے ہوئے کنارہ پر ڈیرہ ڈال دیا اللہ کی شان ہے کہ ایران اور کوئٹہ میں سردی تھی مگر جیکب آباد میں پسینہ آرہا تھا اور سکھر میں کھلے میدان میں چادر اوڑھ کر سوئے یہاں موسم نہایت خوشگوار تھا۔ حجاج وطن کی خوشی میں پھولے نہ سماتے تھے۔ سکھر کوئٹہ سے ۲۵۷ میل ہے جیکب آباد میں چاول بہت پیدا ہوتا ہے تاحد نظر وہاں چاول ہی نظر آتا ہے سکھر میں موسم خوشگوار تھا۔

۶ اکتوبر ۱۹۵۷ء ۔ ۷ صفر المظفر ۱۳۷۷ھ چہار شنبہ

آج صبح صادق کے وقت کوچ کا اعلان ہو گیا۔ نماز فجر پڑھی چائے پی اور قافلہ سکھر سے روانہ ہو گیا راستہ بہت اچھا تھا اچھا سفر ہوا دس بجے سے پہلے صادق آباد ریاست بہاولپور پہنچ گئے کچھ دیر وہاں ٹھہرے اور چل دیئے۔ رحیم یار خاں۔ بہاولپور سمہ سٹہ وغیرہ تمام چھوڑتے ہوئے چلے گئے اب ایک جگہ بیٹھ کر کھانا کھایا اور فوراً چل دیئے ڈیڑھ بجے پنج ندتک پہنچے۔ جاتے ہوئے بھی یہ جگہ راستہ میں آئی تھی۔ مگر شب کی وجہ سے سیر نہ

Marfat.com

ہو سکی تھی آج دن میں یہاں پہنچے خوب سیر کی یہ جگہ سکھر سے ۱۹۶ میل فاصلہ پر ہے یہاں پانچ دریا ملتے ہیں۔ ستلج۔ بیاس۔ راوی۔ چناب۔ جہلم۔ یہاں سے دو نہریں نکالی گئی ہیں اور زبردست ہیڈ بنا ہوا ہے دو طرفہ سبزہ زار اور درخت ہیں بہت ہی دلکش نظارہ ہے پولیس کا اچھا انتظام ہے یہ پانچوں ندیاں مل کر بہت پانی ہو گیا ہے ایک طرف نلکا لگا ہوا ہے جس کا پانی نہایت ٹھنڈا اور میٹھا ہے۔ بڑا زبردست پل بنا ہوا ہے پل پر لائن بھی ہے۔ جس پر چھوٹی سی ٹرالی چلتی ہے۔ حجاج نے یہاں کی خوب سیر کی پل میں سیڑھیاں لگی ہیں جن کے ذریعہ پانی تک پہنچا جا سکتا ہے کئی احباب نے نیچے اتر کر پانی پر پہنچ کر وضو کیا۔ یہاں ایک چھوٹی سی پختہ مسجد بھی بنی ہے جو آباد ہے وہاں نماز ظہر ادا کی گئی۔ اور قافلہ چل پڑا کچھ میل طے کرنے پر ایک بس کا ٹائر پنکچر ہو گیا اور تمام قافلہ رک گیا یہاں پیچ ندکا بہت اونچا اور چوڑا بند ہے نیچے برابر میں پختہ سڑک ہے دو رویہ گھنے درختوں کی قطار ہے جن کی شاخیں ایسی آپس میں ملی ہیں کہ سڑک پر دھوپ نہیں آتی کئی میل تک یہ قطار ہے خوشنما منظر ہے آدھ گھنٹہ کے بعد قافلہ یہاں سے چلا۔ راستہ میں چناب کا پل آیا جس پر ریل بھی چلتی ہے اور سواریاں بھی اسی جگہ نماز عصر پڑھی پھر ۳ میل پر خان گڑھ۔ پھر وہاں سے ۵۸ میل پر مظفر گڑھ سے گذرے۔

خان گڑھ اور مظفر گڑھ کے لوگ دو رویہ قطاریں بنائے ہوئے کھڑے تھے جو نعرۂ تکبیر اور مبارکباد اور پاکستان زندہ باد کے نعرے لگاتے تھے۔ مغرب کے وقت ہمارا قافلہ ملتان پہنچا یہاں کھانے کا انتظام اہل ملتان نے کیا تھا بہت پر تکلف دعوت کی بٹیر اور بکرے کا گوشت پلاؤ زردہ حجاج کی خدمت میں پیش کیا ملتان میں مولانا سید مسعود علی صاحب صدر مدرس انوار العلوم سے ملاقات ہوئی پھر کھانے کے بعد مولانا غلام ربانی مع اپنے رفقاء کے ملنے آئے ہار پھول گلوں میں ڈالے حاجی عبدالغفار صاحب فاضل انوار العلوم ملتان بھی تشریف لائے یہ ہم کو مکہ مکرمہ میں ملے تھے ہم سے پیچھے جہاز سے چلے تھے اور ۱۳ ستمبر کو ملتان پہنچ گئے تھے۔ ان کے ذریعہ حضرت مولانا الحاج علی حسین صاحب مدنی نے مدینہ منورہ سے اپنی تصنیف شدہ تین کتابیں ہمارے واسطے بھیجی

Marfat.com

تھیں مولانا عبد الغفار صاحب نے وہ کتابیں مرحمت کیں بڑی محبت سے پیش آئے۔ حضرت مولانا الحاج سید ابوالنجم مولانا احمد سعید صاحب کاظمی مدظلہ سے ملاقات کی تمنا تھی۔ مگر وقت تھوڑا ہونے کی وجہ سے ملاقات نہ ہو سکی ملتان کے کسی بزرگ کے مزار پر حاضری کا موقعہ نہ ملا وہاں سے ہی فاتحہ پڑھ لی۔

۷ اکتوبر ۱۹۵۴ء ۸ صفر المظفر ۱۳۷۴ھ پنجشنبہ

آج شب کو ملتان پہنچنے پر پتہ لگا کہ لاہور کی سڑک براہ خانیوال پر سیلاب کا پانی آگیا ہے ٹریفک اور ریل سب بند ہے دوسرا راستہ وہاڑی بورے والا سے جو گذرتا ہے وہ اب تک کھلا تھا مگر اس پر بھی پانی آرہا ہے بارہ بجے رات تک سڑک بھی بند ہو جاویگی اس خبر سے سب کو پریشانی ہوگئی اور طے یہ ہوا کہ ابھی قافلہ روانہ ہو جائے اور بوریوالہ پہنچ کر وہاں ہی قیام کیا جاوے چنانچہ کھانا کھاتے ہی بسوں نے پٹرول لیا اور اس راستہ پر چل دیئے۔

۶۴ میل چل کر موضع وہاڑی پر قیام کیا بارہ بجے شب کو یہاں پہنچے اور بستر کر کے لب سڑک سو رہے۔ حجاج کے دلوں پر بہت خوف تھا مگر اللہ کے فضل سے کہیں پانی نہیں ملا البتہ راستہ میں ہر جگہ پولیس کے حفاظتی دستے مقرر ہیں جو کہ نگرانی کر رہے ہیں ملتان سکھر سے ۲۷۶ میل جانب جنوب مشرق ہے اور ملتان سے مدینہ منورہ کا فاصلہ اس راستہ سے ۲۴۴۳ میل ہے ملتان میں اگر معلوم ہوا کہ سیلاب کا خطرہ بڑھ رہا ہے ملتان سے دس میل فاصلہ پر کوئی عظیم الشان بند ہے۔ بند کیا ہے ایک قلعہ ہے اس کی حفاظت کے لئے تمام پولیس فوج اور شہر کی تمام بسیں مقرر ہیں سیمنٹ ریتہ کی بوریاں پتھر اس بند پر ڈال رہے ہیں۔ شہر کے آس پاس کے گاؤں خالی کرائے جا رہے ہیں صرف لاہور کا راستہ براہ لودہراں دیپالپور کھلا ہے باقی ہر طرف سے راستے بند ہو چکے ہیں ریلیں بند ہیں بہت پریشانی ہے۔

ہمارے قافلہ کی تین بسیں نمبر ۱ نمبر ۲ نمبر ۳ جن میں لائلپور کے حجاج تھے وہ ملتان سے

Marfat.com

براستہ مظفر گڑھ جھنگ روانہ ہوگئیں اور ہم لوگ ادھر لاہور چل دیئے گویا ملتان سے ہمارے قافلہ کے دو حصے ہوگئے ہیں تین بسیں لائلپور کو گئیں باقی لاہور کو۔

صبح کو نماز فجر جماعت سے ادا کی اور چائے پی کر پونے سات بجے دہاڑی سے چل دیئے۔ راستہ میں بہت سی بستیاں ہیں۔ جیسے بورے والا عارف والا۔ عارف والا سے ۴۲ میل سفر کر کے ۹ بجے منٹگمری پہنچے منٹگمری ملتان سے اس راستہ سے ۱۳۶ میل ہے اگر ہم خانیوال کے راستہ سے آتے تو فاصلہ کچھ کم ہوتا پونے دس بجے اوکاڑہ اور ساڑھے دس بجے رینالہ خورد پہنچے مگر ان مقامات پر قیام نہیں کیا صرف گذر گئے راستہ میں رب تعالیٰ کے فضل و کرم سے پانی نہیں ملا خشک راستہ تھا البتہ بھائی پھیرو کے پاس کچھ پانی تھا اور سڑک پر بھی پانی تھا جسے آسانی سے عبور کر لیا ۱/۲ ۱ بجے دوپہر کو ہمارا قافلہ لاہور پہنچا۔ اسٹیشن کے پاس ایمپرس روڈ پر قیام ہوا اس جگہ مسلمانوں کا بڑا ہجوم تھا شہر کے لوگ اور حجاج کے اہل قرابت راولپنڈی۔ گجرات۔ جلال پور وغیرہ دیگر مقامات کے آئے ہوئے تھے یہ لوگ قافلہ کے انتظار میں کئی روز پہلے سے لاہور آگئے تھے ہار پھولوں کے ڈھیر تھے یہاں آتے ہی اعلان ہوا کہ کھانا تیار ہے حجاج کھائیں۔ الحاج بابو نور احمد صاحب کی طرف سے کھانے کا انتظام تھا بہترین بریانی حجاج کو کھلائی حاجی نور احمد صاحب ہمارے قافلہ میں حج کو گئے تھے۔ مگر مدینہ منورہ میں ہم سے جدا ہو کر بحری جہاز سے واپس آئے ہم سے بہت پہلے لاہور پہنچ چکے تھے یہ کھانا انہوں نے ہی دیا۔ کھانا کھا کر ہم حضرت قبلہ مولانا الحاج ابوالبرکات سید احمد صاحب دام ظلہم کے دولتخانہ پر ملاقات کے لئے گئے۔ حضرت ممدوح بہت ہی کرم سے پیش آئے وہاں ہی نماز ظہر پڑھی غسل کیا پھر نماز عصر ادا کی حضرت مولانا ابوالبرکات دام ظلہم کے دولت کدہ پر حضرت مولانا امین الدین صاحب بدایوانی سے ملاقات ہوگئی آپ کاموں کی سے تشریف لائے ہوئے تھے بہت خوشی حاصل ہوئی۔

عصر کی نماز پڑھ کر میں نے حضرت الحاج ابوالبرکات زید مجدہم کے ہمراہ حضرت خواجہ داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہ العزیز کے مزار پر انوار پر حاضری دی وہاں فاتحہ پڑھی نماز مغرب کے قریب حضرت الحاج میاں محمد صاحب اور مولوی الحاج غلام رسول صاحب

Marfat.com

سجادہ نشینانِ داتا صاحب سے ملاقات ہوئی۔ بہت ہی کرم سے پیش آئے نماز مغرب تیار تھی۔ مجھے اصرار سے حکم دیا گیا کہ نماز تم پڑھاؤ آج جمعرات تھی دربار شریف میں زائرین کا بڑا ہجوم تھا قریباً دس صفیں نمازیوں کی تھیں زائرین سے بازار بھرا ہوا تھا نماز کے بعد تمام حاضرین نے بڑی محبت سے معانقہ کیا گلے ملے ان حضرات کی محبت یاد رہے گی نماز عشاء یہاں ہی پڑھی نماز کے بعد میو ہسپتال گئے وہاں عزیزم محمد اشرف ولد حاجی فضل الٰہی مرحوم کو دیکھا وہ بیمار ہیں اور میو ہسپتال میں زیر علاج ہیں رب تعالیٰ شفاء بخشے۔ میو ہسپتال سے سیدھے اپنے کیمپ میں آگئے۔ عزیز گرامی حاجی حافظ رحمت اللہ سلمہ گجرات سے آئے ہوئے تھے وہ بھی داتا صاحب کے دربار میں ملے معلوم ہوا کہ دوپہر کے آئے ہوئے ہیں اور ریڈیو سے قافلہ کی آمد کی اطلاع سنکر ہم سے ملنے بلکہ ہمیں لینے آئے ہیں۔ لاہور ملتان سے راستہ پر ۲۴۱ میل ہے اور لاہور کا فاصلہ مدینہ منورہ سے اس راستہ پر ۳۶۸۳ میل ہے۔

۸ اکتوبر ۱۹۵۴ء ۹ صفر المظفر ۱۳۷۴ھ یوم جمعہ

آج رات ہم نے لاہور اسٹیشن پر لیمپرس روڈ پر اپنے کیمپ میں آرام کیا پونے چار بجے بیدار ہوئے بعض حجاج نے نماز تہجد ادا کی۔ صبح ہونے پر نماز فجر با جماعت کیمپ میں ہی ادا کی۔ بعد نماز حجاج کو روانگی کی بہت جلدی تھی لیکن کمپنی نے روانگی میں کچھ توقف کیا سات بجے صبح کو لاہور سے قافلہ روانہ ہوا درمیان میں جہاں سے قافلہ گذرتا تھا۔ لوگ دو رویہ صف بستہ کھڑے ہو کر نعرۂ تکبیر نعرہ رسالت۔ مبارک مبارک کے شور سے فضا میں گونج پیدا کرتے تھے گوجرانوالہ ۹ بجے قافلہ پہنچا وہاں بہت خلقت ہار پھول لئے ہوئے موجود تھی۔ پندرہ منٹ قافلے نے گوجرانوالہ میں قیام کیا۔ جو حاجی وہاں اترنے والے تھے وہ وہاں ہی اتر گئے سوا نو بجے قافلہ گوجرانوالہ سے روانہ ہوا کچھ دیر وزیر آباد میں قیام کر کے دس بجکر بیس منٹ پر قافلہ گجرات پہنچا۔ گجرات کے لوگ پہلے سے ہی رنگ برنگے ہار پھول لئے لب سڑک چشم براہ کھڑے تھے تمام بسیں سیدھی راولپنڈی چلی گئیں۔ کیونکہ

Marfat.com

ان میں گجرات کے حجاج نہ تھے صرف بس نمبر ۷ اور نمبر ۹ اور نمبر ۱ اور ایک دو اور بسیں یہاں روکیں۔ ہجوم نے حجاج کی بسوں کو گھیر لیا۔ ملنے ملانے میں بہت وقت صرف ہوا۔ پھر سامان اتارا گیا۔ برخوردار محمد میاں سلمہ اپنا تانگہ لئے پہلے ہی سے کھڑے تھے ان کے تانگہ میں بیٹھ کر ۱۲ ۱۱ بخیریت تمام گھر پہنچے۔ الحمد للہ علی ذالک۔

محترم دوستوں کا تانتا بندھ گیا۔ ہر ایک دعا کرتا تھا۔ سب سے پہلے محلہ کی مسجد میں نفل شکرانہ ادا کئے پھر گھر میں داخل ہوئے جمعہ کی نماز کا وقت قریب تھا غسل کیا۔ لباس تبدیل کیا اور جامع مسجد چوک پاکستان میں پہنچے آج نمازیوں کا ہجوم بہت زیادہ تھا تمام لوگ حالاتِ سفر سننے کے لئے تشریف لائے تھے اس علاقہ میں پہلے ہی مشہور ہو چکا تھا کہ اس سفر میں مشکلات در پیش آئیں مگر ہم نے عرض کیا کہ دیدار یار مشکلوں کا سمندر طے کر کے ہی نصیب ہوتا ہے۔ وَالحمدُ للهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللهُ تعالیٰ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِهٖ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ۔

ہمارا سفر ۲۷ جون ۱۹۵۴ء کو شروع ہوا اور آٹھ اکتوبر ۱۹۵۴ء کو ختم ہوا۔ کل سوا تین مہینے سفر رہا اور گجرات سے گجرات تک نو ہزار دو میل سفر ہوا۔ مدینہ منورہ گجرات سے اس راستہ سے ۳۷۷۴ میل جانب شمال ہے۔

اس سفر میں ہم نے دو چیزیں عجیب دیکھیں ایک یہ کہ دراز سفر میں یہاں گجرات سے مدینہ منورہ تک ایک انچ زمین کسی غیر مسلم کی نہ آئی۔ تمام سلطنتیں مسلمانوں ہی کی آئیں۔ پاکستان کے بعد ایران پھر عراق پھر کویت پھر نجد پھر حجاز یہ تمام سلطنتیں مسلمانوں ہی کی ہیں۔ الحمد للہ۔ رب تعالیٰ برکتیں دے دوسرے یہ کہ ان تمام اسلامی ممالک میں ہندو سکھ آباد ہیں خوب کاروبار کرتے ہیں۔ چنانچہ مشہد مقدس میں سب سے بڑی فرم رام جی مول چند کی ہے۔ مگر ان غیر مسلموں کو محسوس بھی نہیں ہوتا کہ ہم اپنے دیس میں ہیں یا کہ اسلامی ملک میں۔ بڑی امن وعافیت۔ آزادی سے زندگی بسر کر رہے ہیں مگر افسوس ہے کہ بھارت کے مسلمان بالکل غیر محفوظ ہیں۔ کوئی سال بلکہ کوئی مہینہ خالی نہیں جاتا کہ جب کسی نہ کسی بہانہ سے مسلمانوں

Marfat.com

کا بے دریغ قتل نہ ہوتا ہو۔ بھارت کو عبرت چاہیئے۔

احمد یار خاں خطیب جامعہ مسجد غوثیہ
گجرات پاکستان
۱۵ محرم الحرام ۱۳۸۱ھ جمعہ

Marfat.com

حصّہ دوم

Marfat.com

پیشِ لفظ

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھ گنہگار سیاہ کار کو کئی بار حرمین طیبین کی حاضری سے نوازا۔ چنانچہ جب میں ۱۹۵۱ء یعنی ۱۳۷۲ھ میں تیسرے حج و زیارت سے مشرف ہوا۔ تو یہ تیسرا حج میں نے حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ادا کیا۔ یعنی حج بدنی کیا۔ اس کے بعد دو آرزوؤں نے دل میں گدگدی پیدا کی۔ اور یہ گدگدی گویا جنون کی حد کو پہنچ گئی۔ ایک یہ کہ میں کس طرح ماہِ رمضان مدینہ منورہ میں گذاروں۔ مسجد نبوی شریف میں ماہِ رمضان کا اعتکاف کروں۔ دوسرے یہ کہ مسلمانوں کی محسنۂ اعظم یعنی حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف سے حج ادا کروں۔ یہ میری دلی تڑپ تھی۔ مگر کوئی تدبیر بن نہ آتی تھی۔ حالت یہ تھی کہ شعر

کوئی تدبیر بر نہیں آتی ۔۔۔۔۔ کوئی صورت نظر نہیں آتی

صدقہ اس کریم کی کرم نوازی کے، قربان اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بندہ نوازی کے کہ اللہ تعالیٰ کے نام پر زیارتی پاسپورٹ کی درخواست دے دی۔ دس روپیہ کا ٹکٹ درخواست پر لگایا۔ اور سولہ سو روپیہ کی سیکورٹی یعنی زرضمانت جمع کرائی۔ فی درخواست آٹھ سو روپیہ برخوردار مفتی محمد میاں مفتی مصطفےٰ میاں کی کوششوں سے بمشکل تمام یہ پاسپورٹ بنا۔ پھر ہم نے پاسپورٹ ہائی لینڈ ٹریولرز کمپنی مال روڈ لاہور کے دفتر میں چوہدری محمد امین صاحب کو سپرد کر دیا۔ انہوں نے یہ پاسپورٹ مع درخواست زرتبادلہ کے لئے کراچی بھیج دی۔ وہاں زرتبادلہ کے لئے ہر انگریزی ماہ کی پچیس تاریخ کو قرعہ پڑتا ہے۔ الحمد للہ کہ ہمارا نام قرعہ میں آگیا۔ پھر زرتبادلہ کیلئے اسٹیٹ بنک میں پاسپورٹ جمع کرا دیا گیا۔ اور ہمارا پاسپورٹ پھر کراچی سعودیہ عربیہ کے ویزے

Marfat.com

کے لیے بھیج دیا۔ ادھر ہم دونوں نے آٹھ دن میں دو ٹیکے لگوا کر ہیلتھ سرٹیفکٹ حاصل کر لئے۔ ہائی لینڈ والوں کا ایک دفتر کراچی میں وکٹوریہ روڈ پر شیرزان ہوٹل سے متصل بھی ہے جہاں کے افسر بدرالدین صاحب ہیں۔ مگر دو ماہ کے بعد جب کہ ماہِ رمضان بالکل قریب آگیا۔ تو اچانک جمعرات کے دن دوپہر کو محمد امین صاحب کا لفافہ پہنچا۔ کہ آپ کا پاسپورٹ کراچی سے واپس آگیا۔ ویزا نہ بن سکا۔ آپ خود کراچی جائیں۔ اس خبر نے مجھے دیوانہ کر دیا۔ فوراً برخوردار مفتی محمد میاں کو لے کر لاہور پہنچا۔ اور ہائی لینڈ کے دفتر سے پاسپورٹ لے کر تیز رو سے کراچی روانہ ہو گیا۔ اور جمعہ کے دن مغرب کے قریب کراچی پہنچا۔ بعد مغرب مولانا محمد اظہر صاحب ابن حضرت مفتی محمد عمر صاحب نعیمی سے ملاقات ہو گئی۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ جناب مولانا احمد نورانی صاحب یورپ کے تبلیغی دورے سے واپس آئے ہوئے ہیں چلئے ہم ان کے پاس چلیں۔ ہم دونوں مولانا احمد نورانی صاحب میرٹھی ابن حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب صدیقی کے دولت خانہ پر صدر متصل میمن مسجد پہنچے۔ مولانا سے ملاقات ہو گئی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ گھبراؤ نہیں۔ انشاءاللہ ویزہ بن جاوے گا۔ مولانا کی اس تسلی سے ہماری خشک کھیتی ہری ہو گئی۔ اس کے بعد آس لگ گئی۔ ہفتہ کی شب آرام باغ میں عبدالرحیم صاحب مؤذن جامع مسجد آرام باغ کے حجرہ میں گذاری۔ سخت سردی تھی۔ صبح ہفتہ کے دن مولانا احمد نورانی صاحب کے ہمراہ سعودی سفارت خانہ پہنچے۔ ماشاءاللہ وہاں مولانا کے بڑے اثرات ہیں مولانا کو دیکھ کر سارا عملہ تعظیماً کھڑا ہو گیا۔ مولانا نے حج کے ویزے کی درخواست پیش کی۔ سعودی قونصل صاحب نے بلا حیل و حجت منظور فرما کر مہر لگا دی۔ اور فرمایا کہ ویزہ منظور کر لیا گیا ہے۔ کل اتوار ہے۔ پرسوں سوموار کو انشاءاللہ ویزہ مل جائے گا۔ الحمدللہ کہ مولانا احمد نورانی مدظلہ و مدعمرہٗ کے وسیلہ سے یہ ناقابل حل معمہ حل ہو گیا۔ گجرات کو مبارک باد کا تار دے دیا گیا۔ اس خبر سے سارے دوستوں میں چہل پہل ہو گئی۔ ہر طرف سے مبارکبادیاں آنے لگیں۔ پیر کے دن مولانا احمد نورانی صاحب کے ہمراہ جا کر ویزہ حاصل کیا گیا۔ سعودی سفارت خانہ

Marfat.com

میں جاکر دیکھا تو عشاق مدینہ کا ہجوم لگا ہوا ہے۔ چار چار ماہ سے لوگ کراچی پڑے ہوئے ہیں ویزہ کی کوشش کر رہے ہیں مگر کامیابی نہیں ہوتی۔ آج وسیلہ کا مسئلہ مشاہدے سے حل ہوگیا۔ کہ مولانا نورانی میاں کے وسیلہ سے دو دن میں کام ہوگیا۔ بغیر وسیلہ چار چار ماہ میں کام نہ ہوسکا۔ یہ ہی حال قیامت میں ہوگا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ کے بغیر رب تک کسی کی پہنچ نہ ہوگی۔ شفاعت سے قیامت کا کاروبار شروع ہوگا۔

دوستو خیال رہے کہ مولانا احمد نورانی مدظلہٗ جو ہمارے اس حج و زیارت کا ذریعہ بنے۔ آپ حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب صدیقی میرٹھی قدس سرہٗ کے فرزند ارجمند ہیں۔ میرٹھ کے رہنے والے ہیں۔ کراچی میں مقیم ہیں۔ حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب صدیقی میرٹھی وہ مبلغ اسلام ہیں۔ جنہوں نے امریکہ، افریقہ، انگلینڈ، انڈونیشیا، سنگاپور ملایا میں بے مثال تبلیغ کی۔ آپ کی تبلیغ سے ۷۵ ہزار انگریز مسلمان ہوئے۔ آپ نے بہت سی مسجدیں مدرسے تعمیر کرائے۔ ہمیشہ یورپ کے مسافر رہے۔ یہ سب کچھ آپ نے اعلیٰ حضرت مجدد مائتہ حاضرہ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہ العزیز کے ارشاد سے کیا۔ اسلام کی بڑی خدمات انجام دیں۔ آپ کے پورے حالات کتاب تمدن انڈونیشیا میں دیکھو۔ یہ کتاب حکومت انڈونیشیا کی طرف سے چھپی ہے۔ اور پاکستان میں اس کا اردو ترجمہ شائع کیا گیا ہے۔ اس کے صفحات ۵۴۰ سے ۵۷۵ تک مفصل مذکور ہیں کتاب میں اعلان کیا گیا ہے۔ کہ انڈونیشیا میں اسلام پھیلانے والے حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب صدیقی ہیں مولانا نے عشق مدینہ کے جوش سے مدینہ پاک میں اپنا مکان بنوایا۔ اور آخر کار مدینہ منورہ میں ہی وفات پائی۔ حضرت اُم المومنین عائشہ صدیقہ کے قدم شریف میں جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ اللہ تعالیٰ مولانا کی قبر کو نور سے بھر دے۔ آپ کے بعد آپ کے صاحبزادہ مولانا احمد صاحب نورانی والد ماجد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان ہی مذکورہ بالا ممالک میں تبلیغ اسلام میں مصروف ہیں۔ آپ کے ہاتھ پر بھی بہت عیسائی ایمان لائے۔ اور آپ نے جگہ جگہ مساجد و مدرسے تعمیر کرائیں۔ آپ کی ذات سے بھی دین اسلام کو بہت

Marfat.com

فائدے پہنچے۔ آپ کو بڑا شرف حاصل یہ ہوا۔ کہ حضرت والا مرتبت الحاج مولانا ضیاء الدین صاحب مدنی دامت برکاتہم العالیہ کی پوتی سے آپ کا نکاح ہوا۔ اور اب آپ مدینہ منورہ کے باسی ہو گئے۔ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب قادری مدظلہ اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت مولانا احمد رضا خاں صاحب قدس سرہٗ کے خلیفہ ارشد ہیں۔ مدینہ منورہ میں باب مجیدی کے سامنے آپ کا دولت خانہ ہے۔ جو حرم شریف سے بالکل ہی قریب ہے۔ صرف سڑک بیچ میں ہے۔ سعودی ہوائی جہاز کے دفتر کے پیچھے واقع ہے۔ آپ کا دولت خانہ مدینہ منورہ میں سنیت کا مرکز ہے۔ آپ بفضلہ تعالیٰ مدینہ منورہ کے اولیاء کاملین سے ہیں۔ زائرین مدینہ کو آپ کی زیارت ضرور کرنی چاہیے۔ مولانا احمد نورانی صاحب کا اسی آستانہ عالیہ سے رشتہ ہو جانا۔ اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی کرم ہے۔ اب مولانا احمد صاحب نورانی دو طرح سے اہل مدینہ سے ہیں۔ ایک اسطرح کہ ان کے والد ماجد حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب میرٹھی نے اپنا مکان مدینہ طیبہ مین بنوا کر چھوڑا ہے۔ جس کے مالک اب مولانا نورانی ہیں دوسرے اس طرح کہ مدینہ منورہ میں ان کی سسرال ہے۔ ہم مولانا نورانی کو اسی ڈبلی سعادت پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ بہر حال ہم سعودیہ عربیہ کا ویزہ حاصل کر کے لاہور ہائی لینڈ ٹریولرز کے دفتر پہنچے۔ انہوں نے ویزہ دیکھ کر ہم کو مبارکبادی۔ اور کراچی، جدہ، عمان بیت المقدس، دمشق، بیروت، بغداد، طہران، کراچی، لاہور کے ٹکٹ بنا دیئے ہم سے دو ٹکٹوں کے پانچ ہزار اٹھتر روپیہ یعنی فی ٹکٹ دو ہزار پانچ سو انتالیس روپیہ وصول کیئے۔ اور ہم کو زر تبادلہ کا اسٹیٹ بنک کا فارم دے دیا۔ پھر ہم گجرات واپس ہوئے۔ تیسرے دن پھر لاہور حبیب بنک گئے۔ جہاں سے جناب شیخ منظور حسین صاحب اور جناب شیخ صاحب کے ذریعہ دو ہزار چونتیس روپیہ دے کر ایک سو پچاس پونڈ حاصل کیئے۔ یعنی فی پونڈ تیرہ روپیہ نو آنے حرمین طیبین میں، ہم کو فی پونڈ سارے بارہ ریال ملے۔ یعنی فی پونڈ سترہ آنہ کم لاہور کے ان تمام قصوں سے نجات پاکر ہم گجرات آئے۔ اور پھر گجرات سے ملک عرب روانہ ہوئے۔

Marfat.com

۳ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۱۹ جنوری ۱۹۶۴ء یکشنبہ

الحمد للہ تعالیٰ آج ہماری روانگی کا دن ہے۔ آج صبح جامع مسجد غوثیہ گجرات میں قرآن کریم کا الوداعی درس دیا۔ آیت یاایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کا قریباً گیارہواں درس تھا۔ آج اس آیت کریمہ کا آخری درس دیا گیا۔ عرض کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے تا قیامت روئے زمین کے مسلمانوں کو اپنی اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم دیا۔ اطاعت واجب ہونے کی تین شرطیں ہیں۔ ایک یہ کہ فرمان روا حاکم زندہ ہو۔ دوسرے یہ کہ وہ حاکم معزول نہ ہو چکا ہو۔ اس کی فرماں روائی قائم ہو۔ تیسرے یہ کہ فرمان منسوخ نہ ہو چکا ہو۔ باقی ہو آج شاہ جہاں اورنگ زیب کی اطاعت لازم نہیں۔ کہ وہ فرمان روا فوت ہو چکے۔ گذشتہ انبیاء کرام کی اطاعت واجب نہیں کہ وہ فرمان روا تو زندہ ہیں۔ مگر ان کی فرماں روائی ختم ہو چکی وہ نبوتیں منسوخ ہو چکیں۔

ہمارے رسول زندہ فرماں روا ہیں۔ ان کی فرماں روائی تا ابد قائم ہے۔ ان کے فرمان ہمیشہ باقی ہیں۔ منسوخ نہیں۔ ہمارا فرماں روا زندہ جاوید حاکم مطلقاً ہے۔ درس قرآن کے بعد درس بخاری شریف دیا۔ پھر برخوردار مفتی محمد اقتدار خاں نے دو نظمیں پڑھیں۔ ایک کے کچھ اشعار یہ تھے۔

مدینہ سے بلاوا آ رہا ہے
مرا دل مجھ سے پہلے جا رہا ہے
وہ دیکھو حاجیو بیر علی سے
نظر کعبہ کا کعبہ آ رہا ہے
ملی جن کو محمدؐ کی غلامی
انہیں آقا بنایا جا رہا ہے!

بہت ہی لطف آیا مجمع بہت کافی تھا۔ سب نے بڑے ذوق وشوق سے معانقہ ومصافحہ کیا۔ سیالکوٹ سے بہت دوست واحباب ملنے کے لیے تشریف

Marfat.com

لائے۔ جن میں چوہدری محمد شفیع صاحب چیمہ صاحب محمد شریف صاحب وغیرہم خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ ماہ رمضان کی وجہ سے ان بزرگوں کی کوئی خاطر نہ ہو سکی۔ گھر میں عورتوں کا باہر مردوں کا بہت ہجوم تھا۔ ساڑھے بارہ بجے دوپہر ہم نے وضو کیا۔ دو رکعت نفل نماز سفر چار سنت ظہر ادا کیں۔ تمام بیبیوں نے دعاؤں اور آنکھوں کے آنسوؤں کے ساتھ ہم کو وداع کیا۔

ایک بجے جامعہ مسجد غوثیہ چوک پاکستان گجرات میں نماز ظہر پڑھائی بڑا مجمع تھا۔ بعد نماز محمد یوسف صاحب نعت خواں گجراتی، گلفروش صاحب وزیر آبادی نے نعت شریف اور الوداعیہ نظمیں پڑھیں۔ ٹھیک دو بجے گجرات سے روانگی ہوئی حکیم سید بہار شاہ صاحب صوفی رشید صاحب قاضی محمد افضل صاحب میاں نور حسین صاحب و دیگر احباب اور بہت مجمع نے ہم سے دعا کرائی۔ برخوردار مفتی محمد مختار خاں کی خوشی تھی۔ کہ ہماری اپنی کار میں لاہور تک کا سفر ہو۔ چنانچہ اس ہی کار میں ہم ہماری اہلیہ اور مفتی محمد مختار خاں میر صاحب محمد حسین صاحب عرف میر صاحب ڈرائیور گجرات سے روانہ ہوئے۔ پروگرام یہ تھا۔ کہ کچھ دیر کے لئے کامونکی قیام کریں۔ حضرت مولانا مفتی امین الدین صاحب مرحوم کے بچوں سے ملاقات کریں۔ مگر گوجرانوالہ میں کار خراب ہو گئی۔ یہاں دیر لگی۔ آخر مجبوراً ہم مع اپنی اہلیہ کے بس میں سوار ہو کر لاہور بعد مغرب پہنچ گئے۔ حضرت صوفی غلام قادر صاحب متولی گلزار مدینہ مسجد نے لاہور میں اپنی صاحبزادی کے ہاں ہمارے قیام کا انتظام فرمایا تھا۔ اور اپنے فرزند مولوی محمد رفیق صاحب کو کل دو رمضان المبارک ہفتہ کے دن اسی انتظام کے لیے لاہور بھیج دیا تھا۔ اور آج ہم کو وداع کر کے برخوردار مفتی اقتدار خان عرف مصطفٰے میاں صاحب اور صوفی صاحب بس کے ذریعے لاہور روانہ ہو گئے۔ بعد مغرب ہم حضور داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر حاضر ہوئے۔ فاتحہ پڑھی۔ حضرت شاہ سیّد معصوم شاہ صاحب ناظم نوری کتب خانہ کی قدم بوسی

میسر ہوئی۔ حضرت صوفی غلام قادر صاحب اور مفتی مصطفیٰ میاں صاحب سے یہاں ہی ملاقات ہو گئی۔ ہم حضرت صوفی غلام قادر صاحب کے ہمراہ ان کے داماد بابو فضل کریم صاحب کے دولت خانہ پر اچھرہ پہنچ گئے۔ رات وہاں ہی گذاری۔ وہاں ہی نماز عشاء و تراویح جماعت سے ادا کی۔ بابو فضل کریم صاحب نے عشائیہ اور سحری کا بہت شاندار انتظام فرمایا تھا۔ رب تعالیٰ انہیں جزا دے۔

۷ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۲۰ جنوری ۱۹۶۴ء دوشنبہ

آج رات بعد تراویح بہت دیر تک نعت خوانی اور دیار محبوب کے تذکرے ہوتے رہے۔ کچھ دیر سوئے۔ سحری کھا کر نماز فجر کے لیے مسجد پیر غازی صاحب میں حاضر ہوئے۔ ماشاءاللہ کیا اچھا نظارہ ہے صبح کا سہانا وقت ہے۔ سردی شباب پر ہے۔ مسجد کے اندر روشنی ہے۔ مسجد نمازیوں سے بھری ہوئی ہے بہت ذوق و شوق سے تلاوت قرآن مجید سب لوگ کر رہے ہیں۔ نماز فجر میں ابھی کچھ دیر ہے۔ سوا چھ بجے ہم نے نماز فجر پڑھائی۔ بعد نماز حضرت صوفی غلام قادر صاحب کے ہمراہ بابو فضل کریم صاحب کے مکان پر آ گئے۔ تلاوت قرآن کے بعد سرکاری کار صوفی صاحب نے منگائی۔ اور ہم ہوائی جہازوں کے دفتر کی طرف روانہ ہو ہو گئے۔ برخوردار مفتی محمد مختار خاں اور صابر میاں بھی مع ہمارے سامان کے اپنی کار پر لاہور آ گئے تھے۔ دفتر سے ضروری معلومات حاصل کر کے ہوائی جہاز کے اڈہ پر پہنچے۔ جو لاہور سے کافی دور چھاؤنی میں واقع ہے۔ یہاں بہت سے احباب پہلے ہی سے موجود تھے۔ صداقت علی خاں صفدر صاحب، خالد صاحب، منظور احمد صاحب، عطا محمد صاحب وغیرہ ہم جو مردانہ ضلع شیخوپورہ سے تشریف لائے ہوئے ہیں۔ عطا محمد، منظور احمد صاحب نے ہوائی اڈہ پر بیعت کی۔ حضرت صوفی غلام قادر صاحب، نوشاہی صاحب، بابو فضل کریم صاحب الحاج عبدالرحیم صاحب شامی تحصیل دار سید محرم علی شاہ صاحب ہاشمی و غلام علی صاحب

Marfat.com

مولانا عبدالنبی صاحب کوکب وغیر ہم سب تشریف فرما ہیں۔ جنہوں نے ہم کو الوداع کیا۔

ہوائی جہاز کے سفر کی ابتداء

ہوائی جہاز پشاور سے پورے گیارہ بج کر پچاس منٹ پر لاہور پہنچا۔ ہم اپنا سامان پہلے سے ہی بک کرا چکے ہیں۔ فی مسافر ۴۴ پونڈ یعنی ساڑھے ۲۱ سیر وزن لے جانے کی اجازت مع بستر ہمارے پاس دو ٹکٹ ہیں۔ اس حساب سے ہم کو ۸۸ پونڈ یعنی ایک من تین سیر وزن لے جانے کی اجازت ہے۔ پی۔ آئی۔ اے کا شاندار ہوائی جہاز سامنے کھڑا ہے۔ ہم کو A 8 اور B 8 کی دو سیٹیں ملی ہیں۔ جہاز بارہ بج کر دس منٹ پر لاہور سے روانہ ہوا۔ جس میں کچھ انگریز مرد عورتیں ہیں۔ باقی سب مسلمان روانہ ہوتے ہی جہاز کی طرف سے کھٹی مٹھی ٹکیاں مسافروں میں تقسیم ہوئیں۔ بعد میں نہایت پر تکلف چائے مٹھائی حلوہ وغیرہ پیش کیا گیا۔ قریباً سب مسافر بخشنے بخشائے بے روزدار ہیں۔ ہم نے کوئی چیز قبول نہ کی۔ باقی سب نے بڑے مزے سے ناشتہ اڑایا۔ اس تقسیم کے انتظام کے لیے ایک نوجوان خوبصورت لڑکی مقرر ہے۔ اس نے ہم کو انگریزی اخبارات انگریزی رسالے مطالعہ کے لیے تقسیم کئے۔ ہم نے اردو اخبار کا مطالبہ کیا۔ تو لڑکی نے معذرت کی۔ اردو اخبار و رسالہ کوئی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دلوں سے انگریزی کی محبت دور کرے۔ بار بار بذریعہ لاؤڈ سپیکر انگریزی میں خبریں دی جا رہی ہیں۔ کچھ دیر کے لیے اردو میں خبر دی۔ کہ اس وقت ہمارا جہاز زمین سے سولہ ہزار فٹ کی بلندی پر اڑ رہا ہے ہم رحیم یار خاں پر سے گذر رہے ہیں مگر چونکہ بادل ہے اس لیے زمین نظر نہیں آرہی ہے۔ اللہ اکبر ہم بادل سے بہت اوپر ہیں تاحد نظر بادل سفید پانی کی چادر کی طرح نظر آرہا ہے۔ کہیں بادل کے پہاڑ سے معلوم ہوتے ہیں کہیں روئی کے گالے کی شکل میں اوپر سے بادل کا نظارہ عجیب ہی ہوتا ہے ہم کبھی دھوپ میں ہو جاتے ہیں کبھی ہم پر بھی بادل چھا جاتا ہے۔ آخر کار دو بج کر چالیس منٹ ہمارا جہاز کراچی کے ہوائی اڈہ پر اترا۔ یہاں جلال دین صاحب بھائی عبدالمجید خاں ظہیر میاں صاحب

Marfat.com

برخوردار ظفر علی خاں صاحب شیروانی وغیرہ ہم بہت سے احباب تشریف فرما تھے۔ ہم اتر کر کمرے میں گئے ہمارا سامان کمپنی کی طرف سے ٹیکسی تک پہنچایا گیا۔ ٹیکسی کے ذریعہ ظفر علی خاں صاحب شیروانی کے مکان پر کھوکھراپار پہنچے۔ بارش ہو رہی تھی۔ ہم اسی بارش میں بعد نماز عصر مولانا احمد نورانی صاحب کے مکان پر گئے۔ جو کراچی صدر میں ہے۔ اور کھوکھراپار سے قریباً اٹھارہ میل دور ہے۔ بس میں سوار ہونے لگے تھے۔ کہ بس چل پڑی بہت زور سے نیچے گرے۔ مگر اللہ و رسول ؐ کے کرم سے چوٹ سخت نہ آئی۔ نہ کوئی عضو ٹوٹا۔ دوسری بس میں سوار ہو کر مغرب سے قبل مولانا نورانی صاحب کے مکان پر پہنچ گئے۔

۵ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۲۱ جنوری ۱۹۶۴ء سہ شنبہ

آج صبح سویرے ہی حاجی سیٹھ محمد الدین صاحب اور جلال دین صاحب ملاقات کے لیے ہمارے قیام گاہ پر تشریف لائے۔ پھر ہم ان کی قیام گاہ پر گئے۔ آج مولانا احمد نورانی صاحب سے پتہ لگا۔ کہ ہمارے ہوائی جہاز کے ٹکٹ ناقص ہیں۔ ان پر حکومت سعودیہ کا ٹیکس ادا نہیں کیا گیا ہے۔ اس کی ادائی کے بغیر اس ٹکٹ سے سفر نہ ہو سکے گا۔ اس خبر سے سخت فکر ہو گئی۔

۶ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۲۲ جنوری ۱۹۶۴ء چہار شنبہ

آج کا دن بہت پریشانیوں میں گزرا۔ وجہ یہ تھی۔ کہ لاہور ہالینڈ ٹریولرز کمپنی کے لوگوں نے ہمارے ٹکٹ غلط بنائے۔ جو ناقابل سفر ہیں۔ ان میں سعودی ٹیکس جمع نہیں کیا۔ جو سوا سو روپیہ فی ٹکٹ ہوتا ہے۔ اور رسید ٹکٹ پر لگتی ہے۔ نیز ہم سے فی ٹکٹ ساٹھ روپے زیادہ وصول کر لیے گئے۔ نیز ہمارا راستہ غلط تجویز کیا گیا۔ شام و فلسطین کا سفر بالکل الٹا تجویز کیا گیا۔ ان سب غلطیوں پر حضرت شاہ احمد صاحب نورانی نے مطلع فرمایا ان کے مشورے سے ہی خود کراچی ہائی لینڈ کے دفتر میں گیا۔ وہاں جناب بدر صاحب

Marfat.com

نے بہت امداد فرمائی۔ ٹیکس کی رقم کی منظوری اسٹیٹ بنک سے لینی تھی۔ بنک والوں نے کہا کہ مفتی صاحب لاہور جاکر لاہور اسٹیٹ بنک سے منظوری لادیں اب سخت پریشانی ہوئی۔ کہ کل ہمارا جہاز جا رہا ہے۔ آخر بدر صاحب کی کوشش سے یہاں سے ہی منظوری مل گئی۔ اب ڈھائی سو روپیہ کی ضرورت پڑی۔ ہم اپنے ساتھ بقدر ضرورت رقم لائے تھے۔ ہم کو اس ٹیکس کی اطلاع لاہور ہائی لینڈ والوں نے نہ دی تھی۔ اچانک راستہ چلتے ہوئے میرے محترم عزیز جلال الدین صاحب گجراتی مل گئے۔ مجھے پریشان دیکھ کر گھبرا گئے۔ بولے میں ابھی رقم دیتا ہوں۔ یہ تائید غیبی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص معجزہ ہوا۔ غرضکہ ان سے رقم لے کر اسٹیٹ بنک گئے۔ وہاں سے فارغ ہو کر لفت ہنسا کمپنی کے دفتر میں گئے۔ جہاں انگریز اور مسلمان کام کر رہے تھے۔ پھر لاہور کے ٹکٹ روی کرائے نئے ٹکٹ بنوائے۔ پھر سعودی حکومت کے ٹیکس کے دفتر میں گئے۔ جہاں اسٹیٹ بنک کا کاغذ پیش کر کے ٹیکس کی رسید حاصل کی۔ اتنے کاموں میں شام کے چار بج گئے۔ تب مولانا نورانی صاحب کے گھر پہنچے۔ وہاں سیٹھ محمد الدین صاحب گجراتی و دیگر حضرات کا مجمع تھا۔ سب نے مبارک باد دی سیٹھ محمد دین صاحب نے ڈھائی سو روپیہ جلال دین صاحب کو ہمارے قرض کے ادا کئے۔ یہ رقم ان کو گجرات جانے پر دلوائی جاوے گی۔ وہاں خطوط لکھ دیئے ہیں اب جو ان کے ٹکٹ لفت ہنسا کمپنی نے بنائے اس میں ٹیکس بھی لگا دیا گیا ہے۔ فی ٹکٹ ساٹھ روپیہ ہم کو واپس دینے کا وعدہ کیا ایک سو بیس روپیہ کا واوچر دے دیا۔ راستہ میں بہت تبدیلی کر دی۔ چنانچہ دھران کو نکال دیا مدینہ پاک داخل کر دیا۔ لاہور ہائی لینڈ والے بالکل ناواقف ثابت ہوئے۔

۷ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۲۳ جنوری ۱۹۶۴ء پنجشنبہ

آج ہم اللہ کے فضل و کرم سے احرام باندھنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ غسل وغیرہ یہاں کر لیا ہے۔ احرام دھران جا کر باندھیں گے ماشاء اللہ سردی بہت

Marfat.com

سخت ہے۔ دوپہر کو نماز ظہر کھوکھرا پار میں پڑھ کر ہوائی اڈہ کی طرف قریباً سوا دو بجے روانہ ہوئے برخوردار ظفر علی خاں شیروانی ٹیکسی کے لیے سعود آباد گئے۔ اس لیے ہم بس کے ذریعہ چل پڑے۔ ٹھیک تین بجے ائیرپورٹ یعنی ہوائی اڈہ پر پہنچ گئے یہاں بہت سے احباب موجود تھے۔ جن میں سیٹھ محمد دین صاحب جلال الدین گجرات والے سیٹھ حاجی آدم جی وغیرہ کراچی والے خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

ہم نے اول ٹکٹ حوالہ کئے۔ دو ٹکٹوں پر دس روپیہ ایئرپورٹ فیس لی گئی مال کا وزن کرایا۔ کسٹم پر معائنہ کرایا۔ ڈاکٹری سرٹیفکٹ کا معائنہ کرایا۔ سیٹھ آدم جی اور دیگر بزرگوں نے مدینہ منورہ کی شان میں بہت شاندار قصیدے پڑھے۔ تمام اڈہ کا عملہ جمع ہوگیا۔ ہم دونوں کو پھولوں سے لاد دیا گیا۔ ائیرپورٹ کی بس میں اڈے سے سوار ہو کر سعودیہ عربیہ کے جہاز تک پہنچے۔ بہت بڑا جہاز ہے۔ جٹ طیارہ ہے۔ اس میں قریباً ڈیڑھ سو آدمیوں کی سیٹیں ہیں مگر صرف بیس تیس آدمی ہیں باقی سیٹیں خالی پڑی ہیں۔ الحمدللہ ٹھیک ساڑھے چار بجے شام ہمارا جہاز کراچی سے دیار محبوب کی طرف روانہ ہوگیا۔ تعجب ہے کہ سیّد نانگے شاہ صاحب گجراتی جو ہم سے قریباً ایک ماہ پہلے گجرات سے روانہ ہوئے تھے۔ وہ ابھی تک کراچی میں ہیں۔ کل ٹیلی فون پر انہوں نے فرمایا تھا۔ کہ ہم بھی آپ کے ساتھ ہی ہوائی جہاز پر چلیں گے۔ مگر وہ نہ آئے ابھی تک کراچی میں ہی ہیں۔ جہاز میں عربی زبان میں اعلان ہوا کہ یہ جہاز فی گھنٹہ چھ سو میل کی رفتار سے اڑے گا۔ اب ہم سمندر پر سے گذر رہے ہیں۔ موسم بہار ہے قریباً اٹھارہ ہزار فٹ بلندی پر جا رہا ہے۔ بادل بہت نیچے ہے اس کے بہت نیچے سمندر کا پانی ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ سمندر میں گالے تیر رہے ہیں۔ ہم نے کراچی سے چلتے وقت جہاز میں ہی عمرہ احرام باندھ لیا ہے۔ سمندر کا عجب نظارہ ہے دیار حبیب کی ہوائیں آ رہی ہیں۔

آمد نسیم جاں فزا سوئے من از کوئے کسے

ہمارا ہوائی جہاز شام کو ۷ بجے دھران کے ہوائی اڈہ پر پہنچا۔ یعنی آدھ گھنٹہ

Marfat.com

لیٹ آئے۔ ساڑھے چھ بجے پہنچا تھا۔ دھران کا ہوائی اڈہ اس قدر خوبصورت وعالی شان ہے۔ کہ اس شان کی عمارت میں نے آج تک نہ دیکھی تھی۔ یہاں غضب کی سردی ہے۔ ہوا نہایت سرد اور تیز ہے۔ مگر جب ہم اس عمارت کے مسافر خانہ میں گئے۔ تو سارے مسافر خانہ میں نہایت خوشگوار گرمی ہے ہر جگہ پانی کی ٹوٹیاں لگی ہیں۔ بعض میں سے معمولی سرد پانی نکلتا ہے بعض سے نیم گرم بعض سے ٹھنڈا ہمارا جہاز یہاں صرف پندرہ منٹ ٹھہرا۔ اور پرواز کر گیا۔ جہاز پر نہایت خوبصورت نوعمر لڑکیاں مسافروں کی خدمات کے لیے مقرر ہیں۔ جنہوں نے سرخی پوڈر وغیرہ سے اپنے حسن کو اور دوبالا کر رکھا ہے انگریزی لباس میں نیم عریاں ہیں عربی بولتی ہیں۔ جب جہاز اڑنے یا اترنے لگتا۔ تو مسافروں سے کہتی ہیں۔ زنّار، زنّار یعنی پٹی باندھ لو دھران سے اڑتے ہی یہ لڑکیاں افطار کے لیے چائے لائیں۔ جس میں چھ سات قسم کی مٹھائیاں ہیں مالٹے کے رس کا گلاس ہے۔ یہ سب کچھ ہے۔ مگر کھجوریں نہیں۔ جو افطار کے لیے سنت ہے۔ ۴۰ منٹ کے بعد ہمارا جہاز ریاض پہنچا۔ یہ سعودی عرب کا دارالخلافہ ہے۔ مگر اس کا ہوائی اڈہ بہت معمولی ہے۔ مسافر خانہ بھی بھدی قسم کا ہے۔ یہاں جہاز ڈیڑھ گھنٹہ کھڑا رہا۔ قریباً ساڑھے آٹھ بجے شب پاکستان ٹائم سے روانہ ہوا۔ یہاں سے بہت مسافر روانہ ہوئے۔ سارا جہاز بھر گیا۔ اڑتے ہی پھر چائے آئی۔ جس میں دوسری قسم کی مٹھائیاں سنگترہ کے رس دودھ کا پوڈر زیتون کے نمکین پھل وغیرہ سات قسم کی چیزیں تھیں ڈیڑھ گھنٹہ بعد یعنی ۱۱ بجے شب پاکستانی ٹائم سے بخیریت تمام ہم جدہ بندرگاہ پر اتر گئے۔ ہمارا کراچی سے جدّہ تک یہ سفر ساڑھے چھ گھنٹہ میں طے ہوا۔ جس میں پونے دو گھنٹہ دھران اور ریاض میں قیام رہا ہمارا خیال تھا۔ کہ ہم پاڈیا آدھ گھنٹہ میں فارغ ہو کر مکہ معظمہ حاضر ہو کر عمرہ کر لیں گے مگر توبہ یہاں اترتے ہی معلّم کا نام پوچھا گیا۔ ہم نے بتایا محمد عبداللہ رمضانی اور ہمارے پاس پورٹ پر قبضہ کر لیا گیا۔ ہم نے بہت کہا۔ کہ ہمارا پاس پورٹ دیا جائے مگر کہہ دیا۔ کہ کل شام کو ملے گا۔ ورقۃ النزول بنے گا۔ پھر تم مکہ معظمہ جا سکو گے۔ اب

Marfat.com

ہم سخت حیران ہوائی اڈہ پر تین گھنٹے پڑے رہے دوسرے حجاج کے وکلاء اڈہ پر موجود تھے۔ مگر ہمارے معلّم کا وکیل نہ تھا۔ بہت کاریں باہر کھڑی کہتی ہیں ورقۃ النزول ومکہ معظمہ چلو۔ مگر ہم حیران کھڑے ہیں آخر کار تین بجے تب کو ہمارے وکیل خالد بسیونی کے بھائی محمد احمد بسیونی اپنی کار لے کر پہنچے۔ اور ہم کو مدینۃ الحجاج میں پہنچا کر اپنے دفتر میں مقیم کر کے چلے گئے۔ ان کے دفتر میں دو لڑکے ملازم ہیں۔ مشتاق اور صدیق جو مظفر گڑھ کے رہنے والے ہیں۔ ان سے کچھ آرام ملا۔ آج رات کو ہم کمرے میں بند ہو گئے۔ بمشکل آواز دے کر جگایا۔ تب اس نے قفل کھولا۔ اور ہم کو رہائی ملی۔ یہاں جدّہ میں مچھر بہت زیادہ ہیں۔ احرام کی وجہ سے سر اور چہرہ ننگا تھا۔ مچھروں نے خوب خون چوسا۔ رات کو ایک منٹ بھی نیند نہ آئی۔ یہاں سردی بہت کم ہے۔

۸ رمضان ۱۳۸۳ھ ۲۴ جنوری ۱۹۶۴ء بروز جمعہ

آج جمعہ کا مبارک دن ہے۔ مگر ہم وکیل جدّہ کے رحم وکرم کے منتظر مدینۃ الحجاج جدہ میں بیٹھے ہیں۔ نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن مدینۃ الحجاج کے معنی ہیں حاجی کیمپ تمام جگہ سناٹا ہے۔ کیونکہ یہاں رمضان شریف میں دفاتر بازار رات کو کھلتے ہیں دن کو سب کچھ بند رہتا ہے۔ یہاں سحری کے وقت دو توپیں چلتی ہیں ایک سحری کے لیے اٹھانے کو دوسری سحری بند کرنے کے لیے ہم نے نماز فجر پونے نو بجے پاکستانی ٹائم سے پڑھی۔ جب کے ہمارے ہاں گجرات میں ساڑھے چھ بجے یہ نماز ہو رہی ہے۔ بعد نماز جمعہ ہم نے اپنے سٹرلنگ پونڈ بھنا سے ساڑھے بارہ ریال کا ایک سٹرلنگ بھنا ہم نے تیرہ روپیہ چھ آنہ کا ایک سٹرلنگ خریدا تھا۔ اس کے بعد ہم مرزا محمد ایوب صاحب بنارسی کلرک سفارت خانہ کے دولت خانہ پر گئے۔ مگر ان سے ملاقات نہ ہوئی۔ ہم اپنا پتہ لکھ کر دے آئے۔ ایک گھنٹہ کے بعد مرزا صاحب اور محترم عبدالحمید صاحب قریشی چودھوری

Marfat.com

اپنی کار میں ہمارے پاس وکیل خالد بسیونی کے دفتر میں تشریف لائے اور ہم دونوں محترم قریشی صاحب کے مکان پر پہنچے۔ جدہ کی سیر کی۔

قریشی صاحب کے مکان پر روزہ افطار کیا۔ یہاں ریڈیو سے مکہ شریف کے حرم کی اذان، دعا اور افطار نماز مغرب سنائی جاتی ہے بلکہ اس افطار پر ہی یہاں افطار کیا جاتا ہے۔ بعد نماز عشاء وکیل خالد بسیونی نے ہم سے فی ٹکٹ پچاسی ریال یعنی دونوں سے ۱۷۰ ریال وصول کئے۔ ۲۲ ریال مکہ معظمہ جانے کی فیس ۱۴۲ ریال معلمی کی فیس اور ہم کو تنازل کا کاغذ دے دیا۔ ہم نے اعلیٰ درجہ کی کار تین ریال فی کس کے حساب سے کرایہ پر لی۔ مرزا محمد ایوب صاحب بنارسی ہمارے ساتھ مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔ آخر شب میں حرم میں داخل ہوئے۔ اللہ اکبر کیا سہانا سماں ہے حرم شریف ٹیوبوں سے جگمگا رہا ہے۔ بیچ میں کعبہ معظمہ دلہن کی طرح رونق افروز ہے۔ ہم نے طواف نہایت اطمینان سے کیا۔ کیونکہ اس وقت تھوڑے آدمی طواف کر رہے ہیں سحری کا وقت قریب ہے آج ہماری خوشی کی انتہا نہیں ہے۔ طواف خود معلم محمد رمضانی صاحب نے کرایا خوب سیر ہو کر زمزم پیا۔ صفا، مروہ دوڑ رہے تھے۔ کہ سحری کا گولہ چل گیا۔ ہم فارغ ہو کر معلم صاحب کے مکان پر آئے۔ سحری کھائی پھر سو گئے۔

۹ رمضان ۱۳۸۳ھ ۲۵ جنوری ۱۹۶۴ء شنبہ

آج ہم معلم محمد رمضانی صاحب کے ہاں مہمان ہیں۔ رب تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۷ طواف کئے۔ چونکہ ابھی حجاج نہیں آئے ہیں اس لیے طواف میں زیادہ بھیڑ نہیں ہے۔ پھر بھی کافی طائفین ہیں۔ آج ہم نے یہاں حرم شریف کے افطار کا نظارہ کیا۔ اللہ اکبر ایسا پر لطف افطار کبھی نہ دیکھا تھا۔ تمام حرم شریف روزہ داروں سے کھچا کھچ بھرا ہوا ہے۔ زمزم کی صراحیاں ہر جگہ رکھی ہیں۔ انواع واقسام کی نعمتیں بکثرت موجود ہیں۔ میرے پاس کراچی کی کھجور تھی۔ خیال آیا کہ یہاں مدینہ

Marfat.com

پاک کی کھجور مل جاتی تو اسے زمزم سے کھاتے۔ خیال ہی آیا تھا۔ کہ ایک صاحب نے کھجوروں سے بھرا ہوا طباق دیا۔ خوب کھائیں۔ اور زمزم خوب پیا۔ یہاں تراویح بیس رکعت ہوتی ہیں۔ مگر وتر تین رکعت دو سلام سے ہوتے ہیں۔ لوگ تراویح کو معمولی سمجھتے ہیں۔ کوئی چار پڑھ کر چل دیتا ہے۔ کوئی آٹھ پڑھ کر۔ مگر امام بیس پڑھاتے ہیں۔ آس پاس تراویح والوں کا ہجوم بیچ میں کعبہ معظمہ کا نظارہ۔ سبحان اللہ

۱۰ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۲۶ جنوری ۱۹۶۴ء یکشنبہ

آج صبح بعد نماز فجر ہم عمرہ لینے مقام تنظیم مسجد حضرت عائشہ رضؓ میں گئے احرام باندھ کر آئے۔ عمرہ ادا کیا۔ یہ عمرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ادا کیا۔ بعد عمرہ میں تین تین ریال دے کر بذریعہ اعلیٰ درجہ کی کار جدّہ شریف روانہ ہو گئے راستہ میں حدیبیہ کا میدان اور بحیرہ کی زیارت کرتے ہوئے ایک گھنٹہ میں جدّہ شریف پہنچ گئے۔ وہاں سفارت خانہ پاکستان کے سامنے کار سے اترے اور محترم مرزا محمد ایوب صاحب سے ملاقات کر کے اُن کے گھر ٹھہر گئے۔ انہوں نے ہماری آمد کی خوشی میں اور لوگوں کی بھی دعوت کی۔ دعوت بہت پر تکلف تھی۔ پھر عبدالحمید صاحب قریشی کے مکان پر پہنچ گئے۔ رات ہی میں ہوائی اڈہ پر پہنچ کر اپنی دو سیٹیں ہوائی جہاز سے بک کرالیں۔ پھر آرام سے حاجی عبدالحمید صاحب کے ہاں سو گئے۔ سحری کھائی۔

۱۱ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۲۷ جنوری ۱۹۶۴ء دوشنبہ

آج خوش نصیبی سے ہم کو وہ دن ملا ہے۔ جس کا انتظار برسوں سے تھا۔ یعنی آج ہم مدینہ منورہ حاضر ہو رہے ہیں۔ شب میں ہوائی جہاز کی دو سیٹیں بک کرا گئے تھے۔ صبح فجر سے پہلے جناب محترم الحاج عبدالحفیظ صاحب قریشی یعنی عبدالحمید صاحب قریشی کے چھوٹے بھائی ہم کو اپنی کار میں لے کر ہوائی اڈہ پر

Marfat.com

پہنچے ۔ جسے یہاں مطار کہتے ہیں ۔ مطار پر نماز فجر پڑھی ۔ یہاں ریاض کے مسافر زیادہ مدینہ منورہ کے تھوڑے ہیں ۔ ایک گھنٹہ انتظار کرنے کے بعد ہمارا بلاوا ہوا ۔ ٹھیک آٹھ بجے صبح یعنی یہاں کے ایک بجے ہمارا جہاز اڑا ۔ اور پورے ایک گھنٹہ میں یعنی دس بجے پاکستانی اور دو بجے عربی وقت پر ہم مدینہ منورہ کے مطار ہوائی اڈہ پر اتر پڑے ۔ وہاں کمپنی کی بس تیار کھڑی ہے ۔ اس نے ہم کو عین باب مجیدی کے سامنے دفتر پر اتارا ۔ ہوائی جہازوں کا دفتر یہاں ہی واقع ہے ۔ اس کی پشت پر حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب کا مکان ہے ۔ ہم وہاں ہی پہنچ گئے ۔

سامان رکھا ۔ اور باب السلام سے حرم شریف میں داخل ہوئے ۔ شکرانہ کے نفل پڑھے ۔ پھر مواجہ شریف میں اس طرح حاضر ہوئے کہ شرم و ندامت کے دریا میں ڈوبے ہوئے ہیں ۔ کہ کس منہ سے آقا کے سامنے کھڑے ہوں ۔ سلام عرض کیا ۔ ابھی نماز ظہر میں بہت دیر ہے ۔ یہاں ظہر سات بجے یعنی پاکستانی چار بجے ہوتی ہے پھر فیض محمد صاحب درویش پاکستانی خیاط کو تلاش کر کے رباط سیرا پانی میں پہنچ گئے ۔ یہاں فیض محمد صاحب نے ہمارے واسطے ایک آرام دہ حجرہ خاص رکھا ہے وہاں ہی مقیم ہو گئے ۔ اب مدینہ طیبہ کا نقشہ ہی بدل چکا ہے ۔ پرانی عمارتیں نظر نہیں آتیں نئی عمارتوں نے مدینہ پاک کو پیرس کی طرح حسین و جمیل کر دیا ہے اب حرم شریف کے کل دس دروازے ہیں غربی جانب میں باب السّلام باب الصدیق باب الرحمت باب السعود ہے ۔ شمالی جانب باب عمر باب عبد المجید ، باب عثمان ہے ۔ شرقی جانب باب جبریل باب النساء باب عبدالعزیز ہے ۔ جنوبی دیوار یعنی دیوار قبلہ میں کوئی دروازہ نہیں ان تین دیواروں میں کل دس دروازے ہیں ۔

۱۳ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۲۸ جنوری ۱۹۶۴ء سہ شنبہ

یہاں رمضان شریف میں دن بھر بازار و دفاتر وغیرہ بند رہتے ہیں ۔ تمام لوگ سو کر دن گزارتے ہیں ۔ ہم نے دوست و احباب کو خطوط لکھنا چاہے مگر جب بھی

Marfat.com

ڈاک خانہ گئے اسے بند ہی پایا۔ ٹکٹ نہ مل سکے۔ خط لکھنے سے رہ گئے۔ معلوم ہوا کہ ڈاک خانہ صبح دس بجے سے ایک بجے تک ہی کھلتا ہے۔

۱۳-۱۴-۱۵-۱۶-۱۷ رمضان شریف کی تاریخوں میں کوئی خاص کام نہیں ہوا۔ حرم شریف کی حاضری ریاض الجنت میں تہجد۔ فجر۔ تلاوت۔ اشراق ادا کرتے ہیں۔ ظہر۔ عصر مغرب۔ باب سعودی پر ادا کرتے ہیں۔ کہ یہاں سے گنبد خضرا صاف سامنے نظر آتا ہے۔ بیٹھے ہوئے اسے تکتے رہتے ہیں۔ شعر

در کو تکتے تکتے ہو جاؤں ہلاک

یاں کی خاک پاک سے مل جائے خاک

رمضان شریف میں یہاں تمام بازار و دفاتر، کاروبار بند رہتے ہیں تراویح کے بعد کھلتے ہیں۔ اس لیے ہم بھی دن میں ظہر تک سوتے ہی رہتے ہیں۔

۱۹ رمضان المبارک ۱۳۸۲ھ ۲ فروری ۱۹۶۴ء یکشنبہ

پاکستان میں آج ۱۷ رمضان المبارک ہے یہاں ۱۹ تاریخ ہے حرم شریف میں باب حضرت عمر سے باب السعود تک ستونوں سے رسیاں باندھی گئی ہیں۔ اعتکاف کرنے والے حضرات اپنے لیے جگہ مخصوص کر رہے ہیں۔ میرا ارادہ بھی اعتکاف کا ہے بلکہ میں تو اس بار آیا ہی ہوں۔ اعتکاف کے لیے چونکہ پہلے کبھی میں نے اعتکاف نہیں کیا۔ یہ پہلا اعتکاف ہے۔ اس لئے بڑی فکر ہے۔ رب تعالیٰ آسان فرما دے آمین

یہاں باب حضرت عمر پر بہت سی کاریں ہر وقت کھڑی رہتی ہیں۔ ہر نماز کے بعد پکار ہوتی ہے زیارت، زیارت، مگر ہم نے ارادہ کیا ہے انشاء اللہ بعد رمضان شریف کے زیارات پر حاضری دیں۔ کل الحاج میاں محمد صاحب سجادہ نشین دربار داتا صاحب بھی مدینہ شریف پہنچ گئے۔ سنا گیا ہے۔ کہ سید ناننگے شاہ صاحب بھی آگئے ہیں۔ مگر عمرہ کرنے مکہ معظمہ گئے ہوئے ہیں۔ غالباً وہ بھی یہاں اعتکاف کریں گے۔

Marfat.com

الحمدللہ کہ نجدی حکومت کی طرف سے گنبد خضرا مبارک پر آج سبز رنگ و روغن ہو رہا ہے۔ لوگ کہتے ہیں۔ کہ دس سال بعد رنگ ہو رہا ہے۔ باب حریم خاص کے پردے پھٹ کر اتر گئے ہیں۔ کوئی پروا نہیں ہے۔ اندرونی دیوار کے پردے بہت شکستہ ہیں۔ رب تعالیٰ حکومت نجدی کو توفیق دے۔

۲۰ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۳ فروری ۱۹۶۴ء دوشنبہ

چونکہ ماہ رمضان المبارک کا آخری عشرہ شروع ہو رہا ہے جو بہت ہی مبارک ہے اسی عشرہ میں شب قدر ہے اس لیے مسجد نبوی شریف کی در و دیوار کی صفائی ہو رہی ہے۔ معتکفین نے باب مجیدی سے باب سیدنا عمر تک چادروں کمبلوں کے حجرے بنائے ہیں۔ آج عصر کے وقت سے اعتکاف شروع ہے۔ ہم بھی انشاء اللہ آج عصر سے اعتکاف میں بیٹھ رہے ہیں۔ مگر ہم نے کوئی چادر وغیرہ کے حجرے کا انتظام نہیں کیا ہے ارادہ ہے۔ شعر

گلیاں مدینے والی پھریئے فقیر وانگوں
بوہے تے مصطفٰے دے پڑیئے فقیر وانگوں

مسجد نبوی شریف میں جہاں جگہ ملے گی۔ پڑ رہا کریں گے۔ انشاء اللہ اللہ تعالیٰ اس حقیر کی عبادت کو آسان فرمائے۔ قبول کرے۔ عمر میں یہ ہمارا پہلا اعتکاف ہے۔

۲۱ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۴ فروری ۱۹۶۴ء سہ شنبہ

الحمدللہ تعالیٰ ہم کل عصر کے وقت سے مسجد نبوی شریف میں اعتکاف بیٹھ گئے۔ باب سیدنا عمر سے ادھر باب السعود تک غربی دیوار سے متصل اور باب مجیدی تک شمالی دیوار سے متصل معتکفین کا گاؤں سا بس گیا ہے۔ چادروں کے حجروں کی لائنیں لگی ہوئی ہیں ہمارا خیال تھا۔ کہ فقیری اعتکاف کریں گے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر کرم نے مجھ فقیر کو شاہانہ اعتکاف کرا دیا۔ کہ جناب محترم غلام حسین صاحب بہاولپوری جو حضرت

Marfat.com

علامہ احمد سعید صاحب کاظمی کے شاگرد ہیں یہاں بارہ چودہ سال سے مدینہ منورہ میں مقیم ہیں۔ پاکستانی ہوٹل کے مالک ہیں انہوں نے حسب عادت قدیمہ باب سیّدنا عمر سے بالکل قریب نہایت اعلےٰ درجہ کا حجرہ بنالیا ہے۔ جس کے بہت سے حصے ہیں ایک حصہ میں ہم اور حضرت الحاج میاں محمد صاحب زیب سجادہ حضور داتا گنج بخش صاحب لاہوری ٹھہر گئے ہیں۔ جناب غلام حسین صاحب کی طرف سے اس حجرے کے معتکفین کے لیے لنگر اور سبیل لگے ہوئے ہیں۔ پانی صراحیوں کا اور نماز مغرب کے وقت افطار بعد مغرب کھانے نیز سحری کا بہت اعلیٰ انتظام ہے گیارہ بارہ آدمی کھاتے ہیں معتکفین کو کھانے پر مجبور فرماتے ہیں۔ جناب غلام حسین صاحب اور الحاج میاں محمد صاحب لاہوری ودیگر حجاج نے مجبور کیا۔ کہ تم یہاں بعد نماز عصر قرآن مجید کا درس کیا کرو۔ جو گجرات میں دیتے تھے۔ چونکہ یہ درس اس اعتکاف کے حجرے میں ہوگا۔ اس لیے نجدی حکومت کو اعتراض نہ ہوگا۔ چنانچہ آج ہم نے اس آیت کریمہ کا درس شروع کردیا۔ یاایھاالذین اٰمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ انشاء اللہ اعتکاف کے دس دن اس ہی آیت کریمہ پر درس دیں گے۔ میری تقدیر کی یاوری ہے کہ عمر میں پہلی بار مسجد نبوی شریف میں درس دے رہا ہوں۔ جو واقعہ نبوی بیان کرتا ہوں۔ تو حضور کے طرف اشارے کرکے بیان کرتا ہوں۔ الحمد للہ علےٰ احسانہٖ

۲۲ رمضان المبارک ۱۳۸۲ھ ۵ فروری ۱۹۶۴ء چہار شنبہ

آج پاکستان میں بیسواں روزہ ہے۔ مگر ہمارے مدینہ شریف میں بائیسواں روزہ ہے۔ بوڑ ضلع گجرات کی ایک حاجن آمنہ بی بی ہماری بیوی کے ساتھ رباط میں رہتی ہیں۔ وہ ہم کو کھانا وغیرہ پہنچاتی ہیں۔ وہ کھانا ہم تمام معتکفیں الحاج غلام حسین صاحب کے لنگر میں مل بانٹ کر کھاتے ہیں اس کھانے اور رہنے کی لذت نہ پوچھو یہ گھڑیاں عمر بھر یاد رہیں گی شعر۔

لذت بادہ عشقس ندمن مت پرس
ذوق ایں مے تنہاسی بخدا تا بخشی

ایک اور کرم خاص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم پر ہوا ہے۔ وہ یہ کہ مولانا محمد خاں صاحب ساکن ضلع جھنگ اور ان کے ساتھیوں نے ریاض الجنت میں دیوار روضہ مطہرہ کے بالکل متصل جہاں سبز جالی ہے وہاں تین مصلے بچھا دیئے ہیں۔ اور مجھے حکم دیا ہے کہ ہر نماز افطار تراویح تلاوت قرآن مجید و تہجد یہاں ادا کیا کروں۔ الحمد للہ اب تو بڑی بہار ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر سایہ ان کے خاص دامن کرم ریاض الجنت میں یہ عبادات ہو رہی ہے۔ یہ اس شاہ کا صدقہ ہے۔ ورنہ ریاض الجنت میں نماز جماعت کے جگہ ملنا آسان نہیں ہے۔ بہت پہلے سے وہاں بیٹھنا پڑتا ہے ہم نہایت آسانی سے یہاں اپنی جگہ پہنچ جاتے ہیں۔

۲۳ رمضان شریف ۱۳۸۳ھ ۶ فروری ۱۹۶۴ء پنجشنبہ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مدینہ منورہ میں ہماری کتب جاء الحق تفسیر نعیمی وغیرہ بہت لوگوں کے پاس موجود ہیں۔ مسجد نبوی شریف میں درس شروع کر دینے سے لوگوں کو ہماری یہاں کی حاضری معلوم ہو گئی۔ بہت لوگ ملنے آ رہے ہیں۔ اعتکاف کے دن بڑے ہی بہار کے دن ہیں۔ آج بوقت شب بعد نماز تراویح جالی مبارک کا دروازہ شرقی کھلا۔ آٹھ آغا صاحبان اندرون روضہ مطہرہ جھاڑو دینے گئے۔ پولیس کا پہرہ باہر رہا۔ جالی مبارک کے باہر لوگ محو زیارت رہے۔ جو اس منظر کا نظارہ کر رہے تھے۔ آغا صاحبان نے فرش مبارک تو اور جھاڑو سے صاف کیا۔ اور اندرون دیوار شریف مور کے پروں کی جھاڑو سے صاف کی۔ غلاف شریف جو پھٹا ہوا ہے۔ جھاڑا۔ باہر لوگ اپنے سینے کھولے کھڑے تھے۔ کہ غبار پڑے۔ آغا صاحبان نے جھاڑو دے کر غلاف شریف پکڑ کر دیوار پر ہاتھ رکھ کر دعائیں مانگیں۔ باہر سے زائرین آمین کہتے رہے۔ جب یہ آغا صاحبان باہر نکلے تو لوگ ان کے ہاتھوں کو لپٹ گئے کوئی چومتا تھا۔ کوئی اپنے منہ اور سر پر پھیرتا تھا۔ عجیب رقت آمیز نظارہ تھا۔ ہر جمعہ کی شب کو اندر کی صفائی ہوتی ہے۔ مگر مسجد بند ہو چکنے کے بعد چونکہ رمضان شریف میں مسجد

Marfat.com

حرم بند نہیں ہوتی۔ اس لیے حجاج کو اس منظر کے دیکھنے کا موقعہ مل جاتا ہے خوش قسمتی سے ہم کو بھی یہ نظارہ آج نصیب ہو گیا۔

اندر کا گرد و غبار آغا صاحبان آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں۔ جو بعد میں حجاج بھاری قیمت پر ان سے خرید لیتے ہیں۔

۲۴ رمضان المبارک ۱۳۸۲ھ ۷ فروری ۱۹۶۴ء جمعہ

آج جمعۃ الوداع ہے یہ مبارک دن ہوا کی طرح اڑے جا رہے ہیں۔ پھر یہ ساعتیں کہاں نصیب ہونگی۔ اس دفعہ الحاج میاں محمد صاحب سجادہ نشین داتا صاحب کی ہمراہی سے بڑی برکتیں نصیب ہوئیں۔ رات اندر کی جھاڑو شریف کا نظارہ انہیں کے ذریعہ نصیب ہوا۔ نماز جمعہ میں سارا حرم شریف نمازیوں سے کھچا کھچ بھر گیا۔ سلطان مراکش یعنی سلطان محمد ثانی مع اپنے وزرا کے زیارت کے لیے حاضر ہوئے ہیں ان کے لیے ریاض الجنت میں اگلی صف کا نصف حصہ اور محراب النبی خالی رکھی گئی ہیں۔ تمام حاضرین کو وہاں سے جبراً ہٹا دیا گیا۔ بعد نماز جمعہ ان کے لیے روضۂ پاک کھولا گیا۔ وہ مع اپنے رفقاء کے اندر حاضر ہوئے پاکستان کے افسر حج محمد احسن خاں صاحب پشاوری بھی آج کل مدینہ پاک حاضر ہیں۔ ہر نماز ریاض الجنت میں پڑھتے ہیں۔ وہ بھی جالی پاک کے اندر حاضر ہوئے۔

الحمد للہ ہمارا درس روزانہ بعد نماز عصر برابر ہو رہا ہے۔ آج مجمع خوب اچھا ہے ہماری کتب خصوصاً جاء الحق مدینہ منورہ میں بہت لوگوں کے پاس ہے حاجی غلام یٰسین صاحب مدنی سے آج ملاقات ہوئی۔ وہ کہتے تھے۔ کہ یہاں آپ کی کتب کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے بہت سے خاندانوں کو ہدایت دی ہے۔ کہ پہلے وہابی تھے۔ اب پختہ سنی ہو گئے۔ چنانچہ حافظ عبد الرشید صاحب خیاط پہلے پختہ وہابی تھے جاء الحق کے مطالعہ سے اب مع اپنے خاندان سنی ہیں۔ یہاں بہت لوگوں کو جاء الحق کے مضامین حفظ ہیں۔

Marfat.com

۲۵ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۸ فروری ۱۹۶۴ء شنبہ

آج کوئی خاص قابل ذکر واقعہ نہیں ہوا۔ اعتکاف کے دن بڑے مزے سے تیزی کے ساتھ گذر رہے ہیں۔ میاں محمد صاحب نے یہاں نجدیوں کی بے ادبیاں دیکھ کر ایک مفتی نجدی سے کہا۔ کہ تم لوگ ایسے مردود ہو کہ تم میں اللہ تعالیٰ نے نبیوں کے سردار کو بھیجا۔ مگر تم بے ایمان ہی رہے۔ ہم پاکستانیوں میں اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہ بھیجا۔ ولیوں سے کام چلایا۔ تو ہم لوگ ایماندار ہو گئے۔ نجدی بولا۔ کہ تم نے ہماری بے ایمانی کیا دیکھی ہے میاں صاحب نے فرمایا۔ تمہاری بے ادبی کہ تم قرآن کے اوپر جوتے لئے پھرتے ہو۔ تم لوگوں نے سارا حرم شریف جوتوں سے بھر دیا ہے۔ جو کوئی جالی مبارک کو ہاتھ لگا دے تو تم اسکے پیچھے پڑ جاتے ہو۔ مگر لوگ قبلہ کی طرف پاؤں پھیلائے پڑے رہتے ہیں۔ روضۂ پاک کی طرف پیٹھ کرکے بلکہ پاؤں پھیلا کر بیٹھتے ہیں۔ تم منع نہیں کرتے نجدی لاجواب ہو گیا۔

۲۶ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۹ فروری ۱۹۶۴ء یکشنبہ

حرم مدینہ کے متعلق ہم کو جناب الحاج غلام حسین صاحب سے عجیب باتیں معلوم ہوئیں۔ مثلاً یہ کہ یہاں کھجوروں کے موسم میں قطعاً بارش نہیں ہوتی۔ جس سے کھجوروں کو نقصان نہیں ہوتا۔ یہاں طوطے، کوے اور موذی جانور کھجوروں پر نہیں پڑتے۔ کبھی کیڑا وغیرہ نہیں لگتا۔ غرض کہ یہاں کے پھل ہر آفت سے محفوظ ہیں۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔ ایک بدوی نے شکایت کی تھی۔ کہ بے وقت بارش نے کھجوریں برباد کر دیں۔ تو فرمایا کہ کھجوروں کا موسم کب ہوتا ہے۔ اس نے بتایا تو ارشاد ہوا کہ انشاء اللہ قیامت تک اس موسم میں یہاں بارش نہ ہوا کرے گی اب تک وہ ہی ہو رہا ہے نجدی حکومت نے مسجد نبوی شریف کے تین حصہ شرقی، غربی، شمالی۔ گرا دیئے ہیں صرف جنوبی حصہ باقی ہے۔ جس میں روضۂ اطہر ہے۔ ان تینوں حصوں میں اپنی نئی عمارت بنائی ہے۔ جس پر لاکھوں روپیہ خرچ کیا۔ اب بنتے ہی ساری عمارت پھٹ گئی ہے۔

Marfat.com

چھت ٹپکتی ہے۔ جس میں ٹک ڈالا گیا۔ جو بہہ کر دیواروں پر آیا۔ اب بھی موجود ہے یہ عمارت بیس سال بھی نہ نکالے گی۔ پرانے حرم شریف کا ملبہ پاخانوں گٹروں میں استعمال کیا گیا۔ چھ روپیہ ٹرک کے حساب سے فروخت ہوا۔ جو نجدیوں نے خرید کر اس سے اپنے پاخانے بنائے۔ باب سیدنا عمر کے پاس جو پاخانے وضوخانے بنے ہیں۔ اسی مسجد شریف کے ملبے سے بنے ہیں۔ جس پر سینکڑوں سال سجدے ہوئے ہیں۔ نئی عمارت کی روشنی کا خرچ نجدی حکومت اٹھاتی ہے۔ پرانے حرم شریف کا سارا خرچ اور لوگ اٹھاتے ہیں چنانچہ اس کے جھاڑ فانوس ایک بھوپال کے مسلمان نے لگوائے ہیں۔ ان کی روشنی کا خرچ اس پر ہی ہے۔ باقی ٹیوبوں اور ان کی پاور کا خرچ ہماری فاطمہ جناح صاحبہ دے رہی ہیں۔ واللہ اعلم اب جو رنگ وروغن گنبد خضرا پر ہو رہا ہے۔ وہ ایک حبشی مسلمان نے کرایا ہے۔ غرضکہ نجدی حکومت پرانے حرم پر بہت کم خرچ کرتی ہے۔

۲۷ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۱۰ فروری ۱۹۶۴ء دوشنبہ

آج شب حرم شریف میں بڑی ہی رونق رہی۔ بہت سے حفاظ جو الگ الگ قرآن مجید سنا رہے تھے۔ ان کے قرآن مجید ختم ہوئے مدنی کھجوروں سے ہماری جھولی بھر گئی نجدی خطیب غالباً کل انتیسویں شب کو ختم کرے گا۔ کیونکہ آج اس کے اٹھائیس پارے ہوئے ہیں۔ اکیسویں شب سے حرم شریف میں تہجد کی جماعت نجدی امام کرا رہا ہے۔ جس میں علیحدہ ختم قرآن ہو رہا ہے۔ صبح کی نماز چاشت وسلام سے فارغ ہو کر ہم آ رہے تھے۔ کہ الحاج میاں محمد صاحب گنبد خضرا کے سامنے کھڑے ہوئے ملے۔ بولے مفتی صاحب اب سلام پڑھو۔ ہم نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا سلام مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام اور اپنا ترانہ ولادت تخت ہے ان کا تاج ہے۔ ان کا پڑھا بڑی ہی رقت طاری رہی۔ اور حضرات بھی جمع ہو گئے آج کی یہ لذت عمر بھر یاد رہے گی۔

Marfat.com

۲۸ رمضان شریف ۱۳۸۳ھ ۱۱ فروری ۱۹۶۴ء سہ شنبہ

ستائیسویں رمضان شریف گذر جانے سے ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ ماہ مبارک وداع ہو گیا۔ کہ اگرچہ حرم شریف میں خلق کا ہجوم بہت ہے مگر اس کے باوجود رونق رمضان پہلی جیسی معلوم نہیں ہوتی۔ ہمارے درس میں رونق بفضلہ تعالیٰ روزانہ بڑھ رہی ہے۔ مسئلہ حیات النبی پر تقریر ہوئی۔ الحمد للہ بہت لوگ مستفید ہوئے۔

۲۹ رمضان ۱۳۸۳ھ فروری ۱۹۶۴ء چہار شنبہ

آج پاکستان میں ۲۷ رمضان المبارک ہے۔ ہمارے یہاں عرب میں ۲۹ ہے آج رات تراویح اور تہجد دونوں میں نجدی امام کا قرآن مجید ختم ہوا۔ یہاں ختم قرآن مجید میں چند چیزیں دیکھیں۔

(۱) ختم قرآن مجید پر کوئی اہتمام نہیں۔ نہ روشنی، نہ دعا، نہ فاتحہ و ختم شریف نہ مسجد نبوی کی کوئی سجاوٹ۔

(۲) شرعی حکم ہے۔ ختم قرآن میں ایک بار بسم اللہ بلند آواز سے پڑھے نجدی امام نے نہ پڑھی۔

(۳) ختم قرآن مجید کے الم کا پہلا رکوع مفلحون تک پڑھنا چاہیئے۔ مگر نجدی امام نے نہ پڑھا والناس پر ختم کر دیا۔

(۴) بعد ختم دعا مانگنی چاہیے۔ مگر کوئی نہ مانگی۔ سلام پھیر کر گھر چلے گئے۔

(۵) بیسویں رکعت میں والناس تک پڑھ کر بہت لمبی دعائیں قریباً آدھ گھنٹہ تک پڑھتے رہے۔ دعائیں بہت رقت آمیز تھیں۔ امام خود بھی روتا تھا۔ بہت سے مقتدیوں کی ہچکی بندھ گئی تھی۔ اس رکعت میں دونوں درود ابراہیمی جو قرآنی و ماثورہ و غیر ماثورہ دعائیں پڑھیں۔ یہ بالکل نئی چیزیں ہیں۔

(۶) بعد نماز لوگوں نے امام کی پیشانی چومی۔ اس کے بیٹھے ہوئے بھی کھڑے

Marfat.com

ہوئے بھی، چلتے ہوئے بھی، یہ امام آتے جاتے کسی وقت بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جالی کے آگے نہ کھڑا ہوتا ہے۔ نہ سلام پڑھتا ہے۔ سیدھا گذر جاتا ہے۔ اس کا راستہ ہی جالی مبارک سے ہے۔ ہمارے میاں محمد صاحب اعتکاف کے ایام میں رات کو کبھی نہ سوئے۔ رات بھر قدم مبارک کی طرف بیٹھے رہے۔

کل بعد نماز عصر حرم شریف میں جالی مبارک کے سامنے ریاض الجنت کے متصل ختم بخاری ہوا ایک ماہ میں بخاری ختم کی گئی۔ ہم بھی شریک رہے۔ بخاری مغربی مصری علماء کا اجتماع ہوتا تھا۔ پاکستانیوں میں ہم تھے۔ بعد ختم حاضرین میں حلوے کی پڑیاں تقسیم کی گئیں دعا میں بہت ہی لطف آیا۔ اس ختم کی وجہ سے ان علماء سے خوب ملاقات ہوتی رہی۔ خصوصاً مولانا محمد علی حکیم جنہوں نے مجھے اپنا پتہ بھی دیا۔ شارع بیروت لاذقیہ، سوریہ، قریب دمشق اور مجھے سخت تاکید فرمائی کہ دمشق پہنچ کر لاذقیہ ضرور آؤ۔ مجھ سے ضرور ملو لطف یہ ہے کہ یہاں حرم شریف میں تراویح بیس رکعت۔ ہوتی ہیں۔ بہت سے غیر مقلد صاحبان آٹھ رکعت پڑھ کر چلے جاتے تھے۔ مگر آج سب نے بیس رکعت پوری پڑھیں درمیان سے کوئی نہ گیا۔ حالانکہ یہ حضرات صرف آٹھ رکعت تراویح کے قائل ہیں۔ ہم احناف اپنے وتروں کی جماعت الگ کرتے ہیں۔

عید مدینہ

یکم شوال ۱۳۸۲ھ ۱۳ فروری ۱۹۶۳ء پنجشنبہ

یہاں عید کا چاند دیکھنے کا کوئی اہتمام نہیں ہوتا۔ تمام سعودی عرب میں ریاض کے حکم پر عید منائی جاتی ہے۔ کل سب لوگ کہتے تھے۔ کہ یہاں چالیس سال میں صرف ایک بار ۳۰ روزے ہوئے۔ ورنہ ہمیشہ انتیس ہوتے ہیں اور کبھی پہلا روزہ تراویح سے نہ ہوا۔ اور کبھی عید بغیر تراویح کے نہ ہوئی۔ آخر شب یا صبح کو اعلان ہوتا ہے۔ کہ

Marfat.com

آج عید ہے۔ چنانچہ ہم نے بھی آزمالیا کہ ۲۹ رمضان بدھ کے دن باقاعدہ شب کو تراویح پڑھی گئی۔ جس میں امام نے پارہ الم پورا پڑھا۔ ہم نے رات کا اکثر حصّہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت خوانی میں گذارا۔ پھر سو گئے رات کو عربی سوا نو بجے یعنی پانچ بجے شب تپیں چلنا شروع ہو گئیں۔ تمام معتکفین کو حکم ملا۔ کہ فوراً اپنی جگہ خالی کریں۔ پندرہ منٹ میں سارا بسا ہوا چادروں کا گاؤں اجڑ گیا۔ سامان باہر دروازہ حضرت عمرؓ پر رکھ دیا گیا۔ اس علاقے میں جھاڑو لگا کر۔ پھر حرم کے قالین بچھا دیئے گئے۔ ہم بھی الحمدللہ اعتکاف پورا کر کے اپنے گھر آ گئے۔ کچھ سوئے پھر غسل و تبدیل لباس کر کے بارہ بجے شب حرم شریف پہنچ گئے نماز فجر پڑھ کر لوگ اسی طرح بیٹھے رہے۔ تھوڑی دیر میں حرم شریف کھچا کھچ بھر گیا۔ سڑکیں بھی بھر گئیں۔ غرض کہ عجیب پر لطف نظارہ ہے۔ اِدگرد امّت کا ہجوم ہے بیچ میں روضہ رسول دلہن کی طرح جلوہ گر ہے۔ حاضرین مل کر تیسرا کلمہ پڑھتے ہیں اور پھر یہ پڑھتے ہیں۔ اللّٰھمّ صلّ علی سیّدنا محمّد واصحاب سیّدنا محمّد وازواج سیّدنا محمّد وانصار سیّدنا محمّد وبارك وسلّم :۔ اور ادھر مکبّر لاؤڈ سپیکر پر پڑھتے ہیں اور تین آدمی مل کر جواب میں تکبیر شریف کہتے ہیں۔ ایسا نظارہ کبھی نہ دیکھا تھا۔ سورج نکلتے ہی اشراق کے وقت نماز قائم ہو گئی۔ امام صاحب نے رکعت اوّل میں سات تکبیریں۔ اور رکعت دوم میں قبل قرأت پانچ تکبیریں کہیں۔ بعد نماز بہت طویل خطبہ پڑھا۔ پھر لوگ جنت البقیع شریف کی زیارت کے لیے گئے۔ ہم بھی گئے۔ زائرین سے تمام جنت البقیع شریف بھرا ہوا تھا۔ حضرت فاطمہؓ زہرہ، عثمان غنی اور جناب حلیمہ دائی کے مزارات پر بہت ہجوم تھا۔ پھر گھر واپس آئے خیال رہے کہ خطبہ میں امام نے اوّلاً گیارہ بار اللہ اکبر کہہ کر پھر دوسرا مضمون شروع کیا۔ دوسرے خطبہ میں ۹ بار اللہ اکبر کہہ کر خطبہ پڑھا۔ مدینہ پاک میں چار دن عید منائی جاتی ہے۔ آج شام جناب محترم احمد بخش صاحب مہاجر سکنہ میرپور خاص سندھ حال مدینہ طیبہ نے ہم کو اپنی کار عنایت کی۔ ہم بمعہ اہلیہ والحاج میاں محمد صاحب احمد شریف کی زیارت کے لیے گئے۔ وہاں سید الشہدا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ و مصعب بن عمیر کی زیارات کیں۔ پھر خاص پہاڑ پر گئے۔ راستہ میں دانت مبارک شہید ہوئے۔ اور زخم کے علاج کیے جانے کے مقامات کی زیارات

Marfat.com

گیں۔ جہاں مسجدیں ہیں جو نجدیوں نے گرا دیں ہیں۔ شکستہ حالت میں ہیں۔ پھر خاص پہاڑ پر چڑھ گئے۔ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد واقعہ جنگ اُحد دو تین دن آرام فرمایا۔ پہاڑ میں شگاف ہے جس میں بمشکل دو آدمی کھڑے ہو سکتے ہیں۔ دو نفل ادا کیے۔ پھر حرم شریف آکر نماز عصر ادا کی۔ احد شریف سے مدینہ شہر اور وسط میں گنبد خضرا کا نظارا ایسا دلکش و حسین ہے۔ جو بیان نہیں ہو سکتا۔ آج دوپہر الحاج احمد بخش صاحب کے ہاں ہم لوگوں کی دعوت ہوئی۔ جہاں حضرت مولانا احمد سعید صاحب کاظمی۔ مولانا حافظ الحاج محمد شفیع صاحب اکاڑوی کی تقریریں اور ہمارے حرم شریف کے درس ریکارڈ کیے ہوئے اور مستانہ صاحب گجراتی کی نعت اعظم صاحب کی نعت کے ریکارڈ سے خوب لطف رہا بعد کھانے کے احد شریف گئے۔

۲ شوال ۱۳۸۳ھ ۱۴ فروری ۱۹۶۴ء یوم جمعہ

اس سال کا رمضان ہمارا عجیب گذرا تین روزے گجرات ایک روزہ لاہور میں تین روزہ کراچی ایک روزہ جدہ دو روزے مکہ معظمہ اور باقی روزے مدینہ منورہ میں ہمارے روزے ۲۷ ہوئے۔

کیونکہ یہاں رمضان دو دن پہلے شروع ہوا تھا۔ یہاں بدھ کو پاکستان میں جمعہ کو اس لیے ہم نے دو روزے قضا کرنے ایک آج کر لیا۔ ایک انشاء اللہ کل کریں گے۔

۴ شوال ۱۳۸۳ھ ۱۶ فروری ۱۹۶۴ء اتوار

ریڈیو نے خبر دی ہے کہ پاکستان میں عید کل ۱۵ فروری ہفتہ کے دن ہوئی باقی سب عرب ممالک میں ۱۴ فروری جمعہ کے دن ہوئی صرف حجاز مقدس میں ۱۳ فروری جمعرات کو نجدیوں نے عید کرائی۔ معلوم رہے کہ موجودہ خطیب مسجد نبوی شریف عبدالعزیز عالم بھی ہے۔ حافظ بھی ہے قاری بھی ہے۔ اور رئیس الادارۃ العدلیہ بھی قاضی القضاۃ یعنی سیشن جج بھی اسی کے حکم سے قتل کی سزا دی جاتی ہے اس کی تنخواہ پانچ ہزار

Marfat.com

ریال ماہوار ہے سنیوں کے سوا ہر مذہب میں امام کی بڑی حیثیت ہے سنی ہی وہ جماعت ہے جس کے نزدیک جاہل بے شرع پیروں گانے بجانے والے قوالوں کی عزت ہے۔ رہے امام و خطباء وہ محض روٹی مانگ کر گذرا کرنے کے لئے ہیں۔ رب تعالیٰ ہم لوگوں کو عقل سلیم عطا فرما دے۔ ہم نے موجودہ سنیوں کی حالت دو شعروں میں یوں عرض کی ہے شعر

اہل سنّت بہر قوالی و عرس
دیوبندی بہر تصنیفات و درس
خرچ سنّی ہر قبور و خانقاہ
خرچ نجدی ہر علوم و درسگاہ

۶ شوال ۱۳۸۳ھ ۱۸ فروری ۱۹۶۴ء بروز منگل

آج شب الحاج غلام حسین صاحب کے ہاں جلسہ عید میلاد النبی ہوا۔ جس میں ہماری تقریر ہوئی۔ یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا الخ۔

مقام نبوت کے موضوع پر تقریر ہوئی۔ الحمدللہ عام اہل مدینہ بڑے جذبہ کے لوگ ہیں۔ بہت شوق سے تقاریر سنتے ہیں۔ اور اردو خوب سمجھتے ہیں اردو نعت خواں بھی بہت کافی ہیں۔

الحاج حضرت محمد حسین صاحب رمزؔ نے اردو میں بہت اعلیٰ درجہ کی جناب کیف کی نعت شریف پڑھی۔ دیگر نعت خوانوں نے بھی نعت شریف پڑھیں قیام و سلام پر میلاد شریف ختم ہوا۔ مکہ معظمہ سے بعض احباب تقریر میں شرکت کرنے آئے تھے۔ وہ ہماری تقریر ریکارڈ کر کے لے گئے۔ مدینہ منورہ کے احباب نے بھی تقریر ریکارڈ کی۔ حاجی غلام حسین صاحب نے دوران میلاد میں بار بار چائے تقسیم کی۔ بعد میں اعلےٰ درجہ کی مٹھائی اپنی دوکان کی اور کیلا مدنی تقسیم فرمایا۔ وہاں ہی الحاج فیض محمد صاحب نے جو ہمارے میزبان ہیں۔ انھوں نے جلسہ میں اعلان فرمایا کہ شب جمعہ کو

Marfat.com

مفتی صاحب کی تقریر مسجد اجابہ کے پاس جو ہم نے مسجد بنائی ہے وہاں ہو گی۔ اور جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔

۷ شوال ۱۳۸۳ھ ۱۹ فروری ۱۹۶۴ء بروز بدھ

آج شب کو حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب کے ہاں مجلس میلاد شریف منعقد ہوئی جس میں تمام عربی حضرات نے باری باری سے نعت شریف پڑھیں۔ حق یہ ہے کہ عربی کلام تمام کلاموں کا امام ہے۔ ایسی پر کیف نعتیں اس سے پہلے کم سننے میں آئی ہیں۔ بہت سلیقے سے نشست کا انتظام کیا گیا تھا۔ بار بار چاء پیش ہوتی تھی جناب الحاج محمد حسین صاف عرف رمزد کی نعت بہت ہی اعلیٰ رہی۔ سید السادات منتہی الغایات میں تعریف نہیں کر سکتا۔ مجمع۔ یا حبیبی، حلا دہ۔ سکر مَنْ لَمْ یَذُقْ لَمْ یَعْرِفْ۔ طیب کی صدائیں بلند ہوتی ہیں۔ غرضکہ عجیب پر کیف منظر تھا۔ آج ہم بیرون مدینہ کی زیارات کو حاضر ہوئے۔ بیر عثمان کو دیکھا۔ وہاں کی تو دنیا ہی بدل گئی ہے۔ وہاں حکومت نے گاندھی گارڈن کراچی کے مقابلہ کا باغ لگایا ہے۔ تالاب میں چڑیا گھر ہے جس میں ہر قسم کی مرغیاں، بطخ، ہنس وغیرہ جانور ہیں۔ صدہا انڈے روز ہوتے ہیں۔ ۲۴ گھنٹہ کے اندر بجلی کے ذریعہ بچے نکالے جاتے ہیں۔ بہت زیادہ دودھ دینے والی گائیں پرورش کی گئی ہیں ان کا سب سے علیحدہ محکمہ بنایا گیا ہے۔ جس میں انگریز بھی ملازم ہیں اور بیر عثمان سے قریب قصر الملک یعنی شاہی محل ہے۔ اسی سے متصل جامعہ اسلامیہ کے نام سے بڑا کالج ہے۔ جہاں ہر ملک کے طلبا پڑھتے ہیں۔ ہر طالب علم کو تین سو ریال ماہانہ وظیفہ ملتا ہے۔ دو سال کے بعد انہیں دو ماہ کے لیے وطن بھیجا جاتا ہے۔ ہوائی جہاز کا ٹکٹ اور مصارف سفر بذمہ حکومت ہوتے ہیں پانچ سال کا کورس ہے مدرسین تمام بدترین قسم کے وہابی ہیں۔ آج کل جامعہ میں تعطیل ہے اس لیے ہم تعلیم نہ دیکھ سکے۔ اس کے بعد مسجد خندق، مسجد فتح، مسجد سلمان فارسی

Marfat.com

مسجد ابوبکر، مسجد عمر، مسجد علی، مسجد فاطمہؓ، غرضیکہ چھ مساجد کی زیارات کیں پھر مسجد قبلتین پھر مسجد قبا شریف کی زیارات کر کے قریباً گیارہ بجے پاکستان ٹائم سے واپس گھر آ گئے۔

۸ شوال ۱۳۸۳ھ ۲۰ فروری ۱۹۶۴ء جمعرات

آج ہم مدینہ منورہ کے بازار میں گئے۔ ایک قیمتی گھڑی انجلس خریدی ہماری رباط میں ایک صاحب محمد مسلم خاں، سکنہ ڈھاکہ، مشرقی پاکستان کے مقیم ہیں وہ جامعہ اسلامیہ میں پڑھتے ہیں۔ ان سے معلوم ہوا کہ جامعہ اسلامیہ میں پانچ سو طلبا ہیں۔ ۲۰ مدرسین ہیں۔ مدرس اعلیٰ کی تنخواہ نو ہزار ریال ماہوار ہے باقی کی تین ہزار کسی کی دو ہزار کسی کی ایک ہزار تین مدرسین پاکستانی ہیں۔ اور ۵۵ ملکوں کے طلباء ہیں جن میں امریکہ، روس، انگلینڈ کے طلباء بھی ہیں۔ ہر ایک ملک کا طالب علم اپنے ملک کے سعودی سفارتخانہ میں درخواست داخلہ دے۔ پھر کوئی بڑی سفارش ملے تب داخلہ ہوتا ہے۔ جامعہ میں بورڈنگ ہاؤس دارالاقامت بھی ہے جو وہاں رہنا چاہے اسے کمرہ مع دری، میز، کرسی، روشنی، پانی، مفت ملتا ہے۔ کھانے کے لیے ہوٹل ہے۔ جو مدینہ منورہ میں رہنا چاہے۔ اس کے لیے سرکاری بس لانے پہنچانے کو مفت ہیں۔ مدرسین کے لیے کاریں مفت نو سال کا کورس ہے جامع کو قائم ہوئے ابھی دو سال ہوئے ہیں۔ اس جامعہ میں پندرہ رمضان سے پانچ شوال تک اور حج میں پندرہ روز کی باقی جمعہ کی چھٹیاں ہوتی ہیں۔ گرمی میں ساڑھے تین ماہ کی تعطیل ہوتی ہے۔

۹ شوال ۱۳۸۳ھ ۲۱ فروری ۱۹۶۴ء جمعہ

آج شب کو مسجد اجابہ کے پاس جو مسجد ہمارے فیض محمد صاحب نے بنوائی ہے۔ وہاں میلاد شریف میں ہماری تقریر تھی۔ ہم نے رسالت کے مفہوم اور مقام

Marfat.com

رسول پر ایک گھنٹہ تقریر کی۔ جو مولانا فضل الرحمٰن صاحب ابن مولانا ضیاء الدین صاحب نے ریکارڈ کی۔ پھر خود مولانا نے عربی میں بہت شاندار طریقہ سے میلاد شریف پڑھا۔ عربی سلام قیام کر کے بعد میں عربی قصائد نعتیہ پڑھے گئے۔ بہت لطف آیا۔ اعلیٰ درجہ کی مدنی چلئے بعد میں مدنی لڈو تقسیم کئے گئے۔ تنہا فیض محمد نے خرچ کیا ایک وہابی غلام رسول نے میلاد شریف کو بدعت کہا۔ تو ہم نے بدعت کے متعلق مفصّل گفتگو کی۔ جس پر وہ خاموش ہوگیا۔

۱۰ شوال ۱۳۸۳ھ ۲۲ فروری ۱۹۶۴ء شنبہ

آج ہم بعد نماز فجر سلام عرض کر کے غار سلع اور مسجد الوداع زیارات کے لیے حافظ غلام نبی صاحب کے ہمراہ پیدل گئے۔ غار سلع پر پہنچ کر نعت شریف اور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا سلام پڑھا۔ بہت رقت طاری ہوئی غار سلع جبل سلع میں ایک غار ہے۔ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلسل کئی دن تک عبادت اور گریہ زاری کی جس کی وجہ سے آس پاس کے جانوروں نے کھانا چھوڑ دیا۔ اُمت کی بخشش کی دعائیں فرمائیں۔ جانے آنے کے لیے نہایت تنگ سوراخ سا ہے ترکوں نے وہاں چھوٹا سا قبہ بنا دیا ہے۔ جو اب تک بفضلہٖ تعالیٰ نجدیوں سے محفوظ ہے ہم بہ تکلف اس سوراخ میں اس لیے داخل ہوئے۔ کہ ان پتھروں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے یقیناً مس ہوا ہے۔ مسجد الوداع وہ جگہ ہے۔ جہاں تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان صحابہ کرام کو پہنچانے پیدل آتے تھے۔ جن کو کسی جگہ کا حاکم مقرر فرما کر بھیجتے تھے۔ اسے ثنیۃ الوداع کہتے تھے۔ اب اس مسجد سے متصل لکڑی و کوئلے کی منڈی ہے۔ اور بسوں کا اڈہ ہے۔ جہاں بسوں والے پکارتے ہیں۔ تبوک، تبوک، خیبر، خیبر ریاض، ریاض یہاں سے خیبر کا کرایہ ۱۵ ریال تبوک کا تیس ریال ایک طرف کا لیتے ہیں۔ ان کے منہ سے خیبر اور تبوک کی آوازیں بہت پیاری معلوم ہوتی ہیں۔ اب تک ہم اڈوں پر گجرات لاہور کی آوازیں سنا کرتے تھے۔ آج ہمارے کانوں نے یہ

Marfat.com

مبارک آوازیں پہلی بار سنی ہیں۔

۱۱ شوال ۱۳۸۳ھ ۲۳ فروری ۱۹۶۴ء یکشنبہ

آج نماز فجر و تلاوت سے فارغ ہوئے۔ الحاج میاں محمد صاحب لاہوری حرم شریف میں ملے کہنے لگے۔ چلو زیارات کرائیں۔ چنانچہ ہم چھ سات آدمی مسجد مباہلہ گئے۔ جسے اہل مدینہ مسجد بغلہ کہتے ہیں یہ وہ جگہ ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے عیسائیوں سے مباہلہ فرمایا تھا۔ اور نجرانی عیسائی مباہلہ نہ کر سکے تھے۔ اسی جگہ ترکوں نے مسجد بنوائی تھی۔ جو نجدی حکومت نے گرادی ہے گری ہوئی پڑی ہے۔ وہاں کئی جگہ پتھروں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خچر کی ٹاپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم شریف، کہنی مبارک سر شریف کے نشانات موجود ہیں۔ نجدیوں نے چھینی سے وہ نشانات مٹا دیے ہیں۔ مگر اکثر اب بھی موجود ہیں راہ میں ایک جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی قصوا کی قبر ہے جس پر عمارت تھی مگر نجدیوں نے گرادی ہے گری ہوئی عمارت موجود ہے پھر مسجد گئے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لیے تین دعائیں فرمائیں تھیں۔ جن میں سے دو دعائیں قبول ہوئیں یہ مسجد مسجد مباہلہ اور جنت البقیع کے کچھ آگے ایک فرلانگ کے فاصلے پر ہے۔ آج برخوردار مصطفٰے میاں سلمہٗ کا خط گجرات سے اور برخورداری نور جہاں بیگم کا خط کراچی سے آیا۔ نور جہاں کا خط آنسوؤں سے بھیگا ہوا ہے اور بہت ہی درد ناک مضمون بارگاہ رسالت میں تحریم کیا ہے کہ میرے پاس اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کرنے کے لیے سوائے اشک عقیدت کے اور کچھ نہیں نہ حسن عمل ہے نہ قابل قدر عقیدت ہی ہے۔ یہ فقیرنی شاہ کونین کی بارگاہ میں کیا پیش کر سکتی ہے۔ اس خط کے الفاظ دل کے جوش عقیدت کی غماضی کرتے ہیں یہ خط ہم نے بار بار پڑھا۔ اور بارگاہ رسالت میں اس کا مضمون پیش کیا خدا کرے قبول ہو جائے۔

Marfat.com

۱۲ شوال ۱۳۸۳ھ ۲۴ فروری ۱۹۶۴ء دوشنبہ

آج رات جناب الحاج خدا بخش صاحب کے ہاں ہماری تقریر ہوئی۔ شاہداً کے معنی پر تقریر تھی۔ آج کے جلسہ میں مجمع بہت تھا۔ بہت لطف آیا۔ اعلیٰ درجہ کی بالوشاہیاں تقسیم ہوئیں۔ بہت نفیس چائے بار بار پلائی گئی۔

۱۳ شوال ۱۳۸۳ھ ۲۵ فروری ۱۹۶۴ء سہ شنبہ

آج صبح ہم حافظ غلام نبی صاحب واحمد دین صاحب کے ہمراہ پھر مسجد قبا کی زیارات کے لیے گئے۔ مسجد قبا میں حکومت کی طرف سے وضو استنجا کا یورپین طرز کا نہایت شاندار انتظام ہے مدرسے بھی قائم ہیں۔ مسجد قبا سے قریباً دو فرلانگ جانب مشرق مسجد شمس ہے۔ جس کے متعلق مشہور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں ڈوبا ہوا سورج واپس فرمایا تھا۔ واللہ اعلم یہ مسجد بھی نجدیوں کے ہاتھوں اب ٹوٹی پڑی ہے۔ اس سے ایک فرلانگ پر بیر عرس ہے جو خشک کر دیا گیا ہے اس کنوئیں کا پانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت رغبت سے پیتے تھے۔ اسی کنوئیں کے پانی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد وفات غسل دیا گیا۔ ان مقامات کی زیارات کیلئے گئے۔ قبا میں کھجوروں کے باغ انگوروں کے کھیت دیکھے۔ تا حد نظر انگور کے کھیت تھے۔ ابھی نہ کھجوروں کا موسم ہے نہ انگور کا۔ پھر ہم قبا سے جانب مدینہ منورہ پیدل واپس ہوئے۔ راستہ میں مسجد جمعہ میں نوافل پڑھے۔ یہ وہ مسجد ہے۔ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلا جمعہ ادا فرمایا۔ پہلے یہ ٹوٹی پڑی تھی۔ اب کسی شخص نے یہاں نہایت شاندار کوٹھی بنائی ہے۔ اور اس کے ساتھ یہ مسجد بھی بنا دی ہے پھر اس کے قریب ہی مسجد بنی نجار میں نوافل پڑھے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر قبیلہ بنی نجار کی بچیوں نے دف بجا کر استقبالیہ گیت گائے تھے پہلے یہ مسجد ٹوٹی پڑی تھی۔ مگر اب بنا دی گئی ہے پھر وہاں سے پیدل مدینہ منورہ آئے۔

Marfat.com

قبا شریف میں پیدل جانے سے بہت زیادہ زیارات میسّر ہو جاتی ہیں۔

۱۴ شوال سنہ ۱۳۸۳ھ ۲۶ فروری سنہ ۱۹۶۴ء چہار شنبہ

ہم روزانہ نماز تہجد صفہ کے سامنے والی جگہ جہاں چھوٹی سی محراب ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام تہجد ہے۔ وہاں پڑھا کرتے تھے۔ لوگ بہت شوق سے وہاں جمع ہو جاتے تھے۔ مگر آج وہاں نجدی سپاہی کا پہرہ تھا۔ کسی کو وہاں نفل نہ پڑھنے دیئے۔ سپاہی نے اس جگہ نماز پڑھنے کو ممنوع و حرام کہہ کر ہم لوگوں کو روک دیا۔

۱۵ شوال سنہ ۱۳۸۳ھ ۲۷ فروری سنہ ۱۹۶۴ء پنجشنبہ

لیجئے آج اس جگہ نماز تہجد جائز ہو گئی۔ آج وہاں پولیس کا پہرہ نہیں ہم لوگوں نے بحمدہ تعالیٰ وہاں ہی تہجد ادا کی۔ حکومت کا کوئی قائدہ مقرر نہیں آج ایک چیز حرام و ممنوع ہے۔ کل وہ ہی چیز حلال و مباح۔

۱۶ شوال سنہ ۱۳۸۳ھ ۲۸ فروری سنہ ۱۹۶۴ء جمعہ

یہاں حضرت امیر حمزہ کی شہادت ۱۶ شوال کو مانی جاتی ہے کتب میں جنگ احد ۲ شوال ہے۔ چنانچہ آج بہت لوگ جبل احد حضرت حمزہ کی زیارات کرنے گئے۔ مگر پولیس نے وہاں قفل لگا کر کسی کو زیارت نہ کرنے دیں کہ کہیں عرس میں شمار نہ ہو جائے۔ آج شب مدینہ منورہ میں جگہ جگہ جلسے ومجلسیں منعقد ہوئیں خدا بخش صاحب کے ہاں فضائل صحابہ، فضائل صدیق اکبر و امیر حمزہ کے موضوع پر ہماری تقریر رکھی گئی۔ جس میں بہت بڑا مجمع تھا۔ ہم نے دوران تقریر میں عرض کیا۔ کہ جیسے حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم افضل الخلق ہیں۔ ویسے ہی حضور سے نسبت رکھنے والی ہر چیز افضل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر مدینہ و مکہ تمام نبیوں کے شہروں

Marfat.com

سے افضل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن تمام نبیوں کی کتابوں سے افضل حضور کے صحابہ و اہل بیت تمام نبیوں کے صحابہ و اہل بیت سے افضل ہیں۔ حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تمام نبیوں کے زمانوں سے افضل ہے کہ رب تعالیٰ نے حضور کے زمانہ حضور کے شہر حتیٰ کہ حضور کے صحابہ کی قبروں کی خاک کی قسم ارشاد فرمائی، فرمایا **لااقسم بھذا البلد** اور فرمایا **والعصر** اور فرمایا۔ **فلا اقسم بمواقع النجوم**۔ دیکھو مواقع النجوم، یعنی تاروں کے غروب ہونے کی جگہ کیا ہے صحابہ کرام کی قبریں ہیں۔ صحابہ کرام تارے ہیں۔ ان کی قبریں ان کے غروب ہونے کی جگہ اور عرض کیا کہ حضرات انبیاء کرام ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں۔ ان میں رسول تین سو تیرہ اور ان میں مرسل چار، پھر ان چار میں افضل المرسلین ایک اس طرح صحابہ کرام ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں۔ ان میں اصحاب بدر تین سو تیرہ ان میں خلفاء راشدین چار۔ ان چار میں افضل الخلق بعد الرسل حضرت صدیق ایک اور عرض کیا۔ کہ خیر القرون قرنی میں ق سے صدیق کی طرف ر سے عمر کی جانب ن سے عثمان کی طرف ی سے حضرت علی کی طرف اشارہ ہے اور عرض کیا کہ دیگر کتب یکدم لکھی لکھائی انبیاء کرام کو ملیں مگر آیات قرآنیہ اکثر صحابہ کرام کے واقعات پر نازل ہوئیں چنانچہ آیت تیمم حضرت صدیقہ کے ہار گم جانے پر آئی۔ اور رمضان میں سحری تک کھانے کی اجازت حضرت ابو کے واقعہ پر رمضان کی رات میں بیویوں سے صحبت کی اجازت حضرت عمر کے واقعہ پر نازل ہوئی۔ تاکہ صحابہ کا احسان تا قیامت مسلمانوں پر رہے۔ نیز جمع قرآن کا کام صحابہ سے لیا گیا۔ قرآن بھیجنے والا رب لانے والا جبرائیل، لینے والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور امت تک پہنچانے والے صحابہؓ ہیں اگر ان میں سے کسی میں شک ہو جاوے۔ تو قرآن مشکوک ہو جاوے گا۔ پھر حضرت صدیق و امیر حمزہ کے فضائل حضرت بلال کی آزادی پر گفتگو کی۔ سید الشہدا کا ایسا فیض ہوا۔ کہ رنگ جم گیا۔ لوگوں کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ بہت لطف رہا۔

صادق و صدیق کے فرق بیان کرنے میں بہت لطف آیا۔ کہ صادق وہ جو

Marfat.com

جھوٹ نہ بولے۔ صدیق وہ جو جھوٹ نہ بول سکے۔ صادق وہ جو کلام کا سچا۔ صدیق وہ جو کلام کا کام کا ہر آن سچا ہو۔ صادق وہ کہ جیسا واقعہ ہو۔ وہ کہے۔ صدیق وہ جو کہ وہ کہہ دے۔ واقعہ ایسا ہی ہو جاوے۔ اس پر قرآن و حدیث گواہ ہیں دیکھو حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک قیدی کی رہائی۔ اور دوسرے قیدی کو سولی کی خبر دے دی۔ ایسا ہی ہوا۔ اس لیے اس قیدی نے کہا۔ یوسف ایہا الصدیق یوں ہی حضرت ابوبکرؓ نے مالک بن سنان جو شہید ہو چکے تھے۔ انکی زندگی کی خبر دے دی تو رب نے انہیں زندہ کر کے بھیج دیا۔ دیکھو ان کی قبر مدینہ پاک میں ہے جس کی زیارت ہوتی ہے۔

۱۷ شوال ۱۳۸۳ھ ۲۹ فروری ۱۹۶۴ء شنبہ

آج ہمارے محترم دوست صالح سعید صاحب ہم کو بدر شریف کی زیارات کے لیے لے گئے۔ نہایت نفیس کار صبح ہی کر کے آ گئے۔ اپنے ساتھ بیوی ساس پانچ بچے ایک لڑکا فہد اور چار لڑکیاں، مریم، آمنہ، لیلیٰ وغیرہ کو ہمراہ لیا۔ ایک بکری بہت سے فروٹ کھانے کے لیے روٹیاں راہ میں غرباء میں تقسیم کرنے کے لیے روٹیوں کی بوری اور باورچی ہمراہ لیا۔ روانہ ہو گئے۔ راہ میں بیر عروہ، بیر علی القریش منزل براحی وغیرہ منزل پڑیں۔ قریباً بارہ بجے پاکستانی ٹائم سے ہم بدر شریف پہنچ گئے۔

آج ہم پہلی بار اپنی عمر میں اس وادی مقدس میں آئے۔ آتے ہی بکرا ذبح ہوا۔ کھانا تیار ہونے لگا۔ راہ میں بدوؤں کی جھونپڑیاں نظر آئیں جن کے بچے عورتیں لب سڑک، بکریاں چراتے ملے۔ صالح صاحب ان کی طرف روٹیاں پھینکتے رہے۔ تین گھنٹے میں ہم بدر پہنچے۔

Marfat.com

بدر شریف کے حالات

مقام بدر کی اہمیت تمام اہل اسلام، خصوصاً علماء اسلام سے مخفی نہیں۔ یہاں ہی اسلام کا پہلا جہاد ہوا۔ یہاں ہی ابوجہل ملعون، دو مسلم بچوں معاذ ابن عفراء اور معاذ ابن عمرو کے ہاتھوں جہنم رسید ہوا۔ یہاں ہی چوٹی کے سرداران کفار قریشی مارے گئے۔ گویا یہاں اسلام کی جڑ قائم ہوئی۔ یہاں کا ہر ذرہ مومن کی آنکھ کا سرمہ ہے۔ بہت عرصہ سے یہاں کی زیارت کی تمنا تھی۔ جو رب تعالیٰ نے آج پوری فرمائی۔

ع۱ بدر شریف مکہ معظمہ کے راستہ پر ہے اب بدر اس راستہ کی ایک منزل ہے۔

ع۲ بدر شریف مدینہ منورہ سے ایک سو اڑتالیس کلو ہے۔ ایک سو کلو کے پچھتر پاکستانی میل ہوتے ہیں۔ مدینہ منورہ اور بدر کے درمیان کل چند منزلیں ہیں آج کل چونکہ حجاج نہیں آئے ہیں۔ اس لئے منزلوں پر سنسان ہے۔

ع۳ اب بدر شریف میں اچھی خاصی آبادی ہے۔ وہاں پانی کے چشمے بہت ہیں، چشمے کیا ہیں۔ زمین دوز نہر ہے۔ جو جگہ جگہ سے کھول لی گئی ہے۔ سرکاری اسکول ہے۔ جس پر لکھا ہے۔ المدرستہ السعودیہ فی البدر۔ لب سڑک نئی مسجد بنائی گئی ہے مدینہ طیبہ سے مکہ معظمہ تک لک کی بہت چوڑی سڑک ہے جو پاکستانی جرنیلی سڑک کی طرح پختہ صاف و ستھری ہے جیسے پشاور و کراچی کے درمیان کی سڑک۔

ع۴ بدر سے آگے مستورہ منزل ہے۔ جہاں سے مقام ابواء ہے صرف تیس کلو۔ جانب شمال ہے ابواء میں ایک پہاڑی پر حضرت آمنہ خاتون والدہ ماجدہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور ہے وہاں کی حاضری کی تمنا ہے رب تعالیٰ وہاں کی حاضری نصیب فرمائے اب ابواء کا نام حریبہ ہے دونوں نام مشہور ہیں

Marfat.com

۸۵ء خود بدر اور بدر کے راستہ میں کھجوروں کے باغات اور باغوں کے درمیان گندم وغیرہ کے کھیت بہت ہیں۔ پہاڑوں کے دامن میں یہ ہرے بھرے باغ بہت ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ یہاں پٹرول پمپ بھی ہے۔ یہاں موٹریں ٹھہر کر پٹرول لیتی ہیں۔

۸۶ء بدر میں حسب ذیل زیارات گاہیں ہیں۔ مسجد عریش جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے وقت صحابہ کرام کو سلا کر اسلام کی فتح ونصرت کی دعا کی۔ اب اس جگہ حکومت نے جامع مسجد بنا دی ہے۔ یہ جگہ سڑک سے کچھ دور ہے دوسری وہ جگہ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد سے کچھ پہلے سجدہ فرما کر دعاء نصرت فرمائی۔ جناب صدیق نے آپکو سجدے سے اٹھایا۔ پھر اپنے مٹھی بھر کنکر کفار کی طرف پھینکے۔ جو ان سب کی آنکھوں میں پڑے۔ اس کے متعلق قرآن کریم نے فرمایا۔ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۔ یہاں بھی مسجد ہے اور گنج شہیدان جہاں ۱۳ شہید دفن ہیں۔ چودھویں غازی جو زخمی تھے مدینہ منورہ پہنچائے جا رہے تھے۔ مقام حمراء میں ان کا وصال ہو گیا۔ وہیں دفن کئے گئے حمراء مدینہ پاک و بدر کے درمیان ہے۔ یہ گنج شہیداں بالکل ڈھا دیا گیا ہے آس پاس چھوٹی سی چاردیواری بہت شکستہ حالت میں ہے۔ تمام قبریں نجدیوں نے کھود ڈالی ہیں۔ اس چار دیواری میں ریت بھری ہوئی ہے۔ مگر زائرین اسی ریت کے ڈھیر کے پاس کھڑے ہو کر سلام پڑھتے ہیں۔ یہ گنج شہیداں سڑک سے قریباً ایک میل جانب جنوب ہے۔ اس گنج شہیداں سے متصل ایک بہت اونچا ٹیلہ ہے۔ غالباً یہ مسجد ہے۔ جو نجدیوں نے ڈھا کر برباد کر دی۔ بڑے بڑے پتھر بکھرے پڑے ہیں۔ ہم نے اسی ناہموار زمین پر پتھروں کے درمیان بمشکل دو رکعت نفل پڑھے۔ تمنا تھی۔ وہاں بیٹھ کر تلاوت و ذکر کرتے، مگر جگہ نہ ہونے کی وجہ سے یہ آرزو پوری نہ ہو سکی۔ نجدیوں کی جانوں کو دعا دیتے چلے آئے۔ اس وقت بدر میں کل تین مسجدیں ہیں۔ مسجد عریش، مسجد راحۃ، مسجد سعودا، جو لب سڑک

Marfat.com

ہے۔ کنواں بدر جس کے نام سے اس میدان کا نام بدر ہے۔ وہ بالکل لاپتہ ہو چکا ہے۔ گنج شہیداں کے پاس جو شکستہ اُونچی مسجد ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتولین کفار بدر کے ہلاک ہونے کی جگہ ایک دن پہلے بتادی تھی۔ کہ کل یہاں ابو جہل مرے گا۔ یہاں ابولہب، یہاں امیہ بن خلف۔ ہم نے آج کی نماز ظہر اور نماز عصر بدر میں پڑھی۔ اور نماز مغرب راستہ میں قریشہ منزل میں باجماعت ادا کی۔ واپسی میں راستہ میں کار کا پنچر ہو گیا۔ کچھ دیر اس کی درستی میں لگی۔ عشاء کے وقت مدینہ منورہ لوٹ آئے۔ حرم شریف سے لوگ نماز پڑھ کر نکل رہے تھے۔ کہ ہم پہنچ گئے۔

۱۸ شوال ۱۳۸۳ھ یکم مارچ ۱۹۶۴ء یکشنبہ

آج شب کو ہماری تقریر الحاج غلام حسین صاحب کے مکان پر ہے۔ بڑا اہتمام فرما رہے ہیں۔ آج ہم کو ہمارے معلم غلام حیدر صاحب حیدری اپنی کار میں اپنا باغ دکھانے بعد عصر لے گئے۔ معلم صاحب کے دو باغ نہایت شاندار ہیں۔ یہ باغ جبل احد پر حضرت امیر حمزہ کے مزار شریف کے پاس ہے۔ باغ میں مسجد بنوا رہے ہیں۔ قریباً آٹھ بیگہ میں کھجور کا باغ ہے۔ درمیان میں سبزیاں ہیں۔ کنواں درمیان میں ہے جس میں ٹیوب ویل لگا ہے۔ نہانے کے لیے حوض ہے۔ یہ نظارہ بہت روز تک یاد رہے گا۔ اس باغ کا پودینہ اور سبز مرچیں معلم صاحب نے ہم کو مرحمت فرمائیں۔ پودینہ بہت خوشبودار ہے۔

۲۱ شوال ۱۳۸۳ھ ۴ مارچ ۱۹۶۴ء چہار شنبہ

آج میاں الحاج محمد صاحب نے ہم کو مدینہ پاک کے عوالی کی ایسی زیارات کرائیں۔ جو اس سے پہلے تین حجوں میں ہم کو نہ میسر ہوئیں تھیں۔ اور عوام حجاج کو میسر نہیں ہوتیں۔ چنانچہ ہم نے مدینہ منورہ کے جنوبی جانب شہر سے متصل ایک

Marfat.com

باغ میں بیر عریش کی زیارت کی۔ یہ کنواں ایک سرسبز باغ میں ہے جسے نجدی حکومت نے خشک کر دیا ہے۔ اور اس کی بجائے قریب ہی دوسرا کنواں کھدوا دیا ہے۔ جس میں ٹیوب ویل لگا ہوا ہے۔ اس کنوئیں کے متعلق یہاں روایتہ سنی کہ اس کنوئیں کا پانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند تھا۔ اور بعد وفات اس کے پانی سے غسل دیا گیا۔ اس کے آگے وہ میدان ہے۔ جہاں کی مٹی کی خاک سے شفا کی ٹکیاں بنائی جاتی ہیں یہ مٹی سفید ہے اب وہاں حکومت نجدی اس میدان میں مدینہ شہر کا سارا کوڑا پھنکواتی ہے۔ کہ کوئی شخص یہ مٹی نہ اٹھا سکے۔ ہم نے اس میدان میں گندگی کے ڈھیر دیکھے۔ اس میدان میں متصل ایک چبوترہ ہے لوگ یہاں سے تبرکاً مٹی لے جاتے ہیں۔ ہم بھی وہاں سے سفید مٹی تبرک کے لیئے لائے۔ اس کے متعلق یہاں مشہور یہ ہے۔ کہ غزوہ بدر کے کچھ زخمی صحابہ اس میدان میں واپسی کے وقت لوٹے تھے۔ تو فی الفور انہیں شفاء ہو گئی تھی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں کھڑے ہو کر دعا فرمائی تھی۔ یہاں سے قریباً نصف میل فاصلے پر بیر عریش ہے۔ جو نجدیوں نے خشک کر دیا ہے۔ ترکوں نے اس کنوئیں میں سیڑھیاں بنا دی ہیں۔ اس میں کچھ پانی ایک گوشہ میں ہے۔ کنوئیں کے ارد گرد بہت بیریاں ہیں اس سے متصل ترکوں کی بنائی مسجد ہے جسے مسجد امام زین العابدین کہتے ہیں۔ اس کے متعلق یہاں سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہاں تشریف لاتے۔ پانی سے وضو کرتے۔ مسجد کی جگہ آرام فرماتے تھے۔ ہم کنوئیں میں اتر گئے۔ پانی پیا کچھ کچے بیر کھائے۔ مسجد میں نوافل پڑھے۔ یہاں سے قریباً تین فرلانگ پر باغ سلمان ہے جس میں کھجور کے دو درخت وہ ہیں۔ جن کا تخم خود حضورؐ نے بویا تھا۔ یہ دو درخت تمام باغ میں شکل وصورت میں ممتاز ہیں۔ اس کے پھل فی ریال ایک کھجور بکتی ہے۔ ہم کو آٹھ پھل ملے۔ اس باغ کے متعلق ہم نے یہاں یہ روایتہ سنی کہ حضرت غلام فارسی کسی یہودی کے غلام تھے۔ جب مسلمان ہو گئے تو اس یہودی کو آپنے دعوت اسلام دی وہ بولا۔ میں حضور کا یہ معجزہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ آپ میرے اس

Marfat.com

باغ میں کھجوریں بوئیں اور ایک ماہ میں درخت تیار ہو کر بار آور ہو جائیں تب میں ایمان لاؤں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ معجزہ دکھا دیا۔ وہ یہودی مسلمان ہو گیا اور یہ باغ حضرت سلمان کو دے دیا۔ اور انہیں آزاد کر دیا۔ حضرت سلمانؓ نے یہ باغ وقف کر دیا۔ یہ درخت تین تھے۔ جن میں سے اب دو ہیں۔ اس باغ کے قریب ہی مسجد فضیخ ہے۔ کہ جب شراب حرام ہوئی۔ تو صحابہ کرام کی ایک جماعت شراب نوشی میں مصروف تھی۔ انہوں نے حرمت کا اعلان سنتے ہی تمام گھڑے شراب کے توڑ دیئے۔ سب سے پہلے شراب کے برتن یہاں توڑے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جنت کی خوشخبری دی۔ اس مسجد کے محراب میں ایک سیاہ پتھر لگا ہوا ہے۔ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پتھر کو مٹھی شریف میں لے کر نچوڑا۔ تو اس سے پانی ٹپکا۔ پتھر کی شکل بھی بتا رہی ہے۔ کہ اسے مٹھی سے نچوڑا گیا۔ ہم نے یہاں نفل پڑھے۔ اس سے دو فرلانگ فاصلے پر مسجد ام ابراہیم ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ابراہیم ایک دائی کے ہاں پرورش پاتے تھے۔ حضورؐ اکثر انہیں دیکھنے یہاں تشریف لاتے تھے۔ یہاں ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں ان کا انتقال ہوا۔ یہاں ترکوں نے مسجد عالی شان بنوا دی ہے۔ نجدی حکومت نے وہ مسجد گرائی تو نہیں۔ مگر اس کے گرد دیوار کھینچ دی ہے۔ تاکہ کوئی وہاں نماز نہ پڑھ سکے ہم اس مسجد کی زیارت کر کے آ گئے۔ اس علاقہ کو عوالی مدینہ کہتے ہیں۔ اس سارے علاقہ میں ایسے سرسبز باغ ہیں۔ کہ سبحان اللہ کھجوروں کے گھنے باغ درمیان میں سبزہ زار بیچ میں کنواں کہیں تاحد نظر انار کے باغ کہیں انگور کے کھیت واپس آتے ہوئے ہم نے ایک جگہ پرانی مسجد نبوی کے ستون پڑے ہوئے دیکھے جو توڑ کر پھینکے ہوئے ہیں۔ نجدیوں نے مسجد نبوی شریف کے تین حصے شرقی، غربی، شمالی، منہدم کر کے نئی مسجد بنائی ہے۔ اس کا ملبہ ان استنجاء خانوں میں لگایا ہے۔ جو باب عمر کے پاس ہیں۔ اور لوگوں کو چھ روپیہ ٹرک کے حساب سے فروخت کر دیئے۔

Marfat.com

۲۲ شوال ۱۳۸۳ھ ۵ مارچ ۱۹۶۴ء پنجشنبہ

ایک بے مثال واقعہ

آج ہم نے ایک نہایت ہی عجیب بات دیکھی۔ وہ یہ کہ ہم نے بیس دن پہلے باب الرحمۃ کے سامنے ایک دوکان سے ایک گھڑی انجلس، ایک سو چالیس ریال میں خریدی تھی۔ آج ہم کو صاحب دوکان بازار میں ملے۔ فرمانے لگے۔ کہ انجلس گھڑی کی قیمت بیس ریال گر گئی ہے۔ آپ اپنے بیس ریال واپس لے جانا۔ ہم بعد عصر دوکان پر گئے۔ انہوں نے بیس ریال واپس کر دیئے۔ یعنی چالیس روپیہ ہم نے ان کا نام پوچھا۔ بولے کیوں پوچھتے ہو۔ ہم نے کہا۔ ہم پاکستانی اخبارات میں یہ مضمون دیں گے تاکہ معلوم ہو کہ اہل مدینہ کیسے ایماندار اور دیانتدار ہیں۔ انہوں نے نام بتانے سے انکار کر دیا۔ آخر ان کی دوکان کا پیڈ حاصل کیا۔ تو معلوم ہوا کہ ان کا پتہ یہ ہے۔ عطاالله ساعاتی باب الرحمت مدینہ منورہ ٹیلی فون سرص ب ۵۵۔

ہم لوگ امریکہ انگلینڈ کے لوگوں کی ایمانداری کے ڈھول بجاتے ہیں ذرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوسیوں کی خوش معاملگی اور ایمانداری ملاحظہ کرو۔ کہ ہماری خرید کے وقت اس گھڑی کی قیمت ایک سو چالیس ریال تھی۔ بعد میں قیمت گری۔ انہوں نے خود ملاقات کر کے ہم کو اپنی دوکان پر بلا کر بیس ریال یعنی چالیس روپیہ واپس کئے۔

۲۳ شوال ۱۳۸۳ھ ۶ مارچ ۱۹۶۴ء جمعہ

مدینہ پاک کے موجودہ حالات

مدینہ پاک کے حالات بڑی تیزی سے بدل رہے ہیں۔ ہم نے دس سال پہلے جو

Marfat.com

مدینہ دیکھا تھا۔ اس کا رنگ و روپ، شکل و شباہت ہی کچھ اور تھی۔ اور اب کچھ اور ہے۔ حرم شریف کی تبدیلی تو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ شہر کی تبدیلیاں ملاحظہ فرمائے۔

ع۱ اب مدینہ پاک پیرس کا نمونہ بن چکا ہے۔ پرانی عمارات گرا کر شاندار بلڈنگیں دس دس منزل تک کی تیار ہو چکی ہیں۔ اور ہو رہی ہیں۔ جن میں بجائے زینہ کے لفٹ ہے۔ بہت اعلیٰ درجے کے ہوٹل ہو گئے ہیں۔ جن کے ایک کمرے کا کرایہ دس ریال، یعنی بیس روپیہ یومیہ ہے۔ کھانا وغیرہ علاوہ خندق قصرالمدینہ، خندق بہاؤالدین، خندق التیسیر یہ تینوں ہوٹل حرم شریف کے قریب ہیں۔ وہاں ہوٹل کو خندق کہتے ہیں خندق قصرالمدینہ تو باب مجیدی کے سامنے ہے۔ اور خندق بہاؤالدین باب عثمانی کی کروٹ میں۔

ع۲ اب مدینہ منورہ بلکہ سارے حجاز و نجد میں دولت کی بہت فراوانی ہے تیل نکل آنے کی وجہ سے مال کی بہت کثرت ہو گئی ہے۔ یہاں درمیانہ راج کی اجرت بیس ریال یومیہ ہے۔ مزدور کی اجرت آٹھ ریال روزیہ حال تمام مزدوریوں کا ہے۔ اب یہاں بھکاری بہت کم ہیں۔ جو ہیں وہ بھی باہر کے ہیں۔ عرب بھکاری قریباً نہیں ہیں۔

ع۳ حکومت کا انتظام قابل تعریف ہے۔ ہر شخص پر حکومت کا کنٹرول بہت سخت ہے۔ کسی کو قانون شکنی کی جرأت نہیں۔

ع۴ یہاں جرم بہت کم بلکہ یوں کہو کہ قریباً بالکل نہیں۔ نماز کے وقت بڑی قیمتی دوکانیں بغیر قفل رہتی ہیں۔ مالک حرم شریف پہنچ جاتے ہیں۔ کیل کا کھٹکا نہیں۔

ع۵ کوئی شخص کسی کو دھوکا نہیں دیتا۔ صاف گو سچے لوگ ہیں۔ میں ایک بیگ کی دوکان پر گیا۔ مجھے بیگ بہت ہی پسند آئے۔ ہوائی جہاز کے لیے خریدنے کا ارادہ کرلیا۔ میں نے پوچھا کیا یہ بیگ مضبوط بھی ہیں۔ تاجر بولا نہیں صرف ایک سفر کرا دے وہ بھی شاید۔ پوچھا کیا چمڑے کے ہیں۔ بولا نہیں۔ یہاں زنا کبھی نہیں ہوا۔ مدینہ منورہ کی تاریخ اس جرم سے خالی نظر آتی ہے۔ جرائم کی کمی کی وجہ یہ ہے۔ کہ یہاں مقدمہ بازیاں نہیں۔ کسی کی سفارش نہیں مانی جاتی۔ بہت جلد فیصلہ اور بغیر رو رعایت فوراً سزا دے

Marfat.com

دی جاتی ہے لوگ حکومت سے بہت ہی ڈرتے ہیں. حکومت کا رعب بہت ہے وکیل مختار بالکل نہیں۔

ع۶ یہاں امیر طبقہ میں انگریزیت بہت تیزی سے آرہی ہے۔ یہاں بھی میٹرک بی اے وغیرہ کی لعنت آچکی ہے۔ لڑکیاں، لڑکے عموماً اسکولوں میں جانے لگے ہیں۔ جن کو لے جانے واپس لانے کے لئے حکومت کی بسیں مقرر ہیں صبح ہی لے جاتی ہیں شام کو چھوڑ جاتی ہیں۔ عورتوں میں نیم عریاں انگریزی لباس مروج ہو چکا ہے۔ حرم شریف میں کچھ عورتیں سلام کے وقت اس لباس میں دیکھی گئیں۔ کہ پنڈلیاں کھلی ہوئیں ننگے سر سلام پڑھ رہی ہیں۔ مرد بھی انگریزی لباس میں ننگے سر دیکھے جاتے ہیں۔ مگر ابھی ابتدا ہے۔ ایسے لوگ تھوڑے ہیں۔

ع۷ ریڈیو کی وجہ سے گانا عام ہو چکا ہے۔ دوکانوں، گھروں، بلکہ راستہ چلتے لوگوں کی بغلوں جیبوں بسوں کاروں سے ریڈیو کے گانے سننے میں آتے ہیں۔ بلکہ اب بغیر ریڈیو کے گاتے کے ڈرائیور بسیں کاریں چلاتے نہیں۔

ع۸ دوکانوں ریڑھی والوں کے پاس جاندار چیزوں کے مجسمے۔ بندر۔ لنگور۔ بارہ سنگا ہرن وغیرہ عام فروخت ہو رہے ہیں۔ یہ سب ولایتی ہیں۔ بت فروشی کا بازار گرم ہے بازار مدینہ بت خانہ بن چکا ہے۔ جو ولایتی چیز بازار سے خریدو۔ اس پر بے حیائی والے فوٹو موجود ہیں۔ ہم نے یہاں سے ایک آئینہ خریدا عورت کے فوٹو والا ہی ملا۔

ع۹ یہاں کے لوگوں کے دلوں میں بمقابلہ پاکستان کے ہندوستان سے محبت زیادہ ہے۔ بعض دیہاتیوں نے اپنے بچوں کے نام جواہر مبارک رکھے ہیں جواہر سے نسبت جواہر لعل نہرو کی طرف ہے۔ انڈیا کا پروپیگنڈا بہت ہے نہ معلوم پاکستان کا پروپیگنڈا کم کیوں ہے۔

ع۱۰ یہاں بے ادبی حد سے زیادہ بڑھ چکی ہے۔ حرم شریف جوتوں سے بھرا ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ لوگ بغل میں جوتے دبائے سلام پڑھتے ہیں نمازیوں کے آگے سے گذرنے میں کوئی عار نہیں۔ قرآن مجید نیچے رکھا ہوتا ہے۔ جوتے لئے ہوئے اوپر

Marfat.com

سے گزر جاتے ہیں۔ کعبہ معظمہ، بلکہ روضہ مطہرہ کے طرف پاؤں پھیلائے بیٹھے لیٹے رہتے ہیں۔ پولیس والے جالی مبارک کو ہاتھ لگانے اُدھر منہ کرنے سے روکتے ہیں لیکن ادھر پشت کرنے پاؤں پھیلانے سے بالکل منع نہیں کرتے۔ بلکہ خود جالی شریف سے پیٹھ لگائے کھڑے رہتے ہیں۔

۱۹۱۱ء مدینہ منورہ بلکہ سارے حجاز میں سینما و فلم کبھی نہیں دیکھنے گئے تھے۔ مگر اب خاص مدینہ منورہ کے امیر لوگوں نے اپنے گھروں میں فلم رکھی ہیں۔ اور امریکہ کی طرف سے خاص حرم شریف کے سامنے یعنی باب عبد العزیز سے صرف ۱۳۷ قدم کے فاصلے پر جنت البقیع شریف سے متصل بہت بڑے میدان میں سفری سینما لگا دیا گیا ہے جس میں دن کے وقت عام نمائش لگی رہتی ہے۔ لوگ جا کر تیل کے چشموں وغیرہ کی نمائش دیکھتے ہیں۔ رات کو لب سڑک فلم دکھائی جاتی ہے۔ کل رات بعد آخری سلام ہمارا گذر وہاں سے ہوا۔ دیکھا کہ وہاں قریباً دو ہزار آدمی فلم کے آگے بیٹھے ہوئے تھے باقی پانچ چھ سو آدمی ارد گرد کھڑے تھے۔ راہ گیر بھی کھڑے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ نہایت گندے ناچ عورتوں و مردوں کا اختلاط جوان لڑکیوں کی فحش حرکتیں فلم پر دکھائی جا رہی تھیں فلمی گانے عربی و انگریزی میں ہو رہے تھے۔ لوگ خوشی میں تالیاں بجا رہے تھے آوازے کس رہے تھے۔ غرضیکہ جو کچھ ہمارے ہاں فلموں میں ہوتا ہے۔ اس سے بدتر ہو رہا تھا۔ اس وقت میاں محمد صاحب سجادہ نشین حضور داتا صاحب اور بوستان خاں راولپنڈی والے ہمارے ہمراہ تھے۔ یہ دیکھ کر ہم لوگوں نے سر پکڑ لیے کہ حرم شریف کے سامنے یہ حرکتیں ہو رہی ہیں۔ آج ہم نے حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب مدنی سے یہ ذکر کیا۔ تو فرمانے لگے ابھی کیا ہے آگے دیکھنا۔ آج ہی اخبار میں تھا۔ کہ سابق شاہ نجد عبد العزیز کی زندگی کی فلم تیار ہو رہی ہے۔ جس پر اَسّی لاکھ ریال خرچ ہوں گے میں نے یہ دلدوز واقعہ ایک عربی صاحب سے بیان کیا۔ کہ نجدی حکومت یہ کیا کر رہی ہے۔ وہ بولے آپ کے پاکستانی علماء نے سینما و فلم کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ اس پر ہماری حکومت نے یہ کیا ہے میں نے پوچھا کون عالم بولے مولانا مودودی اچھرہ لاہور والے

Marfat.com

غرضیکہ اب حالات اچھے نہیں۔

ع۱۲ یہاں حرم شریف میں تبلیغ وہابیت کا بہت زور ہے۔ بعد مغرب سے عشاء تک الگ الگ ٹولیوں کے ہجوم ہوتے ہیں۔عربی بنگلہ، اردو۔ بخاری زبانوں میں وہابی علماء کے وعظ بڑے زور و شور سے جاری رہتے ہیں۔ یہاں سنی مسلمانوں کو ایمان بچانا مشکل ہو گیا ہے۔ مجھ سے کل ضلع گجرات کے شاہ صاحب کہنے لگے۔ کہ ایک مولوی صاحب کل وعظ کہہ رہے تھے۔ کہ جو لوگ یہاں سے خاک شفا لے جاتے ہیں۔ انہیں خاک ہی ملتی ہے۔ یہ لے جانا حرام ہے۔ روضہ کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا شرک ہے میں نے عرض کیا کہ شاہ صاحب بڑے خزانے پر چور بھی بڑا ہی پڑتا ہے بازار کے شیاطین سے مسجد کے شیاطین ولہاں اور حنزب کرے۔ زیادہ خطرناک ہے اگر ایمان بچانا ہے تو کسی وعظ میں نہ شریک ہوں۔ ہم یہاں کی مٹی ہی دیکھنے لینے آئے ہیں۔ کپڑا، سونا، چاندی تو ہمارے ہاں بھی ہوتے ہیں۔ یہ مٹی وہاں نہیں ہوتی۔ جب یہاں سے ہم لوگ کھجوریں تسبیح، کپڑے لے جاتے ہیں۔ اور مشرک نہیں ہوتے۔ تو خاک شریف لے جانے سے مشرک کیسے ہوں گے۔ یہاں کی خاک شفا ہے۔ جیسے زمزم کا پانی شفا ہے۔ وہ پانی جناب اسمٰعیل کے پاؤں کا دھوون ہے۔ یہ مٹی جناب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم چوم چکی ہے حضورؐ کا معجزہ یہ ہے کہ وہابی مولوی دن رات لوگوں کو اسلام اور تعظیم سے روکتے ہیں مگر لوگ جالی شریف کے سامنے پہنچ کر ان کے سارے وعظ بھول جاتے ہیں۔ وہاں دیوانہ وار سلام پڑھتے ہیں۔ روتے ہیں۔ ابوجہل کی ساری کوششیں حضور علیہ السلام کے چہرے کی ایک جھلک سے ختم ہو جاتی تھیں۔ وہ ہی نقشہ اب بھی ہے۔

ع۱۳ یہاں موٹر کاریں بہت ہی ہیں چار چار آنہ میں قبا شریف وہ کاریں لے جاتی ہیں۔ جو ہمارے ہاں وزیروں کو بھی نصیب نہ ہوتی ہوں گی۔ بہت نفیس کار تھوڑے کرایہ سے مل جاتی ہے۔

ع۱۴ اس دفعہ حکومت اور پولیس کا رویہ حجاج کے ساتھ بہت شریفانہ ہے۔ کسی کو مارتے پیٹتے برا بھلا نہیں کہتے ہیں نرمی و محبت سے بات کرتے ہیں کسی عورت

Marfat.com

کو ہاتھ سے نہیں چھوتے۔ زبان سے سمجھاتے ہیں۔ ہم اپنی جماعت کرتے ہیں۔ کچھ نہیں کہتے ہاں پاکستانی وہابی نجدیوں کی نمک حلالی میں چڑچڑاتے ہیں۔ مگر نجدی کچھ نہیں کہتے

۱۴ حافظ احمد دین صاحب بواب نے مجھ سے فرمایا۔ کہ اس قدر وہابیت کی تبلیغ کے باوجود کہ حکومت اس پر لاکھوں روپیہ خرچ کر رہی ہے۔ مگر مدینہ منورہ میں اسی فیصد سنی ہیں۔ خلام حرم جن کی تعداد تین سو نفر ہے۔ ان میں مدیر حرم یعنی صدر سے لے کر مکنسی یعنی جھاڑو والوں تک سب سنی حنفی ہیں۔ بجز امام کے اور ایک بواب کے جو باب النساء پر بیٹھتا ہے۔ اور ان تمام کے ہاں دلائل الخیرات قصیدہ بردہ شریف کے ختم پر فاتحہ میلاد شریف وغیرہ سب ہوتے ہیں۔ جن میں سب کا اجتماع ہوتا ہے۔

۲۶ شوال ۱۳۸۳ھ ۹ مارچ ۱۹۶۴ء دوشنبہ

عطیہ خسروانہ

آج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مجھ فقیر بے نوا کو ایسے شاندار عطیات بخشے گئے۔ جو شاید ہی کسی کو ملے ہوں۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جناب الحاج غلام حسین صاحب مظفر گڑھی مالک پاکستانی ہوٹل نے مجھ فقیر کو دو جوڑے نہایت اعلیٰ اور چار ٹوپیاں میرے لیے دو ٹوپیاں میرے لڑکوں محمد میاں مصطفےٰ میاں کے لیے عطا فرمائیں۔ جب میں نے اس کے قبول میں حجاب سا محسوس کیا۔ تو فرمایا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عطیہ خسروانہ ہے۔ ہم لوگ تو ان کے نوکر اور کارندے ہیں اس پر میں رو پڑا۔ یہ عطیہ سر پر رکھا۔ آنکھوں سے لگایا۔ اس کے علاوہ انہیں حاجی غلام حسین صاحب اور الحاج محمد یار صاحب فریدی نے حضرت آغا احمد عبدالرحمٰن صاحب خادم حجرہ نبویہ شریف سے ان کا وہ جبہ حاصل کیا۔ جسے پہن کر وہ روضہ مبارک کے اندر کی جھاڑو دیتے ہیں۔ یہ جبہ شریف پچیس بار روضہ مبارک کے اندر گیا ہے اور اس نے وہاں کی

Marfat.com

گرد شریف جاتی ہے۔ اس کے علاوہ گنبد خضرا کے زیریں حصّے کا چونا کا وہ ٹکڑا کسی سے حاصل کیا جو اسّی سال گنبد خضرا کی مرمت کے وقت علیحدہ کیا گیا۔ قریباً چالیس سال وہاں لگا رہا ہوگا۔ یہ نعمتیں حاصل کر کے مجھ گنہگار کار سیاہ کار کو عطا فرمائیں میں بجز دعا اور کیا شکریہ ادا کر سکتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں صاحبوں کا بھلا کرے میں اپنے نصیب پر جس قدر ناز کروں کم ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ میرے لیے میری قبر کا سامان بھیج دیا ہے میں اپنے وارثوں کو وصیت کرتا ہوں۔ کہ مجھے اس جبہ شریف میں کفن دیں۔ اور یہ چونے کا ٹکڑا میری قبر میں میرے سینے پر رکھ دیں۔ بے اختیار یہ شعر زبان پر جاری ہے۔

تجھ سے سخی کو مانگ کر مانگ لی دو جہاں کی خیر
مجھ سا کوئی گدا نہیں تجھ سا کوئی سخی نہیں

نیز ان ہی الحاج محمد یار صاحب فریدی نے جن کی دوکان باب جبریل کے سامنے ہے مجھے اثمد سرمہ کی ایک شیشی ایک مدینہ پاک کی سلائی عنایت فرمائی اثمد سرمہ کے بہت فضائل حدیث پاک میں ارشاد ہوئے ہیں حضور صلی علیہ وسلم نے ہمیشہ شب کو سوتے وقت یہ سرمہ لگایا۔ ہر آنکھ شریف میں تین تین سلائیاں پھیرتے۔ ان کے فرزند حافظ رحمت علی صاحب سے چھ شیشیاں اور بھی حاصل کیں۔ یہ سرمہ سنہری رنگ کا ہے۔ شاید اسے سرمہ اصفہانی کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے لگانا نصیب فرماوے اس کے متعلق حدیث پاک میں وارد ہے۔ کہ تم اثمد لگایا کرو۔ یہ روشنی چشم تیز کرتا ہے پلک اگاتا ہے مگر جسے موافق آجاوے۔ اس کے لیے یہ حدیث ہے۔ خدا کرے مجھے موافق آجاوے۔

۲۹ شوال ۱۳۸۳ھ ۱۲ مارچ ۱۹۶۴ء جمعرات

آج بوقت شب الحاج سیٹھ محمد حسین صاحب عرف رمضو صاحب کے ہاں ختم دلائل الخیرات شریف کے جلسہ میں گئے۔ وہاں ہر جمعرات کو یہ مبارک مجلس ہوتی ہے ہم جب دوسرے و تیسرے حج کو آئے تھے تب بھی اس محفل میں شریک ہوتے تھے

Marfat.com

بڑی نورانی مجلس تھی۔ ختم دلائل کے بعد حاجی رمضو صاحب نے عربی میں میلاد شریف پڑھا پھر قیام میں عربی اردو میں سلام پڑھا۔ بہت ہی لطف رہا۔ انشاء اللہ عنقریب حاجی صاحب کے ہاں پھر میلاد شریف ہو گا جس میں ہماری تقریر بھی ہو گی۔ آج ہی طے ہو گیا ہے۔ آج یہاں چاند نظر تو نہ آیا۔ مگر یہاں چاند آسمان پر نہیں ہوتا۔ بلکہ ریاض میں ہوتا ہے۔ پھر وہاں سے بذریعہ ریڈیو بتایا جاتا ہے۔

۸ ذیقعد ۱۳۸۲ھ ۲۲ مارچ ۱۹۶۴ء شنبہ

اس ہفتہ میں بجز نماز پڑھ لینے آقا کے آستانہ عالیہ پر کھڑے ہو کر سلام عرض کر لینے کے کوئی نیا کام نہ ہوا۔ البتہ ایک دن بعد نماز عصر مولانا عبدالغفور صاحب کے ہاں مجلس ذکر و حلقہ مراقبہ میں شرکت کی۔ آپ کے ہاں روزانہ بعد عصر یہ حلقہ ہوتا ہے۔ ہم سے فرمانے لگے۔

وتشبھوا ان لم تکونوا مثلھم ان التشبہ بالکرام فلاح

یہ حلقے وغیرہ اچھوں سے مشابہت ہے۔ ہم اچھے نہیں صرف اچھوں سے مشابہت کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس مشابہت کے صدقہ ہم پر رحم فرما دے۔ جمعرات کے دن حاجی رمضو صاحب کے ہاں ہماری تقریر ہوئی۔ سنا ہے کہ یہ چاند تیس دن کا ہوا ہفتہ کے دن پہلی ذیقعد ہوئی۔ آج آٹھ ذیقعد ہے۔ انشاء اللہ ہم ذی الحجہ کا چاند ہو جانے کے بعد مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ حج کے لیے روانہ ہوں گے۔ مدینہ منورہ کے اس زمانہ قیام میں ہم نے دیکھا۔ کہ عصر سے عشاء تک وہابی مولویوں کے وعظوں کا شور مچا ہوتا ہے بعد مغرب سے حرم شریف میں قریباً گیارہ جگہ وعظ ہوتے ہیں۔ جن میں سب سے زیادہ گستاخ ایک شخص بد دین در حقیقت بد دین بہت ہی منہ پھٹ ہے۔ اسکے وعظوں کا خلاصہ یہ ہے کہ روضہ مطہرہ کے سامنے مجمع لگانا، کھڑے ہونا، ہاتھ باندھنا حرام ہے۔ شرک ہے کفر ہے مگر حالت یہ ہے کہ یہ ہی سامعین جب یہاں سے اٹھ کر سلام کرنے پہنچتے ہیں تو یہ سارے وعظ بھول جاتے ہیں وہاں پہنچتے ہی ہاتھ بھی

Marfat.com

بندھ جاتے۔ آنکھوں سے بے اختیار آنسو بھی بہنے لگتے ہیں۔ اور سلام میں ایسا مجمع ہوتا ہے۔ کہ سبحان اللہ میں نے کہا کہ ابوجہل وغیرہ بھی اپنا زور لگا چکے۔ اب تم بھی زور لگا کر دیکھ لو۔ انشاء اللہ ان کا ذکر کبھی نہ بند ہوا ہے نہ ہو۔ تم تو خدا سے لڑائی لیتے ہو۔ میں حجاج کو وصیت کرتا ہوں۔ کہ اگر اپنے ایمان کی سلامتی چاہیے ہو۔ تو حرمین شریفین میں کسی وہابی کے وعظ میں شرکت نہ کرو۔ حرم شریف دریا ہے اس دریا سے ادب کے موتی لو۔ یہاں ایمان نہ گنواؤ۔

۱۰ ذی قعدہ ۱۳۸۳ھ ۲۳ مارچ ۱۹۶۴ء دوشنبہ

آج شب کو جناب وڈیرے صاحب الحاج احمد بخش صاحب کے ہاں میلاد شریف ہوا۔ جس میں تقریر کے لیے ہم اور مولانا الحافظ الحاج محمد شفیع صاحب اوکاڑوی مقیم کراچی مدعو تھے۔ بفضلہ تعالیٰ اچھا مجمع تھا۔ مدینہ والے اور بیرونی حجاج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات سننے کے لیے ترسے ہوئے ہیں۔ حرم شریف میں وہابیوں کی تقریریں سنتے سنتے کان پک گئے ہیں۔ چنانچہ اس میلاد شریف میں لوگوں کے اندر عجیب ولولہ، شوق و ذوق محسوس کیا گیا۔ ہم نے دوران تقریر میں عرض کیا۔ کہ مسلمانو اپنے سارے اعمال حضورؐ کی بارگاہ میں پیش کردو۔ انشاءاللہ ان اعمال کے سارے عیب چھپ جائیں گے۔ شاہی مال کی چیکنگ نہیں ہوتی۔ جن اعمال صالحہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی مہر لگ گئی۔ بارگاہ الٰہی میں اُن کی تحقیقات نہ ہوں گی۔ انشاءاللہ قبول ہی ہوں گے نیز دیوالیہ والا قرقی سے پہلے اپنا مال دوسروں کے گھر رکھ دیتا ہے۔ تاکہ قرقی سے بچ جائے قیامت میں ہمارا دیوالیہ ہونے والا ہے کہ اہل حقوق ہماری عبادات لے لیں گے لہذا اپنے اعمال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لگا دو۔ کہ قرقی سے بچ جاویں۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم سخی داتا ہیں نہ معلوم اس حقیر نذرانہ پر کیا۔ عطیہ شاہانہ اور انعام خسروانہ عطا فرمائیں گے۔ نیاز فاتحہ کا یہ ہی مقصد ہوتا ہے نیز عرض کیا کہ جب بھی بارگاہ رسالت میں سلام کے لیے حاضری دو تو عرض کرو۔ کہ یا رسول اللہ جس لائق

Marfat.com

ہم تھے۔ وہ ہم نے کر لیا۔ جو تمہاری شان عالی کے شایاں ہے وہ تم کرو۔ جرم ہم نے کر لئے۔ بخشوا تم دو۔ سیاہ کاری ہم نے کر لی۔ پردہ پوشی تم فرما دو۔ نیز عرض کیا کہ اگر جرم کر کے ملزم خود کریم حاکم کی عدالت میں حاضر ہو جاوے۔ تو کریم حاکم پکڑتے نہیں بخش دیتے ہیں۔ ہم مجرم خود عدالت میں حاضر ہو گئے ہیں۔ معافی دے دو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت میں ابو سفیان۔ ھندہ، وحشی، عکرمہ رضی اللہ عنہم حاضر ہو گئے۔ حضورؐ نے انہیں معافی دے دی۔ اب ہم مجرمین حاضر ہو گئے ہیں۔ ہم کو بھی معافی دے دو۔ اسی پر حضرت شاہ سیّد نانگے شاہ صاحب گجراتی کو وجد آ گیا۔ بہت روئے۔ پھر حضرت الحاج مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی ثم کراچوی نے مولانا حسن رضا خاں صاحب کی مشہور نعت شریف بہت عمدہ طریقہ سے پڑھی۔

ہمارے دست تمنا کی لاج رکھ لینا۔ تیرے فقیروں میں اے شہر یار ہم بھی ہیں

یہ کس شہ والا کا صدقہ ہے۔ کہ خسرووں میں پڑی ہے پکار ہم بھی ہیں۔ بہت نورانی محفل رہی۔

ابوا شریف کی حاضری

جناب آمنہ رضی اللہ عنہا کے آستانہ قدسیہ پر جبین فرسائی میری زندگی میں آج کا دن، آج کی ساعت بہت ہی مبارک ہے۔ کہ آج میری بڑی پرانی امید بر آئی۔ کل میں حرم شریف ریاض الجنت میں قرآن شریف پڑھ رہا تھا کہ الحاج عبدالغنی صاحب سکنہ ملک وال ضلع گجرات میرے پاس تشریف لائے فرمایا ہم نے ایک سو دس ریال میں آٹھ آدمیوں کی کار ابوا شریف کے لئے کرایہ پر لے لی ہے۔ آپ بھی معہ اپنی اہلیہ کے چلو۔ میں اس خبر سے اچھل پڑا۔ صبح سویرے ہی وہاں کے لئے کھانے کا انتظام کیا۔ بعد نماز ظہر سلام عرض کر کے مواجہ شریف میں درود پڑھ رہا تھا کہ حضرت صاحبزادہ حیدر حسین شاہ صاحب علی پوری نواسئہ حضرت امیر ملت محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ تشریف لائے۔ اور فرمانے لگے۔ کہ آپ کو حضرت مولانا فضل الرحمن

Marfat.com

صاحب، صاحبزادہ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب مدنی بلا رہے ہیں ہم نے ایک کار کرلی ہے۔ ابواء کے لئے آپ بھی چلئے میں نے کہا کہ میں تو حاجی عبدالغنی صاحب کے ساتھ ہو چکا ہوں۔ بہر حال میں مولانا فضل الرحمن کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور طے کیا کہ ہم اور وہ دونوں ہی اس سفر میں ہمراہ رہیں۔ خیر پانی کھانے وغیرہ کا انتظام کرکے بعد نماز عصر ابواء شریف روانہ ہو گئے۔ باب العنبری پر صالح سعید صاحب کی ڈیوٹی تھی انہوں نے غلام حیدر الحیدری صاحب معلم کے دیئے ہوئے اجازت نامہ پر اپنا اجازت نامہ بھی لکھ دیا۔ اور ہم روانہ ہو گئے۔ بیر علی کے آگے بیر ارار چاپر نجدی حاکم نے ہم کو روک لیا اور کہا کہ تم نہیں جا سکتے۔ تاوقتیکہ ادارۃ الحج کا اجازت نامہ نہ لاؤ۔ سخت مایوسی ہوئی۔ پھر مدینہ پاک واپس ہوئے۔ ہم نے تو باب عنبری پر نماز مغرب پڑھی۔ اور مولانا فضل الرحمٰن صاحب ادارۃ الحج کے دفتر میں تشریف لے گئے۔ قریباً آدھ گھنٹہ میں اجازت نامہ لے کر تشریف لے آئے۔ اور ہماری دونوں کاریں روانہ ہو گئیں۔ پروگرام یہ بنایا کہ آج شب ابواء شریف میں گذاریں۔ اس دھن میں کسی منزل پر نہ ٹھہرے حتیٰ کہ بدر شریف راستہ میں آیا۔ وہاں بھی نہ ٹھہرے۔ واپسی پر ٹھہرے کا ارادہ کرلیا۔ اور قریباً ساڑھے بارہ بجے شب مستورہ منزل پر پہنچ گئے۔ وہاں سے ایک رہبر ساتھ لیا۔ بیس ریال اجرت پر پھر چار کلو (عربی میل) واپس لوٹے۔ اور اللہ کا نام لے کر ریگستان میں داخل ہو گئے۔ چونکہ ابواء میں پانی نہیں۔ اس لیے پانی کے ٹین بھی ہمراہ ہیں۔ تھوڑی ہی دیر میں رہبر کی غلطی سے ہم خونی ریتہ میں پھنس گئے۔ کسی صورت سے کار ریتہ سے نکلتی ہی نہ تھی۔ خدا خدا کرکے چار گھنٹہ کی محنت سے ہماری کار ریت سے نکلی اور ہم ابواء شریف روانہ ہو گئے۔ اور رات کے آخر میں ابواء پہنچے۔ جس پہاڑی پر جناب آمنہ خاتون دائمی نیند سو رہی ہیں اس پہاڑ کے دامن میں اتر پڑے۔ وہاں ہی کھانا کھایا۔ اور پتھریلے میدان میں لیٹ رہے۔ دل چاہتا تھا۔ کہ اس جنگل اور یہاں کے پتھروں کو سینہ میں رکھ لیں۔ آنکھوں میں بسا لیں۔

---

۱۱ ذی قعدہ ۱۳۸۳ھ ۲۴ مارچ ۱۹۶۴ء منگل

آج رات یوں ہی معمولی سی نیند آئی۔ صبح تڑکے آٹھ بجے ہی آنکھ کھل گئی۔ چاروں طرف پہاڑی نیچ میں حضرت آمنہ کا یہ پہاڑ ہے اس جنگل میں جیسا نور دیکھا۔ اس سے پہلے کبھی ایسا نورانی تڑکا نہ دیکھا تھا۔ باجماعت نماز پڑھ کر پہاڑ پر روانہ ہوگئے۔ پندرہ بیس منٹ میں چوٹی پر پہنچ گئے۔ اب آپ کا مزار پر نور ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ اس قبر شریف پر قبہ بنا ہوا تھا۔ برابر میں مسجد شریف تھی۔ مگر نجدیوں نے قبہ شریف اور مسجد دونوں گرا دی ہیں۔ قبر شریف بھی اکھڑی پڑی ہے۔ مگر اس کے باوجود اس قبر انور اس پہاڑ اس جنگل پر انوار کی ایسی بارش ہے کہ آج تک ایسے انوار میں نے کہیں نہیں دیکھے۔ وہاں پہنچتے ہی حجاج قبر انور سے لپٹ گئے سب کی روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں۔ حجاج کے آنسوؤں سے قبر شریف کے پتھر بھیگ گئے۔ اے پیارے نبیؐ کی ماں، اے پیارے رسول کو گود میں کھلانے والی کا شور مچ گیا۔

صاحبزادہ حیدر حسین شاہ صاحب علی پوری نے گلاب کے پھولوں کی قبر انوار پر بارش کردی، پتھروں پر عطر ملا۔ اگربتیوں کے بنڈل سلگائے پھر سب نے فاتحہ شریف پڑھی۔ پھر میلاد شریف قیام سلام ادا کیا۔ مزار شریف پر مجھے ایک تسبیح ملی۔ جو یہاں حاضری کے وقت نہ تھی۔ اب نظر آئی میں نے سمجھا۔ کہ یہ عطیہ شاہانہ ہے۔ جو مجھے دیا گیا۔ وہ تسبیح میرے پاس ہے۔ اس عرصہ میں سورج بہت اونچا ہوگیا۔ دھوپ خوب تیز ہوگئی کوئی جگہ سایہ کی نہ تھی۔ اس لیے مجبوراً واپس لوٹے۔ واپسی میں کچھ تکلیف نہ ہوئی اگر ابوا شریف میں سایہ کی جگہ ہوتی تو آج کا دن ہم لوگ یہاں ہی گذارتے۔ رات کو مزار اقدس کے ارد گرد نوافل پڑھتے۔ اور اگلی صبح کا نظارہ کر کے واپس آتے کڑاکے کی دھوپ نے یہاں ٹھہرنے نہ دیا آج معلوم ہوا کہ بزرگوں کے مزارات پر عمارات کیوں بنائی جاتی ہیں۔ ان عمارات سے مقصود ہے۔ زائرین کو راحت پہنچانی۔ وہاں حاضری قیام، تلاوت میں آسانیاں کرنا مگر افسوس ہے۔ کہ نجدی حکومت نے ان تمام حکمتوں سے آنکھ بند کر کے ہر جگہ توڑ پھوڑ کر ڈالی ہے۔

Marfat.com

خیر ہم ابواء کی زیارت سے فارغ ہو کر آگے بڑھے۔

راستہ میں ایک چوکی پر دوپہر کا کھانا کھایا اور قریباً ساڑھے بارہ بجے دوپہر بدر شریف پہنچ گئے۔ وہاں مسجد عریش میں قیام کیا۔ سامنے آب رواں کا چشمہ ہے وہاں خوب نہائے پھر شہدا بدر کی زیارات کیں۔ پھر وہاں سے واپس روانہ ہوئے۔

بدر سے آگے مدینہ پاک کی جانب اگلی منزل ہے جس کا نام ہے جنیف البراعی یہاں چائے پانی وغیرہ پیا۔ یہ منزل ایک پہاڑ کے دامن میں ہے اس پہاڑ پر مشہور عاشق رسول حضرت عبدالرحیم براعی رحمتہ اللہ علیہ کا مزار پر انوار ہے۔ ہم اس پہاڑ پر گئے۔ مزار شریف پر پہنچے۔ صاحبزادہ حیدر حسین شاہ صاحب نے اس مزار پر بھی گلاب کی پتیاں برسائیں۔ عطر لگایا۔ اگربتیاں جلائیں پھر سب نے فاتحہ پڑھی۔ پھر وہاں سے واپس ہوئے اور عصر کے وقت واپس مدینہ پاک پہنچ گئے۔ فی الحال بدر شریف بہت پر رونق بستی ہے ہم ابواء جاتے وقت رات کو وہاں سے گزرے۔ تو وہاں برقی روشنی ایسی بے نظیر دیکھی۔ کہ **سبحان اللہ** واپسی میں دوپہری میں شہداء بدر کے مزارات پر حاضری دی۔ سلام عرض کیا فاتحہ پڑھی۔ وہاں مزدور صاحب سے معلوم ہوا کہ تیرہ شہید یہاں مدفون ہیں۔ اور چودھویں شہید مقام حمیرا میں ہیں۔ ان شہداء کے نام یہ ہیں۔ عمر و ابن ابی وقاص۔ سعد ابن خثیمہ صفوان ابن وہب حارث ابن سراقہ۔ مبشر ابن عبدالمنذر۔ ذوالشمالین ابن عمرو۔ محمد ابن صالح۔ عاقل ابن بکیر۔ رافع ابن لیلیٰ۔ عمیر ابن ہمام۔ یزید ابن حارث عوف ابن حارث۔ معوذ ابن حارث اور چودھویں شہید عبید ابن حارث مقام حمیراء میں مدفون ہیں۔ آپ زخمی تھے۔ راہ میں وفات پائی وہاں ہی دفن ہوئے۔

ابواء شریف کے حالات

مدینہ منورہ سے ۲۰۸ کلو فاصلہ پر جانب مکہ معظمہ مستورہ منزل ہے وہاں سے ایک رہبر لینا پڑتا ہے۔ پھر مدینہ پاک کی طرف چار کلو واپس آکر ابواء کی طرف ریگستان میں چل پڑتے ہیں جو بالکل مشرق کی طرف ہے۔ ابواء یہاں سے تیس کلو (عربی میل) فاصلہ پر ہے اس خاص

Marfat.com

جگہ بہت ہی چھوٹی پہاڑیاں ہیں۔ بالکل سامنے والی پہاڑی کی چوٹی پر حضرت طیّبہ طاہرہ آمنہ خاتون کا مزار پر انور ہے۔ پہاڑی بہت اونچی نہیں - دس پندرہ منٹ میں اوپر پہنچ جاتے ہیں اس مزار شریف میں نہایت شاندار قبہ اور برابر میں مسجد تھی۔ یہ دونوں عمارتیں نجدیوں نے گرا دیں۔ پھر اہل مکّہ نے وہاں بنوا دیں۔ پھر نجدیوں نے گرادیں۔ قبر شریف بھی اکھیڑ دی ہے اب لوگوں نے قبر شریف پر پتھر چن دیئے ہیں ارد گرد پتھروں کی چہار دیواری بنا دی ہے اس علاقہ میں پانی قطعاً نہیں۔ لوگ پانی کا انتظام کر کے جاتے ہیں۔ اس جگہ انوار کی بارشیں اور رونق اس قدر ہے۔ کہ بیان نہیں کی جاسکتی۔ قبر انور میں ایسی کشش ہے کہ سبحان اللہ سخت سے سخت دل بھی وہاں چیخیں مار کر رونے لگتا ہے۔ یہاں سے قریباً تین میل فاصلہ پر بستی ابواء ہے جہاں بکثرت سبزیاں باغات ہیں یہاں کی سبزیاں مدینہ منورہ ٹرک کے ذریعہ روزانہ آتی ہیں۔

یہ ہی وہ جگہ ہے۔ جہاں جناب آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا اپنے ننہال مدینہ منورہ سے مکہ معظّمہ جا رہی تھیں۔ کہ یہاں پہنچ کر سخت بیمار ہو گئیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت پانچ سالہ نونہال تھے۔ آپ ساتھ تھے۔ مدہوش والدہ کا سر شریف حضور اپنے دست اقدس سے دباتے جاتے تھے۔ اور روتے جاتے تھے جناب آمنہ کے رخسار پر آپ کے آنسو گرے آنکھیں کھول دیں اپنے دوپٹہ کے گوشہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں پونچھیں۔ اور چند اشعار حسرت آمیز فرمائے جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری بے کسی پر بہت افسوس کا اظہار فرمایا کہ آپ کے سر یتیمی کا سہرا تو پیدائش سے پہلے بندھ چکا تھا۔ اب میری گود بھی ان سے چھوٹ رہی ہے اور جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ اور اس جگہ دفن کر دی گئیں اس خطہ زمین پر ہماری جانیں فدا، دل قربان۔ فقیر نے آپ کی قبر انور کی خاک آنکھوں میں چہرے پر خوب لگائی۔ دل چاہتا تھا۔ اسی آستانہ پر مجاور فقیر بن کر بیٹھ جاؤں۔ اللہ تعالیٰ پھر حاضری نصیب کرے میں ہر حاجی کو وصیت کرتا ہوں کہ اس جگہ شریف کی زیارت ضرور کرے۔ کچھ خرچ اور تکلیف کی بالکل پرواہ نہ کرے۔

Marfat.com

۱۳ ذیقعدہ ۱۳۸۳ھ ۲۶ مارچ ۱۹۶۴ء پنجشنبہ

خیبر کی حاضری

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آج ہم زیارات کے لیے خیبر جا رہے ہیں۔ صبح اشراق وسلام سے فارغ ہوئے تھے۔ کہ حرم شریف میں ہی جناب حاجی عبد الغنی صاحب ملک وال ضلع گجرات والے مل گئے۔ فرمایا موٹر دروازہ حرم پر کھڑی ہے ساٹھ ریال میں کرلی ہے چلئے خیبر چنانچہ ہم نے مع اپنی اہلیہ کے جناب الحاج غلام حسین صاحب کے ہوٹل میں ہی ناشتہ کرلیا اور وہاں سے ہی روانہ ہوگئے۔ حاجی صاحب ۷ آدمی تھے۔ اور ہم دو کل نو آدمی کار میں سوار ہوکر براستہ احد شریف و ہوائی اڈہ مدینہ منورہ سے خیبر کی طرف چلے۔ اللہ اکبر بالکل پتھریلا علاقہ ہے۔ جو دو طرف پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے۔ سڑک پختہ ہے جو مکہ معظمہ سے آتی ہے۔ اور تبوک کو جاتی ہے ایک سو بیس کلو (عربی میل) تک کوئی منزل یا پانی یا آبادی نہ ملی۔ ایک سو بیس کلو پہنچنے پر ایک منزل ملی۔ جس کا نام ہے سلسلہ یہاں کچھ گھروں کی معمولی سی آبادی ہے اور چاء کا ہوٹل ہے۔ یہاں سے خیبر چالیس کلو ہے یہاں پانی کے سرکاری نل لگے ہوئے ہیں۔ پانی نہایت شیریں ولذیذ ہے۔ ایک چھوٹی سی مسجد ہے یہاں سے بارہ میل نکل کر ہماری کار خراب ہوگئی۔ گذرتے ہوئے ڈرائیوروں نے بہت کوشش سے کار ٹھیک کی کچھ چلی پھر بالکل ہی بیکار ہوگئی۔ سلسلہ کے آگے پہاڑ تو نہیں ہیں مگر تمام علاقہ پتھریلا ہے۔ سیاہ چکنے پتھروں سے تمام زمین ڈھکی ہوئی ہے اس لق دق جنگل میں دوپہر کے وقت ہم سب لوگ بیٹھ گئے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ایک ٹرک بھیج دیا۔ اس میں سوار ہوکر ہم قریباً ایک بجے دوپہر خیبر پہنچ گئے۔ اور وہاں کی تمام زیارات کیں۔ ہماری کار راستہ میں ہی چھوڑ دی گئی۔ اس کا مالک عبد العزیز بھی خیبر آگیا۔ زیارات سے قریباً چار گھنٹہ میں فارغ ہوئے۔ مسجد علی میں نماز ظہر پڑھی۔ وادی صہباء میں مسجد شمس میں نوافل پڑھ کر دوسری کار سے ہم دونوں واپس مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔ ہمارے باقی ساتھی خیبر میں ہی رہ گئے۔ جب کبھی تبوک سے آتی ہوئی کوئی بس وغیرہ ملے گی۔ تب واپس

Marfat.com

ہوں گے۔ ہم رات کو جب عشاء کی اذان ہو رہی تھی۔ مدینہ پاک پہنچ گئے۔ نماز عشاء حرم شریف میں ادا کی۔ بعد نماز الحاج احمد بخش صاحب کے ہاں جلسہ میلاد شریف میں وعظ کیا پھر سو رہے۔

خیبر کے حالات و زیارات

خیبر پہاڑوں کے درمیان، کھجوروں اور انار کے گھنے خوشنما باغات سے گھری ہوئی چھوٹی سی پرانی بستی ہے۔ اس بستی کے تین نام ہیں۔ خیبر، قریہ، بشر، مکیدہ اسے قریہ بشر اس لیے کہتے ہیں۔ کہ یہاں براء ابن البشر صحابی شہید کا مزار شریف ہے۔ اور مکیدہ اس لیے کہتے ہیں۔ کہ اسی خیبر میں یہودیوں نے مکر و فریب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت میں زہر دیا تھا۔ جس کا واقعہ مشہور ہے۔ خیبر مدینہ منورہ سے جانب شمال تبوک جانے والی سڑک کے کنارے ایک سو ساٹھ کلو کے فاصلہ پر ہے بستی کے کنارہ پر پولیس کی چوکی ہے خیبر کے متصل پہاڑوں کے دامنوں میں یہ بہت سی بستیاں ہیں۔ جو اس طرح باغوں کے سایہ میں واقع ہیں۔ یہاں سات قلعے ہیں۔ سب سے بڑا قلعہ وہ ہے۔ جو اس بڑی بستی میں ہے۔ جو حضرت شیر خدا علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہ نے فتح فرمایا۔ یہاں سے جانب جنوب مدینہ منورہ ایک سو ساٹھ کلو فاصلہ پر واقع ہے۔ اور یہاں سے تبوک پانچ سو کلو جانب شمال ہے۔ پھر تبوک سے عمان وہاں سے بیت المقدس کو سڑک نکل جاتی ہے خیبر میں حسب ذیل زیارات ہیں۔ جو وہاں کے مزدور نے ہم کو کرائیں۔

۱۔ عین حضرت علی یہ خیبر کے مغربی جانب واقعہ ہے۔ چھوٹا سا چشمہ ہے پانی ابلتا ہوا نظر آتا ہے۔ اس کے متعلق وہاں یہ معلوم ہوا کہ اس جگہ جناب شیر خدا علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہ نے مرحب پہلوان کو اس طرح مارا۔ کہ آپ کی تلوار اس کی کھوپڑی پر پڑی جسم کی دو قاشیں کر گئی۔ گھوڑے کے دو ٹکڑے کرتی ہوئی زمین کو چیر گئی۔ اس سے چشمہ ابل آیا۔ جو اب تک جاری ہے۔ واللہ اعلم۔

۲۔ مسجد علی۔ یہ مسجد عین علی سے بالکل قریب ہے۔ حضرت علی نے خیبر فتح فرما کر

Marfat.com

یہاں نماز شکرادا کی ۔ کافی وسیع ہے ۔

ع۳ قلعہ خیبر۔ اگرچہ خیبر میں سات قلعہ ہیں جو مختلف پہاڑیوں پر واقع ہیں مگر یہ قلعہ سب سے اونچا اور سب سے زیادہ بڑا زیادہ پختہ ہے ۔ اب یہاں سرکاری دفاتر ہیں یہ قلعہ مسجد علی سے قریب ہی ہے ۔ اس کے آس پاس گول خندق ہے ۔ جو اگرچہ اب بند ہو چکی ہے ۔ مگر کہیں کہیں اس کے نشانات محسوس ہوتے ہیں ۔ قلعہ کا دروازہ جو حضرت علی نے اکھیڑا تھا ۔ اس کی جگہ اب تک موجود ہے ۔ دروازہ صاف محسوس ہوتا ہے اس قلعہ کو دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت کا پتہ لگتا ہے ۔ قلعہ کیا ہے ۔ پورا پہاڑ ہے ۔ اب بھی بہت مضبوط ہے ۔ مجھے وہ قلعہ دیکھ کر اپنا یہ شعر یاد آیا ۔

تعالیٰ اللہ تیری شوکت تیری صولت کا کیا کہنا
کہ خطبہ پڑھ رہا ہے آج تک خیبر کا ہر ذرہ ۔

ع۴ مزارات شہداء یہ گنج شہیداں ، خیبر کے مغربی جانب تبوک کی سڑک پار کر کے کنارہ سڑک پر ایک پہاڑ کے دامن میں واقع ہے ۔ اس جگہ سترہ شہداء صحابہ مدفون ہیں ۔ جن میں سے صرف حضرت سلمہ ابن اکوع اور براء ابن بشر کے نام معلوم ہو سکے ۔ باقی شہیدوں کے نام ہمارے مزدور کو بھی معلوم نہ تھے ۔

ع۵ مسجد شمس ۔ یہ جگہ خیبر سے لوٹتے ہوئے مدینہ منورہ کی راہ میں خیبر سے تین میل فاصلہ پر دو پہاڑوں کے دامن میں واقع ہے اس جگہ کا نام وادی صہباء ہے ۔ اس جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کی نماز عصر قضا ہو جانے پر سورج واپس لوٹایا ۔ اور حضرت علی کو عصر ادا کرادی ۔ گنج شہیداں اور یہ مسجد نجدیوں نے توڑ پھوڑ کر برباد کر دی ہے لوگوں نے نشان باقی رکھنے کے لیے پتھروں سے اس کے حدود قائم کر لئے ہیں ۔ اور خاص سورج لوٹانے کی جگہ پر محراب نما جگہ بنا دی ہے ۔ وہاں ہم نے نوافل پڑھے ۔

ع۶ باغ فدک ۔ ہم کو اس کی زیارت کا بہت شوق تھا ۔ مگر یہ شوق پورا نہ ہو سکا ۔ کیوں کہ باغ فدک خیبر سے تیس میل دور ہے ۔ مزدور نے بتایا ۔ کہ اب وہاں باغ نہیں ہے ۔ خالی زمین ہے ۔ یہ باغ دو میل مربع میں تھا ۔ جس کے نشان تک نہ رہے ۔

Marfat.com

اہل مدینہ سیر و تفریح کے لئے خیبر جایا کرتے ہیں وہاں باغوں میں بکرے ذبح کرکے کھانے پکاتے ہیں۔ دو چار دن وہاں ہی رہتے ہیں۔ ہم نے بھی آج کا کھانا دوپہر کو ایک باغ میں کھجوروں کے سایہ میں کھایا۔ یہاں کے باغ بہت ہی سایہ دار گھنے اور خوشنما ہیں۔ تعجب ہے۔ کہ گھنے درختوں کے سایہ میں کھیت بھی ہیں۔ اور سرسبز ہیں۔ جسے خدا تعالیٰ مدینہ پاک کی حاضری نصیب کرے۔ وہ ضرور خیبر حاضری دے۔

۱۷ ذیقعدہ سنہ ۱۳۸۳ھ ۳۰ مارچ سنہ ۱۹۶۴ء دوشنبہ

آج ہم نے مدینہ منورہ کی بارش دیکھی۔ ہم صفہ شریف میں تہجد ادا کر رہے تھے۔ کہ تیز بارش شروع ہوگئی۔ پرانے حرم شریف کا پہلا پرنالہ جس کے نیچے در کے اندر لکھا ہوا ہے۔ علی یہ وہ پرنالہ ہے۔ جہاں گنبد خضرا کا پانی آتا ہے۔ اس پرنالہ کے نیچے لوگوں کا ہجوم لگ گیا۔ ہم بہت ہجوم کی وجہ سے وہاں نہ جاسکے۔ نماز فجر بلکہ اشراق سے فراغت ہوئی مگر بارش موسلا دھار برس رہی ہے پرنالے خوب چل رہے ہیں۔ اب ہم بھی اس پرنالے کے نیچے پہنچ گئے۔ لوگ یہاں نہا رہے ہیں۔ بالٹیاں بھر رہے ہیں۔ ہم نے بھی یہ پانی خوب سیر ہوکر پیا۔ جسم پر ڈالا۔ سر اور آنکھوں پر ملا۔ کپڑے بھگو لیے۔ پانی بہت ہی ٹھنڈا ہے سردی بھی خوب ہوگئی۔ پھر اس بارش میں ہم بازار گئے۔ دودھ وغیرہ خرید کر پھر حرم شریف میں آئے۔ اور پھر پانی پیا۔ اسی بارش میں گھر آئے۔ ایک جگہ ناشتہ کی دعوت ہے وہاں حضرت قاسم صاحب مشوری مع مریدین کے اور حضرت منظور حسین صاحب سندھی ثم مدنی بھی مدعو ہیں۔ ناشتہ کے بعد پھر گھر آگئے۔

۲۶ ذیقعدہ سنہ ۱۳۸۳ھ ۸ اپریل سنہ ۱۹۶۴ء چہارشنبہ

اس سال حجاج کی ایسی کثرت ہے۔ کہ سبحان اللہ مسجد نبوی شریف نئی اور پرانی نمازوں کے وقت کھچا کھچ بھری ہوئی ہے دروازوں کے باہر کی زمین پر بھی تل دھرنے کی جگہ نہیں ہوتی۔ ہر انچ پر نمازیوں کے سر ہوتے ہیں۔ شہر مدینہ منورہ کے کوچہ و بازار

Marfat.com

بالکل بھرے ہیں۔ چلنے پھرنے کو بمشکل جگہ ملتی ہے۔ نمعلوم شکل انسانی میں فرشتے آ
ہیں۔ مدینہ پاک میں حجاج کو صرف آٹھ دن ٹھہرنے کی اجازت ہے۔ تب یہ حال ہے اس
سال ایران سے شیعہ بہت آئے ہیں۔ جن کے معلم عجیب قسم کا سلام پڑھواتے ہیں۔
کبوتروں کو دانہ اس کثرت سے پڑ رہا ہے۔ کہ روزانہ پولیس والے دس بارہ بوریاں
گندم کی۔ دو تین بوریاں جوار کی بھر کر علیحدہ رکھ دیتے ہیں۔ باب مجیدی کے متصل اسٹو
بنا ہے۔ جہاں بوریوں کی چوڑی دیوار بن گئی ہے۔ سنا ہے کہ یہ گندم خود انسان کھائیں
گے۔ کبوتروں کو اس میں سے کچھ نہ ملے گا۔ ہمارے پاس دانہ کے کچھ روپے تھے۔ ہم
نے دانہ ڈالنا بند کر دیا۔ اور وہ روپیہ بشیر اور عبید اللہ بواب باب عمر کو دے دیا کہ ربیع ا
سے دانہ ڈالنا شروع کریں۔ الحاج فیض احمد صاحب وزیر آبادی کو بھی ہم نے یہ ہی
مشورہ دیا۔ انہوں نے تین بوری دانہ پچاس ریال بشیر بواب کے حوالہ کر دئے۔ معلوم
ہوا ہے۔ بعد موسم حج حرم شریف کے کبوتر بھوک پیاس سے تڑپ کر مر جاتے ہیں مگر
حرم شریف نہیں چھوڑتے۔ حکومت کی طرف سے دانہ پانی کا کوئی انتظام نہیں۔

۲۷ ذیقعدہ ۱۳۸۳ھ ۹ اپریل ۱۹۶۴ء پنجشنبہ

آج شب حضرت خواجہ عبدالمجید صاحب پیر دیول شریف مع اپنے ۲۵ ہمراہیوں
کے مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ جو باب عمر کے سامنے خندق قصر المدینہ ہوٹل میں مقیم ہیں۔
اور آج ہی حضرت خواجہ غلام محی الدین صاحب پیر گولڑہ شریف کے مدینہ منورہ پہنچ
جانے کی خبر ہے۔ یہاں تبلیغی جماعت یعنی الیاسی پارٹی کی تبلیغ کا بہت زور ہے ان کی تبلیغ
کا واحد مقصد مسلمانوں کو سلام شریف سے روکنا ہے بہت سے حجاج کو تبلیغی اجتماع کے
بہانہ سے اپنی خود ساختہ مسجد نور میں لے جاتے ہیں۔ وہاں ہی نمازیں ادا کراتے ہیں۔
اور بعد مغرب و بعد فجر حرم شریف میں اپنی تبلیغی تقریریں شروع کر دیتے ہیں۔ ایک
شخص تقریر شروع کر دیتا ہے۔ دوسرے بہت سے لوگ حجاج میں پھیل کر کہتے ہیں۔
آؤ وعظ سنو۔ بڑا اچھا وعظ ہو رہا ہے۔ چنانچہ ان کے تین آدمی میرے پاس آئے بیٹے

لیئے نہایت اعلیٰ وعظ سنئے۔ میں نے کہا۔ ہم یہاں مدینہ منورہ میں آپ کے وعظ سننے نہیں آئے۔ ہم تو حضور ﷺ کو سلام کرنے آئے ہیں۔ آپ لوگوں کے وعظ پاکستان میں سنتے سنتے کان پک گئے ہیں۔ کچھ حجاج سے بولے۔ کہ تم لوگ مدینہ میں پڑے پڑے کیوں وقت ضائع کر رہے ہو۔ مکہ معظمہ جاؤ۔ وہاں ایک عبادت کا ثواب ایک لاکھ ہے وہ حاجی صاحب بولے۔ کہ آپ لوگ اب تک مدینہ میں کیوں پڑے ہو آپ مکہ معظمہ کیوں نہ گئے۔ اپنے قول پر خود عمل کیوں نہیں کرتے۔ وہ بولا۔ کہ ہم ایک خاص وجہ سے یہاں ہی ٹھہرے ہوئے ہیں بحاجی صاحب بولے ہم بھی ایک خاص وجہ سے۔ یہاں ہی ٹھہرے ہوئے ہیں۔ بڑے خزانہ پر چور بھی پڑتے ہیں۔ مدینہ پاک میں گمراہ کن بڑے خطرناک ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سے ہمارے ایمان بچائے۔ مگر الحمد للہ آج کل سلام اس دھوم سے ہو رہا ہے۔ کہ سبحان اللہ مواجہہ شریف تک پہنچنا مشکل ہے ایسا سلام ہے کہ اس سے پہلے نہ دیکھا تھا۔

۲۸ ذیقعدہ ۱۳۸۳ھ ۱۰ اپریل ۱۹۶۴ء جمعہ

آج نماز جمعہ میں اتنا ہجوم رہا۔ کہ یہاں کے لوگ کہتے ہیں۔ کہ کئی سال سے اتنا بڑا ہجوم نہ ہوا۔ حرم شریف کے باہر کی تمام سڑکیں بازار نمازیوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ آج ہم نے خارجی فرقے کے لوگ بھی دیکھے جو مسقط اور زنجبار سے آئے ہوئے ہیں۔ ان لوگوں نے بعد نماز جمعہ اپنی جماعت الگ کی۔ ہاتھ کھول کر نماز پڑھتے ہیں۔ محراب دار پیشانیاں لمبی داڑھیاں آدھی پنڈلی تک تہبند بہت دراز نماز والے ہیں۔ ایسے خشوع سے نمازیں پڑھتے ہیں کہ بڑے دیندار معلوم ہوتے ہیں۔ احادیث کی بتائی ہوئی ساری علامات ان میں موجود ہیں۔ حضرت علی رضؓ، حضرت عثمان رضؓ، حضرت امیر معاویہ رضؓ، امام حسنین رضؓ، فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہم کے بدترین دشمن ہیں۔ ان حضرات پر تبرے کا وظیفہ پڑھتے ہیں۔ مولانا احمد صاحب نورانی میاں نے بتایا کہ دیکھو خوارج یہ ہیں سلام کے لیے مواجہہ شریف میں حاضر ہوئے۔ ہم نے اس سے پہلے یہ فرقہ نہ دیکھا تھا۔

Marfat.com

۲۹ ذیقعدہ ۱۳۸۳ھ ۱۱ اپریل ۱۹۶۴ء شنبہ

آج دوپہر حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب قبلہ کے ہاں ہم چند حجاج کی دعوت طعام ہوئی۔ جس میں حضرت مولانا احمد نورانی صاحب نے ایک عجیب مکالمہ سنایا۔ کہ کسی نے ان سے کہا۔ کہ اب تو مدینہ شریف میں ہمارا جی گھبرا گیا۔ مولانا نورانی نے فرمایا کیوں بولا۔ یہاں نیکیوں کا ثواب صرف پچاس ہزار ہے۔ مکہ معظمہ میں ایک لاکھ تو ہم کیوں ایک لاکھ نہ لیں وہ ہی کلمہ پارٹی کا پڑھایا ہوا سبق مولانا نورانی نے فرمایا۔ کہ مکہ معظمہ میں اگر نیکی کا ثواب ایک لاکھ ہے۔ تو ہر گناہ کا عذاب بھی ایک لاکھ ہے۔ مگر مدینہ مطہرہ میں ہر نیکی کا ثواب تو پچاس ہزار ہے۔ مگر گناہ کا عذاب صرف ایک وہ بولا۔ کہ مکہ معظمہ میں رہ کر عمرے کرنا ممکن ہے۔ جو یہاں ناممکن ہے۔ مولانا نورانی نے فرمایا۔ یہاں بغیر محنت کا عمرہ ہے۔ کہ آپ ہفتہ کے دن مدینہ پاک سے وضو کر کے جائیں۔ مسجد قبا میں دو نفل ادا کریں۔ عمرہ کا ثواب پائیں گے۔ اس بیوقوف کو یہ بھی پتہ نہ تھا۔ کہ حج کے مہینوں میں یعنی شوال سے لے کر ۱۳ ذی الحجہ تک مکی کو عمرہ کرنا ممنوع ہے۔ اور جو باہر سے آکر مکہ معظمہ میں ٹھہر گیا۔ وہ بھی مکی بن گیا۔ اسے بھی سواء پہلے عمرہ کے اور عمرے کرنا ممنوع ہیں۔ ۱۳ ذی الحجہ کے بعد عمرے کرتے جائیں۔ آج کل حرم شریف میں بعد نماز فجر روزانہ خطیب حرم عبدالعزیز صاحب پندرہ بیس منٹ لاؤڈ سپیکر میں وعظ کرتے ہیں۔ جس میں حج و عمرہ کے مسائل اور مختلف احکام بیان کرتے ہیں

۵ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۱۷ اپریل ۱۹۶۴ء جمعہ

آج مدینہ منورہ سے ہمارا کوچ ہے ۲ ماہ ۲۳ دن یہاں حاضری دی۔ مگر یہ زمانہ چشم زدن میں گذر گیا۔ شعر

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
سیر گل سیر نہ کردیم بہار آخر شد

اس وقت مدینہ پاک کا عجب نظارہ ہے زمانہ حج بالکل قریب ہے۔ صرف تین دن درمیان

Marfat.com

میں ہیں۔ حجاج کی ٹولیاں مواجہ شریف میں حاضر ہو کر الوداعی سلام عرض کر رہی ہیں مرد عورتیں حرم شریف کی در و دیوار سے لپٹ کر روتے آہ و زاری کرتے ہیں۔ ان کی آہ و بکا سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ ہم نے بھی احرام کی تیاری کر لی ہے۔ بعد نماز جمعہ ہمارا بھی کوچ ہے۔ ہم اپنا سارا سامان مدینہ پاک میں ہی چھوڑ کر حج و عمرہ کو جا رہے ہیں۔ کیوں کہ بعد حج انشاء اللہ پھر یہاں آنا ہے۔ اور یہاں سے شام و عراق وغیرہ کے سفر کو جانا ہے۔ ہمارا خیال تھا کہ ہندوستان پاکستان کی طرح یہاں بھی اتنے زیادہ حجاج کو سواریاں مشکل سے ملیں گی۔ کیونکہ آج اور کل و پرسوں تین دن میں قریباً ایک لاکھ حجاج کو یہاں سے مکہ معظمہ پہنچنا ہے۔ مگر ہم جب مدینہ منورہ کے بسوں کے اڈہ پر پہنچے۔ جو باب الشامیہ میں مسجد الوداع کے متصل ہے۔ تو ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی۔ ہم نے دیکھا۔ کاروں، بسوں، ٹرکوں والے مکہ مکہ کی آوازیں دے کر بلا رہے ہیں۔ اور رکاب یعنی سواریوں کا انتظار کر رہے ہیں نماز جمعہ کے بعد ہم مع اپنی اہلیہ اور ہمارے میزبان فیض محمد صاحب، خیاط، مولانا نور اللہ صاحب بصیرپوری مع اپنے دو ہمراہیوں کے مولانا حافظ محمد شفیع صاحب اوکاڑوی مع اپنے ایک ہمراہی کے کل آٹھ آدمیوں کا قافلہ بن گیا۔ ہم نے الوداعی سلام عرض کیا۔ مولانا نور اللہ صاحب کی روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں۔ مواجہ شریف سے باہر آ گئے۔ پھر گنبد خضراء کو حسرت بھری نگاہوں سے ہم لوگ تکتے رہے۔ آنکھوں سے آنسوؤں کے تار بندھے رہے بعد عصر حرم شریف سے روانہ ہوئے۔ باب الشامیہ پہنچ کر فی کس تیرہ ریال کے حساب سے نہایت نفیس کار کرایہ پر کی بعد مغرب روانہ ہوئے۔ بیر علی پر بعض احباب نے احرام باندھا عشا پڑھی۔ صرف رابغ میں آدھ گھنٹہ ٹھہرے۔ اور رات کو تین بجے پاکستانی ٹائم سے جدہ پہنچ گئے۔ جدہ کے اڈہ پر مکہ معظمہ کے لیے بہت کاریں، بسیں، ٹرک تیار کھڑے تھے ٹرک کا کرایہ صرف ایک ریال ہے۔ بسوں کا دو ریال کار کا تین ریال۔ ہم نے بہت اعلیٰ درجہ کی کار تین ریال فی کس کرایہ پر لی۔ بعد نماز فجر جدہ کے اڈہ سے روانہ ہوئے۔ دو جگہ چیکنگ ہوئی۔ اور قریباً ۸ بجے صبح ہم مکہ معظمہ پہنچ گئے۔

Marfat.com

۶ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۱۸ اپریل ۱۹۶۴ء شنبہ

آج صبح ہم ۸ بجے مکہ معظمہ پہنچ گئے۔ حرم شریف کے باب ابراہیم کے سامنے بلکہ باب ابراہیم کے بالکل قریب سندھی رباط ہے۔ ہمارے میزبان فیض محمد صاحب خیاط ہم کو وہاں لے گئے۔ وہاں اپنے دوست محمد دین صاحب کے ہاں ٹھہرایا۔ وہ اور ان کی زوجہ فاطمہ بہت محبت سے پیش آئے۔ اور ہم کو ایک حجرہ دے دیا۔ اب ہم تین ساتھی رہ گئے ہیں ہم مع اہلیہ کے اور فیض محمد صاحب خیاط وضو کیا۔ حرم شریف میں آئے۔ اللہ اکبر یہاں مطاف میں طواف ہو رہا ہے۔ آدمیوں کا سمندر موجیں مار رہا ہے۔ ہم نے مسجد نبوی شریف سے قران کا احرام باندھا ہے ہماری اہلیہ اور فیض محمد صاحب نے افراد کا ہم عمرہ کا طواف کرنے اور یہ دونوں طواف قدوم کے لیے۔ بسم اللہ کہہ کر مطاف میں داخل ہو گئے۔ اور آدمیوں کے اس سمندر میں ہم بھی تیرنے لگے۔ اگرچہ بہت بھیڑ تھی۔ مگر اللہ کے فضل سے طواف کر لیا بعد طواف زمزم کے کنوئیں پر پہنچے۔ آب زمزم زمین دوز کر دیا گیا ہے۔ بہت سی سیڑھیاں اتر کر وہاں پہنچتے ہیں۔ اس جگہ بجلی کے پنکھوں برقی روشنی کا بہت اعلیٰ انتظام ہے آب زمزم بذریعہ پائپ لائن اوپر آرہا ہے۔ مگر ٹوٹیوں پر اتنی بھیڑ ہے۔ کہ ہم وہاں پہنچ نہ سکے۔ خرید کر زمزم پیا۔ اور باب الصفا سے صفا پہاڑ کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہاں جا کر دیکھا۔ اللہ اکبر صفا سے مروہ تک انسانی دریا رواں ہے۔ اب صفا مروہ حرم شریف میں داخل کر لیا گیا ہے۔ بہت وسیع جگہ سعی کے لیئے ہے۔ جانے کا راستہ اور ہے۔ آنے کا اور تمام رقبہ پر چھت ہے۔ جہاں برقی روشنی کا اعلیٰ انتظام ہے۔ ہم تینوں نے سعی کی۔ پھر قیام گاہ میں آگئے۔ یہ دونوں تو فارغ ہو گئے۔ ہم کو طواف قدوم اور سعی اور کرنا ہے۔ کیونکہ ہم نے قران کا احرام باندھا ہے۔ چنانچہ بعد عصر الحمد للہ ہم نے طواف قدوم مع رمل اور سعی کر لی۔ اس وقت ہجوم صبح سے بھی زیادہ تھا۔ مگر شکر ہے رب کا کہ بخیریت یہ دونوں کام ہو گئے۔

Marfat.com

۷ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۱۹ اپریل ۱۹۶۴ء یکشنبہ

آج ۷ ذالحجہ ہے۔ خانہ کعبہ کا غسل ہے۔ اور کعبہ کو احرام پہنانا ہے۔ صبح سات بجے سے ہی پولیس اور فوج باوردی مسلح حرم شریف میں آگئی۔ ۹ بجے ایک دروازہ پر مکمل پہرا ہو گیا۔ ۱۰ بجے شاہ فیصل مع اپنے بہت سے ساتھیوں دیگر ممالک کے وزرا سفراء کے ہمراہ قریباً دو سو آدمی حرم شریف میں داخل ہوئے۔ خانہ کعبہ کا دروازہ کھول دیا گیا۔ خاص زینہ لکڑی کا لگا دیا گیا۔ طواف روک دیا گیا۔ مطاف خالی کرا لیا گیا۔ یہ لوگ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے۔ چھوٹی چھوٹی جھاڑو بھی ہاتھوں میں پکڑیں۔ آب زمزم میں عرق کیوڑہ و گلاب ملا ہوا تھا۔ اس کی بالٹیاں۔ خدام کعبہ نے اندر پہنچائیں۔ اور ان بادشاہ وزرا نے فرش کعبہ دھویا۔ لوگ مطاف کے باہر باب کعبہ کے سامنے یہ نظارہ نورانی دیکھ رہے تھے۔ اس غسل سے فارغ ہونے پر اندر سے ان لوگوں نے باہر سے حجاج نے نہایت خشوع و خضوع سے دعائیں مانگیں۔ لوگوں کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ پھر یہ غسل کا پانی جھاڑوں کی تیلیاں حجاج میں قیمتاً فروخت کر دی گئیں۔ جنہیں حجاج نے بہت رغبت سے خریدا۔ پھر طواف شروع ہو گیا۔ خدام کعبہ نے کعبہ معظمہ کی دیواروں کے نچلے حصہ پر سفید کپڑے کے تھان پہنا دیئے۔ یہ کعبہ کا احرام کہلاتا ہے۔

۸ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۲۰ اپریل ۱۹۶۴ء دوشنبہ

آج حجاج منیٰ شریف کو روانہ ہو رہے ہیں۔ بعض جاہل معلموں نے کل ہی اپنے حاجیوں کو منیٰ پہنچا دیا ہے۔ محض سہولت کے لیے۔ ہمارے معلم محمد عبداللہ رمضانی کے بہت سے حجاج کل ہی منیٰ پہنچ گئے۔ حالانکہ سنت یہ ہے۔ کہ ۸ ذی الحجہ کو اشراق کی نماز کے بعد منیٰ کو روانگی ہو۔ آج ہم معلم سے آزاد ہو کر پانچ آدمیوں کا قافلہ بن گیا ہے۔ ہم مع اپنی اہلیہ کے ہمارے میزبان فیض محمد صاحب خیاط۔ مدنی۔ الحاج مستری محمد رفیق صاحب مکی مع اپنی اہلیہ زلیخا کے مکہ معظمہ میں۔ بسوں، کاروں، ٹرکوں، پیدل لوگوں کا اس قدر ہجوم

Marfat.com

ہے۔ کہ سڑکوں پر تل دھرنے کی جگہ نہیں۔ ہم نے ٹیکسی لینی چاہی۔ نہ ملی۔ آخر کار کچھ سامان سروں پر لاد کر فقیری بھیس میں جنت معلیٰ پہنچے۔ وہاں ٹرک ایک ایک ریال میں منیٰ لے جا رہے ہیں۔ ہم نے اعلیٰ درجہ کی کار چار ریال فی کس کے حساب سے کرایہ پر لی۔ اور قریباً دس بجے صبح منیٰ شریف پہنچ گئے۔ الحاج مستری محمد رفیق صاحب۔ اپنے ہم راہ ہلکا سائبان مع سامان ساتھ لائے ہیں۔ اب سڑک کنارہ پر دو طرفہ حجاج نے سائبان کی لائن بنا رکھی ہے۔ ہم نے بھی ایک جگہ سائبان ڈال دیا۔ آرام سے بیٹھ گئے۔ آج منیٰ شریف بمبئی یا کراچی ہے۔ سامنے حکومت کا مسافر خانہ ہے۔ جو حجاج کے لیے بنایا گیا ہے۔ مگر بند ہے مخصوص صاحبان وہاں ٹھہرے ہیں۔ جن کی حکومت تک پہنچ ہے۔ باقی تمام حجاج باہر ٹھہرے ہیں۔

منیٰ کی ترقیاتی تبدیلیاں

اب منیٰ شریف بالکل ہی بدل چکا ہے۔ یہاں ایسی عالی شان عمارتیں بن گئی ہیں۔ کہ پتہ نہیں چلتا کہ ہم منیٰ میں ہیں یا کراچی میں۔

۱۔ قصر شاہی بہت شاندار ہے۔ جو مسجد خیف سے جانب مشرق قریباً نصف میل دُور ہے۔

۲۔ جگہ جگہ حکومت نے بہت سے مسافر خانے بنوا دیئے ہیں۔ جن میں بہت سے کمروں کی لائنیں متعدد پاخانے، غسل خانے بھی بہت نفیس ہیں۔

۳۔ مسافر خانے میں بذریعہ لاؤڈ سپیکر اعلانات ہو رہے ہیں کہ فلاں معلم کے حجاج راہ بھول گئے ہیں۔ یہاں موجود ہیں۔ معلم صاحب آ کر لے جائیں۔

۴۔ مسجد خیف بہت وسیع کر دی گئی ہے۔ متعدد دروازے بنا دیئے گئے ہیں۔ صحن مسجد میں دو جگہ کپڑے کے تھانوں سے سایہ کر دیا گیا ہے۔ اور کئی جگہ برآمدے بڑے وسیع بنا دیئے گئے ہیں۔

۵۔ بہت جگہ سو سو پاخانوں کی لائنیں بنا دی گئی ہیں۔ جو چھتی ہوئی ہیں۔ ان میں پانی کا بہت اچھا انتظام ہے۔ چنانچہ مسجد خیف کے شرقی دروازے سے متصل بھی یہ پاخانہ

Marfat.com

موجود ہیں۔

ع۷ منیٰ میں پانی کے نل قدم قدم پر لگے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ جگہ جگہ پانی کی ٹنکیاں لئے ہوئے موٹریں گشت کر رہی ہیں۔ غرضیکہ وہ منیٰ جہاں پانی کم یاب بلکہ نایاب ہوتا تھا۔ اب وہاں پانی کی کوئی کمی نہیں۔

ع۸ مکہ معظمہ سے منیٰ کو قریباً پندرہ سولہ اعلیٰ درجہ کی پختہ سڑکیں ہیں۔ حجاج کی موٹریں ان سڑکوں پر تقسیم ہو کر سفر کرتی ہیں۔ جس سے راہ میں بہت بھیڑ نہیں۔ نہایت آرام سے ہم لوگ منیٰ پہنچ گئے۔

ع۹ شفاخانہ کی بسیں عام طور پر چکر لگا رہی ہیں۔ جو مریضوں کو دوائیں دیتی ہیں زیادہ بیمار کو اٹھا کر سفری ہسپتال میں پہنچا دیتی ہیں۔ بہت سے ملکوں کی یہ بسیں ہیں بے علم اور بے پروا معلم صاحبان کی مہربانی سے بہت حجاج آج ۸ ذی الحجہ کو ہی منیٰ میں بغیر ٹھہرے یا کچھ ساعات ٹھہر کر عرفات چل دیئے۔ تاکہ وہاں آرام دہ جگہ پر قبضہ کر لیں۔ اور عرفات میں آرام کریں۔ الحمد للہ کہ اس بار منیٰ کی پانچویں نمازیں ہم نے مسجد خیف میں اپنی جماعت سے ادا کیں۔ کیونکہ اس بار ہم کو جاء قیام بالکل مسجد شریف کے متصل نصیب ہوئی۔ یہ سب برکتیں ہمارے رفیق الحاج منشی محمد رفیق صاحب مہاجر مکی پانی پتی۔ اور فیض محمد صاحب خیاط کی کوشش کا نتیجہ ہے۔ آج رات ہم نے جو نظارہ منی اور خصوصاً جبل شبیر کا دیکھا وہ عمر بھر یاد رہے گا۔ آج بھی بعد نماز عشاء نجدی علماء مسجد خیف میں حجاج کو جمع کر کے مختلف جگہ وعظ کرتے ہوئے تعلیم حج کے بہانہ سے شرک و کفر کی ہی تقسیم کرتے رہے۔

۹ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۲۱ اپریل ۱۹۶۴ء سہ شنبہ

آج حج کا دن ہے ہم خوب آرام سے سوئے تہجد کے وقت آنکھ کھلی ضروریات سے فارغ ہو کر ڈیرے پر ہی نفل پڑھے۔ پھر مسجد خیف میں خاص اس گول قبہ کے اندر نماز فجر کی جماعت کرائی۔ جہاں حضرت آدم علیہ السلام نے عبادت کی ہے۔ اور جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں قیام فرمایا ہے۔ یہ قبہ مسجد خیف کے وسط صحن میں ہے

Marfat.com

بہت رقت طاری رہی۔ بہت سے لوگ نماز پڑھتے ہی عرفات چل دیئے۔ مگر ہم نے قیام کیا۔ سورج نکلتے ہی پہاڑ چمکنے کے بعد سفر کیا۔ آج بھی یہ معجزہ دیکھا۔ کہ باوجود یہ کہ لاکھوں حجاج بیک وقت اس گھڑی عرفات کو جا رہے ہیں۔ مگر موٹریں خالی کھڑی ہیں۔ صرف ایک ریال کرایہ پر منی سے عرفات لے جانے کے لیے پکار پڑی ہے۔ ہم نہایت آسانی سے اعلیٰ درجہ کی بس میں سوار ہو کر قریباً ۸ بجے عرفات شریف پہنچ گئے۔ منی سے ہم بجائے پانچ کے چھ ساتھی ہو گئے ہیں۔ مولوی محمد مظہر حق صاحب پشاوری بھی محض ہماری محبت میں ہمارے ہمراہ ہو گئے۔ ہم تو بہت ہار کر مسجد نمرہ کے پاس ہی ٹھہرنے پر تیار ہو گئے۔ مگر ہمارے رفیق حج حاجی محمد رفیق پانی پتی مہاجر مکی کی ہمت سے ہم خاص جبل رحمت پر پہنچ گئے۔ وہاں چوٹی کے پاس صحرات فخر یعنی بڑے پتھروں کے پاس خیمہ لگا دیا۔ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا تھا۔ شام کے وقت ساتھیوں کے اسرار پر ہم جبل رحمت کی خاص چوٹی پر پہنچے۔ جہاں حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہونے کی جگہ ہے۔ وہاں ایک ستون نما دیوار ہے آس پاس مربع زمین ہے۔ جس پر بجری ہے لوگ اس ستون سے لپٹے ہوئے دعائیں مانگ رہے تھے۔ جبل رحمت کے پیچھے بادشاہ اور ان کے اسٹاف کے ڈیرے تھے۔ تمام میدان اُن سے بھرا ہوا تھا۔ مغرب سے پہلے ہی پہاڑ کی چوٹی سے اتر کر اپنے ڈیرے پر پہنچ گئے۔ آفتاب ڈوبنے کے بعد وہاں سے روانہ ہوئے۔ پیدل ہی مزدلفہ پہنچے۔ عرفات سے مزدلفہ تک بہت سی سڑکیں ہیں ہر سڑک بسوں سے بھری ہوئی ہے۔ ترکی، الجیریا، لیبیا، مغرب (مراکش) الجزائر، مصر، بغداد، کربلا، نجف، ایران، کویت، قطر، دمامہ، دھران، نجران وغیرہ بہت ممالک کی اعلیٰ درجہ کی بسوں کی قطاریں بندھی ہیں۔ ہم قریباً چار گھنٹہ میں مزدلفہ پہنچ گئے۔ وہاں مغرب عشاء جمع کر کے ادا کریں۔ اس طرح کہ پہلے مغرب کے فرض پڑھے۔ پھر عشا کے پھر مغرب کی سنتیں پھر عشاء کی سنتیں اور وتر ادا کیے۔ عجیب دلکش نظارہ ہے۔ چاندنی رات مزدلفہ کا میدان سامنے قصر شاہی جو ہزارہا بلبوں سے جگمگا رہا ہے۔ لاکھوں حجاج کا اجتماع لبیک الہم لبیک کی دلکش صدائیں سامنے مشعر حرام جو دولھا کی طرح اس برات سے متصل

Marfat.com

کھڑا ہے سبحان اللہ اس لطف کا بیان نہیں ہو سکتا۔ بعد نماز فیض محمد صاحب کچھ چاول لائے۔ کھا پی کر سو رہے۔ آج سخت سردی ہے۔ فجر کے لیے اول وقت اٹھ بیٹھے۔ نماز فجر بہت اندھیرے میں پڑھی کنکر جمع کئے۔ اور منیٰ کو چل دیئے۔

۱۰ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۲۲ اپریل ۱۹۶۴ء بدھ

آج صبح ہم ۳ ریال فی کس کے حساب بس میں مزدلفہ سے منی روانہ ہوئے۔ مگر ایک میل چلے ہوں گے۔ کہ آگے کو سڑک پر بسوں کاروں ٹرکوں کی پانچ پانچ لائنیں جو کئی کئی میل لمبی ہیں۔ کھڑی تھیں۔ جگہ کوئی نہیں ہمارے ڈرائیور نے بہت سڑکوں پر بس دوڑائی مگر ہر جگہ ان لائینوں کا سلسلہ پایا۔ آخر کار ہم پیدل ہو لئے۔ منی پہنچ گئے۔ اولاً مسافر خانہ سعودیہ میں اپنے قیام کا انتظام کیا۔ پھر جمرہ عقبہ کی رمی کی۔ آج جمرہ عقبہ کی رمی خلاف امید بہت آرام سے ہوئی۔ ہم نے اور مستورات نے نہایت سہولت سے کر لی۔ ہجوم بہت کم تھا۔ ورنہ یہاں تو جان کے لالے پڑ جاتے تھے۔ الحمد للہ۔ غالباً اس کمی ہجوم کی وجہ یہ ہوئی کہ ہم نے بہت دیر کے بعد رمی کی زوال سے کچھ پہلے کی لوگ صبح ہی رمی کر کے قربانی کے لیے چلے گئے۔ بعد رمی ہم نے ایک گائے میں حصہ لیا۔ اس گائے میں ہمارا حصہ جناب آمنہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے ہے مستری محمد رفیق صاحب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی حصہ ڈالا۔ اس لیے یہ گائے بڑی مبارک ہوئی بعد قربانی ہم مکہ معظمہ طواف زیارت کے لیے گئے۔ اللہ اکبر آج طواف میں ایسا ہجوم ہے۔ کہ سبحان اللہ بہت گھمسان میں طواف کیا بعد مغرب مکہ معظمہ سے واپسی ہوئی بہت مشکل سے منیٰ پہنچے۔ کیونکہ ہر سڑک پر بسوں کی صدہا قطاریں میلوں تک لگی ہوئی ہیں۔ تین گھنٹہ میں مکہ معظمہ سے منیٰ تک ہماری بس پہنچی۔ راہ میں قربانی گاہ پڑی تا حد نظر ذبح شدہ جانوروں کے پشتے لگے ہیں۔ غالباً اسی نوے ہزار جانور پڑے ہیں۔ جو بعد قربانی وہاں ہی چھوڑ دیئے گئے ہیں۔ اگر حکومت چاہے تو ان قربانیوں کی کھال گوشت کے ذریعہ کروڑوں روپیہ کمائے حرمین طیبین میں چمڑہ کے کارخانے جاری کر کے لوگوں کو کام میں لگا دے چمڑے کی پیٹیاں

Marfat.com

بکس وغیرہ بنائے۔ گوشت ڈبوں میں پیک کرکے تمام اسلامی ممالک میں اس کی تجارت کرے اب تو یہ ہوتا ہے۔ کہ بذریعہ مشین یہ جانور ایک گہرے غار میں ڈال کر اوپر سے مٹی ڈال دی جاتی ہے۔

۱۱ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۲۳ اپریل ۱۹۶۴ء پنجشنبہ

آج بعد ظہر تینوں جمروں کی رمی کی اس قدر ہجوم تھا کہ سبحان اللہ بڑی مشکل سے رمی ہوئی عورتوں کو رمی بہت ہی دشواری سے کرائی گئی حالانکہ ہم نے بعد عصر رمی کی اس خیال سے کہ کل کی طرح آج بھی دیر لگانے سے بھیڑ کم ہو جاوے۔ مگر آج معاملہ برعکس گیا۔ خدا خدا کرکے مغرب تک گھر واپس ہوئے۔

۱۲ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۲۴ اپریل ۱۹۶۴ء جمعہ

آج شب حضرت صاحبزادہ غلام محی الدین صاحب مدظلہ زیب سجادہ گولڑہ شریف سے بعد نماز عشا اسی مسافر خانہ میں ملاقات ہوگئی۔ بہت اخلاق سے ملے۔ ان سے معلوم ہوا۔ کہ مولانا الحافظ محمد بشیر صاحب، خطیب حافظ آباد زید عمرہم واقبالہم بھی آئے ہوئے ہیں۔ اور سراج قصاص معلم کے ہاں قیام پذیر ہیں۔ آج صبح ان سے بھی ملاقات ہوئی۔ آج جمعہ ہے۔ مگر نجدی امام نے جمعہ نہ پڑھایا صرف ظہر پڑھائی۔ وہ بھی قصران کا عقیدہ ہے کہ وطن سے دو میل نکل جانے پر بھی انسان مسافر ہو جاتا ہے۔ ہم نے اپنی ظہر علیحدہ جماعت سے پڑھی۔ معلم صاحبان نے اپنے اکثر حجاج کو آج صبح ہی رمی کرا کر مکہ معظمہ بھیج دیا۔ حالانکہ آج رمی کا وقت بعد زوال شروع ہوتا ہے مگر ان حضرات کو اس سے کیا تعلق اس لئے فقیر نے معلم صاحب سے علیحدہ رہ کر آزاد حج کیا۔

۱۳ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۲۵ اپریل ۱۹۶۴ء شنبہ

ہم اس بار بارھویں ذی الحجہ کو منی سے نہ گئے۔ بلکہ تیرھویں کی رمی کرنے کے

Marfat.com

لیے منیٰ میں ہی ٹھہرے رہے۔ دو فی صدی حجاج رہ گئے ہیں۔ باقی سارے مکہ معظمہ چلے گئے منیٰ میں بہت سکون ہے۔ جمرہ عقبہ سے نصف فرلانگ دور مکہ معظمہ کی طرف پہاڑوں کے درمیان مسجد عقبہ ہے۔ جس کی چھت نہیں ہے۔ مگر دیواریں وغیرہ مضبوط ہیں۔ یہ وہ جگہ ہے۔ جہاں انصار نے دو دفعہ حضور سے بیعت کی۔ بیعت عقبہ یہ بیعت ہی آئندہ ہجرت کا ذریعہ بنی۔ پہلے سال ۱۲ انصار نے بیعت کی۔ دوسرے سال ستر انصار نے آج رمی نہایت آسانی سے ہو گئی۔ ہم رمی کر کے مکہ معظمہ آئے۔ آج شب کو حضرت شاہ نظام الدین صاحب۔ زیب سجادہ تونسہ شریف سے ملاقات مسجد الخیف میں ہوئی بہت اخلاق سے پیش آئے۔ یہاں ہمارا عرفات کے بعد کا قیام منیٰ میں سعودی مسافر خانہ میں رہا۔ یہ مسافر خانہ مسجد الخیف کے مشرقی دروازے سے جانب مشرق قریباً دو سو قدم کے فاصلہ پر ہے اس مسافر خانہ کے دروازے پر مدیر الحج کا دفتر ہے یہاں سے بذریعہ لاؤڈ سپیکر گمشدہ حجاج و معلمین کا اعلان ہوتا رہتا ہے یہاں سرکاری ہسپتال بھی ہے۔ یہاں روزانہ چار دیگ، پلاؤ حجاج کو کھلایا جاتا ہے۔ چودہ پاخانہ ہیں۔ دو لائنوں میں سات سات فی لائن۔ واپسی میں بہت بسیں منیٰ میں موجود تھیں۔ جو ایک ریال بلکہ نصف ریال فی کس کرایہ پر مکہ معظمہ لے جا رہی ہیں۔ سواری میں کوئی دشواری نہیں۔

۱۶ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۲۸ اپریل ۱۹۶۴ء سہ شنبہ

آج شب حضرت مولانا محمد خلیل صاحب لاہوری کے ذریعہ سیٹھ احمد صاحب میمن بیرسٹر کاٹھیاواڑی مقیم کراچی اور مولانا سالم میاں صاحب ابن حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب بدایونی رحمت اللہ علیہ سے حرم شریف میں ملاقات ہوئی بہت مسرت ہوئی۔ سالم میاں صاحب زیب سجادہ قادریہ بدایوں سے تشریف لائے ہیں۔ نہایت بزرگ سیرت پر نور نوجوان ہیں۔ پھر آج صبح سیٹھ احمد صاحب بیرسٹر کے ساتھ اندرون مکہ معظمہ کی زیارات نصیب ہوئیں بیت ارقم جو اب مسعیٰ میں داخل ہو چکا ہے۔ صفا کے قریب جگہ ہے یہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔ جائے ولادت حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو باب الصفا

Marfat.com

سے کچھ فاصلہ پر ہے۔ یہاں اب لائبریری بنی ہوئی ہے۔ مکان حضرت خدیجہ۔ یہاں حضورؐ کا نکاح بی بی خدیجہ سے ہوا۔ یہاں ہی حضرت فاطمہ زہراؓ کی ولادت شریف ہوئی۔ اب مدرسہ ہے جاء ولادت حضرت علی اب یہاں ایک معلم کا مکان ہے۔ یہ تمام مقامات حرم شریف سے قریب ہی ہیں۔ مسجد جن جہاں جنات نے حضورؐ کا قرآن سنا۔ اور ایمان لاکر بیعت سے مشرف ہوئے۔ یہ جگہ قبرستان جنت معلّیٰ کے قریب ہے۔ ایک سبز مینارہ کی مسجد بھی ہے مگر دوسری مسجد، مسجد جن ہے۔ پہلی مسجد کا منارہ بھی سبز ہے۔ مگر وہ مسجد جن نہیں۔ مزار حضرت خدیجہ ام المومنین رضی اللہ عنہا یہ جنت معلّیٰ کے دوسرے حصّے میں ہے۔ جنت معلّیٰ کا پہلا حصّہ اب خوبصورت کر دیا گیا ہے۔ ان دونوں حصّوں میں مردوں کو جانے کی اجازت ہے۔ عورتوں کو نہیں۔ جنت معلّیٰ میں حضرت عبداللہ ابن عمر۔ عبدالرحمٰن ابن ابی بکر صدیق حضورؐ کے دادا ابن زبیر ان کی والدہ حضرت اسماء بنت ابی بکر الصدیق حضورؐ کے دادا عبدالمطلب۔ ہاشم عبد مناف رضی اللہ عنہم کے مزارات ہیں۔ مگر بے نشان ۔ حضرت خدیجہؓ کی قبر بھی اکھڑی ہوئی ہے۔ مگر نشان ہے۔

۷ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۲۹ اپریل ۱۹۶۴ء چہار شنبہ

آج صبح حسن اتفاق سے الحاج عبدالغفور صاحب سکنہ کوٹ سرور تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ کی ہمراہی میں وادی محصب اور جبل نور غار حراء کی زیارات میسّر ہوئیں۔ ہم صبح فجر پڑھتے ہی حرم شریف سے پیدل روانہ ہو گئے۔ ہمارے ساتھ آٹھ مرد عورتیں اور بھی تھے۔ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ مسجد جن جنت معلّیٰ شریف ہوتے ہوئے منیٰ کی طرف چل پڑے۔ مکہ معظمہ اور منیٰ کے درمیان یعنی مکہ شریف سے دو میل فاصلہ پر جاتے ہوئے داہنے ہاتھ کو یہ وادی محصب ہے۔ راستہ میں سڑک کے درمیان شاہی باغیچے نہایت خوبصورت اور شاہی محل پڑے۔ ہم ان سب کو طے کرتے ہوئے وہاں اشراق کے وقت پہنچے۔ وادی محصب وہ مقام ہے۔ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے موقعہ پر منیٰ سے واپس ہوتے ہوئے قیام فرمایا۔ رات یہاں ہی آرام کیا۔ اب بھی سنت یہ ہی ہے۔

Marfat.com

کہ حاجی منی سے واپسی پر یہاں آرام کر کے بلکہ شب گذار کر تیرھویں یا چودھویں بقر عید کو مکہ معظمہ آئے۔ اس وادی کے کنارے پر ایک پختہ کنواں ہے۔ جس پر پانی کھینچنے کی مشین لگی ہے جس سے قصر شاہی اور سڑک کے درمیانی باغیچوں کو پانی دیا جاتا ہے لوہے کی سیڑھی بھی کنوئیں میں لگی ہے۔ اس وادی میں نیم کے درخت کثرت سے ہیں۔ بہت پر فضا جگہ ہے ہم یہاں بعد اشراق کچھ دیر لیٹ گئے۔ تاکہ اس جنگل کے درے بدن کو لگ جاویں۔ سامنے پولیس چوکی ہے۔ اس میدان میں سرکاری نل پانی کا ہے۔ اس وادی کے سامنے قریباً ایک سوا میل پر جبل نور شریف ہے۔ جو یہاں سے نظر آتا ہے ہم لوگ یہاں سے فارغ ہو کر سورج بلند ہو جانے پر جبل نور کی طرف چل دیئے چوکی والے سپاہیوں سے پانی مانگا۔ کہ چھاگل ہی بھر لیں۔ وہ ہماری زیارت کا نام سُن کر جل گئے۔ پانی دینے سے انکار کر دیا اور بولے کہ سامنے نل سے لو۔ ہم نے کہا۔ وہ پانی گرم ہے۔ بہر حال جبراً پانی لیا۔ منیٰ کی سڑک پار کی۔ اور بائیں ہاتھ کچی سڑک پر چل دیئے۔ قریباً بیس منٹ میں پہاڑ کے دامن میں پہنچ گئے۔ اللہ اکبر بڑا اونچا پہاڑ ہے۔ سینکڑوں زائرین کا تانتا بندھا ہوا ہے بوڑھی عورتیں کمزور مرد شوق میں کھچے چلے جا رہے دھوپ بھی کڑاکے کی ہے۔ تپش بھی بہت ہے۔ چڑھائی بھی بہت ہے۔ مگر عشق رسول کے جذبے نے سب کچھ آسان کر دیا ہے۔ یہاں دامن پہاڑ میں ایک بدو نے پانی کی دوکان لگا رکھی ہے۔ ہم لوگوں نے یہاں کچھ معمولی سا ناشتہ کیا۔ جو حاجی عبدالغفور صاحب کی والدہ نے ساتھ لیا ہوا تھا۔ اور پھر بسم اللہ کہہ کر روانہ ہو گئے۔ قریباً ڈیڑھ میل چڑھائی ہے۔ بعض جگہ راستہ خطرناک ہے۔ پتھر چکنے۔ راستہ بہت تنگ کنارہ پر روک کوئی نہیں سیدھی اونچائی پر چڑھائی ذرا پاؤں پھسلے تو نیچے جائیں۔ ہڈیوں کا بھی پتہ نہ چلے۔ الحمد للہ کہ ہم ۴۵ منٹ میں چوٹی پر پہنچ گئے۔ راہ میں صرف دو جگہ بیٹھ کر سانس لی مشتق الصدر غارِ حرا پر کافی حجاج موجود تھے۔ جو نوافل پڑھ رہے تھے۔ ایسا نورانی غار ہے۔ کہ سبحان اللہ لوگ اس غار کے پتھروں سے چمٹتے چومتے تھے۔ ہم سب کی روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں۔ مصری۔ تکرونی۔ ترک، افغانی، ہندوستانی، پاکستانی وغیرہ تمام حجاج جمع تھے۔ سب کی آنکھوں کے آنسوؤں سے پتھر تر ہو رہے تھے۔ درود شریف، نعت شریف،

Marfat.com

کی صداؤں سے پہاڑ گونج رہا تھا۔ قریباً ۵۷ منٹ ٹھہرے۔ تین جگہ نوافل پڑھے۔ شق الصدر حضورؐ کی آرام گاہ ۔ اور غار حرا وہاں سے ہٹنے کو دل نہیں چاہتا تھا۔ معلوم ہوتا تھا۔ کہ دولھا ابھی اس بزم سے اٹھ کر گیا ہے۔ محفل کی رونق ویسی ہی باقی ہے۔ وہاں سے واپس ہوئے راہ میں دو جگہ سانس لیا۔ اور ۵۰ منٹ میں زمین پر آگئے قریب ہی ہوٹل ہیں۔ ٹھنڈا پانی پیا۔ منیٰ اور طائف سے آنے والی بسوں کا سلسلہ بندھا ہوا دیکھا۔ ایک بس میں چار قرش فی کس دے کر حرم شریف اتر پڑے دوپہر تک گھر پہنچ گئے۔

غار حرا شریف کے فضائل اور حالات

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل ظہور نبوت چھ ماہ غار حرا شریف میں چلّہ واعتکاف کیا۔ ہفتہ میں ایک دن مکہ معظمہ شریف لاتے۔ ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کچھ کھانا پانی ساتھ فرما دیتیں۔ آپ پھر اس غار میں آجاتے۔ اور ہفتہ بھر اسی پر گذارہ فرماتے۔ عبادت الٰہی کرتے رہتے۔ چھ ماہ بعد اسی غار میں جبریل علیہ السلام پہلی وحی لے کر حاضر ہوئے اور سورۃ اقرا شریف مالم یعلم تک نازل ہوئی۔ بڑی عظمت والا غار ہے۔ حضور کا چلّہ گاہ نزول قرآن کی پہلی جگہ یہ ہی غار ہے۔ گویا اسلام کے سورج کی پہلی کرن یہاں ہی پڑی۔ حضرت جبریل پہلی بار یہاں ہی آئے۔ وحی لائے۔ اس پہاڑ کے راستہ میں کسی آدمی نے جگہ جگہ سُرخ رنگ کے تیر کے شکل نشان لگائے ہیں۔ جو زائر کو راستے کی رہبری کرتے ہیں۔ راہ میں ایک حوض ہے۔ جو ترکوں نے پانی کے لیے بنایا تھا۔ کافی گہرا ہے بعض لوگ اسے بھی متبرک سمجھ کر یہاں کود جاتے ہیں۔ نوافل پڑھتے ہیں۔ پھر بڑی مشکل سے اوپر آتے ہیں۔ اس حوض سے اوپر جاکر پہاڑ کے اندر ایک چھوٹا سا سرنگ کی شکل کا ایک غار ہے۔ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ اعتکاف میں کبھی آرام فرماتے تھے۔ یہاں بیٹھ کر بمشکل نفل پڑھے جاتے ہیں۔ دو آدمی بیک وقت نفل پڑھ سکتے ہیں۔ بالکل چوٹی پر معمولی سی ہموار زمین ہے جہاں ترکوں نے مسجد بنائی تھی۔ نجدیوں نے توڑ دی۔ مگر دیواریں قائم ہیں۔ اس مسجد کے داہنے چبوترے کے نیچے ایک تنگ سا شگاف ہے۔ اس شگاف کے نیچے حضور کو لٹا کر سینہ مبارک شق فرمایا گیا۔ شق الصدر تین یا چار

Marfat.com

بارہوا ہے۔ دوسرا شق الصدر اس جگہ ہوا۔ ہم لوگوں نے اس شگاف میں داخل ہونے کی کوشش کی مگر نہ ہو سکے۔ آخر اسی شگاف کے منہ پر لیٹ کر پتھروں سے جسم کو مس کیا یہ شگاف لمبائی میں قد آدم ہے۔ اندر ایک آدمی کے لیٹنے کی جگہ ہے۔ مگر اس کا منہ بہت تنگ ہے یہاں سے پہاڑ کی دوسری جانب کچھ نیچے اتر کر غار حرا تک پہنچتے ہیں۔ غار حرا ایک عجیب نوعیت کا غار ہے۔ ایک بڑا سا پتھر اوپر سے چھت کا کام دے رہا ہے۔ اس کے نیچے چند پتھر اس طرح لگے ہیں۔ کہ ستون سے معلوم ہوتے ہیں۔ جن سے بہت تنگ سا حجرہ سا بن گیا ہے۔ یہاں دو آدمی بمشکل کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اس کے برابر میں داہنے ہاتھ پر ایک اور غار ہے۔ اس غار میں ایسی کشش ہے کہ یہاں پہنچ کر آدمی کا دل بے قابو ہو جاتا ہے۔ لوگ ان پتھروں سے جسم رگڑتے آنکھیں ملتے ہیں۔

۱۸ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۳۰ اپریل ۱۹۶۴ء شنبہ

حاجی عبدالغفور صاحب نے کل وعدہ کیا تھا۔ کہ بعد فجر فوراً غار ثور پر چل پڑیں گے۔ آج صبح ہم نے حرم شریف میں ان کا بہت انتظار کیا۔ مگر وہ نہ آئے۔ ان کی والدہ کو کل ہی تھکن سے بخار آگیا۔ اور زائرین بھی کل کے تھکے ہوئے تھے۔ غالباً اس لئے وہ نہ آسکے حسن اتفاق سے آج حضرت مولانا مفتی غلام قادر صاحب خطیب المدینہ سنی جامع مسجد ماڈل ٹاؤن کراچی سے حرم شریف میں ہی ملاقات ہوئی۔ مولانا فرمانے لگے۔ کہ کیا آپ نے حرم شریف کی بالائی منزل دیکھی ہے ہم نے کہا نہیں فرمایا۔ ابھی چلو وہ دیکھنے کے قابل جگہ ہے چنانچہ ہم تینوں باب السعود سے سیڑھیوں پر چڑھ گئے۔ وہاں پہنچے تو وہ حصہ دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ اوپر بھی پورا حرم شریف بن رہا ہے۔ صفا سے مروہ تک اور کچھ اس کے علاوہ تو مکمل ہو چکا ہے۔ باقی تین سمتوں کے حصے بن رہے ہیں، ہم اس حصہ کی تعریف نہیں کر سکتے۔ ناظرین اگر یہاں پہنچیں تو ضرور اس جگہ کو دیکھیں۔ پھر ہم باب الجیاد سے نکل کر پہاڑ صفا پر چڑھ گئے۔ وہاں مسجد حضرت بلال اور مقام شق القمر کی زیارات کیں۔ اشراق کے نفل مقام شق القمر پر پڑھے وہاں بھی زائرین کا تانتا بندھا ہوا تھا۔ مسجد بلال کوہ صفا کی چوٹی پر ہے۔ جو حرم شریف سے نظر

Marfat.com

آتی ہے۔اس کے متعلق یہاں تین روایات مشہور ہیں۔

ایک یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے کعبہ معظمہ بنا کر اس جگہ کھڑے ہوئے اور ہر چار طرف چار آوازیں دیں تعالو لعباد اللہ الی بیت اللہ یہ آواز تا قیامت پیدا ہونے والی روحوں نے سنی، جس نے لبیک کہا وہ ضرور حج کرے گا۔جتنی بار لبیک کہا۔ اتنے حج کرے گا۔ جو خاموش رہا۔ وہ حج نہ کر سکے گا۔اس ندا کا ذکر قرآن مجید میں یوں ہے وَنَادِ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ ٥

دوسری یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں کھڑے ہو کر ہی اہل مکہ کو آوازیں دیں۔ اور پہلی تبلیغ فرمائی جس کا ذکر قرآن مجید میں یوں ہے۔ وَاَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ٥

تیسری روایت یہ ہے کہ فتح مکہ کے دن حضرت بلال رضی نے پہلی اذان یہاں دی۔جس سے سارا مکہ گونج گیا۔اس لئے اس کو مسجد بلال کہتے ہیں۔غرضکہ یہ مسجد شریف بہت ہی تاریخی اہمیت کی حامل ہے۔ یہ مسجد سواء وقت نماز کے ہر وقت بند رہتی ہے چنانچہ ہم جس وقت یہاں پہنچے۔ تو مسجد بند تھی۔پولیس کا پہرہ تھا۔اس مسجد سے مشرقی جانب پچاس قدم پر شق القمر ہے۔جہاں کھڑے ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند چیرا تھا جس کا ذکر قرآن مجید میں یوں ہے۔ اقتربت الساعة وانشق القمر۔ یہاں پہلے چھوٹی سی مسجد تھی۔اب نجدی حکومت نے گرادی ہے مگر دیواریں کھڑی ہیں۔یہاں بھی نوافل پڑھے دونوں جگہ بہت مخلوق تھی۔پھر نیچے اتر آئے۔حضرت مفتی غلام قادر صاحب نے انناس اور آم کے رس سے ناشتہ کرایا۔مفتی صاحب جوان صالح نہایت دیندار ہیں۔سلمہ اللہ تعالیٰ۔

سرزمین حجاز میں سفر قلم۔زبان کوئی چیز آزاد نہیں۔ہر چیز پر نہایت پابندیاں ہیں۔ہم حجاج جس شہر میں پہنچ جادیں۔ وہاں قیدی بن کر رہتے ہیں۔کہ بغیر تنازل کے وہاں سے ہل نہیں سکتے۔نہ مکہ معظمہ سے جدہ جا سکتے ہیں۔ نہ جدہ سے مکہ معظمہ حتیٰ کہ طائف جانے کے لئے تصویر لگا کر درخواست دینی پڑتی ہے۔جس پر ویزا ملتا ہے۔تب طائف جاتے ہیں۔ ہر جگہ راستہ میں چوکیاں ہیں۔جن پر سخت تفتیش کی جاتی ہے۔بہت روپیہ دے کر تنازل ملتا ہے۔چنانچہ ہم کو جدہ میں ساڑھے بائیس ریال دینے پر مکہ معظمہ کا تنازل یعنی راہ داری

Marfat.com

ملی۔ اور اب کل مکہ معظمہ سے جدہ جانے کے لیئے بائیس ریال دے کر تنازل ملا ہم تو حجاج ہیں۔ یہاں کے باشندوں کو اقامہ یا تابعیہ دکھائے بغیر سفر کی اجازت نہیں زبان و قلم پر تو پابندی کا یہ حال ہے کہ وہابیوں کے سوا کوئی شخص تقریر نہیں کر سکتا۔ اور وہابیوں کے سوا کسی کی کتاب نہ چھپ سکتی ہے نہ فروخت ہو سکتی ہے حجاج تنازل کے مسئلہ میں سخت پریشان ہیں حجاز مقدس میں حاضری دینے سے پہلے ہی ہم سے ڈھائی سو روپیہ کراچی میں حکومت سعودیہ نے داخلہ کی فیس وصول کر لی تھی۔ پھر جدہ میں اترتے ہی ۱۷۰ ریال وصول کیئے۔ فیس معلمی اور فیس مکہ وصول کی۔ آج ہم سے مکہ معظمہ سے نکلنے کی فیس ۲۲ ریال وصول کیئے۔ صرف جدہ جانے کی اجازت دی۔ دیکھیئے ابھی کیا کچھ وصول کرتے ہیں۔

۱۹ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ یکم مئی ۱۹۶۴ء جمعہ

آج ہمارے وداع کا دن ہے۔ یعنی ہم آج مکہ معظمہ اور کعبہ شریف سے رخصت ہو رہے ہیں۔ نماز فجر حرم شریف میں اپنی جماعت سے پڑھی نماز کے بعد حرم شریف میں ہی الحاج عبدالغفور صاحب تشریف لے آئے کہنے لگے۔ چلئے غار ثور کی حاضری کوئی آسان کام نہیں ہے اس لئے انشاء اللہ آیندہ حج میں یہ حاضری دیں گے۔ آج تو ہمت نہیں پڑتی ہے۔ کہنے لگے۔ کہ زندگی کا بھروسہ نہیں یہ موقع بار بار نہیں ملتے۔ ہمت کیجئے۔ ہمارے سارے ساتھی آ گئے ہیں۔ ناشتہ پانی ہمراہ لے لیا ہے۔ اٹھئے میں نے خیال کیا کہ رب تعالیٰ کی مہربانی ہے جو اس نے اسباب مہیا کر دیئے۔ چنانچہ بسم اللہ کہہ کر ہم مع مولانا محمد صادق صاحب جہلمی کل تیرہ ساتھی۔ حاجی عبدالغفور کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ باب السعود سے فی نفر ۲ ریال کرایہ پر ٹیکسی لی چل دیئے۔ محلہ مسفلہ سے گذرتے ہوئے جبل ثور پر ۲۵ منٹ میں پہنچ گئے۔ اللہ اکبر پہاڑ کی بلندی اور دشوار راہ دیکھ کر عقل دنگ رہ گئی۔ بے ساختہ سب کے منہ سے نکلا کہ اے صدیق اکبر تمہاری شان کہ تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کندھے پر لے کر اس پہاڑ پر چڑھے تھے۔ گیارہ بج کر بیس منٹ صبح کو ہم نے چڑھائی شروع کی اور عربی بارہ بج کر بیس منٹ پر پہاڑ کی چوٹی پر غار شریف میں پہنچ گئے۔ راہ میں چار جگہ سانس لی۔ راستہ

Marfat.com

پیچیدہ اور دشوار ہے۔ اکثر جگہ خاردار درخت اور پاؤں میں چبھنے والے پتھر ہیں بہت احتیاط سے قدم رکھنا پڑھتے ہیں۔ مگر اس کے باوجود ہمارے ساتھ بوڑھی عورتیں کمزور مرد ہیں جو شوق میں چڑھتے چلے جارہے ہیں۔ کسی نے کہہ دیا۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق اس پہاڑ پر ننگے پاؤں چڑھتے تھے۔ یہ سنتے ہی اکثر ساتھیوں نے جوتے اتار لئے۔ حاجی عبدالغفور مجھ سے کہنے لگے۔ کہ مفتی صاحب آپ میرے کندھے پر آجا دیں تاکہ یہ سنت صدیق بھی مجھ سے ادا ہو جائے۔ کہ نائب رسول کو کندھے پر لے کر ننگے پاؤں جبل ثور پر چڑھوں یہ کہتے تھے اور آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے تھے۔ میرے منع کرنے پر انہوں نے اتنا ضرور کیا کہ میرا بازو پکڑ کر یہ سفر طے کرایا۔ اگر میں کسی جگہ پھسلتا۔ تو وہ مجھے روک لیتے۔ جَزَاءُ اللّٰہُ خَیْرُ الْجَزاءِ ہمارے کچھ ساتھی پیچھے رہ گئے ہیں۔ ہم لوگ ایک ایک کر کے لیٹ کر غار ثور میں داخل ہوئے اندر کا نظارہ دیکھ کر سب رونے لگے۔ اس پتھر اور فرش پر سینہ ملتے منہ رگڑتے اور روتے ہیں۔ دو رکعت نماز نفل ادا کی۔ پھر ہم سب نے مل کر اعلیٰ حضرت کا مشہور سلام

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام!

پڑھا۔ لطف آگیا۔ اس غار کی نورانیت اور وہاں پہنچنے پر قلب کی کیفیت الفاظ سے بیان نہیں ہو سکتی۔ سخت سے سخت دل والا بھی وہاں پہنچ کر آنکھوں سے جھڑی لگا دیتا ہے اور حضرت ابوبکر صدیق کے نام پاک کے نعرے لگانے لگتا ہے۔ اس جگہ عبداللطیف افضل صاحب کا قصیدہ پڑھا گیا۔ جو انہوں نے واقعہ ہجرت کے متعلق لکھا ہے۔

اوہ دسدا غمخوار نبی دا اور دسدا
غار دے اندر یار نبی دا اوہ دسدا
ڈاچی لے کے آیا در تے — ہجرت دی تیاری کر کے
چھڈ کے دیس ہوا پردیسی بن کے خدمتگار نبی دا اوہ دسدا
اوہ دسدا غمخوار نبی دا اوہ دسدا
پیاں بھار قدم نہیں لاندا — ثور پہاڑ تے چڑھدا جاندا
صدقہ ہو ہو پیا اٹھاندا پشت تے بھار نبی دا اوہ دسدا

Marfat.com

اوہ دسدا غمخوار نبی دا اوہ دسدا

کیتا فضل خداوند باری یار نے خوب نبھائی یاری
دے کے پلکاں نال بہاری صاف چا کیتا غار نبی دا اوہ دسدا
اوہ دسدا غمخوار نبی دا اوہ دسدا

عشق نے کیتا حال فقیراں کپڑے کر کے لیراں لیراں
بند سوراخ چا غار دے کیتے نہیں منظور آزار نبی دا اوہ دسدا
اوہ دسدا غمخوار نبی دا اوہ دسدا

ڈنگ گیا جاں ناگ تلی نوں درد ہویا تاں جاں جلی نوں
اتھرواں دا قطرہ ٹھٹھا گرم ہو یار خسار نبی دا اوہ دسدا
اوہ دسدا غمخوار نبی دا اوہ دسدا

کافرتک کے غار کنارے یا نبی صدیق پکارے
نہ ڈر نہ یار پیارے کہنا نال پیار نبی دا اوہ دسدا
اوہ دسدا غمخوار نبی دا اوہ دسدا

حضر دا ساتھی، سفر دا ساتھی خندق، احد، بدر دا ساتھی
قبر دا ساتھی، حشر دا ساتھی کون نکھیڑے یار نبی دا اوہ دسدا
اوہ دسدا غمخوار نبی دا اوہ دسدا

ثانی کہہ کے رب وڈھیایا! لقب اصحاب خدا تھیں پایا
ذکر قرآن دے اندر آیا صاف اس یار غار نبی دا اوہ دسدا
اوہ دسدا غمخوار نبی دا اوہ دسدا

افضل جے اس غار تے جاواں میں نیناں دا فرش بچھاواں
جس جا بیٹھے نبی پیارے نالے عاشق زار نبی دا اوہ دسدا
اوہ دسدا غمخوار نبی دا اوہ دسدا

اس قصیدہ پر جو لطف آیا، جو رقت طاری ہوئی وہ عمر بھر یاد رہے گی اتنے میں

Marfat.com

مولانا محمد صادق صاحب خطیب جہلم، جو پیچھے رہ گئے تھے۔ پہنچ گئے۔ بولے غارِ ثور یہ نہیں ہے۔ کچھ آگے ہے۔ حالانکہ اس غار کے منہ پر لکھا ہے۔ ہذا غار الثور اور سرخ تیر کے نشان جو راستہ میں لگے ہوئے ہیں۔ وہ یہاں ہی بند کیے گئے ہیں۔ اور یہاں نورانیت دلوں کی کشش کہہ رہی تھی۔ کہ محبوب کی جلوہ گاہ یہ ہی ہے۔ مگر مولانا کے اس ارشاد پر ہم لوگ بادل ناخواستہ وہاں سے ان کے ساتھ ہو لئے۔ قریباً بیس قدم دور دوسری جانب نیچے اترے ایک اور غار دیکھا۔ مولانا بولے غار یہ ہے وہاں بھی داخل ہو کر نفل ادا کئے۔ مگر وہاں گھستے ہی گھبرا گئے۔ یہاں وہ بات ہی نہ تھی۔ آخر مولانا نے بھی مان لیا۔ کہ واقعی غار ثور یہ ہے۔ اس جگہ حاجی عبدالغفور صاحب کا لایا ہوا ناشتہ کیا۔ پانی پیا۔ پراٹھے اور چنے کی دال نہایت ہی لذیز، چھاگل کا ٹھنڈا پانی بہار دے رہا تھا۔

پھر وہاں سے چلے پہلے والے غار پر لوٹے۔ اب جو آئے تو یہاں افغانی حبشی تکرونی پاکستانی، ہندوستانی، حجاج کا میلہ لگ چکا تھا۔ اب ہم اندر داخل نہ ہو سکے۔ باہر سے ہی درود شریف وغیرہ پڑھتے رہے۔ غرضیکہ ایک گھنٹہ قیام کر کے سوا ایک بجے واپس ہوئے۔ راہ میں دو جگہ آرام کیا۔ اور سوا دو بجے (عربی ٹائم) سے نیچے پہنچ گئے۔ ہم میں سے بعض احباب کا یہ حال تھا۔ کہ جاتے آتے وقت راستے کے پتھروں کو منہ لگا کر چومتے تھے۔ کہ غالباً حضرت ابوبکر صدیق کے قدم ان ہی پتھروں سے لگے ہوں گے۔ جناب صدیق کو برا کہنے والے ذرا اس پہاڑ، اس کے نوکیلے پتھروں، خار دار درختوں کو دیکھیں۔ پھر پتہ لگائیں کہ حضرت صدیق پروانہ شمع رسالت نے کیسی قربانی پیش کی۔ رب تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس غار کا اور حضرت صدیق یار غار کا ذکر بلا وجہ نہیں فرماتا۔ اس کی بہت اہمیت بارگاہ الٰہی میں ہے۔

غار ثور کے فضائل و حالات

غار ثور بہت اہم تاریخی مقام ہے اللہ تعالیٰ نے یا اصحاب کہف کے غار کا ذکر قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ یا غار ثور کا فرماتا ہے۔ ثانی اثنین اذ هما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا یہ غار وہ ہی ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کی رات حضرت

ابوبکر صدیق کے کندھے پر سوار ہو کر یہاں پہنچے۔ یہاں ہی تین دن قیام فرمایا۔

اس ہی غار میں یار غار اور مار غار کا مقابلہ ہوا، آخر کار یار غار اس مار غار پر غالب آیا۔ نجدی حکومت نے جو محلہ مسفلہ کی طرف سے منیٰ و عرفات کو نئی سڑک نکالی ہے۔ یہ سڑک مکہ شریف سے مشرقی جنوبی جانب ہے اس سڑک پر یہ پہاڑ واقع ہے۔ مکہ معظمہ سے سات میل چل کر یہ سڑک چھوڑ دی جاتی ہے۔ تقریباً ایک میل کچی سڑک پر چل کر اس پہاڑ پر پہنچتے ہیں۔ چڑھائی تقریباً تین میل ہے۔ اس پہاڑ کا راستہ جبل ثور کی طرح تنگ اور پھسلن والا نہیں ہے۔ بلکہ قدرے وسیع ہے۔ اکثر جگہ دو طرفہ اور کہیں یک طرفہ پتھر ہموار کر کے دیوار و سیڑھیاں بنا دی گئی ہیں۔ اس دیوار پر جگہ جگہ سبز رنگ کے تیر بنا دیئے گئے ہیں۔ جو رہبر کا کام دیتے ہیں۔ اکثر جگہ پتھر نہایت کھردرے ہیں نوکیلے ہیں جہاں احتیاط سے قدم رکھنا پڑتے ہیں۔ اترتے وقت ننگے پاؤں اترنا بہتر ہے ہم بحمد للہ ننگے پاؤں ہی چڑھے اترے۔ چار جگہ غار ملتے ہیں۔ جن سے دھوکہ لگ جاتا ہے تیسرا غار اصلی ہے یہاں عربی میں ہذا غار ثور اور انگریزی میں دی ہولی لکھا ہوا ہے۔ ایک بہت بڑا پتھر کمرے کے برابر ہے۔ جس میں چھوٹا سا سوراخ ہے۔ لیٹ کر اندر جاتے ہیں۔ اندر چار پانچ آدمیوں بمشکل بیٹھنے کی جگہ ہے۔ دوسری طرف اور سوراخ ہے۔ مگر جانا آنا اس ہی پہلے سوراخ سے ہوتا ہے۔ اس غار سے قریب مختلف جگہ پر خار دار درخت ہیں۔ جن پر جاہل لوگوں نے یہ چیزیں باندھی ہوئی ہیں۔ یہاں زائرین ہمیشہ جاتے آتے رہتے ہیں۔ اللہ توفیق دے۔ تو حاجی یہاں ضرور حاضری دے۔ اس غار کے اندر کی زمین ہموار نہیں بلکہ ابھری ہوئی ہے۔

ہم دو بجے کے بعد اپنی قیام گاہ پر پہنچے۔ آج جمعہ کا دن ہے نماز جمعہ کا وقت قریب ہے۔ کچھ دیر آرام کیا، نماز جمعہ کے لیے گئے۔ اللہ اکبر انسانوں کا ایسا ہجوم دیکھنے میں کم آیا۔ بعد نماز مستری حاجی محمد رفیق صاحب کے ہاں دعوت کھائی۔ عصر سے پہلے طواف وداع کیا۔ زمزم پیا۔ کچھ جدہ کے احباب کے لیے زمزم لیا۔ عصر کی نماز پڑھی۔ حضرت مولانا شاہ سالم میاں صاحب بدایونی سے ملاقات ہو گئی۔ حضرت مولانا نورانی میاں

Marfat.com

سے وعدہ ہمراہی تھا۔ مگر وہ نہ مل سکے۔ حضرت سالم میاں صاحب کی ہمراہی نصیب ہوئی۔ بعد نماز عصر باب السعود سے سواری لی۔ اور جدہ کو روانہ ہو گئے۔ پانچ میل فاصلہ پر پولیس نے چوکی پر تحقیقات کی ہمارے پاسپورٹ اور تنازل دیکھے۔ دو شخصوں کے پاس تنازل نہ تھے بس واپس کر دی گئی۔ بس ان دونوں کو حرم شریف اتار کر پھر واپس گئی۔ پھر اس چوکی پر تحقیقات ہوئی۔ نماز مغرب ہم نے اور حضرت سالم میاں نے یہاں ادا کی پھر جدہ روانہ ہوئے۔ راہ میں دو جگہ اور تحقیقات ہوئی۔ تب کہیں جدہ دیکھنے کو ملا۔ یہاں موقف السیارات یعنی بسوں کے اڈے پر اترے ٹیکسی کرایہ پر لے کر مدینۃ الحجاج پہنچے۔ یہاں خالد بسیونی صاحب سے ملاقات کی۔ جو ہمارے معلم محمد رضانی صاحب کے وکیل ہیں معلم صاحب نے ان کے نام ایک خط بھی ہم کو دیا ہے۔ مگر ان بزرگ نے نہ تو وہ خط پڑھا۔ نہ ہماری طرف التفاف فرمایا۔ نہ ہم سے کلام کرنے کی زحمت گوارہ فرمائی۔ ہمارا سامان سڑک پر رکھا رہا۔ عرض بھی کیا۔ مگر التفات نہ کیا۔ آخر حضرت مولانا سالم میاں صاحب قاری بدایونی کے ذریعہ شاہد حسین صاحب لکھنوی سے ملاقات ہوئی۔ جو معلم شاکر سکندر صاحب کے معاون ہیں اور جدہ میں اپنے حجاج کو رخصت کرنے آتے ہیں۔ وہ ہم کو محترم عبدالحمید صاحب قریشی کے مکان پر پہنچا آئے۔ جہاں حضرت مولانا احمد نورانی صاحب بھی پہنچ چکے تھے یہ حضرات بہت محبت سے ملے۔ اور قریشی صاحب فوراً کار لے کر مدینۃ الحجاج پہنچے۔ اور ہماری اہلیہ اور سامان کو لائے۔ بہت آرام سے ہم ان کے مہمان رہے۔ انھوں نے ہماری بڑی خدمت کی۔

۲۰ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۲ مئی ۱۹۶۴ء شنبہ

آج مولانا احمد نورانی صاحب مدظلہ نے بہت کوشش سے ہمارے ویزے بنوائے بیت المقدس کا ویزہ تو نہایت آسانی سے بن گیا۔ مگر عراقی سفارت خانہ نے ہمارا پاسپورٹ لے لیا۔ اور کہا۔ کہ بعد مغرب ویزہ لے جانا وہاں سے ہم مدینۃ الحجاج پہنچے۔ اور مدیر الحج کے دفتر سے نوے ریال میں مدینہ پاک کا تنازل حاصل کیا۔ پھر شام کو بعد نماز مغرب عراقی سفارت خانے گئے۔ ویزا حاصل کیا۔ آج دن بھر اسی میں گزر گیا۔ اور کوئی خاص بات نہ

Marfat.com

ہوئی۔ بیت المقدس کا ویزا مفت میں حاصل ہوا۔ عراقی ویزا چھ روپیہ میں حاصل ہوا۔

۱۲ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۳ مئی ۱۹۶۴ء یکشنبہ

آج صبح حضرت مرزا محمد ایوب صاحب سے ملاقات ہوئی۔ قریشی صاحب اپنی کار میں ان کے مکان پر لے گئے۔ انہوں نے بیت المقدس، بیروت بغداد کے سفارت خانوں کو چٹھیاں دیں اور فرمایا کہ ہماری یہ چٹھیاں وہاں پہنچا دینا۔ انشاء اللہ ان کے ذریعے آپ کو زیارات و قیام میں بہت سہولت ہوگی۔ آج شب کو جدہ شریف میں ہماری ایک تقریر ہوئی جو مسجل (ٹیپ ریکارڈ) کر لی گئی۔ پھر جناب محترم مولانا احمد نورانی صاحب نے ملک شام کا ویزا بنوایا۔ جو چودہ روپیہ میں حاصل کیا گیا۔ آج دوپہر کو بھارتی جہاز اسلامی بمبئی روانہ ہو رہا ہے۔ اور قاہرہ کا جہاز المصر اپنے حجاج کو لے کر مصر جا رہا ہے۔ کل پاکستانی حجاج کا جہاز سفینہ عرب کراچی روانہ ہو چکا ہے۔ ہم گودی پر پہنچے۔ گودی کے دو طرفہ کناروں پر یہ جہاز کھڑے تھے۔ روانہ ہونے والے ہی تھے۔ عجیب نظارہ تھا۔ نعرۂ تکبیر اللہ اکبر نعرۂ رسالت یا رسول اللہ سے جو نجدی حکومت کی طرف سے لاؤڈ سپیکر لگائے جا رہے تھے۔ ساری گودی گونج رہی تھی۔ نجدی حکومت کی طرف سے یہ شعر لاؤڈ سپیکر پر پڑھا گیا۔

محمد کا دامن نہ چھوڑو عزیزو

وہی رہنما ہے ہمارا تمہارا

مجھے یہ نعرہ رسالت اور یہ شعر سن کر حیرت ہوئی۔ کہ خدا کی شان ہے نجدی بھی یہ نعرے لگائے۔ یہ شعر گانے لگے۔ اس نعرہ پر دو طرفہ ھندی و مصری حجاج جو جہازوں میں سوار ہو چکے تھے۔ نعرے لگاتے اور روتے۔ کہ اب دیار حبیب ہم سے چھوٹ رہا ہے۔ آخر اچانک اسلامی جہاز نے دو سیٹیاں دی۔ اور لنگر اوٹھایا بمبئی روانہ ہو گیا۔ ادھر مصری جہاز نے سیٹی دی۔ اور روانگی کی تیاری کر لی۔ پھر ہم گھر واپس ہوئے۔ کھانا کھایا۔ نماز ظہر پڑھی کچھ آرام کیا۔ بعد عصر موقف السیارات یعنی جدہ کے بسوں کے اڈے پر آئے۔ اور نہایت نفیس کار بیس ریال فی کس کے حساب سے کرایہ پر لی۔ اور مدینہ منورہ واپس روانہ ہو

Marfat.com

گئے۔ چھ گھنٹہ میں یعنی شب کو دو بجے پاکستانی ٹائم سے مدینہ منورہ پہنچ گئے نماز عشاء پڑھی سو رہے ہے۔

۲۲ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۴ مئی ۱۹۶۴ء دوشنبہ

آج صبح حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب دامت برکاتہم کے ہاں حاضری دی۔ وہاں کئی ملکوں کے اہل سنت حجاج جمع تھے۔ بہت دلچسپ نورانی مجلس رہی حضرت مولانا احمد نورانی صاحب نے ہماری روانگی بیت المقدس کے لئے ہوائی جہاز کے دفتر سے دو سیٹ مانگیں۔ انہوں نے کہا کہ عمان کو ہوائی جہاز اتوار اور بدھ کو جاتا ہے۔ اس بار بجائے بدھ کے جمعرات کو جاوے گا۔ انشاءاللہ اس میں سیٹیں دے دی جائیں گی۔ آج قبل مغرب حاجی غلام حسین صاحب، مالک پاکستانی ہوٹل نے باب جبریل کے باہر ہماری دستار بندی کی اعلیٰ درجہ کا عمامہ سات گز کا ہمارے سر پر لپیٹا، گنبد خضراء شریف سامنے تھا۔ پھر باچشم نم ہم نے اور انہوں نے گنبد پاک کی طرف رخ کر کے دعائیں مانگیں۔ عجیب پرکیف منظر تھا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اب ہم کو عنقریب وداع فرمانے والے ہیں۔ یہ سب علامات اسی کی ہیں۔ اب ہم حسرت سے روضۂ خضراء کو تکا کرتے ہیں یہ تین ماہ چشم زدن میں گذر گئے۔

۲۳ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۵ مئی ۱۹۶۴ء سہ شنبہ

آج صبح جناب سیٹھ احمد، صاحب بیرسٹر کاٹھیاواڑی مقیم کراچی ہمارے ڈیرہ پر تشریف لائے۔ مختلف باتیں ہوتی رہیں۔ ذکر آیا کہ تاریخ مدینہ میں کتاب وفاء الوفاء بہت بہترین کتاب ہے۔ میں نے کہا کہ خلاصہ الوفاء تو میرے پاس ہے۔ وفاء الوفاء نہیں۔ اور یہاں حرمین طیبین میں ملتی بھی نہیں۔ کہ ممنوع ہے۔ یہ ذکر اتفاقیہ ہوا تھا۔ ڈیڑھ گھنٹہ بعد سیٹھ صاحب نہایت اعلیٰ مجلّد چار جلد تلاش کر کے لائے۔ اور مجھے تحفہ دے گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عطیہ مبارک ہے۔ اس بار مجھ پر عطایا نبویہ کی بارشیں ہو رہی ہیں۔ حج

Marfat.com

سے واپسی کے بعد قلب کی کیفیت وہ نہیں ہے۔ جو اس سے پہلے تھی۔ دل کہہ رہا ہے کہ اب حضور وداع فرما رہے ہے۔ حرم شریف حجاج سے بھرا ہوا ہے۔ بہت رونق ہے۔ مگر دل اڑا اڑا سا رہتا ہے۔ پہلا سا سکون نہیں آج بعد نماز ظہر حضرت مولانا احمد نورانی صاحب نے اپنے والد ماجد حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب دامت برکاتہم القدسیہ کے مکان پر کرایا۔ شامی، مصری، تکرونی پاکستانی حجاج کا اچھا مجمع تھا۔ اولاً ختم قرآن مجید ہوا۔ پھر شامی و مدنی حضرات نے میلاد شریف پڑھا۔ پھر سب کو زردہ پلاؤ کھلایا گیا۔ حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ وہ خوش نصیب مرد مومن ہیں۔ جنہوں نے اپنا مکان مدینہ منورہ میں بنایا۔ جب ۶۲ سال کی عمر شریف ہوئی۔ تو مدینہ منورہ میں جم کر مقیم ہو گئے۔ باہر سے دعوتیں آتیں تو فرما دیتے کہ میری زندگی کا ایک سال اور باقی ہے وہ میں یہاں ہی گزارنے لگا ہوں۔ اب میں مدینہ طیبہ کی موت کا منتظر ہوں۔ آخر کار عمر شریف کے ۶۳ سال پورے فرما کر ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ کو مدینہ پاک میں ہی وصال فرمایا۔ اور جنت البقیع میں اپنی والدہ محترمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ کے قدموں میں ہمیشہ کے لیے سو گئے۔

چنانچہ یہاں ہی ان کا عرس ۲۳ ذی الحجہ کو ہر سال کیا جاتا ہے۔ جس سال ہم بسوں کے ذریعہ حج کو آئے تھے۔ ہمارے مدینہ منورہ پہنچنے سے چار دن پہلے آپکا وصال ہوا تھا۔

۲۴ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۶ مئی ۱۹۶۴ء چہار شنبہ

آج ہم نے اردن، شام اور عراق کے سکے مدینہ منورہ سے ریال کے ذریعہ تبدیل کر لئے۔ عراقی دینار ۱۱ ریال دو قرش میں اردنی دینار ۱۲ ریال ۱۳ قرش میں شامی لیرا ایک ریال ۳ قرش میں ملا۔ اب ہم صرف دو تین دن کے مدینہ پاک میں مہمان ہیں۔ آج شب ایک نجدی مولوی نے حرم میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کا انکار کیا۔ اور اولیاء اللہ کی شان میں بہت بکواس کی۔ حضرت احمد کبیر رفاعی اور حضور غوث الثقلین بغدادی رضی اللہ عنہ کی توہین کی۔ جس پر شامی، مصری حجاج بگڑ گئے۔ انت کذاب انت عد

Marfat.com

والا دنیا عانت عد والا ابنیاء۔ اور جوتوں، لاتوں، گھونسوں سے بہت مرمت کی حرم شریف کی پولیس فساد کو روکنے میں ناکام رہی۔ آخر شہر سے ڈی ایس پی، کوتوال، مدیر وغیرہ مع گارڈ کے پہنچے۔ اس نجدی عالم کو گرفتار کر کے امر بالمعروف کے دفتر لے گئے۔ حجاج سے کچھ نہ کہا۔ نہ معلوم کہ اس نجدی کو کیا سزا دی۔ حکومت اگرچہ نجدی ہے مگر حجاج کا بہت لحاظ کرتی ہے۔ نجدی مولوی گستاخیوں سے باز نہیں آتے۔ آج شب کو مدینہ شریف باب النجار میں ہمارا وعظ ہے۔ مدینہ منورہ کے احباب کہتے ہیں۔ کہ آخری وعظ جاتے ہوئے سنا جاؤ۔

۲۶ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۸ مئی ۱۹۶۴ء جمعہ

آج ہم نے مسجد نبوی شریف میں آخری جمعہ ادا کیا۔ بہت حجاج کے چلے جانے کے باوجود حرم نبوی شریف کھچا کھچ بھرا ہوا ہے۔ بلکہ باہر سڑکوں پر بھی نمازیوں کا ہجوم ہے۔ ہر طرف ٹریفک رکی ہوئی ہے۔ آج بعد نماز جمعہ حضرت مولانا نورانی میاں صاحب نے ہوائی دفتر سے ہمارے لئے ہوائی جہاز میں سیٹیں بک کرالیں۔ اتوار کی صبح کو انشاء اللہ ہم عمان روانہ ہو رہے ہیں۔ آج ہی سے ہم حسرت سے گنبد خضراء اور مدینہ منورہ کی ہر چیز کو دیکھتے ہیں۔ ہر سلام کے موقعہ پر دل کی عجیب کیفیت ہوتی ہے۔ رب تعالیٰ خیریت سے یہ سفر طے کرائے۔ اور بار بار مدینہ پاک کی حاضری نصیب ہو۔ آج شب کو حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب قبلہ کے دولت کدہ پر ہمارا آخری وعظ ہوا۔ جس میں حضرت خواجہ نظام الدین صاحب زیب سجادہ تونسہ شریف قبلہ محمد فاروق صاحب کراچی، کولمبو کے سیٹھ صالح صاحب اور سیٹھ اسمٰعیل صاحبان اور بہت سے اہل مدینہ نے شرکت کی۔ مجمع بہت تھا۔ قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ کی تفسیر عرض کی گئی۔ بہت کیف و سرور رہا۔ تقریر ٹیپ ریکارڈ کرلی گئی۔ رات کو ساڑھے پانچ بجے عربی ٹائم سے میلاد شریف ختم ہوا۔

۲۸ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۱۰ مئی ۱۹۶۴ء یکشنبہ

آج شب کو حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب مدظلہ کے مکان پر ہمارا وعظ ہوا۔

Marfat.com

کل شنبہ کی شب بھی وعظ ہو چکا تھا۔ آج صبح ہم نے آخری سلام بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کیا ہم کو سلام کے وقت یہ خبر نہ تھی۔ کہ یہ ہمارا آخری سلام ہے۔ مگر وہ آخری سلام ثابت ہوا۔ کچھ دیر بعد حضرت مولانا خلیل صاحب مع ایک ساتھی کے ہماری رباط میں تشریف لائے۔ فرمایا کہ آپ کا عمان کا جہاز مطار یعنی ہوائی اڈہ پر آچکا ہے۔ بہت جلد مطار پہونچو مولانا نورانی میاں مطار کے دفتر پر تمہارے منتظر ہیں۔ یہ سنتے ہی ہم بہت جلد دفتر پہنچے۔ مولانا نورانی صاحب نے فرمایا۔ کہ مطار کی بس کا انتظار نہ کرو۔ فوراً اپنی ٹیکسی لے کر مطار پہنچ جاؤ۔ ہمارے میزبان فیض محمد صاحب نے نو ریال میں ٹیکسی کی۔ ہم مطار پہنچے معلوم ہوا کہ وہ خبر بالکل غلط تھی۔ فیض محمد صاحب ہم کو الوداع کرنے مطار پر آئے۔ ایک ہوائی جہاز دمشق کا آیا۔ اور شام کی سواریاں لے کر اڑ گیا۔ ہم منہ دیکھتے رہ گئے بہت افسوس ہوا کہ چلتے وقت ہم نے اپنے نبی کو آخری سلام بھی عرض نہ کیا۔ مطار سے ہی سلام پڑھا الوداع ہوئے۔ مطار مدینہ منورہ سے قریباً ۲۰ کلو یعنی ۱۵ میل ہے قریب مغرب تک ہم نے ہوائی جہاز کا انتظار کیا۔ آخر کار حضرت مولانا نورانی میاں۔ مفتی غلام قادر صاحبان مطار پر پہنچے۔ ان بزرگوں نے ہمارے ٹکٹ و سامان واپس لیا ہم کو مدینہ منورہ ٹیکسی میں واپس لائے۔ ہم نے نماز مغرب حرم شریف میں ادا کی۔ اور بعد عشاء صلوٰۃ والسلام سے مشرف ہوئے۔ اس بار ہم اب تک چھ دفعہ مدینہ شریف میں آچکے ہیں۔ رمضان میں مدینہ پاک آئے۔ پھر زیارات بدر کے بعد آئے۔ پھر زیارات ابواء کے بعد آئے۔ پھر زیارات خیبر کے بعد آئے۔ پھر حج کر کے آئے۔ پھر آج تو بالکل جا کر آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہے کہ بار بار مدینہ شریف بلا رہے ہیں۔ حاجی غلام حسین صاحب دیکھتے ہی لپٹ گئے۔ بولے میں نے آج آپ کے وعظ کا اعلان کر دیا تھا۔ مجھے آپ کے جانے کی خبر نہ تھی۔ رب نے آپ کو میرے ہاں وعظ کے لیے دوبارہ مدینہ پاک بھیجا ہے۔ رات کو انکے ہاں تقریر کی۔

۱۰ محرم الحرام ۱۳۸۴ھ ۲۱ مئی ۱۹۶۴ء پنجشنبہ

آج عاشورہ کا دن ہے۔ یہاں مدینہ منورہ میں اس تاریخ کا کوئی اہتمام نہیں

Marfat.com

معلوم ہی نہیں ہوتا۔ کہ آج سید الشہداء کی تاریخ شہادت ہے البتہ مدینہ پاک کے عوام اہل سنت چھپے دبے اپنے گھروں میں فاتحہ کراتے ہیں۔ چنانچہ آج شب حاجی قاسم سندھی کے ہاں جلسہ ذکر شہادت ہوا۔ جس میں ہماری تقریر ہوئی۔ جلسہ کے اختتام پر بعض حضرات نے میلاد شریف پڑھنا چاہا۔ ہم نے عرض کیا۔ کہ مجلس ذکر شہادت میں میلاد شریف جائز نہیں۔ تب ان حضرات کو اس مسئلہ پر بہت تعجب ہوا۔ آج شب کو حاجی غلام حسین صاحب مالک پاکستانی ہوٹل کے ہاں وعظ ہے۔ جگہ جگہ مدینہ پاک میں شربت کی سبیلیں لگی ہوئی دیکھی گئیں:۔

۱۱ محرم الحرام ۱۳۸۴ھ ۲۲ مئی ۱۹۶۴ء جمعہ

آج ہم نے مدینہ منورہ سے عمان و بیت المقدس کے سفر کا ارادہ کر لیا۔ آج شب کو حاجی غلام حسین صاحب مالک پاکستانی ہوٹل کے ہاں ہمارا الوداعی جلسہ ہوا۔ ذکر شہادتیں کی تقریر ہوئیں۔ اولا ہم نے پھر حضرت مولانا محمد صادق صاحب خطیب جامع مسجد خانساماں جہلم نے شہادت امام عالی مقام پر تقریریں کیں۔ آخر میں حضرت مولانا احمد نورانی صاحب نے مسئلہ حیات النبی و حیات شہداء پر نہایت اعلیٰ تقریر فرمائی۔ مجمع جھوم گیا۔ کل عمان کو ہوائی جہاز مدینہ منورہ سے جاوے گا۔ ہر سینچر کو یہاں سے عمان و دمشق جہاز اڑتا ہے۔ ہم نے ٹکٹ داخل کئے۔ سامان اور سفر کی تیاری کر دی۔ بعد نماز جمعہ بارگاہ نبویہ عالیہ میں اسلام عرض کرنے کھڑے ہوئے۔ تو فراق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال سے آنکھوں سے جھڑی لگ گئی۔ بعد نماز عصر ہوائی جہاز کے دفتر میں سامان پہنچایا۔ مگر انہوں نے کہا۔ کہ کل بعد نماز فجر فوراً مع سامان یہاں پہنچو آخر کار حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب کے دولت خانہ میں سامان رکھا اور واپس آ گئے۔

۱۲ محرم الحرام ۱۳۸۴ھ ۲۳ مئی ۱۹۶۴ء شنبہ

آج ہماری الوداع کا دن ہے۔ بھائی عبد الحفیظ صاحب ابن حافظ عبد الرشید صاحب

Marfat.com

پان والے متصل باب مجیدی مدینہ منورہ نے ہماری الوداعی دعوت کی۔ صبح تہجد کے وقت اٹھے۔ ضروریات سے فارغ ہو کر وضو کیا۔ حرم شریف حاضر ہوئے۔ الوداعی سلام عرض کیا۔ اور نوافل پڑھے۔ ایک گھنٹہ بعد نماز فجر ہوئی۔ بعد نماز فوراً ہوائی جہاز کے دفتر پہنچے۔ عبدالحفیظ صاحب اور ہمارے میزبان فیض محمد صاحب ہم کو پہنچانے مطار پر آئے۔ بہت سے حجاج نے دفتر سے ہی الوداع کہی۔ بیس منٹ میں مطار یعنی ہوائی اڈہ پر پہنچے۔ یہاں بھائی فیض محمد صاحب نے پرتکلف ناشتہ کرایا۔ حاجی غلام حسین صاحب نے چلتے وقت بہت سا کھانا و مٹھائی ساتھ کر دی تھی۔ تمام کاموں سے فارغ ہی ہوئے تھے۔ اور نماز اشراق پڑھی ہی تھی۔ کہ ہوائی جہاز آ گیا۔ سامان رکھوایا۔ سوار ہوئے۔ پورے ساڑھے بارہ بجے یعنی پاکستانی ساڑھے نو بجے جہاز نے پرواز کی۔ ہم کو پہنچانے والے حضرات بہت مغموم تھے۔ دوبارہ حاضری کے لیے دعائیں کر رہے تھے۔ ہم نے مدینہ پاک میں تین ماہ تیرہ دن قیام کیا۔ مکہ معظمہ میں چودہ دن حاضری دی اس وقت ہم ہوائی جہاز میں بیٹھے ہوئے یہ سطور لکھ رہے ہیں۔ جہاز اٹھارہ ہزار فٹ بلندی پر اڑ رہا ہے۔ ہر لحظہ مدینہ پاک دور ہوتا جا رہا ہے۔ راستہ میں ہم کو بہت پرتکلف ناشتہ مع چاء و بوتل اور ٹھنڈا پانی دیا گیا۔ ہمارا جہاز عربی ٹائم سے سوا تین بجے یعنی پاکستانی سوا بارہ بجے دوپہر کو عمان کے مطار پر پہنچا۔ یہاں ہوائی اڈہ بہت شاندار ہے۔ گھڑیاں عجیب قسم کی دیواروں میں لگی ہوئی ہیں۔ پونے تین گھنٹہ میں ہم مدینہ منورہ سے عمان پہنچے۔ اللہ اکبر بیت المقدس کی سر زمین میں ہم نے آج قدم رکھا۔ عمان کا ہوائی اڈہ بہت خوبصورت ہے۔ اتفاقاً ہم کو ہوائی جہاز میں دو ساتھی مل گئے۔ نعمت اللہ صاحب عاصمی۔ ڈپٹی ڈائریکٹر انجنیئر سٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی اور وکیل معداللہ صاحب بہار کالونی کراچی مسان روڈ مکان نمبر ۵/۷ مسان روڈ مع اپنی اہلیہ کے اس لئے ہم عمان پہنچتے پہنچتے پانچ آدمی ہو گئے۔ عمان پر ہوائی جہاز میں ہی کسٹم آفیسر آ گئے۔ ہمارے پاسپورٹ وہاں ہی لے گئے۔ پھر ہم کو اترنے کی اجازت دی۔ تھوڑی دیر ہم ہوائی اڈے پر ٹھہرے۔ کہ انہوں نے خود آ کر ہمارے پاسپورٹ واپس کر دیئے۔ مہر داخلہ لگا دی یہاں حکومت کی طرف سے شہر پہنچانے کے لیے بس نہیں ملتی۔ بلکہ ہر مسافر اپنے خرچ پر شہر جاتا ہے۔ مطار پر کرایہ کی کاریں بہت کھڑی ہوتی ہیں۔ ہم نے پانچ آدمیوں کی کار

Marfat.com

سات دینار سے کرایہ پر لی۔ اور حسب ذیل زیارات کی شرط لگائی۔ عمان کی سیر بحر لوط جس کو بحر میت بھی کہا جاتا ہے۔ روضۂ حضرت موسیٰ علیہ السلام، بیت المقدس شہر میں پہنچانا بیت اللحم اور خلیل الرحمن کی زیارات۔ چنانچہ ٹیکسی والے نے ہم کو یہ تمام زیارات کرا کر رات کو دس بجے پاکستانی ٹائم سے شہر بیت المقدس زاویہ معندیہ میں پہنچایا۔ زاویہ معندیہ ایک آرام دہ مسافر خانہ ہے۔ جس کے مالک شیخ محمد منیر صاحب اور ان کی بوڑھی ماں مریم بی بی ہیں بہت خوش خلق ہیں۔ فی چارپائی دو روپیہ روزانہ کرایہ لیتے ہیں۔ آرام دہ کمرہ دیتے ہیں۔ ہم نے پانچ آدمیوں والا کمرہ کرایہ پر لیا۔ اور آرام سے رات گذاری۔

شہر عمان

عمان شہر اردن کا دارالخلافہ ہے۔ پہاڑیوں سے گھرا ہوا ہے۔ بہت خوبصورت ہے۔ یہاں کے لوگ بہت خوبصورت نہایت با اخلاق ہیں۔ شہر ہموار جگہ پر آباد نہیں۔ بلکہ نشیب و فراز میں آبادی ہے۔ کوئی محلہ بہت بلندی پر ہے۔ کوئی نہایت ہی پستی میں۔ یہاں قصر شاہی اور جامع حسینیہ وسیع عمارت ہے۔ جہاں جانے کی اجازت نہیں۔ ہم نے دور سے ہی یہ محل دیکھا۔ یہ شاہ حسین بادشاہ اردن کا محل ہے۔ جامعہ حسینیہ عمان کے آخری کنارہ پر بہت خوبصورت تین منزل عمارت ہے۔ سنگ سیاہ، سنگ سفید سے بنی ہوئی ہے۔ نچلی عمارت زمین سے متصل ہے۔ جس میں مدرسہ ہے۔ اوپر کی دو عمارتوں میں مسجد ہے مردوں کے لیے علیحدہ جگہ ہے۔ عورتوں کی جگہ علیحدہ ہے۔ اس مسجد پر ۷۵ ہزار دینار خرچ ہوئے ہیں۔ جو صرف ایک شخص نے خرچ کیے۔ اس کے موجودہ موذن سیف الدین ہیں۔ اور امام شیخ احمد۔ موذن صاحب اسکول کے طالب علم ہیں۔ جو انگریزی لباس، انگریزی شکل میں رہتے ہیں۔ کوٹ پتلون پہنے ہوئے ننگے سر ہی اذان کہتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں نہایت خوش الحانی سے انہوں نے اذان کہی۔ اور بعد اذان الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھا۔ امام صاحب باشرع ہیں۔ داڑھی والے ہیں۔ تعمیر ۱۳۸۱ھ سنہ ۱۹۶۱ء عیسوی میں ہوئی۔ حسین ابن طلال اس کے بانی ہیں۔

Marfat.com

ہم پانچوں نے نماز ظہر باجماعت یہاں ہی ادا کی۔ عمان میں کچھ عیسائی بھی ہیں۔ مگر اکثریت مسلمانوں کی ہے۔ جامعہ حسینیہ سے کچھ فاصلہ پر عیسائیوں کا گرجا ہے۔ مسلمان اور عیسائی ملے جلے آباد ہیں۔ جامع مسجد کے دونوں حصوں میں ایسے خوشنما غالیچے بچھے ہیں کہ سبحان اللہ ان کی تعریف نہیں ہو سکتی۔ ایک سائز ایک وضع قطع کے غالیچے تمام مسجد میں بچھے ہیں ہم نے دو گھنٹہ عمان میں قیام کیا۔ پھر بیت المقدس کی طرف بعد نماز ظہر چل دیئے۔ عمان سے بیت المقدس تک سڑک نہایت پختہ ہے۔ دو طرفہ چھوٹی پہاڑیاں ہیں جو سبزہ سے ڈھکی ہوئی ہیں اور پہاڑوں کے دامن میں میلانی علاقہ ہے۔ جو سبز و شاداب ہے۔ ابھی یہاں گندم ہری ہے۔ تاحد نظر کھیت نظر آتے ہیں۔ ہماری کار ہوا سے باتیں کرتی فراٹے بھرتی چلی جا رہی ہے قریباً تیس میل پر ایک خوبصورت بستی ملی جس کا نام ناعور ہے۔ پھر نہر اردن سے گذرے۔ اردن چھوٹی سی نہر ہے۔ جس میں اس وقت پانی تھوڑا ہے۔ اس پر خوبصورت پل بنا ہے۔ پل کے اس طرف کا علاقہ اردن کہلاتا ہے۔ اور دوسری طرف کا علاقہ فلسطین ہے۔ یہاں کسی کو اترنے کی اجازت نہیں۔ پولیس کا پہرہ ہے۔ ہم اس پل کو پار کر کے فلسطین میں داخل ہو گئے۔ یہ علاقہ اردن سے بھی زیادہ سرسبز ہے۔ عمان سے بیت المقدس ۹۵ کلو فاصلہ پر ہے۔ ۵۵ کلو پر پہنچ کر بحیرہ لوط یعنی بحیرہ المیّت ہے۔ یہاں بہت خوبصورت غسل خانے حمام بنے ہیں۔ جہاں اکثر عیسائی اور مغرب زدہ مسلمان مرد و عورت غسل کرنے آتے ہیں۔ سمندر نما ہے۔ سامنے خوبصورت پہاڑ ہیں سامنے یہ سمندر ہے۔ یہاں بہت لوگ نہا رہے تھے۔ یہاں آدمی ڈوبتا نہیں۔ پانی اس قدر کڑوہ ہے۔ کہ اس میں کوئی جاندار زندہ نہیں رہتا ہے۔ ہم نے پانی چکھا۔ تو زبان کٹ سی گئی ہاتھ پاؤں پر نمک جم گیا۔ اس بحیرہ کے پاس نمک جمانے کے کھیت سے ہیں جہاں یہ پانی جمع کر کے خشک کر دیا جاتا ہے۔ سوکھ کر نمک بن جاتا ہے۔ یہاں سے آگے بڑھے۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے مزار پر انوار پر پہنچے۔

مزار موسیٰ علیہ السّلام

عمان سے ۶۳ کلو راستہ طے کرنے کے بعد بائیں طرف ایک میل پختہ سڑک طے کرتے

Marfat.com

پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مزار شریف ہے۔ یہ جگہ بیت المقدس سے ۲۷ کلو کے قریب ہے۔ یہاں کوئی بستی نہیں۔ اس جگہ کا نام نبی موسےٰ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزار پر عمارت پرانی طرز کی ہے۔ ایک چھوٹی سی مسجد ہے۔ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے نام لکھے ہیں۔ اس کے بائیں طرف ایک حجرہ ہے۔ جس میں موسیٰ علیہ السلام کا مزار شریف واقع ہے۔ یہ مزار ساڑھے پانچ ہاتھ لمبا اور آٹھ فٹ اونچا ہے۔ قبر شریف کے آس پاس لکڑی کی خوبصورت جالی ہے۔ اور تمام قبر شریف پر سبز ساٹن کا غلاف چڑھا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ غلاف کے نیچے کوئی روئی والا گدہ بھی ہے۔ حجرہ مبارک کے دروازہ پر یہ آیۃ لکھی ہے وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوسٰى تَكْلِيْمًا حجرہ شریف مقفل رہتا ہے۔ یہاں مسلمانوں کا قبضہ ہے یہودیوں کو جانے کی اجازت نہیں۔ چار طرف بہت سے دو منزلہ حجرے ہیں۔ جن میں فوج رہتی ہے سخت پہرہ ہے۔ ہم نے ایک فوجی سپاہی سے قبر انور کا دروازہ کھولنے کو کہا۔ تو اس نے جواب دیا۔ کہ متولی صاحب قدس گئے ہوئے ہیں۔ چابی ان کے پاس ہے۔ دوسرے فوجی نے کہا۔ کہ چابی میرے پاس ہے۔ چنانچہ حجرہ کھولا۔ ہم سب داخل ہوئے۔ حجرے میں فاتحہ پڑھنے کے لیے خوبصورت چٹائی بچھی ہے۔ اور قبر کے جنوبی جانب نوافل کے لیے محراب بنی ہے ہم نے مسجد میں بھی نوافل پڑھے۔ اور یہاں محراب میں بھی پڑھے۔ چٹائی پر بیٹھ کر فاتحہ پڑھی صحن میں نہایت شیریں اور بہت ٹھنڈے پانی کا کنواں ہے۔ جو صرف چار پانچ ہاتھ گہرا ہے وہاں پانی بھر کر خوب سیر ہو کر پیا۔ یہاں کے منتظم کا نام حاجی محمد ابن عبدالرحمن ہے مزار شریف کے سرہانے پیسے ڈالنے کے لئے صندوقچی ہے ہم نے وہاں سو فلس پیش کیے مزور نے قبول نہ کیے۔ بلکہ فرمایا کہ اس صندوقچی میں ڈال دو۔ اس مسجد میں بہت سے قرآن کریم کے نسخے رکھے ہیں۔ تلاوت کے لیے مزار مقدس میں بہت دلکشی بھی ہے۔ ہیبت وجلال بھی وہاں پہنچ کر تمام واقعات موسوی کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آگیا۔ فاتحہ اور دعاؤں میں بہت دل لگا۔ قریباً ایک گھنٹہ وہاں ٹھہرے پھر وہاں سے روانہ ہوئے۔ یہ جگہ پہاڑوں کے بیچ میں اس کے قریب ایک سرخ رنگ کی پہاڑی ہے بہت دل کش نظارہ ہے۔ مزار مقدس بہت فیض ہے۔ ہر زائر کو یہاں ضروری حاضری دینی چاہیئے۔

Marfat.com

بیت اللحم

بیت اللحم شہر بیت المقدس سے قریباً تیس کلو دور مشہور بستی ہے۔ بہت اچھا شہر ہے۔ اس کے اگلے کنارہ پر حضرت راحیل زوجہ یعقوب علیہ السلام یعنی والدہ یوسف علیہ السلام کی قبر شریف ہے۔ یہ قبر شریف یہاں کے قبرستان میں ہے۔ قبر شریف پر قبہ بنا ہوا ہے آٹھ فٹ اونچی پانچ ہاتھ لمبی قبر شریف ہے۔ یہاں کے منتظم عیسائی ہیں۔ بیت اللحم میں دس فیصدی مسلمان ہیں۔ اور نوے فیصدی عیسائی بجلی کا نہایت اعلیٰ انتظام ہے۔ سارے شہر میں صرف ایک جامع مسجد ہے اس کے مقابلے میں قریب ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جاء پیدائش ہے۔ یہاں بہت پرانا گرجا ہے۔ اس گرجے کو بیت اللحم کہتے ہیں اسی نام پر شہر کا نام بیت اللحم ہے یہ گرجا تمام دنیا کے گرجوں سے زیادہ پرانا ہے۔ عجیب قسم کی عمارت ہے۔ ہم کو ایک عیسائی انگریز اندر لے گیا۔ بہت گہری عمارت چلی گئی ہے۔ اندر جا کر دیکھا۔ کہ ایک محراب سی پتھر کی بنی ہوئی ہے۔ جس پر غلاف پڑا ہے۔ اور بہت آراستہ ہے۔ محراب کے اندر اور دروازہ پر موتی لٹک رہے ہیں۔ غلاف اٹھا کر اصلی پتھر نظر آیا۔ اسی جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی اصلی پتھر ویسے ہی محفوظ ہے۔ وہ پادری ہم کو سورہ مریم کی آیات وضاحت سے پڑھ کر سناتا جاتا اور زیارات کراتا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ ہمارے رفیق سفر حاجی نعمت اللہ صاحب کو شبہ ہوا کہ یہ مسلمان ہے۔ جاء ولادت کے قریب ہی اس کھجور کی جگہ ہے۔ جس کے پھل حضرت مریم نے بوقت ولادت عیسیٰ علیہ السلام کھائے یہاں درخت تو نہیں ہے ہاں اس جگہ سنگ مرمر کا ایک پتھر رکھا ہے۔ جس کے وسط میں کھجور کی جڑ کی برابر سوراخ ہے میں نے آج تک ایسا خوبصورت گرجا نہیں دیکھا۔ یہاں بہت راہبہ عورتوں اور بڑے چغے پہنے ہوئے داڑھی والے پادری صاحبان سے ملاقات ہوئی۔ جو بڑے اخلاق سے ملتے تھے مرحبا تفضلو یعنی آیئے، خوش آمدید، اندرون گرجا ایک لڑکا ایک تھالی میں موم بتی جلائے۔ بتی کے آس پاس کچھ پیسے رکھے ہوئے ہمارے پاس آیا۔ اور چندہ مانگا آخر ہم

Marfat.com

سے پچاس فلس وصول کئے پھر ہم گرجا سے واپس آئے سیر کرانے والے عیسائی نے ہم سے تین شلنگ فیس مانگی مگر ہم نے اسے کچھ نہ دیا۔ بہ مشکل جان چھوڑائی جو گرجے میں پچاس فلس دے آئے تھے اوس کا ہی افسوس ہے پھر ہم خلیل الرحمٰن کو روانہ ہوئے۔

خلیل الرحمٰن

خلیل الرحمٰن بہت اچھا خوبصورت شہر ہے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ اس جگہ کا نام پہلے کنعان تھا۔ اللہ اعلم یہ شہر بیت المقدس سے ۴۸ میل جانب جنوب مغرب ہے بیت المقدس سے بہت سواریاں بس ٹیکسی وغیرہ چلتی ہیں اس شہر کے وسط میں ایک نہایت شاندار مسجد ہے اس مسجد کا نام خلیل الرحمٰن ہے۔ اس نام سے یہ شہر خلیل الرحمٰن کہلاتا ہے اس مسجد کا فرش ایک بہت بڑے تہ خانہ پر بنایا گیا ہے۔ اس تہ خانہ کا نام غار انبیاء ہے اس غار میں ۷۵ ہزار پیغمبروں کے مزارات ہیں۔ جن میں حضرت ابراہیم۔ حضرت اسحٰق۔ حضرت یعقوب حضرت یوسف علیہم السلام اور بی بی رفقہ زوجہ اسحاق علیہ السلام بی بی لاائقہ زوجہ یعقوب علیہ السلام کے مزارات قابل ذکر ہیں۔ ان مزارات کے اوپر فرش مسجد میں بہت اونچی اونچی قبریں بنا دی گئی ہیں۔ جن قبروں پر بہت شاندار قبے ہیں۔

بیت اللحم سے الخلیل تک کا علاقہ بہت سرسبز ہے تمام راستہ توت، انجیر، سیب، خرمانی زیتون کے درختوں سے بھرا ہوا ہے۔ بیت اللحم اور الخلیل کے درمیان بیت جالہ بستی قبیعہ و محیب نام کی آبادیاں پڑیں جو کچھ تھوڑے فاصلہ پر ہیں۔ الخلیل بستی بہت نورانی ہے وہاں سے آنے کو دل نہیں چاہتا۔ تمام مزارات میں حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر شریف بہت خوبصورت ہے۔ مسجد الخلیل کے فرش کے کنارہ پر ایک چھوٹی سی چبوتری بنی ہے۔ جس کے وسط میں پیتل کی جالی ہے وہ جگہ غار میں آر پار ہے۔ جالی سے جھانک کر دیکھا جاوے تو خوب نیچے ایک چراغ جلتا نظر آتا ہے۔ جو زیتون کے تیل سے روشن رہتا ہے۔ اوپر سے کسی ذریعہ اٹھا کر اس میں زیتون کا تیل ڈال دیتے ہیں۔ غرضکہ یہ جگہ بہت متبرک ہے۔ اَلَّذِیْ بَارَکْنَا حَوْلَہٗ کا مظہر ہے۔ ہم نے نماز عصر مسجد الخلیل میں

Marfat.com

پڑھی۔ پھر وہاں سے واپس ہوئے نماز مغرب جامعہ اسلامیہ بیت اللحم میں پڑھی۔ خیال رہے کہ بستی الخلیل کو ھبران کہتے ہیں۔ عربی میں رمات الخلیل بھی کہتے ہیں۔ پھر ہم بعد نماز مغرب بیت اللحم سے روانہ ہوئے۔ نماز عشاء کے وقت بیت المقدس میں زاویہ ھندیہ میں پہنچ گئے۔

۱۳ محرم ۱۳۸۴ھ ۲۴ مئی ۱۹۶۴ء یکشنبہ

آج شب کو عشا کے وقت ہم بیت المقدس پہنچے۔ وسط شہر میں زاویہ ھندیہ کے نام سے ایک مسافر خانہ ہے۔ جس کے منتظم شیخ منیر اور ان کی والدہ بی بی مریم ہیں۔ شیخ صاحب سے ملاقات ہوئی۔ بہت اخلاق سے پیش آئے۔ فی چارپائی دو روپیہ یومیہ کے حساب سے ہم نے پانچ آدمیوں والا کمرہ کرایہ پر لیا۔ جس میں چارپائیاں مع بستر نرم و گرم و مع لحاف نہایت صفائی سے بچھی ہوئی ہیں۔ بجلی و پانی کا اچھا انتظام ہے یہاں بہت سردی ہے ہم لحاف اوڑھ کر سوئے صبح بعد نماز فجر ناشتہ کیا۔ اور زیارات کو روانہ ہو گئے۔

بیت المقدس

اس شہر کا انگریزی نام یروشلم ہے۔ اور یہاں کے لوگ اسے قدس کہتے ہیں۔ یہ شہر بڑا پرانا ہے۔ یہاں بہت سی زیارات گاہ ہیں۔ زاویہ ھندیہ سے بازار بہت قریب ہے اور وسط شہر میں مسجد اقصیٰ واقع ہے۔ اللہ اکبر مسجد ہے۔ کہ قدرت خداوندی کا نمونہ ہے۔ بازار کے بائیں ہاتھ بہت مضبوط دروازہ ہے۔ یہاں صدہا کاریں زائرین کی کھڑی ہے اندرون دروازہ دور تک عظیم الشان بازار ہے۔ اس بازار سے ہم گذر رہے تھے کہ ہم کو علامہ جمیل جو مسجد اقصیٰ کے خطیب و امام ہیں۔ مل گئے۔ ان سے ہم کو بہت معلومات حاصل ہوئیں۔ کئی دروازے گذر کر مسجد اقصیٰ اور سامنے صخرہ شریف کی اعلیٰ عمارت نظر آئی۔ دیکھ کر بے اختیار منہ سے نکلا اللہ اکبر مسجد اقصیٰ بہت وسیع اور عالی شان عمارت

Marfat.com

ہے۔ جس کی چھت بے مثال ہے۔ جانب جنوب قبلہ ہے۔ محراب کے متصل بارہ سیڑھیوں کا منبر ہے یہ عمارت عبدالملک ابن مروان اور اس کے بیٹے ولید ابن عبدالملک نے بنوائی ہے اصلی مسجد اقصیٰ اس کے نیچے ہے۔ جواب زمین معلوم ہوتی ہے ہم نے یہاں محراب وغیرہ میں نوافل پڑھے۔ منبر پر چڑھ کر دیکھا بہت وسیع مسجد ہے۔ بعد نوافل ہم کو شیخ الخلیل انصاری اور شیخ الجود انصاری نے جو مسجد اقصیٰ کے مزورین ہیں۔ ان بزرگوں نے ہم کو زمین کے اندر لے جاکر اصل مسجد اقصیٰ دکھائی جو حضرت سلیمان علیہ السّلام نے جنات سے تعمیر کرائی ہے۔ یہ بھی بہت شاندار اور وسیع مسجد ہے۔ اس جگہ حسب ذیل چیزیں ہیں۔ جن کی زیارات کیں محراب مریم جہاں ذکریا علیہ السّلام نے حضرت مریم کو پرورش کے لیے رکھا تھا اور جہاں ان پر جنتی میوے آئے تھے۔ جہاں آپ نے یحییٰ علیہ السلام کے پیدائش کے لیے دعائیں فرمائیں یہ محراب شرق دیوار میں واقع ہے۔ دوسرے محراب داؤد جہاں حضرت داؤد عبادت فرماتے تھے اور یہ محراب جنوبی دیوار میں محراب مریم سے بالکل قریب ہے۔ محراب النبی یہ محراب داؤدی محراب سے غربی جانب کچھ فاصلہ پر ہے اور ان محرابوں سے نسبتاً کچھ اونچی ہے۔ یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی شب حضرات انبیاء اکرام کی امامت فرمائی۔ ہم نے یہاں ہر جگہ نوافل پڑھے لوگ محراب مریم پر اولاد کے لیے اور محراب داؤد میں وسعت علم کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔ پھر ہم اوپر آئے۔ اوپر کا رنگ سنہرا ہے۔ اس میں چند دروازے ہیں۔ ہم شرقی دروازے سے داخل ہوئے۔ اندرون عمارت دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ صخرہ کی چھت ایسی خوبصورت نقشین ہے۔ جیسے زری کے کلاء کا اوپر کا حصہ ہوتا ہے۔ اس سے بھی اعلیٰ ہے۔ جس میں پہاڑ نما بڑا پتھر ہے جس کے آس پاس نہایت خوبصورت لکڑی کا کٹھرا ہے۔ اس کٹھرے میں ایک جانب چھوٹا سا قبہ ہے۔ جس میں اوپر تو حضور کا بال شریف نیچے قدم شریف ہے یہ جگہ ۲۷ رمضان کو زیارت کے لیے کھولی جاتی ہے۔ دوسری جانب یہاں بھی محراب داؤد ہے۔ جہاں داؤد علیہ السّلام عبادت کیا کرتے تھے۔ صخرہ شریف کے دیوار میں

Marfat.com

سورۃ طٰہٰ شریف نہایت خوبصورت لکھی ہوئی ہے اس جگہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم معراج کے لیے آسمان پر روانہ ہوئے۔ صخرہ شریف کی زیارت مسلمان عیسائی اور یہودی سب ہی کرتے ہیں۔ یہاں جب بجلی روشن کی جاتی ہے تو چھت کا عجیب نظارہ ہوتا ہے۔ اس جگہ کو لوگ تخت رب العالمین بھی کہتے ہیں۔ جو پہاڑ نما پتھر اس کے وسط میں ہے۔ اسے صخرہ معلقہ کہا جاتا ہے۔ ہم نے یہاں دعائیں مانگیں۔ یہاں سے فارغ ہو کر ہم قید خانہ جنات میں گئے جو صخرہ سے غربی جانب ہے۔ یہاں بیرونی عمارت ہے اس کے اندر ایک دو وانہ چبوترہ سا ہے جس پر سبز غلاف ہے۔ یہاں حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت ہے۔ جہاں آپ جلوہ گر ہوتے تھے یہاں شیشے کا صحن تھا۔ جسے ملکہ بلقیس پانی سمجھ کر اپنی پنڈلیاں کھولنے لگی تھی۔ اس جگہ حضرت سلیمان بوقت وفات نماز میں کھڑے ہو گئے تھے۔ یہاں ہی آپ کی قبر شریف ہے۔ ہم نے یہاں فاتحہ پڑھی۔ یہاں سے فارغ ہو کر حرم شریف کی حدود سے باہر گئے۔ وہاں حضرت مریم کی قبر شریف کی زیارت کی۔ دیوار حرم اور قبر کے درمیان صرف سڑک ہے۔ یہ جگہ بہت نیچی تہ خانہ کی شکل میں ہے۔ اور بہت سی سیڑھیاں اتر کر وہاں پہنچتا ہے۔ ایک پادری وہاں موجود رہتا ہے۔ جو موم بتیاں جلا کر زائر کو دے دیتا ہے۔ ہم کو بھی دو بتیاں دے دیں۔ جن کی روشنی میں ہم تاریک پیچ دار سرنگ میں داخل ہو گئے۔ بہت محنت سے قبر مریم پر پہنچے۔ وہاں ایک دیوار پائی۔ جس پر جناب مریم کا پورا فوٹو نصب ہے۔ اس جگہ دیوار سی ہے جس کے آگے محراب نما طاق ہے اس محراب میں بہت اعلیٰ موتی لٹک رہے ہیں۔ اور زیتون کے ہلکے ہلکے چراغ جل رہے ہیں۔ جن کی روشنی نہایت ہلکی دھندلی ہے ان زیارات میں ہم کو دوپہر کا وقت ہو گیا بھوک لگی تھی۔ قبر مریم سے اوپر آتے ہی تل والی روٹیاں فروخت ہوتی ملیں۔ ہم نے روٹیاں اور مونگ کی دال کی پکوڑیاں خریدیں وہاں ہی کھائیں بڑے مزے کی تھیں۔ پھر بس کے ذریعہ اپنی قیام گاہ زاویہ هندیہ پر آ گئے آرام کر کے پھر زیارات کے لیے چل دیئے۔ اولاً مسجد سیدنا عمر پہنچے جسے یہاں جامعہ

عمر کہتے ہیں۔ یہ مسجد پرانے زمانہ کی تاریخی عمارت ہے۔ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فتح بیت المقدس کے بعد تعمیر کرائی۔ مسجد اقصیٰ سے قریب ہی ہے اس کے اردگرد عیسائیوں کے گرجا ہیں۔ اس کے متصل بہت بڑا گرجا ہے جس کی عمارت ایسی مضبوط اور عجیب ہے۔ جس کا بیان نہیں ہو سکتا یہ دو منزلی عمارت ہے آج چونکہ اتوار ہے اور بعد نماز عصر کا وقت ہے۔ اس لیے بالائی عمارت پر کچھ عیسائی گا رہے ہیں۔ ہم کو اوپر جانے کی اجازت نہ دی گئی۔ نچلی عمارت کی سیر کی۔ یہاں سامنے ایک لمبا پتھر کا تختہ ہے۔ جس کے متعلق عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی کے بعد اسپر غسل دیا گیا۔ یہاں عیسائی زائرین بڑی عقیدت سے آتے ہیں۔ اس کے شرقی جانب ایک اندھیری تہ خانہ نما عمارت ہے جہاں موم بتی کی روشنی میں جاتے ہیں وہاں برآمدے میں ایک اونچا پتھر ہے۔ جس پر شیشا چڑھا ہے۔ اور چو طرفہ موم بتیاں روشن ہیں۔ عیسائی بڑے احترام سے اس کی زیارت کرتے ہیں مزدور وہاں موجود ہیں۔ اس پتھر کے متعلق وہ کہتے ہیں کہ اس پر جناب مسیح کو سولی دی گئی۔ اس کے متصل چھوٹا سا دروازہ ہے جسے عبور کرکے اندر پہنچے۔ وہاں چھوٹی سی محراب ہے جس میں سخت اندھیرا ہے۔ محراب کے دروازہ پر زیتوں کے چراغ جل رہے ہیں۔ جن کی روشنی بہت ہلکی ہے ہم کو موم بتیاں لے کر وہاں بھیجا گیا۔ اس محراب کے اندر حضرت مسیح کا مصلوبی فوٹو ہے۔ عیسائی کہتے ہیں کہ اس جگہ جناب مسیح علیہ السلام سات دن دفن رہے پھر یہاں سے زندہ کرکے آسمان پر اٹھائے گئے۔ یہاں چھ سات آدمیوں کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے۔ یہاں ہم دو تین مسلمان تھے۔ باقی سب عیسائی تھے۔ جو قبر عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت کر رہے تھے۔ پھر ہم وہاں سے باہر آئے تو عجیب نظارہ تھا۔ وہ یہ کہ بالاخانہ پر گانے والے عیسائی گاتے ہوئے نیچے اترے جن کے آگے ایک پادری زری کا تاج پہنے خاموش آرہا تھا۔ اس کے پیچھے یہ گانے والوں کی جماعت تھی۔ پیچھے ایک اور پادری تھا۔ جس کے ہاتھ میں چھڑی تھی۔ بہت سا لوبان سلگایا

Marfat.com

ہوا ہاتھ میں تھا۔ یہ گانے والے قبر مسیح کے سامنے کھڑے ہو کر گانے لگے پیچھے والا پادری اندر محراب میں گیا۔ پھر دروازہ محراب پر آکر کھڑا ہو گیا۔ اس کے آنے پر وہ گانے والے خاموش ہو گئے۔ اب یہ پادری اکیلا گانے والا ان کے گیت نہ معلوم کس زبان میں تھے۔ جو ہم میں سے کوئی نہ سمجھ سکا۔ بہت دیر یہ تماشا دیکھ کر ہم باہر آئے اور مسجد اقصیٰ گئے۔ اس بار ہم نے مولوی محمد علی جوہر مرحوم کی قبر پر فاتحہ پڑھی۔ مسجد اقصیٰ کو غربی جانب صخرہ شریف سے قریب ایک طویل برآمدہ ہے۔ جس کے پیچھے دراز کمرہ ہے اس میں کئی قبریں ہیں مگر محمد علی جوہر کی قبر ممتاز ہے۔ جالی دار کھڑکی اور جالی دار دروازہ کے اندر سو رہے ہیں۔ جس کے اوپر لکھا ہے ہندی مجاہد اعظم محمد علی جوہر توفی یہ لندن نصف شعبان دفن فی القدس جمعہ ۵ رمضان ۱۳۴۹ء اور ایک گوشہ میں لکھا ہے خادم کعبہ۔ یعنی یہ قبر خادم کعبہ مجاہد اعظم محمد علی جوہر ہندی کی ہے۔ جو نصف شعبان کو لندن میں فوت ہوئے۔ اور پانچ رمضان جمعہ کے دن ۱۳۴۹ھ میں قدس میں دفن ہوئے۔ عام لوگ اس قبر کی زیارت کرتے ہیں۔ ہم نے بھی فاتحہ پڑھی۔ مزار میں بہت جاذبیت ہے وہاں سے فارغ ہو کر ہم اس پتھر شریف کی زیارت کرنے لگے۔ جس سے حضور صلی اللہ علیہ واسلم کا براق شب معراج میں باندھا گیا۔ یہ جگہ صخرہ شریف سے جانب مغرب ہے کئی سیڑھیاں اتر کر اندر پہنچے۔ جہاں کچھ اندھیرا تھا۔ مزدور نے لیمپ جلا کر وہاں روشنی کی زمین سے قریباً دو فٹ اوپر یہ پتھر دیوار میں نسب ہے۔ جس میں سوراخ ہے اس میں پیتل کا کڑا ہے۔ جو بہت گھسا ہوا ہے۔ مزدور نے ہم کو بتایا کہ یہی کڑا وہ ہے۔ جس سے براق باندھا گیا۔ اور پتھر کا یہ سوراخ حضرت جبریلؑ کے اشارہ سے ہوا وہاں نماز کے لیے چٹائیاں پڑی تھیں۔ مگر چونکہ ہم عصر پڑھ چکے تھے۔ اس لیے وہاں نوافل نہ پڑھ سکے۔ دعائیں مانگیں۔ مزدور نے ہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھوایا۔ اب ہم وہاں سے فارغ ہو کر مسجد اقصیٰ کے طہارت خانوں میں گئے۔ جو مسجد اقصیٰ کے بالکل قریب جانب مغرب ہیں۔ سولہ پاخانہ مردوں کے

لئے ہیں سولہ عورتوں کے لیے جنکی جگہ علیحدہ ہے۔ پھر ہم نے صحن میں آکر وضو کیا جہاں چھوٹا سا حوض ہے۔ حوض کے وسط میں پتھر کا بڑا سا پیالہ بنا ہے حوض کے ارد گرد ٹوٹیاں لگی ہیں اور پتھر کی آرام کرسیاں وضو کے لیے نصب ہیں بعد وضو ہم مسجد اقصیٰ میں منبر کے پاس صف اول میں آ بیٹھے نماز مغرب کا انتظار کرنے لگے آخر کار موذن کی اذان کے وقت تک بعض لوگ قرآن خوانی کرتے رہے۔ مؤذن داڑھی منڈائے، کوٹ پتلون پہنے، ننگے سر آئے تکبیر کہی۔ امام صاحب کی خشخشی داڑھی تھی مطابق مذہب مالکی نماز پڑھائی۔ صرف تین صف پیچھے تھیں۔ باقی تمام حرم خالی تھا۔ یہاں حرمین شریفین کی شان کا پتہ لگا کہ وہاں نمازیوں کو سارے حرم میں جگہ نہیں ملتی مگر مسجد اقصیٰ میں جگہ کو نمازی نہیں ملتے۔

بیت المقدس کے موجودہ حالات

اس وقت بیت المقدس بہت خطرات سے گھرا ہوا ہے اس لیے کہ اس کے دو حصے کر دیے گئے۔ آدھا شہر مسلمانوں کے قبضہ میں ہے۔ آدھے پر یہود کی حکومت ہے۔ ہر وقت خطرہ ہے۔ اسلامی علاقہ میں عیسائی بہت کثرت سے ہیں۔ جو مسلمانوں کے ساتھ رہتے بستے ہیں۔ مگر ان دونوں قوموں کی آپس میں چھیڑ چھاڑ نہیں۔ مسلمانوں پر مغربیت بہت غالب ہے۔ عورتیں ننگے سر رانوں تک ننگی مردوں کے ساتھ شانہ بہ شانہ پھرتی ہیں۔ یہاں کی عربی حجازی عربی سے کچھ مختلف ہے مشکل سے سمجھ میں آتی ہے انگریزی زبان عام مروج ہے بچہ بچہ انگریزی جانتا اور بے تکلف بولتا ہے۔ عموماً لوگ انگریزی لباس میں ملبوس ہیں۔ یہاں کے لوگ بہت خوبصورت خوش اخلاق ہیں۔ پاکستان سے بہت محبت کرتے ہیں۔ یہاں شراب عام ہے یہاں کے سکے حسب ذیل ہیں۔ فلس، یعنی، پیسہ قرش یعنی دس فلس (پیسہ) نصف قرش یعنی پانچ فلس۔ سو فلس، یعنی دس قرش۔ دینار یعنی ہزار پیسہ کا دینار ہے۔ چیزیں بہت گراں ہیں ہم زاویہ ھندیہ میں دو روپیہ یعنی دو سو فلس روز فی

Marfat.com

کس کے حساب سے ٹھہرے۔

۱۴ محرم ۱۳۸۴ھ ۲۵ مئی ۱۹۶۴ء دو شنبہ

ہم نے کل بیت المقدس سے دمشق جانے کے لیے کار کے ٹکٹ خرید لیے تھے بحساب ایک دینار سو فلس فی ٹکٹ اگرچہ ہمارا ٹکٹ ہوائی جہاز کا تھا مگر ہم نے یہ سفر ترک کر دیا۔ کار کا سفر اختیار کیا۔ اور صبح بعد نماز فجر سوا نو بجے پاکستانی ٹائم سے روانہ ہو گئے۔ کار نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ راستہ میں ثعلبہ جرش، رمتہ، ور بستیاں ملیں جو تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر آباد ہیں۔ بستی رمتہ فلسطین کی سرحد پر ہے درعا شام کی پہلی بستی ہے۔ جہاں شامی کسٹم چوکی ہے۔ یہاں اس قدر سخت تفتیش ہوئی۔ کہ خدا کی پناہ ہر چیز کھول کر دیکھی گئی۔ اور ہم سے سلے ہوئے کپڑوں مصلے رومالوں کا بھی ٹیکس مانگا گیا۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ وصول نہ کیا گیا درعا سے دمشق تک ۷ جگہ پاسپورٹ دیکھے گئے۔ دمشق کے قریب ایک پہاڑ دیکھا گیا جو برف سے ڈھکا ہوا ہے اس کا نام جبل الشیخ ہے۔ یہاں سے نہر اردن نکلتی ہے۔ اور قریباً ڈھائی بجے دوپہر پاکستانی ٹائم سے ہم دمشق پہنچ گئے۔ اور کار کے اڈے کے قریب خندق جمہوریہ ہوٹل میں مقیم ہو گئے۔ یہاں فی کس تین لیبر لومیہ (شامی روپیہ کے حساب سے بہت شاندار کمرہ کرایہ پر ملا۔ آج ہم چونکہ تھکے ہوئے تھے اس لیے کسی زیارت کے لیے نہ جا سکے۔ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب نے مدینہ منورہ سے ہم کو دستی خط بنام عبدالصمد صاحب افغانی کے لیے دیا تھا۔ جن کی دوکان شارع خالد ابن ولید میں ہے ان سے پہلے دمشق میں پہنچ کر ہمارا دل اس قدر گھبرایا کہ پناہ بخدا۔ وجہ سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ ہمارے رفیق سفر نعمت اللہ صاحب عاصمی مقیم راولپنڈی نے فرمایا کہ چونکہ اہل بیت اطہار کا لٹا ہوا قافلہ قید کر کے یہاں لایا گیا تھا۔ اور دمشق ہی یزید کا پایہ تخت تھا۔ اس لیے اس کا اثر ہمارے دلوں پر پڑتا ہے۔ یہ سنتے ہی ہمارے سامنے اہل بیت اطہار کے قید کا تمام نقشہ آگیا اور آنکھوں سے جھڑی لگ گئی۔

Marfat.com

جب خوب جی بھر کر رو لئے۔ اور اہل بیت اطہار کی فاتحہ پڑھ لی۔ تب دل میں کچھ سکون ہوا۔ اور بفضلہ تعالیٰ رات کو نیند آگئی۔

۱۵ محرم ۱۳۸۴ھ ۲۶ مئی ۱۹۶۴ء سہ شنبہ

آج صبح نماز سے فارغ ہو کر بیٹھے ہی تھے کہ جناب محترم عبدالصمد صاحب افغانی نماز اشراق پڑھتے ہی شارع خالد ابن ولید سے تشریف لے آئے۔ اور بولے کہ چلئے آپ کو زیارات کرائیں۔ کرایہ کی کار ساتھ ہے۔ چنانچہ ہم مع اہلیہ اور رفیق سفر الحاج نعمت اللہ صاحب عاصمی ان کے ساتھ روانہ ہو گئے شہر کی سیر کرتے ہوئے محلہ صالحیہ، شارع بغداد ہوتے ہوئے اولاً مولانا خالد غوث دمشق کے مزار پر پہنچے۔ جو محلہ کراد میں واقع ہے۔ بہت بلندی پر ہے۔ یہاں سے تمام دمشق نظر آتا ہے۔ یہاں سے چہل ابدال کا پہاڑ بھی دکھائی دیتا ہے آپ مع اپنی اولاد کے یہاں مدفون ہیں۔ برابر میں مسجد ہے۔ اور حلقہ ذکر کی جگہ ہے۔ جہاں علماء دمشق ہر پیر کو جمع ہو کر ذکر نقش بندیہ کرتے ہیں۔ پھر وہاں سے محلہ صالحیہ میں واپس آئے۔ وہاں حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ کے مزار پر حاضر ہوئے۔ مسجد میں مزار ہیں۔ ہر طرف جالی والا کٹھرا ہے نیچے تہ خانہ کی شکل میں پھر آپکے صاحبزادے عبدالقادر الجزائری کے مزار پر حاضری دی۔ فاتحہ پڑھ کر چلے کچھ آگے جا کر حضرت شاہ عبدالغنی نابلسی اور ان کے فرزند مصطفیٰ نابلسی کے مزار پر، حاضر ہوئے۔ جو یہاں سے کچھ فاصلہ پر ہے۔ وہاں سے قریب محلہ برامکہ میں سلطان سلیم کے مزار پر حاضر ہوئے۔ پھر دمشق کے قبرستان میں گئے۔ جہاں بی بی سکینہ، زینب، اور ام کلثوم حضرت امام حسین کی صاحبزادیوں کا مقبرہ ہے وہاں پہنچ کر واقعہ کربلا اور حضرت سکینہ کا قید میں رونا یاد آگیا۔ بہت ہی رقت طاری ہوئی دو رکعت نماز ادا کی۔ فاتحہ پڑھی۔ دعائیں مانگیں۔ آگے بڑھے۔ اسی قبرستان میں یہاں سے قریب ہی حضرت بلال حبشی موذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

اور حضرت عبداللہ ابن جعفر رضی اللہ عنہما کے مزار پر حاضر ہوئے۔ یہ دونوں مزارات متصل واقعہ ہوئے ہیں۔ یہاں فاتحہ پڑھی۔ دعائیں مانگیں۔ بہت سرور حاصل ہوا۔ اسی قبرستان کے بالمقابل سڑک کے دوسرے کنارہ پر بہت بڑا قبرستان ہے جہاں بہت سے اہل بیت رسول اللہ مدفون ہیں۔ ان کے مزارات پر ایک بہت بڑا گنبد بنا ہوا ہے۔ مگر ان مدفونین کے نام معلوم نہ ہو سکے۔ وہاں فاتحہ پڑھی پھر یہاں سے حضرت زینب بنت علی رضی اللہ عنہ جو حضرت امام حسین کی بڑی بہن ہیں۔ ان کے مزار شریف پر روانہ ہو گئے۔ مزار شریف دمشق سے دس کلو دور ہے راستہ میں عنوطہ مقام ملا۔ جو زیتوں کے باغات سے پر ہے بہت سرسبز ہے۔ پھر حضرت زینب کے مزار مقدس پر پہنچے۔ یہاں بہت دیع اور شاندار قبہ بنا ہوا ہے۔ اور اس مزار کی وجہ سے یہاں اچھی خاصی آبادی ہو گئی ہے اس آبادی کا نام محلہ سبطیہؔ ہے۔ شاید سبط رسول سے ماخوذ ہے۔ بڑا وسیع احاطہ ہے درمیان احاطہ میں حضرت زینب کا قبہؔ واقع ہے۔ دروازہ پر چوطرفہ چاندی کی جالی کا مضبوط کٹھرا ہے۔ اندر ایک اور خوبصورت جالی ہے۔ یہاں زائرین کا ہجوم رہتا ہے۔ ہم نے نوافل پڑھے۔ فاتحہ پڑھی۔ دعائیں مانگیں۔ آپ وہی زینب بنت علی ہیں۔ جو کربلا معلیٰ سے بعد شہادت حضرت امام حسین کا لٹا ہوا قافلہ لے کر دمشق آئیں۔ آپ نے ہی حضرت امام حسین کے بعد شہادت رفقاء گھوڑے پر سوار کیا۔ یہاں حاضر ہوتے ہی یہ تمام واقعات سامنے آ گئے۔ بہت رقت طاری ہوئی۔ اس قبہ کے دروازہ پر ہر طرف اہل بیت اطہار پر سلام لکھے ہوئے ہیں وہاں قریباً آدھ گھنٹہ قیام کیا۔ پھر دمشق کو واپس آئے۔ راستہ میں حضرت مقداد ابن اسود اور حضرت ابی ابن کعب صحابہ کے مزارات پر حاضری دی فاتحہ پڑھی۔ پھر حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا کے مزار پر حاضر ہوئے۔

شہر کے کنارہ پر ہے۔ شہر میں داخلہ پر حضرت رقیہ بنت امام حسین رضی اللہ عنہا کے مزار پر حاضر ہوئے۔ چھوٹی سی قبر نہایت خوبصورت بنی ہوئی ہے۔

Marfat.com

پھر شہر میں پہنچے۔ یہاں سوق حمیدیہ کے آخری کنارہ پر جو چھتا ہوا بازار ہے۔ جامع اموی بنی امیہ کی۔ بہت شاندار مسجد ہے۔ جس کے بہت سے دروازے ہیں۔ بہت وسیع عمارت ہے۔ ساری مسجد میں اعلیٰ درجہ کے قالین بچھے ہیں۔ وہاں پہنچے۔ اس مسجد کے اندر محراب کے قریب شاندار قبہ ہے۔ جس کا گنبد مسجد کے اندر ہے اس میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کی قبر شریف ہے۔ یہاں دو رکعت نفل پڑھے۔ فاتحہ پڑھی دعائیں مانگیں۔ اس سے قریب ہی سلطان صلاح الدین کا مزار ہے جو جامعہ اموی سے متصل ہے۔ مگر باہر ہے۔ یہاں فاتحہ پڑھی۔ اس کے شرقی جانب سجن اہل بیت ہے۔ جہاں واقع کربلا کے بعد حضرات اہل بیت کا قیدی قافلہ ٹھہرایا گیا۔ اس کے قریب ہی یزید کے دارالحکومت کی جگہ ہے۔ یہاں حضرت حسین کا سر مبارک یزید کے سامنے رکھا گیا۔ عجیب منظر ہے:۔

کچھ آگے جاکر سلطان نور الدین کا مزار پر انوار ہے۔ یہ نور الدین وہ ہی سلطان ہیں۔ جنہوں نے ان عیسائیوں کو پھانسی دی تھی۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر انور کی طرف سرنگ لگا رہے تھے۔ نہایت ناپاک ارادہ تھا۔ انہیں سلطان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں خبر دی تھی۔ پھر انہیں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کے ارد گرد پانی کی تہ تک سیسہ پگھلا کر بھر دیا۔ یہاں سے جامعہ ابوالدرداء پر گئے۔ یہاں کے متعلق مشہور یہ ہے۔ کہ حضرت ابوالدرداء کی قبر شریف اس جگہ ہے۔ واللہ اعلم۔ مسجد اچھی خاصی ہے۔ جو صاحب دمشق کی حاضری دیں۔ وہ ان مقامات کی زیارات ضرور کریں۔ یہاں کار اور ایک مزدور ضرور ساتھ لینا پڑتا ہے۔ دمشق میں بھی یزید مردود کی قبر ہے۔ جہاں ایک شخص نے سیسہ پگھلانے کی بھٹی بنا رکھی ہے۔ یعنی اس قبر کے اوپر بھی آگ ہے۔ اندر بھی آگ ہی ہوگی۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مزار بھی دمشق میں ہی ہے۔ یہاں ہم کو اجنبیت سے بہت دشواریاں پیش آئیں۔ یہاں کے لوگ بہت بے رخے ہیں۔ خصوصاً ہمارے ہوٹل کا منتظم کاظم ہندی ہم سے اس لئے ناراض ہے

Marfat.com

کہ ہم نے اس کے ساتھ زیارات نہ کیں۔ وہ ہم سے فی کس پانچ لیرے یعنی تینوں کے پندرہ لیرے مانگتا تھا۔ ہم نے جامعہ امیہ پر ٹیکسی چھوڑی اس کا کرایہ گیارہ لیرے ادا کیا۔ پھر ہوائی جہازوں کے دفتر گئے۔ وہاں بغداد شریف کے لیے دو سیٹ ریزرو کرائیں۔ اور ہمارے رفیق سفر نعمت اللہ صاحب نے استنبول کے لیے ہوائی جہاز سے روانگی کی تیاری کی پھر ہم کو حضرت الحاج عبدالصمد افغانی صاحب اپنی دوکان واقع جامع خالد ابن ولید میں لے گئے اور ہم دونوں کی دعوت کی۔ جس میں زیتون کا اچار، شام کا شہد اور شامی کھانے تھے شامی شہد میں عنبر کی سی خوشبو آتی ہے۔ پلاؤ عجیب قسم کا تھا۔ عربی پھول کی دال کا پلاؤ تھا۔ اور اس میں قیمہ پڑا ہوا تھا۔ اچھا لذیذ تھا۔ اپنی گھر کی مرغیوں کے انڈے تھے۔ جو ہمارے ہاں کی بطخ کے انڈوں کی طرح تھے۔ بعد عصر ہم نے وہ پہاڑ بھی دیکھا۔ جس کی چوٹی پر قتل ہابیل کی جگہ ہے۔ اسی پہاڑ پر چالیس ابدال کے مصلے ہیں۔ یہ پہاڑ ہمارے جمہوریہ ہوٹل سے بالکل قریب ہے سامنے نظر آتا ہے"۔

۱۶ محرم ۱۳۸۴ھ ۲۷ مئی ۱۹۶۴ء چہار شنبہ

آج صبح چھ بجے ہمارے رفیق سفر الحاج نعمت اللہ صاحب عاصمی استنبول روانہ ہو گئے۔ وہ انشاء اللہ پرسوں جمعہ کو بغداد شریف واپس پہنچیں گے۔ ہم بھی انشاء اللہ آج شام کو بعد عصر بغداد شریف روانہ ہو رہے ہیں۔ ٹکٹ اور سیٹ کا انتظام ہو چکا ہے۔ اور آج رات انشاء اللہ بغداد شریف میں آئے گی۔

دمشق کے موجودہ حالات

دمشق ملک شام کا پایہ تخت ہے۔ یہ بہت ہی سرسبز و شاداب علاقہ ہے۔ جو علاقہ ہم نے دیکھا ہے۔ وہ فلسطین واردن سے زیادہ سرسبز و شادا

Marfat.com

ہے۔ حدود شام میں داخل ہوتے ہی تا حد نظر سبزہ نظر آنے لگا۔ یہاں پھل بہت زیادہ اور سستے ہیں۔ چنانچہ ایک لیرے کا ایک کلو لوکاٹ ملتا ہے۔ مگر لوکاٹ ایسے شیریں کہ ایسے لوکاٹ آج تک نہیں کھائے۔ گیارہ آنہ کلو اعلیٰ درجہ کے شیریں سیب ملتے ہیں۔ جو نہایت خوشبودار بہت نرم بہت میٹھے ہیں دیگر پھل کا ابھی موسم نہیں ہے۔ یہاں کا لباس عموماً انگریزی ہے۔ مگر یہاں کے باشندے انگریزی بہت کم جانتے ہیں۔ یہاں تاریخ وماہ فرنچ کا چلتا ہے۔ چنانچہ آج ۲۷ مئی ۱۹۶۷ء ہے۔ مگر جب ہم نے ہوٹل کا بل دیا۔ تو ہوٹل والوں نے ۱۶ ایار ۶۷ کی تاریخ ڈالی۔ یہاں بمقابلہ پاکستان کے انڈیا کا پروپیگنڈا زیادہ ہے۔ ہم نے کئی جگہ انڈیا کے سائن بورڈ لگے دیکھے۔ مگر مسلمانوں کو عموماً پاکستان سے محبت ہے اہل شام ہم سے بہت محبت سے پیش آئے۔ یہاں کے لوگ بااخلاق ہیں ہم نے جب کسی سے کسی جگہ کا راستہ پوچھا۔ تو اگر وہ جگہ زیادہ دور نہ تھی۔ تو وہ ہم کو خود اسی جگہ پہنچا آیا۔ یہاں حکومت اور عوام میں کچھ کشمکش سی معلوم ہوتی ہے لوگ عموماً حکومت سے شاکی پائے گئے۔ یہاں کے دوکاندار اکثر چیز میں دھوکا کر دیتے ہیں۔ یہاں بھی شراب وجوا عام ہے۔ یہاں کے سکے عجیب قسم کے ہیں ایک پیسہ کو قرش کہتے ہیں۔ سو قرش کا ایک لیر۔ دس لیرے کا ایک پونڈ نصف لیرے ربع لیرے پانچ دس ڈھائی لیرے ایک قرش کے بھی سکے ہیں پاکستانی سو روپیہ کے ۷۴ لیرے ملتے ہیں۔ ہم بعد نماز عصر اپنے ہوٹل سے بذریعہ کار ہوائی اڈہ کے دفتر پر گئے جسے یہاں مکتب الخطوط الجویہ کہتے ہیں۔ سات بجے شام وہاں سے مکتب کی بس ملی۔ جس سے ہم مطار یعنی ہوائی اڈہ پر آ گئے۔ یہاں علیحدہ علیحدہ فارم پُر کئے۔ نو بجے شب کو دمشق سے ہوائی جہاز نے پرواز کی راستہ میں ہم کو بہت پر تکلف کھانا دیا گیا۔ پورے دو گھنٹہ میں یعنی گیارہ بجے پاکستانی ٹائم سے اور ایک بجے شب عربی ٹائم سے ہم بغداد شریف کے ہوائی اڈے پر پہنچ گئے۔ یہاں ہوائی جہاز میں ہی ہم سے پاسپورٹ لیے گئے مسافر

Marfat.com

خانہ میں ہم پہنچے۔ تو ہمارا سامان بھی آگیا۔ بہت سخت تفتیش شروع ہوئی لوگوں کے روپیہ جیب سے نکلوا کر دیکھے گئے۔ مگر حضور غوث پاک کی خاص کرامت ہم پر یہ ظاہر ہوئی کہ ہم سے کسی قسم کی کوئی تفتیش نہ کی گئی۔ ہم سے کہہ دیا جاؤ ہم سیدھے مطار سے حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوئے۔ چھ درہم یعنی تین سو فلس میں ٹیکسی لی۔ یہاں دروازہ بند ہو چکا تھا۔ ڈرائیور نے ہم سے کہا کہ کس ہوٹل میں آپ کو پہنچا دوں۔ ہم نے کہا کہ حضور غوث پاک کا دروازہ اور یہاں کی خاک ہوٹلوں کی آرام دہ بستروں سے افضل ہے چنانچہ ہم نے دروازہ شریف پر ہی بستر جما دیا۔ اور وہاں ہی نماز عشاء ادا کی۔ مگر آج کی عشاء میں ایسا سرور ایسی رقت ایسا ولولہ رہا۔ جو اس سے پہلے بہت کم نصیب ہوا ہو گا۔ بار بار خیال آتا تھا۔ کہ آج ہم فقیر کریم ابن کریم کے دروازہ پر حاضر ہیں اور حضور غوث پاک کا یہ فرمان زبان پر جاری تھا۔

قف عند بابی اذا انسدّ کلّ باب

جب سارے دروازے بند ہو جاویں۔ تو میرے دروازہ پر آؤ۔ دل کہتا تھا کہ یہ اس غوث کا دروازہ ہے۔ جس نے چور کو بہ یک نظر قطب بنا دیا نماز عشا سے فارغ ہو کر دو رکعت نفل ہر رکعت میں گیارہ بار قل ھُواللہ شریف پڑھی۔ جس کا ثواب سرکار بغداد کی بارگاہ میں ہدیہ کیا۔ آج کی یہ رات بھی ہماری زندگی کی تاریخی رات ہے۔ ڈھائی گھنٹہ بعد یعنی پاکستانی ساڑھے چار بجے دروازہ کھلا۔ ہم دروازہ کھلتے ہی اندر حاضر ہوئے۔ سبحان اللہ صحن مسجد دو رویہ بلبوں کی قطار نمازیوں کی چہل پہل تہجد کی تیاری وہ لطف دے رہی تھی۔ کہ بیان نہیں ہو سکتی ایک صاحب نے لاؤڈ سپیکر پر تلاوت قرآن مجید شروع کر دی۔ بعد تلاوت صلوٰۃ والسلام الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وغیرہ پڑھتے رہے۔ اذان فجر تک یہ سلسلہ رہا۔ بعد میں اذان فجر ہوئی۔ اذان ہوتے ہی

Marfat.com

شوافع کی جماعت ہوئی۔ ایک گھنٹہ کے بعد احناف کی جماعت ہوئی شوافع کی جماعت ابراہیم ملائی نے پڑھائی اور احناف کی جماعت محمود بلوچستانی نے یہ دونوں حضرات مدرسہ غوثیہ واقع درگاہ شریف کے طالب علم ہیں۔

۱۷ محرم ۱۳۸۴ھ ۲۸ مئی ۱۹۶۴ء پنجشنبہ

آج صبح سویرے بعد نماز فجر ہی ہم حضرت شیخ سلیمان واعظ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ان کی خدمت میں ہم نے حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب کا خط پیش کیا۔ آپ خود تو نابینا ہو چکے ہیں۔ اپنے خادم احمد سے آپ نے وہ خط پڑھوایا۔ مضمون سن کر ہم پر بہت مہربان ہو گئے۔ ہمارا سامان اپنے کمرے میں رکھوا لیا۔ اور ہم سے فرمایا۔ کہ تم رات بھر جاگے ہو۔ ہمارے بستر پر سو جاؤ چنانچہ ہم سو رہے۔ کچھ دیر بعد ہم کو اٹھا کر ناشتہ کرایا۔ بعد نماز ظہر کھانا کھلایا۔ اور حضرت عبدالقادر اور گیلانی جو یہاں چاوش کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ بہت کوشش کر کے ان سے ہم کو اوپر ایک وسیع کمرہ دلوایا۔ جس میں کنڈی قفل کچھ نہ تھا۔ اپنے ایک دوست الحاج صلاح الدین صاحب کو ٹیلی فون سے کہا کہ ہمارے ایک مہمان آئے ہوئے ہیں۔ انہیں زیارات کرانی ہیں۔ آپ اپنی کار لے کر آئیں۔ چنانچہ وہ مغرب سے کچھ پہلے اپنی کار لائے۔ اور ہم کو زیارات کرانے لے گئے۔ سب سے پہلے ہم حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان رضی اللہ عنہ کے مزار شریف پر گئے۔ جو محلہ باب الشیخ سے قریباً ۸ کلو دور ہے۔ دجلہ کے پل کے اس ہی طرف واقع ہے۔ اس محلہ کا نام اعظمیہ ہے۔ اور یہاں کے باشندوں کو اعظمین کہتے ہیں۔ وقت مغرب قریب ہے۔ امام اعظم کا مزار پر انوار دیکھ کر حیرت ہو گئی۔ لب سڑک کمان نما دیوار ہے۔ تین کمانیں بہت شاندار ہیں۔ اندر وسیع صحن ہے۔ جس کے کنارے پر بہت شاندار ٹاور لگا ہے۔ جو بہت اونچا ہے اس میں چوطرفہ گھڑیاں نصب ہیں۔ جو دور سے نظر آتی ہیں۔ دوسرے کنارہ پر مناره

Marfat.com

ہے۔ جس پر گول دائرہ کی شکل میں ٹیوبیں نصب ہیں۔ مینار کی کلغی پر نیلی ٹیوبوں سے بہت جلی حروف میں اللہ بنایا گیا ہے۔ اس دائرہ کی اور اس نقش کی روشنی سے دل منور، ایمان تازہ ہوتا ہے۔ کئی دروازے طے کر کے امام اعظمؒ کے مزار تک پہنچنا ہوتا ہے۔ مزار پر انوار کے اردگرد چاندی کا کٹہرا ہے۔ جس میں امام اعظم کی قبر شریف واقع ہے۔ یہ قبر انور جس ہال کمرے میں ہے۔ وہ کمرہ بہت وسیع اور بہت خوبصورت ہے۔ کیوں نہ ہو کہ یہ امام الائمہ کاشف الغمہ۔ سراج الامت امام اعظم کا مزار عالی ہے۔ یہ مزار قبول دعا کے لئے اکسیر ہے۔ اس مزار پر حضرت امام شافعی اپنی حاجت روائی کے لئے آتے ہیں قبر انور میں ایسی جاذبیت وکشش ہے کہ وہاں پہنچ کر ہٹنے کو دل نہیں کرتا۔ زائرین کا ہجوم لگا رہتا ہے۔ کسی عالم کی قبر شریف اس قدر شاندار اور مرکز انوار مرجع خلائق میں نے نہ دیکھی تھی۔ فاتحہ پڑھی۔ وقت کم تھا۔ بادل ناخواستہ بعد فاتحہ و دعا روانہ ہوئے۔ برابر میں بائیں جانب ایک قبرستان ہے۔ اس کے آخری کنارہ پر حضرت شبلی رحمتہ اللہ کا مزار شریف ہے۔ وہاں فاتحہ پڑھی۔ فاتحہ پڑھ رہے تھے۔ کہ امام اعظمؒ کے مزار پاک پر مغرب کی اذان ہوئی۔

ہم جلد ہی امام اعظم کے مزار پر پھر پہنچے۔ الحمد للہ با جماعت نماز پڑھی۔ بہت بڑی بڑی سات صفیں تھیں۔ سب نمازی حنفی تھے۔ بعد مغرب ہم دجلہ کے پل پر گئے۔ اس پل کو اب جسر ائمہ کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کے بعد اسی کنارہ پر حضرت امام احمد ابن حنبلؒ کا مزار شریف تھا۔ جواب دریا کے نیچے آ گیا ہے زیر آب ہے۔ بلکہ بہہ چکا ہے۔ اس کنارہ امام اعظم دوسرے کنارے امام ابو یوسفؒ اور امام موسیٰ کاظم امام محمد جواد ابن امام رضاء کے مزارات ہیں۔ اس لئے اس کو جسر ائمہ یعنی اماموں کا پل کہا جاتا ہے۔ ہم یہاں سے آگے بڑھے۔ دجلہ کا پل پار کیا تو سامنے کاظمین شریف ہے۔ سبحان اللہ عجیب عمارت اور عمارت پر عجیب روشنی ہے آج چونکہ جمعہ کی رات ہے۔ اس لئے ہجوم زائرین بے پناہ ہے۔ عورتوں مردوں کے اژدہام ہے۔ تل دھرنے کی جگہ نہیں۔ اس عمارت کے چار مینارے دو

Marfat.com

سنہرے گنبد ہیں۔ اندر تمام دیواروں اور چھتوں میں شیشے نصب ہیں۔ بہت اعلیٰ درجہ کی روشنی ہے۔ چھت اور دیواریں جگمگا رہی ہیں۔ قبر انور کے ارد گرد سنہری جالیوں کا احاطہ ہے۔ جس کے آس پاس لوگ کھڑے ہوئے فاتحہ خوانی کر رہے ہیں۔ دیواروں سے تسبیح۔ رومال ٹوپیاں مس کرتے ہیں۔ بمشکل تمام ہم اندر پہنچے۔ پھر باہر نکلنا مشکل ہو گیا۔ ان قبور کے باہر نصیر الدین طوسی شیعہ کی قبر ہے۔ جس پر شیعہ فاتحہ وسلام پڑھ رہے ہیں۔ کل قبور یہاں تین ہیں۔ امام موسیٰ کاظم اور امام محمد جواد ابن امام رضاء۔ اندرونی حصہ میں اور پھر نصیر الدین طوسی شیعہ باہر حصہ میں دعا وسلام کے وقت کان پڑی۔ آواز سنائی نہیں دیتی۔ ہم فاتحہ پڑھ کر بمشکل آگے نکلے تو یہاں سے بائیں طرف اس احاطہ میں حضرت امام ابو یوسف شاگرد امام ابو حنیفہ کا مزار ہے۔ وہاں پہنچے۔ یہاں شاندار مسجد ہے۔ اور مسجد سے بائیں جانب حضرت امام ابو یوسف کے مزار کا قبہ ہے۔ مسجد میں تو روشنی ہے۔ مگر قبہ انور میں اندھیرا تھا۔ بجلی خراب ہو گئی تھی۔ مگر کچھ باہر سے روشنی آ رہی تھی۔ فاتحہ پڑھی۔ پھر امام و خطیب سے ملاقات ہوئی۔ خطیب صاحب کا نام شریف سید احمد ابن ابراہیم ہے۔ عالم ہیں متقی ہیں۔ مگر داڑھی منڈاتے ہیں۔ جو یہاں عام ہے۔ مسجد سے متصل ایک کتب خانہ ہے جسے مکتبہ ابو یوسف کہا جاتا ہے۔ اسکی سیر کی بہت حضرات نے اس کتب خانہ کی ملاحظہ بک میں اپنے معائنہ لکھے تھے۔ ہم سے بھی امام صاحب نے معائنہ لکھوایا۔ اس محلہ کا نام کاظمیہ ہے۔ نماز عشاء یہاں جامعہ ابو یوسف میں ہی پڑھی۔ بعد عشاء پھر امام صاحب کے مزار پر حاضر ہوئے خیال رہے کہ امام اعظم کے مزار پاک سے متصل ہی کلیہ اسلامیہ ہے۔ جہاں عورتیں تعلیم کے بہانہ آتی ہیں۔ اور عریانی کے پروگرام پورے کرتی ہیں۔ اس سے بہت افسوس ہوا۔ پھر بعد میں ہم باب الشیخ درگاہ غوثیہ شریف میں پہنچ گئے ؛

Marfat.com

۱۸ محرم ۱۳۸۴ھ ۲۹ مئی ۱۹۶۴ء جمعہ

آج صبح ہی ہمارے رفیق سفر نعمت اللہ عاصمی صاحب استنبول سے یہاں پہنچ گئے۔ ہم کو درگاہ شریف کی طرف سے ایک وسیع کمرہ دے دیا گیا۔ جس کے دروازہ میں زنجیر نہ تھی۔ ہم نے خود بازار سے خرید کر زنجیر لگائی۔ تھوڑی دیر کے بعد چاؤش عبدالقادر صاحب کی طرف سے درویش عبدالغفور صاحب نے نذرانہ کا تقاضا کیا۔ اور کہا کہ ایک دینار نذرانہ پیش کرو۔ ہم چاؤش صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مگر انہوں نے قبول سے انکار کردیا۔ فرمایا بکرہ انشاء اللہ یعنی کل لیں گے۔ پھر عبدالغفور صاحب پیغام لائے کہ دو دینار دو۔ ہم اس پر بھی راضی ہو گئے۔ مگر پھر پیغام آیا کہ پانچ دینار آج شب تک دو۔ ورنہ کسی ہوٹل میں چلے جاؤ۔ ہم نے عرض کیا کہ ہم نے صرف دو تین دن قیام کر کے زیارات کرنا ہے۔ فرمایا خواہ دو دن رہو یا دو ماہ پانچ دینار یعنی پانچ پونڈ نذرانہ دو۔ بہت پریشانی ہوئی۔ سرکار غوثیہ میں عرض کیا فوراً حضور نے حاجت روائی فرمائی جیسا کہ آئندہ عرض کیا جاؤنگا۔ صحیح دس بجے سے ہی اُوپر عورتیں آنی شروع ہوگئیں۔ نماز جمعہ کے لیے ہم نے غسل کیا کپڑے بدلے گیارہ بجے ہی مسجد میں پہنچ گئے۔ مسجد میں جگہ نہ ملی۔ جناب غوث پاک کے حجرہ شریف کے سامنے جگہ ملی۔ یہاں روضہ شریف کے داہنے ہاتھ دو مسجدیں ہیں۔ متصل میں ایک مسجد شافعی دوسری مسجد حنفی۔ مسجد حنفی بالکل متصل ہے۔ اولاً مسجد حنفی میں خطبہ و نماز ہوتی ہے پھر شوافع کی نماز حنفی بہت شاندار ہوتی ہے۔ چنانچہ سوا بارہ بجے اذان خطبہ ہوئی خطیب نے خطبہ پڑھا۔ قناعت پر تقریر فرمائی۔ بڑے عالم معلوم ہوتے ہیں۔ مگر داڑھی ابھی ابھی شیو کر کے آئے ہیں۔ بالکل داڑھی نہیں۔ نماز جمعہ پڑھی۔ بعد میں عام ہجوم روضۂ پاک میں داخل ہوا۔ بہت شاندار طریقہ سے زیارت ہوئی۔ لوگ مناقب پڑھتے تھے روتے تھے۔ زیارت کرتے تھے۔ نماز جمعہ کے بعد ہی درگاہ شریف میں عبدالمجید

Marfat.com

صاحب گجراتی ہم کو تلاش کرتے ہوئے مل گئے۔ لپٹ گئے بولے گھر چلو۔ ہم چاہتے ہی یہ تھے۔ وہ ہم کو روضہ پاک سے قریب ہی برخوردار احمد حسن صدیقی ساکن کالرہ دیوان سنگھ جو منشی احمد دین صاحب کے بھانجے ہیں۔ یہاں لے آئے۔ انہوں نے ہم کو اپنے گھر بلایا۔ یہاں اور بھی گجرات کے زائرین موجود تھے۔ بڑا سکون ہوا یہ سرکار غوث کی خاص نگاہ کرم ہوئی۔ احمد حسین اور عبدالمجید صاحب ہم کو لے کر زیارات کے لئے حاضر ہوئے۔ اس گھر سے قریب ہی سبزی منڈی ہے۔ جہاں سبزیاں اور اونٹ دنبے کا گوشت بھی فروخت ہوتا ہے۔ اس منڈی کے وسط میں حضرت شیخ سراج الدین ابو حفص عمر ابن علی مقری کا مزار ہے۔ آپ حضرت غوث پاک کے استاد ہیں سامنے درگاہ شریف کے ایک چھوٹا سا میدان ہے۔ جہاں نماز پڑھی جاتی ہے۔ یہاں فاتحہ پڑھی۔ وہاں سے حضرت امام غزالیؒ کے مزار انور پر حاضر ہوئے۔ حضور غوثِ پاک کی درگاہ شریف کے سامنے جو سڑک ہے۔ اس کے کنارے پر کچھ ہوٹل ہیں۔ اس کے کچھ آگے بڑھ کر قبرستان ہے۔ مقبرہ غزالی۔ اس قبرستان میں کھجوروں کے بہت درخت ہیں۔ وسط میں امام غزالی کا روضہ ہے۔ روضہ شریف بہت پرانا ہے۔ بند رہتا ہے۔ زیارات کے موقعہ پر مجاور کھول دیتا ہے۔ ہمارے لئے بھی کھولا گیا۔ اندر جا کر معلوم ہوا کہ جگہ بوسیدہ ہے۔ صفائی بھی کوئی نہیں۔ مزار شریف بوسیدہ ہے۔ پرانا پھٹا ہوا غلاف پڑا ہے۔ بہت افسوس ہوا۔ کہ ایسا عالی شان امام اس کی قبر ایسی کسمپرسی کی حالت میں ہے۔ وہاں سے فارغ ہو کر واپس درگاہ شریف آئے۔ رات کو ہمارے محترم عزیز احمد حسن نے ہم لوگوں کی دعوت کی۔ بالکل گجرات سا معلوم ہونے لگا۔

۲۰ محرم ۱۳۸۴ھ ۳۱ مئی ۱۹۶۴ء یکشنبہ

ہم نے باہر کی زیارات کے لئے ۷ دینار میں ایک شاندار کار کرایہ پر لے لی۔

Marfat.com

اور ہم پانچ آدمی چھٹے سردار علی صاحب راہبر ۴ بجے نماز فجر پڑھ کر زیارات کے لیے کربلا روانہ ہوگئے۔ کربلا کی سڑک بالکل پختہ ہے۔ پندرہ میل کے فاصلہ پر ایک بستی ملی محاوی یہاں سے دو سڑکیں جاتی ہیں۔ ایک کربلا کو دوسری حلّہ ہوتی ہوئی کوفہ کو۔ ہم کربلا کی سڑک پر روانہ ہوئے۔ کچھ دور جاکر مسیّب پہنچے۔ یہ بستی فرات کے کنارے پر واقع ہے۔ معمولی سی بستی ہے۔ یہاں سے قریباً دو میل کچی سڑک پر چلے۔ وہاں حضرت عون و محمدؐ فرزندان مسلم کے مزارات ہیں بڑی سی عمارت ہے۔ جس میں چھوٹے چھوٹے دو سبز گنبد برابر برابر بنے ہوئے ہیں۔ یہ جگہ بغداد شریف سے ۵ کلو پر واقع ہے۔ یہاں وضو کیا۔ فاتحہ پڑھی۔ بہت رقت طاری ہوئی۔ درگاہ کے دروازے پر فرزندان مسلم کو ذبح کرنے کے فوٹو دیئے گئے ہیں کہ حارث نے ان کے منہ پر پٹیاں باندھی ہوئی ہیں۔ ایک کو ذبح کر رہا ہے خون بہ رہا ہے۔ دوسرے کو باندھا ہوا ہے۔ ذبح کرنے کے لیے غرضیکہ پورا نقشہ دیا ہوا ہے۔ پھر یہاں سے فارغ ہوکر کربلا کی طرف روانہ ہوئے۔ ۱۲ ۱/۲ بجے دوپہر کربلا پہنچ گئے۔ دور سے ہی دو سنہرے گنبد نظر پڑے۔ ایک حضرت امام حسین کا دوسرا حضرت عباس علمدار کا ہم پہلے امام حسین کے گنبد میں پہنچے۔ سب سے پہلے حضرت حسین کے قبہ پر پہنچے۔ اس حجرے کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ میں امام حسین دوسرے میں حضرت علی اصغر علی اکبر کے مزارات ہیں۔ یہاں بہت رقت طاری ہوئی ہمارے ساتھ کی بیبیاں پھوٹ کر رونے لگیں۔ بہت روئیں۔ اسی عمارت میں یہاں سے قریب ہی سید ابراہیم مجاب ابن امام موسیٰ ابن جعفر کی قبر ہے۔ کچھ آگے حبیب ابن مظاہر علم بردار کربلا کی قبر کچھ آگے امام قاسم ابن امام حسن کا مزار قریب ہی ۷۲ شہداء کربلا کے مزارات ہیں۔ یہ سب قبریں چھوٹے چھوٹے حجروں میں اسی عمارت کے اندر ایک مضبوط اور خوبصورت حجرہ بنا ہوا ہے۔ اس کے اندر تہ خانہ یعنی بہت گہرا غار ہے۔ غار کے منہ پر جالی ہے۔ جالی پر مضبوط کواڑ ہیں۔ وہ کواڑ

Marfat.com

اٹھا کر جھانکا تو اندر اندھیرا تھا۔ کچھ نظر نہ آیا۔ یہ جگہ حضرت حسین کی خاص قتل گاہ ہے۔ یہاں کی زیارت بڑے اہتمام سے کرائی جاتی ہے۔ قریباً ڈیڑھ گھنٹہ میں یہاں سے فارغ ہوئے۔ اور حضرت عباس علم دار کربلا کے روضہ شریف پر حاضر ہوئے۔ یہاں بھی عالی شان عمارت ہے۔ وہاں فاتحہ پڑھی۔ یہ دونوں قبّے بہت ہی خوبصورت ہیں۔ یہاں سے فارغ ہوئے۔ تو ہماری کار خراب تھی۔ دو گھنٹہ کربلا شریف میں ٹھہرے رہے پھر حضرت حر ابن یزید ریاحی کے مقبرے پر حاضر ہوئے۔ یہ جگہ کربلا معلّٰی سے تین میل دور کچی سڑک پر ہے۔ بہت شاندار گنبد بنا ہے۔ وہاں فاتحہ پڑھی۔ دروازہ درگاہ پر بہت بڑے دو چوکھٹے لگے ہیں ایک میں یہ نقشہ دکھایا ہے۔ کہ حضرت حر امام حسین کے سامنے توبہ کر رہے ہیں۔ اور امام حسین اپنا دست اقدس حر کے سر پر رکھے۔ انہیں تسلی تشفی دے رہے ہیں اردگرد تمام معاونین کربلا کھڑے ہیں۔ دوسرے چارٹ میں جنگ کا نقشہ دکھایا ہے۔ جس میں دکھایا گیا ہے۔ کہ حضرت حر اس یزیدی لشکر سے جنگ کر رہے ہیں۔ جس کے افسر بن کر آئے تھے۔ یزیدیوں کے بہت سر کٹے پڑے ہیں ان کی لاشیں حضرت حر گھوڑے سے روند رہے ہیں۔ یہاں سے فارغ ہو کر نجف شریف روانہ ہوئے۔ خیال رہے کہ بغداد شریف سے کربلا معلّٰی ۷۰ کلو فاصلہ پر ہے۔ اور کربلا معلّٰی سے نجف ۶۰ میل فاصلہ پر ہے۔ ہم نجف شریف ۴½ بجے پہنچ گئے۔ حضرت علی کا سنہرا گنبد دور سے نظر آرہا تھا۔ یہاں بہت خوبصورت چھتا ہوا بازار ہے۔ اس کے کنارہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا شاندار روضۂ مطہرہ ہے۔ بہت خوبصورت جالیوں کے اندر قبر انور واقع ہے یہاں قریباً ایک گھنٹہ قیام کر کے کوفہ روانہ ہو گئے۔ نجف اشرف سے کوفہ ۷ میل فاصلہ پر ہے۔ کنارہ کوفہ پر بہت بڑی شاندار مسجد ہے۔ جس کے دیوار قبلہ کے وسط میں محراب ہے۔ جو سنہری جالی دار کواڑوں سے بند ہے۔ یہ جگہ حضرت علی کی شہادت گاہ ہے۔ جہاں عبدالرحمٰن ابن مُلجم شقی نے آپ پر وار کر کے زخمی کیا تھا۔

Marfat.com

یہاں زیارت کی اس مسجد میں وسیع صحن ہے جس میں چار محرابیں ہیں۔ جو چار مصلّے کہلاتے ہیں۔ مصلیٰ جبریل۔ مصلیٰ آدم مصلّےٰ امام زین العابدین۔ مصلّےٰ خضر علیہ السلام۔ ان مصلّوں کے متعلق عجیب عجیب روایات سنیں۔ مثلاً مصلیٰ جبریل کے متعلق ہم سے ہمارے مزدور حسن نے بیان کیا کہ ایک دن حضرت علی یہاں تشریف فرما تھے۔ بہت مجمع ارد گرد تھا۔ کہ آپ نے فرمایا۔ عرش و فرش میری نگاہ میں ہیں ہر جگہ کو اپنی نظر سے دیکھ رہا ہوں۔ وہاں شمر بھی موجود تھا۔ بولا کہ بتائیے۔ میرے سر میں سفید بال کتنے ہیں۔ آپ نے فرمایا اکتیس ہیں۔ ہر بال کے نیچے کفر و نفاق چھپا ہے۔ ایک آدمی بولا کہ بتائیے اس وقت جبریل کہاں ہیں۔ آپ نے کچھ دیر مراقبہ کر کے فرمایا۔ کہ سدرہ آسمان زمین کے کسی کونہ میں نہیں ہے بلکہ اس مجمع میں ہیں۔ اور تم ہی جبریل ہو۔ جو شکل انسانی میں یہاں جلوہ گر ہو۔ اسلئے اس جگہ کا نام مصلّےٰ جبریل ہوا۔ اس صحن میں دو محرابیں اور بھی ہیں۔ ایک کا نام دار القضاء علی ہے۔ جہاں بیٹھ کر آپ عدالت فرماتے تھے۔ دوسری محراب کا نام محکمہ علی ہے۔ جہاں بیٹھ کر آپ احکام نافذ کرتے تھے۔ اس صحن میں ایک بہت وسیع گہرا غار ہے۔ جو لوہے کے جنگلے سے گھرا ہوا ہے۔ نیچے اترنے کے لئے سیڑھیاں موجود ہیں۔ یہ تنور نوح علیہ السلام ہے۔ اس کے نیچے کئی دالان ہیں اور سامنے والی دیوار کی جڑ میں پانی کا چشمہ ہے۔ جس میں تھوڑا پانی ہے اصلی تنور یہ ہے۔ طوفان نوحی یہاں سے شروع ہوا۔ کہ یہاں سے پانی ابلنا شروع ہوا آگ بجھ گئی۔ روٹیاں بھیگ گئیں۔ ہم نے یہ مقامات دیکھے۔ پھر اس مسجد کی چوگردی عمارت میں گئے۔ شرقی دیوار میں ایک بہت وسیع کمرہ ہے۔ جس پر سبز گنبد ہے یہ حضرت مسلم کی قبر شریف ہے۔ جالی کے اندر نہایت خوبصورت قبر ہے۔ یہاں بہت عورتوں کا مجمع ہے۔ بعض عورتیں جالی پکڑ کر زار زار رو رہی ہیں۔ حضرت مسلم بن عقیل کی شہادت دار القضاء میں ہوئی۔ جو اس مسجد سے کچھ دور ہے۔ اور اب وہاں کوئی نشان نہیں ہے۔ اس کے مقابل غربی دیوار میں ایک سبز گنبد

Marfat.com

ہے۔ جس میں حضرت ہانی ابن عروہ کی قبر ہے۔ یہ ہانی وہ ہی ہیں۔ جنہوں نے حضرت مسلم کو اہل کوفہ کی بے وفائی کے بعد اپنے گھر میں جگہ دی۔ اور آپ کی حفاظت میں خود بھی شہید ہو گئے۔ اس حجرے سے متصل ایک گوشہ میں ایک اور حجرہ ہے۔ جس میں مختار ابن عبید کی قبر ہے۔ یہاں بھی شیعہ اور انجان سنی بڑی عقیدت سے فاتحہ پڑھتے ہیں۔ یہ مختار وہ ہی ہے۔ جس نے واقعہ کربلا کے بعد یزیدیوں سے امام حسین کا بدلہ لیا۔ عبید اللہ ابن زیاد کو بھی قتل کرایا۔ مگر بعد میں نبوت کا دعویدار ہو گیا۔ اور اسے عبد الملک ابن مروان نے قتل کیا۔ یہ مرتد ہو کر مارا گیا۔ لوگ یہاں فاتحہ پڑھتے ہیں۔ شیعہ اس کے بڑے معتقد ہیں۔ اس کی قبر کو خوب سجایا ہوا ہے۔ اس سے کچھ تھوڑے فاصلے پر دار القضاء ہے۔ جہاں عبید اللہ ابن زیاد ٹھہرا تھا۔ اس جگہ ابن زیاد کے سامنے حضرت امام کا سر لایا تھا۔ پھر مختار کے سامنے عبید اللہ ابن زیاد کا سر لایا گیا۔ پھر عبد الملک کے سامنے مختار کا سر لایا گیا۔ پھر عبد الملک نے اسی عمارت کو منحوس کہہ کر گرا دیا۔ اس جگہ حضرت مسلم کی شہادت ہوئی۔ اب وہ جگہ بالکل ویران پڑی ہے۔ اس پر کوئی علامت یا نشانی نہیں ہے۔ قریباً دو گھنٹہ ہم یہاں ٹھہرے۔ اس مسجد میں ہم نے نماز ظہر باجماعت پڑھائی۔ سب شیعہ ہماری نماز کو تعجب کی نگاہ سے دیکھتے۔ سمجھ گئے۔ کہ ہم سنی ہیں۔ مگر کسی نے ہم سے کچھ تعرض نہ کیا۔ بلکہ ہم کو اسی مسجد کے خادم نے یہ تمام زیارات کرائیں۔ جس کا نام حسن ہے۔ دروازہ مسجد پر سوڈے وغیرہ کی دوکانیں ہیں۔ پھر ہم نے کوفہ کی بستی نئی کار میں بیٹھ کر دیکھی۔ یہ جگہ بصرہ سے چھوٹی ہے دریائے فرات کے کنارہ پر واقع ہے۔ پھر ہم کوفہ سے حلّہ کیطرف چل پڑے کوفہ سے قریب برلب دریا ایک مقام پر ملا۔ جہاں حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی نے اگل دیا تھا۔ کوفہ سے حلّہ ۶۰ میل کلو کی جانب بغداد ہے۔ مگر ہم آئے تھے۔ اور راستہ سے اب جا رہے ہیں۔ دوسرے راستہ سے ہم ایک گھنٹہ میں حلّہ پہنچ گئے۔ حلّہ خوبصورت پل ہے۔ پختہ سڑک سے فاصلہ پر کچی سڑک پر دریا فرات

Marfat.com

کے کنارے گئے۔ بالکل فرات کے کنارہ میں ایک جگہ ایسی ہے۔ جسے مقام ایوب کہتے ہیں۔ وہاں ایک گنبد ہے۔ جس میں ایک کٹہرے میں حضرت رحمت زوجہ ایوب علیہ السّلام کی قبر شریف ہے۔ سامنے برآمدہ ہے۔ یہاں عورتیں بیٹھی رہتی ہیں۔ ایک خادم رہتا ہے۔ اس کے پیچھے دو چشمے ہیں۔ جو کنوؤں کی شکل میں ہیں۔ برابر میں دو غسل خانہ ہیں۔ ایک مردانہ ایک زنانہ، حجرہ وہ ہے۔ جہاں ایوب علیہ السّلام نے اپنی بیماری کا زمانہ گذارا۔ اور آپ کی زوجہ رحمت نے آپ کی خدمت کی۔ یہ چشمے وہ ہی ہیں۔ جو آپ کی ایڑی سے پیدا ہوئے۔ ایک چشمہ پینے کا ہے۔ دوسرا غسل کا۔ ہم نے دونوں چشموں سے پی بھی لیا۔ اور وضو بھی کر لیا۔ کچھ جسم پر بھی ڈال لیا۔ یہاں بہت موٹریں گھوڑا گاڑیاں کھڑی تھیں۔ لوگ اپنے بیمار بچوں کو پانی پلانے نہلانے لاتے تھے جو چشمہ پینے کا ہے۔ اس کا پانی بہت میٹھا اور نہایت ہی ٹھنڈا ہے ان چشموں کا ذکر قرآن مجید میں یوں ہے۔ ھٰذا مُغْتَسَلٌ بارِدٌ وَّ شَرَابٌ۔ یہاں کچھ کھجوروں کے بھی درخت ہیں۔ ان میں ایک کھجور وہ ہے۔ جسے کہا جاتا ہے۔ کہ ایوب علیہ السلام کے زمانے کی ہے۔ لوگ اس کھجور کی چھال شفاء کے لئے لے جاتے ہیں۔ اسے گھس کر بیمار پر لگاتے ہیں۔ شفا پاتے ہیں۔ ہماری بیگم صاحبہ بھی وہ چھال لائیں۔ ہمارے رفیق سفر الحاج نعمت اللہ عاصمی راولپنڈی اور وکیل سعد اللہ صاحب

۲۷ کراچی اور انکی زوجہ یہاں سے چل دیں۔ ہم سے جدا ہو گئے۔ وہ حلّہ بذریعہ ریل بصرہ جا رہے ہیں۔ چنانچہ ہم انہیں پہنچانے حلّہ اسٹیشن پر گئے۔ بہت خوبصورت اسٹیشن ہے۔ بغداد سے عراق ریلوے کا میل شام کو ساڑھے پانچ بجے بصرہ کی طرف چلتا ہے۔ درمیان میں حلّہ اسٹیشن آتا ہے۔ عاصمی کا ارادہ تھا۔ کہ یہ گاڑی بغداد سے پکڑیں۔ مگر اب ہم ساڑھے پانچ بجے تک بغداد پہنچ نہیں سکتے۔ اس لئے انہوں نے حلّہ اسٹیشن پر قیام کر لیا۔ ہم انہیں حلّہ میں اتار کر بغداد چل پڑے حلّہ سے کچھ دور کچی سڑک پر تین میل فاصلہ پر شہر بابلین ہے۔ یہاں نمرود کی تخت گاہ تھی۔ اس جگہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے لئے آگ بھڑکائی گئی تھی۔ اور آپ

Marfat.com

کو اس میں جلانے کی کوشش کی تھی۔ جو بعد میں آپ پر گلزار بن گئی۔ مگر اب وہاں کوئی آبادی نہیں۔ ویران سنسان جنگل پڑا ہے۔ کہیں کہیں کھنڈرات اور کچھ نشانات معلوم ہوتے ہیں۔ ہم پھر حلّہ سے یہاں پہنچے اور پھر ۶ بجے شام بغدادی ٹائم سے یعنی آٹھ بجے شام پاکستانی ٹائم سے بغداد شریف پہنچ گئے۔ پہلے حضور سرکار بغداد کے آستانہ عالیہ پر فاتحہ پڑھی۔ پھر نماز عصر ادا کی۔ پھر بعد نماز عصر مکتبہ مدرسہ قادریہ میں اوپر گئے وہاں ایک عمدہ لائبریری ہے۔ جس میں نایاب کتب ہیں۔ چنانچہ ہم نے وہاں ایک کتاب دیکھی۔ الجواہر المضیئۃ فی طبقات الحنفیہ مصنفہ محمد عبد القادر ابن ابی وقار یہ کتاب حیدر آباد دکن میں چھپی ہے۔ اس میں۔ تمام ان اولیاء و علماء کے فہرست مع حالات ہے۔ جو مذہب حنفی میں تھے۔ بہت موٹی کتاب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات طیبہ سے شروع کیا ہے۔ پھر تمام آئمہ حنفیہ کے حالات لکھے۔ حروف ابجد کی ترتیب سے ہم نے اس سے کچھ چیزیں نوٹ کیں۔ پھر نماز مغرب درگاہ شریف میں ہی پڑھی۔

۲۱ محرم ۱۳۸۴ھ یکم جون ۱۹۶۴ء دوشنبہ

آج شب ہم نے درگاہ شریف غوثیہ میں محفل میلاد شریف دیکھی۔ لائوڈ سپیکر پہ محفل ہوئی۔ ایک صاحب کرسی پر رونق افروز تھے۔ ان کے نیچے، دس بارہ آدمیوں کا حلقہ تھا۔ اولاً کرسی والے نے تلاوت قرآن مجید کی۔ پھر کرسی والے نے کوئی قصیدہ پڑھا۔ بغیر دف کے۔ پھر اس مجمع نے دف سے قصیدہ پڑھا سننے والے جو سمجھ رہے تھے۔ مزے لے رہے تھے۔ ہم لوگ بدھو بنے بیٹھے تھے۔ نہ معلوم کس زبان میں نعت خوانی ہوئی۔ کہ ہم ایک حرف نہ سمجھ سکے۔ آج بعد نماز ظہر ہم اپنے میزبان احمد حسن صاحب گجراتی کے ساتھ زیارات کے لیے گئے۔ دو دینار میں ایک ٹیکسی کرایہ پر لی۔ اولاً سلمان پاک روانہ ہوئے۔ دس میل راستہ طے کرنے پر ایک بستی ملی۔ جسر دیالیہ یہاں ایک ندی ہے۔ جس پر

Marfat.com

آہنی پل ہے۔ یہاں سے بصرہ عمارہ دیوانیہ بصرہ کو سڑک جاتی ہے۔ دوسری سلمان پاک کو سڑک پر چلاّ ہے۔ ۴۵ منٹ میں وہاں پہنچ گئے۔ اس بستی کا نام سلمان پاک ہے۔ بغداد شریف سے ۳۰ میل جانب مشرق وجنوب ہے۔ یہاں حضرت سلمان فارسی صحابی رسول کا مزار پرانوار ہے۔ بہت بڑی اور وسیع عمارت ہے۔ شاندار دروازہ ہے۔ اندر بڑا فراخ صحن ہے۔ اور شاندار قبہ ہے۔ جس کے اندر جالیوں میں حضرت سلمان فارسی کا مزار ہے اس کے بائیں ہاتھ دوسری عمارت ہے۔ جس میں حضرت حذیفہ ابن یمانی صحابی رسول مدفون ہیں۔ برابر میں اور دروازہ ہے۔ اس میں حضرت جابر ابن عبداللہ انصاری صحابی رسول اور محمد طاہر ابن امام زین العابدین مدفون ہیں۔ ان مزارات میں بہت کشش ہے۔ ہر جگہ فاتحہ پڑھی دعائیں مانگیں۔ ان دونوں حجروں کے درمیان میں چھوٹی سی مسجد ہے۔ اس مسجد میں نماز عصر ادا کی۔ اللہ اکبر آج ہم نماز عصر اصحاب رسول اللہ کے درمیان کھڑے ہو کر پڑھ رہے ہیں۔ یہاں نماز عصر و زیارات سے فارغ ہو کر ہم قصر کسریٰ گئے۔ یہ کسریٰ شاہ فارس کا محل ہے۔ جو یہاں سے صرف ایک فرلانگ پر واقع ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پاک پر اس قصر میں زلزلہ آیا۔ جس سے اس محل کے چودہ کنگرے گر گئے۔ اور دیوار شق ہو گئی۔ وہ گرے ہوئے چودہ کنگرے اور پھٹی ہوئی دیوار ویسے ہی اب تک موجود ہے۔ حکومت نے روک کے لیے اس محل کے متصل پشتہ بان دیوار بنا دی ہے۔ تاکہ یہ تاریخی عمارت ضائع نہ ہو جائے۔ یہ محل دیکھ کر بے اختیار منہ سے درود شریف جاری ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شوکت و عظمت کا نقشہ آنکھوں کے سامنے کھچ گیا۔ پھر وہاں سے واپس بغداد شریف ہوتے ہوئے لوٹے آتے جاتے راستہ میں حکومت کی طرف سے سخت چیکنگ ہوئی۔ بار بار ہمارے پاسپورٹ دیکھے گئے۔

واپس بغداد شریف پہنچ کر ہم حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی المعروف بہ شیخ عمر کے مزار پرانوار پر حاضر ہوئے۔ یہاں مسجد عظیم الشان ہے۔ مسجد کے

Marfat.com

گوشہ میں حضرت شیخ کا مزار انور ہے۔ جالیوں کے کٹہرہ میں مزار شریف ہے۔ یہ جگہ بغداد میں ہی ہے۔ باب الشیخ سے چار میل دور ہے۔ شارع رشید کے متصل ہے۔ یہاں فاتحہ پڑھ کر ہم حضرت معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضر ہوئے۔ آپ کا مزار بڑے وسیع قبرستان میں واقع ہے۔ سبز گنبد کی عمارت ہے۔ جالی کے اندر قبر شریف واقع ہے۔ یہ قبرستان اسقدر وسیع ہے کہ اس کے درمیان پختہ سڑک ہے۔ جس پر موٹریں چلتی ہیں۔ اس سڑک کے پار زبیدہ زوجہ ہارون الرشید کی قبر ہے۔ یہ زبیدہ وہ ہی خوش نصیب بی بی ہے۔ جس نے مکہ معظمہ میں نہر زبیدہ کے ذریعہ پانی پہنچایا ہے۔ اس کی لہر مکہ، منی، مزدلفہ عرفات ہر جگہ موجود ہے۔ یہ ساقیہ حجاج ہے۔ مگر اس کی نہر بہت کس میرسی کی حالت میں ہے قبر پر اونچی بڑی برجی ہے۔ برجی پر بجلی کے دو سرخ رنگ کے بلب روشن ہیں قبر کے اردگرد بہت نجاست ہے لوگ غالباً یہاں پاخانہ کرتے ہیں۔ جھاڑو وغیرہ کا کوئی انتظام نہیں۔ قبر کا یہ حال دیکھ کر بڑی عبرت ہوئی۔ کہ ملکہ بیگم کی قبر کا یہ حال ہے شعر

جن کی نوبت کی صدا سے گونجتے تھے آسماں ۔ مقبرے میں چپ پڑے ہیں

یہاں فاتحہ پڑھی۔ اور آگے بڑھے۔ اس کے قریب ایک قبرستان ہے۔ اس میں حضرت جنید بغدادی۔ اور کچھ فاصلہ پر حضرت بہلول دانا کے مزارات ہیں۔ ہم یہاں بعد مغرب پہنچے۔ شب تاریک میں زیارات اچھی طرح نہ ہو سکیں۔ بہر حال یہاں فاتحہ پڑھی۔ دعائیں مانگیں۔ واپس ہوئے۔ یہاں سے متصل ہوائی اڈہ اور سامنے عالمی یعنی انٹرنیشنل ریلوے اسٹیشن دیکھا یہ بغداد شریف کا بڑا اسٹیشن ہے یہاں سے ریل موصل۔ شام۔ ترکی۔ ہوتی ہوئی بہت ملکوں کو طے کرتی ہوئی سیدھی لندن پہنچتی ہے۔ راستہ میں چالیس میل سمندر پڑتا ہے۔ وہاں ریلوے لائن والے جہاز سے ان ڈبوں کو گزار دیا جاتا ہے۔ آٹھویں دن لندن پہنچ جاتی ہے۔ بڑی لائن کی ریل ہے۔ ہر ہفتہ میں جمعہ و پیر کو چلتی ہے۔ آج پیر کا دن ہے۔ پلیٹ فارم پر گاڑی کھڑی ہے۔ روانہ ہونے والی ہے۔ میں نے آج تک ایسا حسین اسٹیشن

Marfat.com

اور ایسے خوبصورت ریلوے کے ڈبے نہ دیکھے۔ پھر دجلہ کا وہ پل دیکھا۔ جس کی سیر کرنے شاہ بغداد قریباً روزانہ آتے ہیں۔ بہت خوبصورت پل ہے۔ کنارہ دجلہ پر بہت ہوٹل ہیں۔ جن کی روشنی بہت ہی بھلی معلوم ہوتی ہے۔

بغداد شریف کے مزارات

بغداد شریف اولیاء اللہ کا مرکز ہے۔ یہاں کا ہر ذرہ زیارت گاہ ہے زائرین کو چاہیئے کہ شہر بغداد میں حسب ذیل زیارات ضرور کریں۔
حضور غوث پاک۔ صاحبزادہ عبدالجبار۔ امام اعظم ابوحنیفہ۔ کاظمین شریفین۔ سلمان پاک جنید بغدادی۔ امام غزالی۔ بشر حافی۔ رابعہ عدویہ۔ شیخ حماد۔ شیخ شہاب الدین سہروردی معروف بہ شیخ عمر۔ ابویوسف انعام۔ ابراہیم خوا منصور حلاج۔ شیخ سراج الدین شیخ صدر دین۔ سید احمد رفاعی۔ ابوشیبہ بدوی۔ معروف کرخی۔ ہر زائر کو چاہیے کہ ان زیارات پر ضرور حاضری دے۔ اگر ممکن ہو تو موصل بھی حاضری دے کہ وہاں حضرت یونس علیہ السلام کا مزار ہے۔ یہ جگہ بغداد شریف سے قریباً دو سو میل فاصلہ پر ہے۔ اور سامرہ بھی ضرور حاضری دے کہ یہاں امام تقی کا مزار ہے اور بہ عقیدہ شیعہ یہاں غار امام مہدی ہے۔ جہاں سے امام مہدی ان کے عقیدے میں غائب ہوئے۔ لیکن ان تمام مقامات و مزار پر کوئی مزدور جو رہنمائی کرے۔ ضرور ساتھ رہے کہ بغیر مزدور صحیح پتہ لگتا نہیں۔

۲۲ محرم ۱۳۸۴ھ ۲ جون ۱۹۶۴ء منگل

آج شب ہماری ملاقات حلب کے ایک عالم سے ہوئی۔ جن کا نام محمود ہے۔ یہ بڑے تاجر ہیں۔ آپ کی دوکانیں حلب میں بھی ہیں۔ بغداد شریف میں بھی یہ حضرت بعد نماز عشاء درگاہ شریف کی مسجد کے صحن میں بیٹھے تھے۔ آس پاس عراقیوں کا مجمع تھا۔ ہم بھی جا بیٹھے۔ سبحان اللہ ایسے ایسے قرآنی نکات

Marfat.com

بیان کئے۔ کہ ایمان تازہ ہوگیا۔ ہم ناظرین کے لیے چند نکات بیان کرتے ہیں۔
فرمانے لگے۔ کہ رات کا اولین حصہ مخلوق کی مصیبتوں اور نزول قہر الٰہی کا ہے
کہ زنا، گانے، شراب خوریاں، چوریاں اسی حصّہ میں ہوتی ہیں۔ آخری حصّہ نزول رحمت
کا ہے۔ کہ اس وقت کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ اس لئے اللہ والے شروع رات میں
عشاء پڑھتے ہی سو جاتے ہیں۔ کہ نزول قہر کے وقت بیدار نہ ہوں۔ آخری حصّہ
میں جاگتے ہیں کہ نزول رحمت کے وقت سوتے نہ ہوں۔ ہم نے سوال کیا۔ کہ
بہت قوموں پر صبح کے وقت عذاب الٰہی آئے۔ اگر یہ وقت نزول رحمت کا ہے
تو عذاب اس وقت کیوں آئے۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّ دَابِرَ ھٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِیْنَ
فرمایا کہ یہ عذاب مومنوں کے لیے رحمت تھے۔ لہٰذا اسی وقت مومنوں پر رحمت
ہی آئی۔ فرمانے لگے۔ کہ بجلی کا پاور ہیٹر میں آگ دیتا ہے پنکھے میں ہوا اور ٹھنڈک
میں سخت سردی کہ پانی کو جما دیتا ہے۔ پاور ایک ہے۔ مگر اثر لینے والے مختلف
ہیں۔ کوئی اسے عذاب بنا کر لیتا ہے۔ کوئی رحمت ہی حاصل کرتا ہے۔ پھر فرمایا
قوی غذا کے لئے معدہ بھی قوی چاہیے۔ قوی ہدایت کے لیے معدہ مومن
چاہیے۔ فرمایا گیا۔ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ۔ دوران گفتگو میں عصمت انبیاء کا ذکر آیا۔
کسی نے حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق دریافت کیا۔ کہ انہوں نے زلیخا
کا مقصد کیوں کیا۔ یہ عصمت کے خلاف ہے۔ رب فرماتا ہے ولقد ھمت
بہ وھم بھا لولا ان را برھان ربّی فرمایا فقیر کے نزدیک آیتہ کے معنی
یہ ہیں۔ کہ زلیخا نے حضرت یوسف کا ارادہ کیا۔ فحش کے لئے اور جناب یوسف
علیہ السلام نے زلیخا کا ارادہ کیا۔ قتل یا سزا دینے کا۔ آپ اگر برہان رب نہ دیکھ
لیتے۔ تو اسے ختم ہی کر دیتے۔ رب نے برہان دکھا کر فرمایا۔ کہ زلیخا کو قتل نہ کرو۔
یہ مومنہ عارفہ بننے والی ہے۔ زلیخا اس زمانے میں بھی بڑی قوت کی حامل تھی
دیکھو زنان مصر ایک جھلک دیکھ کر ہاتھ کاٹ بیٹھیں۔ مگر زلیخا نے برسوں جمال
یوسف دیکھا۔ انگلی بھی نہ کاٹی۔ پھر کہنے لگے۔ کہ یعقوب علیہ السلام حسن یوسف

Marfat.com

پر فریفتہ نہ تھے۔ اللہ والے مخلوق کی محبت کو کبھی دل میں جگہ نہیں دیتے۔ بلکہ ان کے لیے حسن یوسفی طور موسوی تھا۔ کہ ان کے رخسار میں یار کے جلوے نظر آتے تھے۔ جدائی کے زمانہ میں اسی یار کے جلووں کو یاد کر کے روتے تھے۔ ان کا یہ رونا ہی ترقی درجات کا ذریعہ بنا۔ صوفیاءؒ کے ہاں رونا بہت بڑی عبادت ہے ؎

خوش بہ آید نالۂ شبہائے تو

ذوقہا دارم بیار بہائے تو

پھر فرمایا کہ شیطان نے جناب آدم علیہ السلام کی سرشت میں آگ مٹی ہوا پانی دیکھ کر اندازہ لگایا۔ کہ ان میں کشت خون کا مادہ ہے۔ آگ میں غصہ ہے۔ فرشتوں کو اس نے سمجھایا تھا۔ کہ یہ فسادی، خون ریز ہو گا۔ نے ابلیس کا بنایا ہوا۔ ہی رب کی بارگاہ میں پیش کیا کہ کہا۔ اتجعل فیھا من یفسد و فیھا۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ کہ واقعی ہم خون ریزی کرتے ہیں۔ مگر کس کی کفار کی رہ خدا میں بے شک ہم فساد کرتے ہیں مگر طالب کے دل کی زمین میں۔ کہ اس کے نفسانی خواہشات کو مٹا کر رحمانی ارادات پیدا کرتا ہے۔ اِنَّ ملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا۔ غرضیکہ عجیب تقریر تھی۔ فرمایا کہ بعد حج حضرت الیاس و خضر عرفات میں جمع ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے کا حلق کرتے ہیں۔ حضرت الیاس کہتے ہیں۔ بسم اللہ ما شاء اللہ لا یسوق الخیر الا اللہ۔ حضرت خضر جواباً کہتے ہیں بسم اللہ ما شاء اللہ لا یصرف السوء الا اللہ: پھر حضرت الیاس کہتے ہیں۔ بسم اللہ ما شاء اللہ ما کان من نعمۃ فمن اللہ جواباً حضرت خضر کہتے ہیں۔ بسم اللہ ما شاء اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ جو مسلمان سوتے وقت تازہ وضو کر کے یہ کلمات کہہ کر سوئے۔ بغیر دنیاوی بات کئے تو انشاء اللہ ولی ہو جائے۔

آج ہم نے بغداد شریف کے بازاروں کی سیر کی۔ شارع جمہوریہ، شارع رشید۔ باب الشرجی، باب الشیخ، باب المعظم۔ باب اعظمیہ، وغیرہ تمام جگہ خوب

Marfat.com

پھرے۔ کیونکہ کل صبح بعد فجر فوراً ہماری روانگی ہے:۔

۲۳ محرم الحرام ۱۳۸۴ھ ۳ جون ۱۹۶۴ء بدھ

آج صبح ساڑھے پانچ بجے ہم اپنے قیام گاہ سے اپنی ٹیکسی کر کے مطار یعنی ہوائی اڈہ پر روانہ ہوئے۔ ربع دینار یعنی پانچ درہم ہیں ٹیکسی کی وہاں ہم سے حکومت عراق نے ایک دینار یعنی بیس روپیہ ٹیکس وصول کیا۔ فی کس دس روپیہ بہ ٹیکس آج تک کسی حکومت نے ہم سے وصول نہ کیا۔ پھر ساڑھے سات بجے یعنی پاکستانی ساڑھے نو بجے بغداد سے طہران ہوائی جہاز روانہ ہوا۔

بغداد شریف کے حالات

بغداد شریف کے حالات ہم سفر نامہ کی پہلی جلد میں لکھ چکے ہیں۔ وہ ہی حالات بدستور اب بھی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ البتہ متواتر انقلابات کی وجہ سے عوام کو اطمینان نہیں۔ ہر شخص کو خطرہ ہے۔ کہ نہ معلوم کب انقلاب ہو جائے درگاہ غوثیہ میں نماز فجر نماز جمعہ دو ہوتی ہیں فجر پہلے شوافع کی پھر احناف کی مگر نماز جمعہ پہلے احناف کی پھر شوافع کی۔ احناف کے جمعہ میں بہت مجمع ہوتا ہے۔ شوافع کے جمعہ میں تھوڑے سے آدمی ہوتے ہیں۔ بعد نماز جمعہ سرکار بغداد کے مزار پر انوار پر لوگوں کا اس قدر ازدہام ہوتا ہے۔ کہ سبحان اللہ لوگ عربی میں غوث پاک کے قصیدے پڑھتے ہیں۔ نعرے لگاتے ہیں۔ کبھی کبھی بعد نماز عشاء ذکر اَللّٰهُ هُوْ کا حلقہ ہوتا ہے۔ عراق کے تعلقات۔ اس وقت مصر سے بہت ہی اچھے ہیں اور عراق جمہوریہ عربیہ کا رکن بن چکا ہے۔ عموماً جمال ناصر صدر مصر کے فضائل علماء وعظوں میں بیان کرتے ہیں۔ اور جمہوریت کی بہت تعریفیں کرتے ہیں۔ فی الحال عراق کے صدر الحاج عبد السلام عارف ہیں۔ اس سے پہلے عراق میں جو انقلاب آچکے ہیں۔ وہ سب کو معلوم ہی ہیں۔

Marfat.com

عراق کا وقت پاکستانی وقت سے دو گھنٹہ پیچھے ہے۔ یعنی جب عراق میں بارہ بجتے ہیں۔ تو پاکستان میں دو بجتے ہیں۔ عراق میں فلس درہم دینار کے سکے چلتے ہیں۔ پچاس فلس کا ایک درہم اور بیس درہم کا ایک دینار ہے۔ پانچ۔ دس پچیس۔ پچاس۔ سو فلس کے سکے چلتے ہیں۔ حضور غوث اعظم، اور حضور امام رضی اللہ عنہ کے ذریعہ یہاں لوگوں میں سنیت اور دین داری قائم ہے۔ جو لوگ ان سے متعلق ہیں۔ دیندار ہیں۔ باقی لوگ دین سے بہت دور جا چکے ہیں۔

یہاں بے پردگی عام ہے۔ شراب عام ہے۔ داڑھی شرعی کا رواج تو بالکل ہی ختم ہو چکا ہے۔ حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے درگاہ کے خطیب صاحب کی داڑھی پوری ہے۔ باقی ائمہ داڑھی منڈے ہیں۔ جمعہ کو خطیب صاحب شیو کر کے آتے ہیں۔ یہ ہی حال پنجگانہ امام صاحب کا ہے۔ عراق میں قبلہ جانب جنوب ہے۔ سرکار غوث پاک کی درگاہ شریف میں مدرسہ عربیہ ہے۔ جس کا نام ہے۔ مدرسہ قادریہ، یہاں فی الحال پندرہ طلبہ اور دو مدرسین ہیں مدرس اول کمال الدین صاحب کی تنخواہ تیس دینار ہے۔ یعنی پاکستانی چھ سو روپیہ سے کچھ زیادہ۔ مدرس دوم کبیر الدین صاحب کی تنخواہ بیس دینار ماہوار ہے یعنی پاکستانی چار سو روپیہ سے کچھ زیادہ۔ ہفتہ میں منگل و جمعہ کو چھٹی ہوتی ہے طلباء کو پانچ دینار ماہوار وظیفہ ملتا ہے۔ کھانا اس کے علاوہ مگر تعلیم بہت ناقص ہے۔ کوئی نصاب مقرر نہیں طلبہ جو کتاب چاہیں پڑھیں۔ باقاعدہ امتحان کا انتظام نہیں۔ وقت تعلیم مقرر نہیں۔ مدرس صاحب صرف ایک گھنٹہ کے لئے مدرسہ آتے ہیں۔ مدرسہ کے ملحق ایک کتاب خانہ بھی ہے۔ جس کا نام ہے۔ مکتبہ مدرسہ قادریہ اس کتب خانہ میں نایاب کتب موجود ہیں۔ ہم نے بھی یہاں سے مصنیفہ فی طبقات الحنفیہ کتاب لے کر مطالعہ کی۔ مگر وہاں بیٹھ کر ہی مطالعہ کرنا لازم ہے۔ ہم نے بھی اس کتاب سے کچھ مضامین نقل کئے۔ ہم نے آج صبح نماز فجر پڑھ کر حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی درگاہ شریف میں الوداعی سلام

Marfat.com

عرض کیا۔ پھر ناشتہ کر کے طہران روانہ ہوئے۔ صرف پونے دو گھنٹہ میں طہران پہنچ گئے۔ یعنی سوا نو بجے چونکہ بغداد مقدس میں ہماری سیٹیں کراچی تک ریزرو ہو چکی تھیں۔ اس لئے ہم کو اسٹیشن یعنی ہوائی اڈہ پر پی، آئی، اے کا آدمی مل گیا۔ جس نے ہمارا سامان وہاں ہی رکھوا کر ہم کو ایک نہایت شاندار ہوٹل میں بھیج دیا۔ جس کا نام ہے۔ نیو نادری ہوٹل جو کوچہ نادر شاہ محلہ ضیابانِ نادری میں واقع ہے یہاں دوپہر کا کھانا کھا کر آرام کیا۔ بعد نماز ظہر کمپنی کی بس آئی۔ جسنے ہم کو حضرت قاسم ابن امام حسن کے مزار پر پہنچایا۔ جو شیزان پہاڑ پر واقع ہے اس جگہ کے حالات ہم سفرنامہ جلد اول میں لکھ چکے ہیں۔ دہاں سے واپسی پر ہم دو سے ۲۷ روپیہ کرایہ وصول کیا۔ شام کو ہوٹل کی طرف سے بہت شاندار اور پر تکلف دعوت کی یہ سب خرچہ پی، آئی، اے نے برداشت کیا۔

۲۴ محرم ۱۳۸۴ھ ۴ جون ۱۹۶۴ء جمعرات

آج صبح ساڑھے پانچ بجے کمپنی کی کار ہمارے ہوٹل میں آگئی۔ جو ہم کو لے کر ہوائی اڈہ پر گئی۔ وہاں ضروری تفتیش کے بعد ۷ بجے صبح ہمارا جہاز کراچی روانہ ہو گیا۔ یہ جہاز بہت بڑا ہے۔ سوا دو گھنٹہ میں یعنی سوا نو بجے صبح ہم کراچی پہنچ گئے۔ ہوائی جہاز اڑتیس ہزار فٹ بلندی پر اُڑتا رہا۔ کراچی ہوائی اڈہ پر پہنچ کر ناخوشگوار واقعہ یہ پیش آیا۔ کہ ہمارے پاس پاکستانی سو روپیہ کے پندرہ نوٹ تھے۔ کچھ تو امانت تھے۔ جو اہل مدینہ نے ہماری کتب کے لیے دیئے تھے۔ ہم کو ہوائی جہاز میں پُر کرنے کے لیے فارم دیے گئے تھے اس میں کرنسی کا بھی سوال تھا۔ ہم نے صاف لکھ دیا تھا۔ کہ ہمارے پاس کرنسی نوٹ پندرہ سو کے ہیں۔ ہوائی اڈہ پر پہنچ کر وہ فارم ہم نے دے دیا یہاں کے کسٹم افسر نے وہ سب نوٹ ہم سے لے لئے اور رسید دے دی۔ بولے کہ اب آپ کو یہ رقم اسٹیٹ بنک سے ملے گی۔ ہماری سچائی کی یہ قدر ہوئی اسی وجہ سے ہم کو کراچی میں ٹھہرنا پڑا۔ ہم نے بغداد شریف سے برخوردار

Marfat.com

ظفر علی خاں شیروانی سلمہ کو خط لکھا تھا۔ جس میں ہم نے اپنے کراچی میں پہنچنے کی تاریخ و وقت سے مطلع کیا تھا۔ مگر وہ خط ان کو نہ ملا۔ جس کی وجہ سے ہوائی اڈہ پر کوئی نہ پہنچا۔ اور ہم کو دشواریاں پیش آئیں۔

۲۵ محرم الحرام ۱۳۸۴ھ ۵ جون ۱۹۶۴ء جمعہ

آج ہم نے آرام باغ کی جامع مسجد میں حضرت مفتی محمد عمر صاحب نعیمی دامت برکاتہم کے پیچھے نماز جمعہ ادا کی۔ لوگ برابر ملاقات کرنے آتے ہیں۔ حالات سفر نہایت شوق سے سنتے ہیں۔

۲۸ محرم الحرام ۱۳۸۴ھ ۸ جون ۱۹۶۴ء دوشنبہ

آج کا دن کراچی میں بہت مشغولیت میں گذرا۔ جناب شیخ محمد شریف صاحب گجراتی ٹوپی والا نے ہمارے کام میں بہت محنت فرمائی۔ ان کی واقفیت اسٹیٹ بنک میں خوب ہے۔ اس لیے انھوں نے ہمارے ساتھ جا کر اجازت نامہ تیار کرایا جس کی رو سے ہمارا پندرہ سو روپیہ جو کسٹم والوں نے ہوائی اڈہ پر لے لیا ہے واپس مدینہ منورہ پہنچ سکے گا۔ اور وہاں سے پونڈ کی شکل میں ہم کو انشاء اللہ واپس ملے گا۔ یہاں سے یہ کام کر کے ہم پھر ہوائی اڈہ پر آئے۔ کیونکہ کسٹم والوں کے ذریعہ یہ رقم مدینہ منورہ پہنچی ہے۔ مگر وہاں کے افسروں نے بات نہ کی وہاں ہی شیخ عبدالحفیظ صاحب کے پاس گئے۔ انھوں نے اسٹیٹ بنک کا کاغذ مجھ سے لے لیا۔ اور فرمایا کہ آپ جائیے۔ انشاء اللہ یہ رقم مدینہ منورہ پہنچ جاوے گی ہم نے یہ پندرہ سو روپیہ بنام الحاج غلام حسین صاحب، مالک پاکستانی ہوٹل باب سیدنا عمر مدینہ منورہ بھیج دی ہے۔ انشاء اللہ وہاں سے پونڈ کی شکل میں ہم کو وصول ہو جاوے گی۔ پھر وہاں سے فارغ ہو کر پی، آئی اے کے دفتر گئے وہاں سے ہوائی جہاز کے دو سیٹ لاہور کے لیئے بک کرائیں۔ پھر ڈاک خانہ

Marfat.com

پہنچ کر حکیم سید بہار شاہ صاحب کو گجرات تار دی۔ کہ ہم ۱۰ جون کو بدھ کے دن ۹ بجے صبح ہوائی جہاز سے لاہور پہنچ رہے ہیں۔ یہ تمام کام جناب شیخ محمد شریف صاحب ٹوپی والے کی رہنمائی میں ہوئے۔ انہوں نے آج اپنا تمام کام چھوڑ کر تمام دن ہمارے ساتھ رہ کر بہت کام کرائے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے پھر ان کاموں سے فارغ ہو کر ہم کھوکھراپار واپس ہوئے۔ غرضکہ آج کا دن بہت مصروفیت میں گذرا۔

۲۹ محرم ۱۳۸۴ھ ۹ جون ۱۹۶۴ء منگل

آج عزیز و اقارب ملاقات کے لیے کھوکھراپار آتے رہے۔ بعد عصر عزیز گرامی قیصر علی خاں سلمہٗ اپنے ساتھ ہم سب کو ریڈیو اسٹیشن کراچی پر لے گئے۔ جو لانڈھی میں واقع ہے۔ تمام مشینری کی سیر کرائی۔ عجیب عجیب چیزیں دکھائیں۔ اس سیر و تفریح میں رات ہو گئی۔ آج صبح کو بذریعہ ہوائی جہاز گجرات روانگی ہے۔

۳۰ محرم الحرام ۱۳۸۴ھ ۱۰ جون ۱۹۶۴ء بدھ

آج صبح چار بجے بیدار ہوئے۔ نماز فجر ادا کر کے بذریعہ ٹیکسی کراچی کے ہوائی اڈہ پر آئے۔ سات بجے صبح جہاز نے پرواز کرنا تھا۔ اس حساب سے ہم کو سوار کر لیا گیا۔ کہ مگر معلوم ہوا کہ ہوائی جہاز آدھ گھنٹہ لیٹ روانہ ہو گا۔ کیونکہ جہاز میں کچھ خرابی ہے۔ سب مسافر واپس اتر آئے۔ ساڑھے سات بجے جہاز نے پرواز کی۔ پرواز ۱۸ ہزار فٹ بلندی پر تھی۔ اور پورے دس بجے جہاز لاہور کے ہوائی اڈہ پر پہنچ گیا۔ یہاں حکیم سید بہار شاہ صاحب تحصیل دار محرم علی صاحب ہاشمی مع اہلیہ اور مفتی مصطفےٰ میاں صوفی رشید صاحب حاجی غلام قادر صاحب غلام علی صاحب وغیرہ ہم احباب ہوائی اڈہ پر موجود تھے۔ ان بزرگوں نے بڑے تپاک سے خیر مقدم کیا۔ دوپہر کا کھانا الحاج شیخ منظور حسین صاحب کی۔ دوکان

Marfat.com

پر کھایا حضور داتا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ پر سلام کے لیے حاضر ہوئے۔ وہاں ہی نماز ظہر باجماعت ادا کی۔ پھر نوری کتب خانہ حاضر ہوئے حضرت قبلہ شاہ سید معصوم صاحب موجود نہ تھے۔ ان کے صاحبزادہ محمد حسن صاحب سے بہت رواداری میں ملاقات ہوئی۔ کیونکہ گاڑی کا وقت بہت قریب تھا تین بجکر پچیس منٹ پر گاڑی لاہور سے چلی۔ اور سوا پانچ بجے گجرات پہنچ گئی۔ گجرات اسٹیشن پر احباب کا جم غفیر موجود تھا۔ بہت محبت و احترام سے ملے حضرت قبلہ سید شاہ ولایت صاحب و صاحبزادہ بلند اقبال الحاج سید احمد شاہ صاحب اور صاحبزادہ سید حامد شاہ صاحب بھی اسٹیشن پر موجود تھے۔ سید حامد شاہ صاحب اپنی کار لائے ہوئے تھے۔ اسی پر شہر پہنچے۔ اولاً جامع مسجد غوثیہ میں نفل قدوم ادا کئے۔ پھر باجماعت نماز عصر پڑھی۔ پھر گھر آ گئے۔

مدینہ منورہ میں آج ۳۰ محرم ہے۔ مگر پاکستان میں آج ۲۸ محرم ہے۔ دو دن کا فرق ہے۔ ہمارا یہ سفر ۳ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۱۹ جنوری ۱۹۶۴ء یکشنبہ کو شروع ہوا اور آج ۳۰ محرم الحرام ۱۳۸۳ھ ۱۰ جون ۱۹۶۴ء چہار شنبہ ختم ہوا۔ کل چار ماہ ۲۷ دن میں یہ سفر طے ہوا۔ تین ماہ تیرہ دن مدینہ منورہ میں قیام رہا۔ حج کے لیے ۱۴ دن مکہ معظمہ میں ۶ دن بغداد شریف میں باقی دو دو دن بیت المقدس و دمشق میں۔

اس سفر میں ہم دونوں کے خرچ کی تفصیل یہ ہے ٹکٹ ہوائی جہاز ۵۰۷۸ زر تبادلہ ۴۳۲ روپیہ ٹیکس حکومت سعودیہ کراچی میں ۲۵ روپیہ ایرپورٹ کراچی میں سعودی ٹیکس ۱۰ روپیہ جدہ میں معلمی ۳۷۴ ریال بعد حج تنازل ۲۲ ریال جدہ میں تنازل میں مدینہ منورہ ۹ ریال تبدیلی زر برائے فلسطین و عراق و شام ۴۰ ریال سعودی ریال دو روپے کا ہوتا ہے۔ اس حساب سے کل خرچہ مع خوراک چھ سو اکہتر روپیہ ہوا۔ باقی حج و کھانے پینے کے مصارف علیحدہ ہیں کل خرچہ مع خوراک وغیرہ نو ہزار تین سو روپیہ ہوا پھر لفت ہنسا کمپنی نے ہم کو ایک سو بیس روپیہ واپس کئے جو زیادہ وصول کر لئے تھے۔

ضروری ہدایات

ہر حاجی وزائر کو حسب ذیل امور خیال رکھنے چاہئیں :۔

۱۔ حج وزیارات اپنی کوشش یا اپنی دولت کا نتیجہ نہ تھا۔ بلکہ اسے محض رب العالمین جانے بڑے دولت مند ان نعمتوں سے محروم رہ جاتے ہیں اور بہت غریب غربا کئی حج کر لیتے ہیں۔ مولانا فرماتے ہیں۔

شکر این فضل از کجا ارم جا

من کیم توفیق از نست۔ اے خدا

لہٰذا اس نعمت کے ملنے پر فخر نہ کرے شکر کرے اور حج وزیارات کا شکر کرے۔ کہ آئندہ گناہ کرنا چھوڑ دے نیکیاں لازم کرے کوشش کرے کہ حج ہو جاوے حج کرنا آسان ہے مگر کر لینے کے بعد اس کا سنبھالنا مشکل ہے اللہ تعالیٰ سنبھالنے کی توفیق دے۔

۲۔ فی زمانہ حرمین طیبین میں لوگ بہت بے ادبیاں کرتے ہیں بلکہ ہمارے پاکستانی حجاج بھی ان کو دیکھ کر بے ادبیاں کرنے لگتے ہیں۔ لوگ قرآن مجید کے اوپر سے جوتیاں لئے پھرتے ہیں۔ بلاضرورت قرآن مجید کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھتے ہیں۔ قبلہ کی طرف بلکہ روضہ مطہرہ کی طرف پاؤں پھیلا کر بیٹھے ہیں عام طور پر جوتے بغلوں میں دبائے مواجہہ شریف میں پہنچ جاتے ہیں۔ اسی حالت میں سلام عرض کرتے ہیں۔ جوتوں سے حرم شریف کو بھر دیتے ہیں۔ زائرین کو چاہیئے کہ ان حرکتوں سے بچیں حرم شریف کا ادب دل و جان سے کریں۔

۳۔ حرم شریف میں وہابیوں کے علماء خصوصاً دیوبندی جماعت روزانہ بعد نماز مغرب وعظ کرتے ہیں۔ مگر سواء شرک و کفر کے کچھ نہیں کہتے۔ حرم شریف کے آداب کی بالکل تبلیغ نہیں کرتے۔ بلکہ بے ادبی سکھاتے ہیں مسلمان ان وعظوں سے دور رہیں۔

Marfat.com

ع۴ تبلیغی جماعت والوں کی مدینہ منورہ سے ڈھائی میل دور ایک مسجد ہے۔ مسجد نوریہ لوگ ہزار بہانوں سے حجاج کو اس مسجد میں جانے وہاں شب گزارنے کی رغبت دیتے ہیں۔ صرف اس لئے کہ ان غریب حاجیوں کو جنہیں ہزاروں روپیہ خرچ کر کے صرف آٹھ دس دن مدینہ پاک کی حاضری کے میسر ہوئے ہیں۔ اس بہانہ مسجد نبوی شریف کی حاضری سے محروم کریں خبردار خبردار ہرگز ان کی باتوں میں نہ آؤ۔ حرم شریف کی نماز مدینہ پاک کی حاضری کو غنیمت جانو نہ معلوم پھر یہاں کی حاضری نصیب ہو یا نہ ہو۔

ع۵ مدینہ منورہ کی حاضری کے زمانہ میں اکثر اوقات حرم شریف میں گزارو۔ نماز بھی یہاں ہی پڑھو۔ نمازوں کے اوقات کے علاوہ خالی وقت میں مقدس و متبرک مقامات کی زیارات کرو۔ ہم نے وہ مقامات اپنے تمام سفرناموں میں تفصیل سے لکھ دیئے ہیں۔ اس فقیر گنہگار کو بھی مدینہ پاک کی دعاؤں میں یاد رکھو۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔

ع۶ کوشش کرو۔ کم از کم ایک بار مدینہ پاک کا رمضان واعتکاف نصیب ہو۔

ع۷ حکومت سعودیہ پاسپورٹ والے حجاج سے تنازل اور مزدور کے بہانہ بہت ریال وصول کر لیتی ہے۔ مناسب یہ ہے کہ جدہ اترتے ہی وکیل کی معرفت اپنے پاسپورٹ پر مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے لئے حق المزدور کی مہر لگوائیں قریباً نوے یا سو ریال حکومت لے گی۔ اور یہ مہر لگا دے گی۔ جس سے آپ کو مدینہ منورہ و مکہ معظمہ کے درمیان آمدورفت میں آزادی ہوگی

ع۸ درخواست پر حج کو جانے والے حضرات کو اکثر مایوسی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ قرعہ میں ان کا نام نہیں نکلتا۔ اس لیے پاسپورٹ پر حج و زیارات کرو۔ کوشش کر کے انٹرنیشنل پاسپورٹ بنوالو۔ یا تمام ممالک اسلامیہ کا پاسپورٹ بنوالو۔ فی کس آٹھ سو روپیہ امانت لے کر یہ پاسپورٹ بن جاتا ہے۔ یہ رقم بعد میں واپس مل جاتی ہے۔ اس سے آپ کو بہ آسانی حج و زیارات نصیب

Marfat.com

ہو جاوے گی۔ اگر وسعت گنجائش ہو تو ہوائی جہاز سے سفر کرو اس میں آسانی بہت ہے۔ خرچہ بھی بہت زیادہ نہیں۔ ماہ رمضان اگر مدینہ پاک میں گزارا جائے۔ تو بہت برکت حاصل ہوں۔

۹ء ہم سے ہائی لینڈ کمپنی نے وعدہ کیا تھا۔ کہ ہوائی جہاز کا جو ٹکٹ آپ اس سفر میں استعمال نہ کریں گے۔ اس کی رقم آپ کو واپس دی جاوے گی دس فی صدی کمشن کٹ جاوے گا۔ ہم نے مجبوراً تین ٹکٹ استعمال نہ کئے عمان سے یروشلم پھر یروشلم سے دمشق پھر دمشق سے بیروت واپسی پر ان ٹکٹوں کا کرایہ واپس مانگا مگر نہ ملا۔ اپنا وعدہ پورا نہ کیا یہ وعدہ خلافی تجارتی اصول کے خلاف ہے۔ جو صاحب اس سفرنامہ سے فائدہ اٹھائیں وہ مجھ فقیر بے نوا کے لئے دعا کریں۔ رب تعالیٰ پھر رمضان و اعتکاف مدینہ پاک کا نصیب کرے اور حج وعمرہ مکہ معظمہ کا میسر فرما دے اور نیک اعمال و ایمان پر خاتمہ کی توفیق دے وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ آمین یا رب العالمین۔

احمد یار خان خطیب جامع مسجد غوثیہ گجرات (پاکستان)

۱۹ ربیع آخر ۱۳۸۴ھ ۲۸ اگست ۱۹۶۴ء جمعہ

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com